REGISTERED No. A783
1931
LUCKNOW
OUDHPUNCH
क़ीमत पैशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाहा २
M. B. KHAN ARTIST LUCKNOW

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور اگر یہیں اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منھ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظرافتی پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ناچیز شمابہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہئیے۔ مشتہرین خود اپنی تحریروں کے بوجوہ ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہئے جو کہ اُن کے نام کی چِٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۱

مضامین

۷ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء

"مثنوی دہر آشوب"

ساقیا جام لا کہ سال ہے نو
مے کہنہ پلا کہ سال ہے نو

سختی دہر ہم نے جھیلی خوب
مے پلا تا نہ ہو سکیں مرعوب

پی کے مے نشہ حریت کا چڑھے
جوش دل کا ہر ایک لحظہ بڑھے

تیں سناؤں گزشتہ سال کا حال
بادہ تو دے کہ غم سے جام میں ڈال

ساری جگ بیتی مجھکو کہنا ہے
پی کے مے غم جہاں کا سہنا ہے

غم ہر باد دے شراب اے ساقی
دل کو ہے اضطراب اے ساقی

رند کہتے ہیں یہ بیانگ کوس
سال سی ام بھی بخت تھا منحوس

سپر ورِ قوم کا تبادلہ ہوا
کہ نمونا تھا جس کا آہ ہوا

ہم کو ہرگز کسی سے بیر نہیں
کہ سب اپنے ہیں کوئی غیر نہیں

وہ کہے صاحب غلام ہوں آزاد
[illegible] نہ آئے بھولے سے یاد

خیر اپنی نقطہ … ہیں ہم
اپنی تقدیر آزماتیں ہم

جان لینے کا جرم ہم سے نہ ہو
کام گولی سے اور بم سے نہ ہو

جان وہ بھی اپنی دیویں گے
دوسرے سے عوض نہ ہم لیں گے

بزم سے رزم میں بڑھائیں قدم
نہ ڈریں گر کھلی ہو راہ عدم

لاٹھی گولی سے قید سے کیا ڈر
کہ جہاں ڈر رہے ہے اپنا گھر

جو ہوا خلق اس کو مرنا ہے
موت سے بھی فضول ڈرنا ہے

مرد میدان آشتی رہ کر
ہم کریں کام سختیاں سہ کر

سعی اپنی ہے جیک بتن وائلنس
پھر تو آسان ہے ڈس اوبیڈینس

آخری ہے ہماری یہ تدبیر
کہ رہا ہو وطن جو ہم ہوں اسیر

دار پر وار ہو اگر ہم پر
ہم نہ پہنچائیں پر کسی کو ضرر

دل میں بیٹھے تھے ہم تو یہ ٹھانے
کہ پولیس لے گئی ہمیں تھانے

ساقیا دے شراب انگوری
کہ نئی چال ہے یہ لنگوری

جو نہ بولیں وہی پکارے جائیں
جو نہ ماریں کسی کو مارے جائیں

جو تشدد کے بر خلاف رہے
"ہو تشدد ادھر" یہ کون کہے؟

قول غالب کا ٹھیک پڑتی ہے
"بات پر واں زبان کٹتی ہے"

نیک اور بد پہ بس گئے وہ کاٹھی
ہانک دیتے ہیں ایک ہی لاٹھی

ایک وہ ہیں جو سہہ رہے ہیں ستم
ایک وہ ہیں جو مارتے ہیں بم

جاری ایسے ہوئے ہیں آرڈیننس
نذر ہے ملک بھر میں دو نو کا نبس

وہ حکومت کا کہہ کے یہ تنا
"میں ہوں دنیا میں اندرا بنا"

یہ تو ممکن نہیں کہ ہم نہ رہیں
سب ہیں کشتگان غم نہ رہیں

ہم نہ ہوں گے تو جیل جائیگا کون؟
نادہندی کا لطف اٹھائے گا کون؟

اپنے جینے میں ہے تکلف کیا
کارواں ہی نہ ہو تو یوسف کیا!

کانگریس کا سنا جو نہی یہ قول
بس حکومت کے دل میں پڑ گئی ہول

مردہ دل کو مرے جلا ساقی
مئے حب وطن پلا ساقی

مئے حب وطن جسے جام نہیں
خم و ساغر کا اس میں کام نہیں

دل ہے خم اور ولولہ ہے شراب
گر کہ سکی ہے حاکموں کا عتاب

نشہ اس کا وطن کی آزادی
اور نفاق و حسد کی بربادی

سینۂ صاف اس کا میخانہ
ظرف ہمت ہے اس کا پیمانہ

کانگریس والے اسکو پیتے ہیں
پی کے مرتے ہیں مرکے جیتے ہیں

کس طرح سے یہ سال گزرا ہے
دل پہ صدمہ کمال گزرا ہے

اک طرف شغل مے گساری ہے
اک طرف قید … جاری ہے

شوہروں سے ہیں بیبیاں کہتی
ہاتھ دھو لو کہ گنگا ہے بہتی

انکی واں سختی بڑھتی جاتی ہے
یاں ترنگ انکی چڑھتی جاتی ہے

ملک کی خیر سب مناتے ہیں
زن و مرد ایک راگ گاتے ہیں

بکنے دیتے نہیں بدیشی مال
مر اسی سے ہے دشمنوں کا حال

عشق کا امتحان دیتے ہیں
دیس پر اپنی جان دیتے ہیں

دے رہے ہیں شراب پر پہرا
شحنہ تادیب می کند … را

میفروشوں کی جان پہ ہے ستم
ہر شرابی ہے غرق بحر الم

ملتوی شغل بادہ نوشی ہے
بند سوق خرد فروشی ہے

بیچتے تھے جو یاں بدیشی مال
یعنی اہل فرنگ کے دلال

کف افسوس مل رہے ہیں وہ
آگ میں اپنی جل رہے ہیں وہ

جو کہا تھا وہ کر دکھایا سب
… اپنا ہے اور پرایا اب

خدمت ملک میں سزا پانا
کھیل سمجھے ہیں ملک کے دانا

قید ہو کر سزا وہ جھیلتے ہیں
خوب … جیل میں وہ پیلتے ہیں

جیل خانے سدھارے جب شوہر
بیبیاں بھی نکل پڑیں باہر

لاٹھیاں جسم زار پر کھائیں
دس ٹیں بیس انکے بعد آئیں

ان کی مردانگی کو دیکھے جہاں
جیتنا ان سے اب نہیں آسان

گھر بھی ان کا تھا ایک قسم کی جیل
اسلیئے جیل آگئے ہے کھیل

کیوں نصیبا نہ ہند کا جاگے
ہیں یہ مردوں سے دو قدم آگے

ہے یہ دنیا کے دل میں گھبراہٹ
راج ہٹ رہتی ہے کہ تریا ہٹ؟

اک مسلح ہے اک نہتا ہے
کوہ ہے ایک ایک پتا ہے

فرماتے ہیں کہ ہم انتہائی گرداوروں کے خلاف ہیں [illegible] اور معذور دل کا وہ خطرات ہیں گزرتے ہیں۔ اس قسم کی تمام شکایتوں کو دور کرنے اور ذمہ داروں کو ان کی ذمہ داریوں کے پاک مقصد کو لے کر یہ رسالہ گرہستی کا اجرا ہو رہا ہے۔

کہتے ہیں کہ معاشرت اور نفسانی لذتوں میں بے پرواہی کے باعث جسم کھوکھلے ہو رہے ہیں۔

یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ رسالہ گرہستی شباب کی غلط کاریوں کو آگاہ کرنے والا اور خدا جانے کیا کیا یعنی دنیا بھر کے ہر کام کا ٹھیکا اس نے لے لیا ہے۔ یہ سب "گرہستی" ہے۔

اس میں باتیں خوب بنائی گئی ہیں۔ سکھ، دکھ کی باتیں۔ شادی کی باتیں۔ خاوند بی بی کی باتیں۔ مصیبت زدوں کی باتیں۔ محبت کی باتیں۔ عورتوں کی باتیں۔ بچوں کی باتیں۔ خانہ داری کی باتیں۔ صحت کی باتیں۔ کام آنے والی باتیں۔ یاد رکھنے والی باتیں۔ گیان کی باتیں۔ گراوٹ کی باتیں۔ کاروباری باتیں۔ دھرم کی باتیں۔ ہنسانے والی باتیں۔ دنیاداروں کی باتیں۔ انعام کی باتیں۔ ادھر ادھر کی باتیں۔ یہ سب عنوان مستقل سمجھنے چاہئیں۔ ان میں کچھ تو کام کی باتیں ہیں کچھ بیکار کی باتیں ہیں۔ مثلاً بیوی کیونکر محبوبہ بن سکتی ہے۔ اڈیٹر صاحب پوچھتے ہیں "آخر کیا وجہ ہے کہ گھر کی بیوی کو ویسے ہی محبوبہ نہیں بنایا جاتا جیسا کہ اخلاق کش بازاری عورتوں کے جنگل میں پھنس کر آدمی ان کو بنانے کا خواہشمند رہتا ہے۔"

وجہ ظاہر ہے کہ رشک رقابت سب کچھ کراتا ہے بازاری ہوتی ہے آزاد اور بیباک بیوی ہوتی ہے پابند اور باحیا۔ وہاں رقیبوں سے مقابلہ ہوتا ہے تاکہ آزاد پابند ہو جائے۔ یہاں اسکی ضرورت نہیں وہ ایک امر خاص میں ہر طبیعت کے تماشبین کی مزاج شناس ہوتی ہے یہ نبض شناسی اور مزاج دانی کے رستے میں کبھی حائل نہیں ہوتی۔ کیا کوئی مدرسہ جس میں گرہستوں کو بیباکی کی مزاج شناسی یا تماشبینی کے گر سکھائے جاتے ہوں اور بی گھر بسی بے کچھ کیے دھرے بے تعلیمی کے قدردان شوہر کو آشنا بنا سکیں؟

اڈیٹر صاحب "خاوند کو خوش رکھنے کا طریقہ" یوں تعلیم فرماتے ہیں کہ جیسے ہی خاوند (یعنی اسے جی یعنی خداوند مجازی یعنی بچوں کے ابا۔ یعنی دل کے زخم۔ یعنی پا بہ زنجیر۔ یعنی آدمی گھر میں خوش یعنی تماشا شاہ یعنی ملک الذابح یعنی فرعون بے سامان۔ یعنی خطا گیر بخطا) گھر کے اندر داخل ہوں مسکراہٹ سے ملے اور اپنے منہ سے کوئی بات نہ کہے بلکہ مشاہدہ کرے کہ اس وقت اسکے خاوند کے اطوار اور لہجہ گفتگو سے اسکی طبیعت کس جانب راغب ہے جس طرف اسکی طبیعت ہو ویسا ہی کرے کبھی لڑائی نہیں ہوگی۔"

بات اڈیٹر صاحب نے معقول بتائی مگر استثنا سے خالی کوئی عام نہیں بس یہ تدبیر تو جب راس آئے گی جب خاوند صاحب کا آدمیوں میں شمار ہو۔

اجی حضرت آپ نے طرم باز خاں دیکھے ہی نہیں فرض کیجیے کہ جورو مسکرائے اور خاوند صاحب کی طبیعت ٹھکانے نہ ہو تو کیا ہوگا؟ یہی کہ ہاں ہم کو دیکھ کے مسکراتی ہے کیا ہم کوئی مسخرے ہیں؟ اور اگر زیادہ ظرافت نے زور کیا تو لبوں کی مسکراہٹ یا خندۂ دنداں نما کی پیمائش کے مطابق غریب کے جسم نازک پر دو چار زخم بھی نظر آنے لگیں گے اور آخر یہ نوبت آئے گی کہ ؎

لب از گفتن چناں بستم کہ گوئی
دہن بر چہرہ زخمے بود و بہ شد

ارے بھائی گرہست عورتوں اور ماں باپ کی بیٹیوں کے اطوار درست کرنے کی اتنی ضرورت نہیں جتنی پاجی شوہروں کی دماغی اصلاح ضروری ہے اور یہ اصلاح بدسرشت مردوں کی بہت مشکل ہے۔ ہاں آپ نے شوہروں کے ذمے یہ فرض جو عائد کیا ہے بیشک نفع بخشے گا کہ "شوہروں کا فرض ہے کہ وہ ہر روز اپنی (ان پڑھ) عورتوں کو رسالہ گرہستی کے مضامین شروع سے لے کر آخر تک پڑھ کر سنایا کریں۔"

ہر حال یہ ہمہ گیر رسالہ بحالت موجودہ کچھ برا نہیں اگر ایسے انسانی جوڑے اسکے خریدار بن جائیں جو شمع کی طرح نصیحت کی لو سے پگھل جاتے ہیں تو یہ معمولی جھگڑے بکھیڑے میں کارآمد ہو سکتا ہے۔ سال نو کا یہ تحفہ غنیمت ہے۔

امید ہے کہ اڈیٹر صاحب "ایک درگیر و محکم گیر" پر عمل فرما کے ہمہ گیری سے باز آئیں گے۔ اور سائیکالوجی یا علم اخلاق نے اصلاح نفس کے جو نسخے تجویز کیے ہیں انھیں اپنے مضامین میں جگہ دیتے رہیں گے۔ سالانہ قیمت عہ/ مقرر ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ باتصویر ہے۔ منی لال گوبردھن اسکے اڈیٹر ہیں۔ منیجر رسالہ گرہستی لاہور سے طلب کیجیے۔

غازی پور سماچار

کچھ اہل قلم حکومت کو بے وقوف بنانے اور اپنا مطلب

اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۰ ایکٹ ۲ سنہ ۱۹۰۱ء ممالک مغربی و شمالی

نمبر مقدمہ ۱۳۱ ۹

بعدالت مال تحصیل مقام اکبر پور ضلع کا [illegible]

چونکہ مقدمہ نالش مساۃ [illegible] بیوہ [illegible] کا [illegible] موضع لال پور پرگنہ اکبر پور ڈگری دار بنام چند کنور بیوہ دل سنگھ ساکن [illegible] پور و مساۃ راج وتی بیوہ سنت سنگھ ٹھاکر ساکن لال پور پرگنہ اکبر پور مدیونان کے جو عدالت میں فیصل ہوا ایک ڈگری بقایا لگان بابت بتاریخ ۸ ۲ اکتوبر سنہ ۱۹ صادر ہوئی اور مبلغ [illegible] جواب از رو ئے ڈگری مذکور واجب الادا ہیں ان کی تفصیل حاشیہ پر درج کی جاتی ہے۔

	روپیہ	آنہ	پائی
اصل	۱۵۷	8	•
خرچہ نالش	13	14	6
سود بابت زر اصل و خرچہ نالش	•	•	•
خرچہ اجراء ڈگری	13	2	•
سود بابت خرچہ اجراء ڈگری	•	•	•
میزان	184	8	6
	109	8	6

اور چونکہ آج کی تاریخ تک ڈگری بلا ایفا رہی ہے لہذا بذریعہ اس تحریر کے تم مساۃ چند کنور بیوہ دل سنگھ ساکن [illegible] و مساۃ راج وتی بیوہ سنت سنگھ ٹھاکر ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] مذکور کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم زر مذکور یعنی مبلغ [illegible] جو از روئے ڈگری کے واجب الادا ہیں اس عدالت میں پندرہ روز کے اندر تاریخ موصول ہونے اطلاعنامہ ہذا سے ادا کرو ورنہ وجہ ظاہر کرو کہ تم مندرجہ ذیل کھیتوں سے جن کی بابت بقایا ڈگری شدہ واجب الادا ہے بیدخل کیوں نہ کیے جاؤ۔

تاریخ پیشی مقدمہ [illegible] ۱۶ مقرر ہے

تفصیل اراضی

پرگنہ	موضع	نمبر کھیت کا	رقبہ کھیت کا
اکبر پور	لال پور	[illegible]	۸ بسوہ
		[illegible]	۲۰ بسوہ
		[illegible]	۱۰ بسوہ
		[illegible]	۱۸ بسوہ
		[illegible]	[illegible] بسوہ
		[illegible]	[illegible] بسوہ
		[illegible]	[illegible] بسوہ
		[illegible]	۷ بسوہ
		[illegible]	۱۳ بسوہ
		[illegible]	[illegible]
		[illegible]	[illegible]
			۱۲ بسوہ

دستخط حاکم بحضور انگریزی
(مہر عدالت)

نکالنے میں واقعی اُستاد ہیں۔ غازی پور سماچار بھی
انھیں میں سے ایک معلوم ہوتا ہے۔ یہ غازی پور سے
نکلا اور جنوری ۱۹۳۱ء میں ہم کو بھیجا گیا۔ دوسرا نمبر
ہے پہلی جلد ہے۔ مولوی صدر الدین احمد کیفی اور بابو
سُدیو سنگھ بی اے۔ ایل ایل بی وکیل اس کے اڈیٹر ہیں
یہ ایک ہوا چلی ہے کہ جتنے پرچے کانگریس کی حمایت
میں نکلتے ہیں اُن کا بانی ایک ہندو ایک مسلمان
ہوتا ہے۔ جو یہ نہ ہو تو معلوم کیونکر ہو کہ ٹھیک بھرپور
چاہے اتفاق ہو یا نہ ہو مگر سرکار کے فدائیوں میں
یک جہتی ضرور ہے۔ خدا مبارک کرے اسی بہانے سے
ہندو مسلمان مل بیٹھیں۔ ہمیں اسپر کوئی اعتراض نہیں
ہاں ہماری دلی تمنا یہ ہے کہ جو کچھ معقولیات اور قابلیت
کے ساتھ ہو۔ کون کہتا ہے کہ سب سے آخر تک حکومت
گنہگار رہے۔ کون دعویٰ کرتا ہے کہ کانگریس میں
سب معصوم ہیں غلطی کا امکان دونو طرف مساوی
ہے اور سچ پوچھیے تو حکومت کی غلطیاں بہ نسبت
کانگریس کے ہزار گنا زیادہ ہیں اسلیے کہ وابستگان حکومت
کو ہر قسم کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔ وہ اپنی بُری
بات بھی بجبر منوا لیتی ہے۔ سچ ہے۔ قدرت کے بعد
عقل سالم نہیں رہتی بہت مشکل ہے کہ ؎

ہو ذو الفقار ہاتھ میں اور ہاتھ روک لے

اگر سلامتی سے مفلس کانگریس مختار کُل ہو جاتی تو اُس سے
حکومت کے مقابلے میں بہت زیادہ گناہ سرزد ہوتے

مطلق اختیار۔ جوش۔ اور بات کی تہ کو نہ پانا کی
جڑ ہیں۔ یہ تینوں باتیں کانگریس والوں کو بھی اسی
گمراہی میں پھانس لیتیں جسمیں حکومت مبتلا ہے۔
تمہید ہو گئی لمبی۔ غرض یہ ہے کہ حکومت کے فدائی
اہل قلم جوش سے خالی ہیں مگر گورنمنٹ کے اختیارات
اور سخن پروری سے متمتع ہونے کے لیے کاغذ سیاہ
کرتے اور مامون کے کان میں زنتیاں بجا نجا "انیڈا
انیڈا ابھرے" کی شل اصل کر دکھاتے ہیں۔

غازی پور سماچار میں اسی قسم کی دھما چوکڑی
کے اکثر نمونے موجود ہیں۔ یہ ہمیں معلوم نہیں کہ حکومت
بے وقوف بنی یا نہیں۔

شاعری کا نمونہ دیکھیے مولانا فضیل صاحب سائل
سہسوانی ایک مسدس ہجو کانگریس میں ارشاد فرماتے ہیں

منہ میں چار سو طوفان مچا رکھا ہے

"سو" کا واؤ ڈھیلی کھا گیا۔ ؎

مادر ہند کی فرزندی کا دعویٰ ہے اگر
خدمت ملک کا گر قلب میں جذبہ ہے اگر

اطلاعنامہ بنام رسپانڈنٹ مشعر اطلاع تاریخ مقررہ سماعت اپیل

بعدالت جناب بابو بھاگوت پرشاد صاحب بہادر سب جج موہن لال گنج
مقام لکھنؤ۔ مقدمہ اپیل نمبر ۲۹ سنہ ۱۹۳۰ء

منا لال ولد پیلا داس قوم ویش اگروال ساکن ناکہ ہنڈولہ شہر لکھنؤ

بنام

بابو پنا لال وغیرہ ... رسپانڈنٹ

اپیل بنا سامنی فیصلہ عدالت آنریری منصف صاحب بہادر
لکھنؤ مقام لکھنؤ

مورخہ ۱۳ ماہ جولائی ۱۹۳۰ء

بنام شیام سندر ولد حلوم سو نار ساکن مقبول گنج تھانہ
حضرت گنج شہر لکھنؤ ... رسپانڈنٹ

مطلع ہو کر اپیل بنا مرضی ڈگری میر سلطان علی صاحب آنریری
منصف لکھنؤ اس مقدمہ میں مسمی منا لال نے پیش کیا اور
وہ اس عدالت میں درج رجسٹر ہوا اور اس عدالت نے تاریخ
تیرہ ماہ جنوری ۱۹۳۱ء واسطے سماعت اس اپیل کے مقرر
کی ہے اور اگر خود تم یا تمہارا وکیل یا کوئی اور شخص جو قانوناً
تمہاری طرف سے اپیل ہذا میں جواب و سوال کرنے کا مجاز
ہو حاضر نہ آئیگا تو اُس کی سماعت اور تجویز تمہاری غیر حاضری
میں یکطرفہ کی جائیگی۔

آج بتاریخ ۸ ماہ دسمبر ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے
جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

فرزندی کی ہے" شاعر کی ہستاد شاعری پر
قربان۔ اور مصرعہ ثانی "گر اور اگر" کی تکرار ایک ہی
مصرعے میں اشتہاب کے مطابق (رتی بھر بھی) کی دلیل
ہے "گر" پر "اگر" اور "اگر" پر "گر" ہولنے پر فولاد اور سمندر
پر ہوا ہے۔ یوں کہتے تو اچھا تھا ؎

گر۔ اگر گر۔ اگر گر۔ اگر گر۔ گر۔ گر
گر۔ اگر گر۔ اگر گر۔ اگر۔ گر۔ گر۔ گر

تو شاعری کے اندھے کنوئیں میں گراری کی گھر گھراہٹ
کسی قدر زیادہ "فردوس گوش" بنتی۔

بہرحال اس اخبار کا غذ میں نہ استدلالی اور
برہانی قوت ہے نہ خطابی۔ اچھا بھلا کاغذ سیاہ نہیں
"سُرخ" کر دیا ہے۔ بالکل اُمید نہیں کہ حکومت کو یہ پرچہ
بیوقوف بنا سکے۔ بات کہنے کا سلیقہ ہی نہیں تو پھر
کیا ہوگا۔ دو روپیہ سالانہ قیمت ہے مہینے میں دو مرتبہ
نکلتا ہے۔ سال نو کا یہ تحفہ بھی بدمزہ نکلا۔

(باقی آئندہ)

راقم ـــــــ اریا۔ خاکسار

منونہ قابل فروخت

سمن بنابر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۲۳۲ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب ایڈیشنل سب جج خفیفہ صاحب بہادر بستی ضلع بستی

قرم بدری داس رام سروپ ... مدعی

بنام

رام ہر کرسری پال

رام ہر کرسری پال ساکنان موضع رشنیا ٹھوک پرگنہ گونڈہ
سری پال ولد رام ہر کرسری ضلع گونڈہ ... مدعا علیہ

ہرگاہ کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت زر نقد کے دائر
کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۰ ماہ جنوری ۱۹۳۱ء
وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات
سے قرار واقعی کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے
یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے
حاضر ہو اور جواب دہی دعوے مذکورہ کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ
جو تمہارے احضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے
تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو
جن کی شہادت پر نیز تمام دستاویزات پر کہ تم اپنی جوابدہی کے
تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز پیش کرو۔ تم کو اطلاع
دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری
تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲ ماہ جنوری
۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

زندہ کنی عطائے تو - ور بکشی فدائے تو
دل شدہ مبتلائے تو - ہر چہ کنی رضائے تو

والد الوقت :- "کہو صاحبزادے کیا ارادہ ہے؟ بھنگی ناچتی ہے۔ تخت بھی ہے تختہ بھی ہے - غار بھی ہے - مار بھی ہے"

گل صبحدمے بجود بر آشفت و بریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بد عہدی دہر بیں کہ در چندیں روز
سر بر زد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت
اگر موسم خزاں میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا ہو تو اصغر علی محمد علی عطر سازان چوک لکھنؤ
سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ ہمارا باغ ناپائدار ہے۔ اور اسکی خوشبو پائدار ہے

التماس منیجر۔ (۱) سال گزشتہ کی جلد میں ۲۹ ضمیمے شائع کرنے کے بعد باعتبار مضامین اودھ پنچ کی جلد بالکل تقریباً مکمل ہے صرف چند ضمیمے باقی رہ گئے ہیں جو سال حال میں شائع کر دیے جائینگے اور حساب صاف ہو جائے گا۔ اب کی کثرت مشاغل انتظامی کی وجہ سے ضمیمہ شائع نہیں ہوا۔

(۲) ڈاک کے محکمے نے وی پی پارسل یا پیکٹ کی راہ میں ایک تازہ نہر کھود دی ہے یعنی تین روز تو وی پی کے طلبگاروں کی خاطر کی جائیگی بشل مشہور ایک دن کا مہمان دو دن کا مہمان تیسرے دن کا بے ایمان تو تیسرے روز سے دو آنے روزانہ جرمانہ شروع ہو جائیگا۔ لہذا طالبان وی پی اب تو غیرت سے کام لیں وی پی نہ منگائیں۔

اودھ پنچ کے قدیم قدردان عموماً منی آرڈر بھیجتے رہتے ہیں بعض کا حکم یہ ہے کہ سال ختم ہوتے ہی بلا تامل وی پی بھیجو۔ ان سے بھی یہی گزارش ہے۔

(۳) باعتبار پولیٹکل اور ادبی مضامین کے سال گزشتہ ۱۹۳۰ء کی جلد دیگر مجلدات سے فائق ہے۔ باوجود پریس ایکٹ کی صعوبتوں کے اودھ پنچ نے مفید مطالب اور اپنے طرز لطیفانہ لہجے میں بیان کیے اور آزاد نگاری کا حق پوری حسن ادا کیا۔ چند فائل دفتر میں برائے فروخت موجود ہیں جو حضرات اپنے دار المطالعہ کو تفریحی مفید مضامین سے زینت دینا چاہتے ہوں انھیں بذریعہ منی آرڈر ۱۶ روپیہ قیمت مع محصول ڈاک فوراً روانہ کر دینا چاہیے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ایں غدلیس آں ہم خواہد شد؟

نیا سال اور نیا غم

ہے تو یہ نحوست ۱۹۳۱ء کی کہ مرنڈھی گئی سال تازہ کے سر یعنی مسافر لندن مسٹر محمد علی بیچارے مرحوم ہو گئے۔ انھوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ یا تو آزادی حاصل کروں گا یا میری قبر یہاں بنے گی۔ معلوم ہوا ہے کہ قبر تو ولایت میں نہیں لکھنؤ میں بنے گی مگر مرحوم نے جو کہا تھا وہی کیا۔ مفت میں ہمارے دوست کا مرغ روح پردیس میں قفس عنصری سے نکل کے یہ کہتا آزاد ہو گیا ؎

> بہار ہی میں ہوئے بیچارے زیادہ رنج و محن کھیا
> یہی غنیمت یہی ہے یار و خزاں میں ہمنے چمن دیکھا

دو باتیں کہی تھیں ایک پوری ہوئی تو کیا دوسری بھی پوری ہو گی؟ قرینہ یہی کہتا ہے۔ آزادی مل چکی۔ مناسب یہی تھا کہ ان کی قبر لندن ہی میں بنتی اور اس پر کسی اچھے نقاش سے یہ کتبہ کھدوا دیا جاتا۔

دیگشتہ اہمال و ابطال برطانیہ کا ذیابیطس و توقف قلب مبتلا شدہ جان بجان آفرین سپرد

اہمال و ٹال مٹول کی بھی ایک حد ہوتی ہے مگر برطانوی ٹال مٹول غضب کی ہے۔ لاجپت رائے مرے اور ٹال مٹول ختم نہ ہوئی۔ محمد علی نے جان دی اور ٹال مٹول ابھی تک موجود ہے۔ ہزاروں مر جائینگے اور اسی حسرت میں مر جائیں گے

الوداعی منظر اور مسئلہ ہند

پائپ "دھواں دھار تقریریں۔ اور بس"

پیپری "پیں پیں پیں۔ بچ گئی جان کٹ گئی شب ہجر۔ اور بس"

نمونہ قابل فروخت

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

آرڈر ۵۔ قاعدہ ۱ و ۵

نمبر مقدمہ ۳۴ ۔ ۱۰۷

بعدالت منصف صاحب بہادر کانپور ضلع کانپور

مسرس سرکار اینڈ کمپنی ... بازار شہر کانپور ... مسٹر سرکار ولد ... سرکار قوم بنگالی ساکن ... بازار شہر کانپور ... مدعی

بنام

پنڈت گنگا پرشاد خزانچی ولد پنڈت شیو سہائے ترویدی ساکن محلہ ... ضلع ... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے آپ کے نام ایک نالش بابت ... دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۱۹ ماہ جنوری ۱۹۳۱ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہوں اور جواب دہی دعوی کی کریں۔ اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر و نیز تمام دستاویزات کو جن پر آپ جوابدہی کی تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہوں پیش کریں۔ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہوگا۔ بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۷ ماہ جنوری ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم منجانب انگریزی

شیخ محمد حسین ... پرنٹر و پبلشر ... اودھ پنچ ... مطبع ... قیصر باغ لکھنؤ

کہ ہاتھ پاؤں آزاد ہیں لیکن رونا ہوا ہی رہے گا
وہ دن مشکل سے آنے کی توقع ہے کہ یہ کہنے کی نوبت
آئے ہے

دیکھا دم نزع دل آرام کو
عید ہوئی ذوق ونے شام کو

اگر دنیا ان قبر پرستی کو یقین ہے کہ لندن کے فدائیان وطن اپنے نفس پر قیاس کرکے محمد علی کو وطن کا شیدائی سمجھتے اور قبر کی طرف سے گزرتے تو ہار پھول چڑھاتے ہیں پورٹ سعید کا وہاں وجود نہیں ہے کوئی چڑھاتا۔ ہاں تو سن کمن نان پاؤ ۔ پیپر منٹ کے شکر پاروں پر ندھی بسوا سکتے مرحوم کی وفات پر ہندوستان بھر میں رضامندی اور نارضامندی کے ساتھ ماتم کیا گیا جنھیں اُن کی غلطیاں یاد تھیں اُنھیں بھلائیاں یاد رکھنے والوں نے زبردستی غمگین ہونے پر مجبور کیا۔ ہڑتال ہوئی مگر بمبئی وکٹوریا اسٹریٹ پر جو مظالم ماتمیان محمد علی مرحوم کی طرف سے ہوئے وہ قابل عفو نہیں اکے والوں کی کوبہ کاری ہوئی کہ تم نے سواری کیوں بٹھائی یا سواریاں پٹیں کہ تم آج ہڑتال کے دن کیوں سوار ہوئے بزاز سے کا ایک ہندو بھی راضی نہ تھا کہ اس غم میں دکان بند کرے مگر فرقۂ اہل ماتم دیکھ کے بیچارہ چپ ہو رہا اور دکان بند کرکے گھر سدھارا شیعوں نے عذر کیا کہ روزہ عاشورا کو کوئی سنی تاجر اپنی دکان بند نہیں کرتا تو ایک سنی کے مرنے پر جس کی دنیوی عزت کچھ بھی گروہ امام حسینؑ کے برابر نہیں ہو سکتا ہم کیوں اپنی دکان بند کریں۔ مگر اہل ماتم کی چڑھائی دیکھ کے اُنھیں بھی اپنے قول کی وقعت معلوم ہو گئی۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہم کو آزادی ملنے کا یقین ہو گیا۔ پالنے میں پوت کے پاؤں دیکھ کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ محمد علی مرحوم کم از کم اتنی آزادی مسلمانوں کو دے مرے ہیں وہ صرف اُسی طبقۂ اسلامی کے نائب بنا کے لندن بھیجے گئے تھے جس کا اعتقاد اُسے چند سطحی اور فساد کی باتوں کے علاوہ باقی ملی و اسلامی فوائد و قواعد کے تسلیم کرنے سے آزاد رکھتا ہے۔ اُس کا قول ہے (تقریری و تحریری) کہ محمد علی کے ساتھ اسلام بھی مر گیا۔ اب اسلام کا نشان نہ پیش ہوگا۔ یہ مبالغہ بالکل اسلامی شان کے خلاف ہے تاہم بڑے بڑے مولوی بھی فرما رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارے نزدیک وہ صرف جمعیت کے ایڈیٹر اور تاجر تھے جنھوں نے پہلے عمومی شہرت اور پھر از راہ تنزل ادنیٰ خصوصی مرجعیت حاصل کی۔ ہم اُن پر بہت کچھ نکتہ چینی کر چکے جب تک ہمیں کوئی مجبور نہ کرے ہم تفاصیل نہ بیان کریں گے۔ اب نیکیاں یاد رکھنے کا محل ہے اس پہ پچھتائے ہے

ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے؟

دلیل طلب سوال

"وہ قوانین جن کی ماں قوم ہے معروف اور باپ ہے نکرہ"

قوانین حکمرانی جب قیامت کے روز پکارے جائیں گے تو کہا جائے گا کہ "دفعہ فلاں بنت ام القوانین (تعزیرات ہند) وآئین ہیں (منظور کردہ کونسل) کہاں ہے آئے اور اپنے کرتوت بیان کرے" عارفین نسب عقلی فرماتے ہیں کہ وسیلے کے آرڈیننس اُس وقت ... بایں معنی کہ یہاں کی طرف سے ہیں ... کہ تحریرات ہند جہاں پھانسنے پھنسانے والے سیکڑوں پھندے بن چکی ہے وہاں دس پانچ آرڈیننس بھی سہی لیکن ان کا باپ ہونے سے آئین عقلی و عدلی وہی انکار کرتا ہے لہذا یہ باپ کی جانب سے "نکرہ" ہی رہیں گے۔

کوئی ہمارے دوست اردن سے پوچھے کہ آجکل تمہارا وقت عزیز مضبوط مضبوط پھندے تیار کرنے میں صرف ہوتا ہے اگر قابل شکار رسید کثیر نہیں تو اتنے زیادہ پھندے کیوں بناتے ہو اور اگر بہت سی افراط ہے تو یہ دعویٰ کہاں تک صحیح ہے کہ بغاوت کی کوئی ہستی نہیں ہندوستان میں بالکل خیریت ہے کیا نئے جیل خانوں کی تعمیر پولیس کی تعداد میں زیادتی۔ چھوٹے درجے کے عمال کے اختیارات میں توسیع۔ بذریعہ احکام ایسے امکانات مہیا کرنا جن سے ہر بیگناہ بھی ان عمال کے ذاتی انتقام کا ہدف آسانی سے بن سکے کیا معنی رکھتا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ اہل وطن کی شکوہ خیز بیماری مزمن ہو چکی ہے کہ ہیجان آشکارا پایا گیا کہ نفرت دل کے ... کسی نے شعلے سے بھاپ نکالی اور ... نے حلقے میں ہاتھ پاؤں کسے اور ... بند کر دیا۔ بہت زمانے سے یہی دستور چلا آتا ہے آخر تا بہ کے ضبط کے معدے میں قوت ہاضمہ معمول ہوئی بغاوت اور سرکشی کی ... قانون کا چورن رست یا چہ ہوا نجاست پھیلی۔ آپ ہی فرمائیے کہ بیماری کی اصلی علت جب عوارض قوانین ٹھہرے تو اب قوت دافعہ کے طبعی اشتداد کا الزام طبیب پر عاید ہوتا ہے یا مریض پر؟ لارڈ ارون وہی کر رہے ہیں جو تعزیرات ہند ڈیڑھ سو برس سے کر رہی ہے۔ یہ حسن انتظام کی دلیل نہیں کہ ڈاکٹر ارون بھی گلے کا ... ناشناس چارہ گری کی طرح "بگیر و بہ بند" کے حابسات سے تدبیر رفع مرض فرمائیں اور یہ تجربہ جو دو اعضا ثابت ہوئی ہو اس پر دوسری قابض چیزیں ملائیں ... کی صورت ہلیس اور مریض کو ...

لاٹ صاحب ہماری زبان اور ہمارے قلم پر پہرا بٹھا لینے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے لیکن ہے

آنکھوں پہ اختیار ہے اچھا نہ روئیں گے
کچھ آپ میرے دل کو بھی سمجھائے جاتے ہیں؟

ہمارا قلم نہ روئے گا ہماری آنکھ خشک ہو جائے گی مگر کیا اس سے اُن لوگوں کے معدے پر بھی اثر پڑے گا جن کا وضو شکن اسہال زود بانی آج حکومت کو چین نہیں لینے دیتا؟ جو قانون کی پروا نہیں کرتے۔ جنکی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ جو اعلان کے ساتھ قانون اور حکم پامال کرتے اور اس بشاشت کے ساتھ جیل خانے جاتے ہیں جیسے کوئی دولہا پھیلنے سسرال جاتا ہے۔ پھر ان میں عورتیں بھی ہیں مرد بھی ہیں بچے بھی ہیں بوڑھے بھی ہیں۔ جن سے حکومت کا بس نہ کبھی چلا نہ چلے گا (اسلیے وہ سزا پانے سے اور بری ہو جاتے ہیں)۔ امید ہے کہ لارڈ ارون ان پریس آرڈیننس کو انصاف کی فرزندی میں دے کے مجہول النسب ہونے کے عیب سے بچا لیں گے

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزوعلمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED NO. 783
1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
कीमत पैशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلیئے کہ گوہر وخزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے۔ مشتہرین خود اپنی تحریروں کیلئے بوجوہ ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہمیں اپنے خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چپٹی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ضمیمہ اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۲
۱۴ جنوری ۱۹۳۱ء

مضامین غیر

مراسلات

یہ شکایت اودھ پنچ سے بہت آرہی ہیں کہ ہم کہ مضمون بھیجتے ہیں تو وہ چھاپا نہیں جاتا ہم کیا کریں۔ کام کے مضامین لوگ لکھتے ہی کیا ہیں وہ تو مسخرے پن میں اور ظرافت میں فرق ہی نہیں کرتے۔ ظرافت پر ہر شخص قادر نہیں۔ لہذا اگر با نتیجہ مفید مضمون دفتر میں آئندہ موصول ہونگے تو وہ چھاپ دیے جائیں گے۔ مگر ایسے حضرات جواب طلب مضامین کے تسلسل کی ذمہ داری خاکسار ایڈیٹر کے سر پر نہ ڈالیں۔

ذیل میں ایک مضمون بحیثیت اصلاح نصاب تعلیم شائع کیا جاتا ہے۔ "اڈیٹر"

استدعا

عالیجناب اڈیٹر صاحب اودھ پنچ دامت افاداتکم بکمال ادب دست بستہ گزارش ہے کہ میں اردو کے اعلٰے قابلیت کا امتحان دینے والا ہوں جسمیں مثنوی گلزار نسیم بھی داخل نصاب ہے اسی بنا پر میں نے یادگار نسیم کو دیکھا جو مجموعہ ہے مثنوی گلزار نسیم اور انتخاب دیوان نسیم کا جسکو مولانا اصغر حسین صاحب اصغر گونڈوی نے مرتب کیا ہے اسکے شروع میں ممدوح نے لکھا ہے کہ یہ ایڈیشن طلبار کے لیے تیار کیا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ فٹ نوٹ اور حاشیہ کے ذریعہ سے انکی کافی مدد دیجائے نیز شعر و ادب میں انکی نظر بلند ہوسکے اور صحیح بصیرت اور صالح ذہنیت پیدا ہو۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مقدمہ اور فٹ نوٹ لکھنے میں آنریبل پنڈت منوہر لال صاحب زتشی نے انھیں کافی مدد دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل اشاعت یہ کتاب پنڈت صاحب ممدوح کی نظر سے بھی گزر چکی ہے لیکن اکثر فٹ نوٹ میری سمجھ میں نہیں آتے چونکہ اصغر صاحب کی نسبت بھی بعض ذی فہم حضرات کی رائے ہے کہ لکھنؤ کے گزشتہ و موجودہ شاعروں سے زیادہ قابل ہیں اور پنڈت صاحب بھی ایک مسلم ہستی ہیں لہذا یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ معاذ اللہ ایسے حضرات اس قسم کی ذلیل غلطیاں کرینگے اس لیے میں اپنی نافہمی پر محمول کرتا ہوں اور اپنے شکوک اس غرض سے پیش کرتا ہوں کہ حضور اودھ پنچ میں ان کو جگہ دیدیں تاکہ یہ دونوں حضرات یا اور کوئی صاحب میرے شکوک رفع کریں چونکہ اودھ پنچ مجھے دیکھنے کو مل جاتا ہے لہذا گزارش ہے کہ اسکے ذریعہ سے مجھے مطلع کریں۔ مجھے پریشانی اس وجہ سے زیادہ ہے کہ پنڈت صاحب ممدوح اکثر ممتحن ہوتے ہیں اگر امتحان میں یہ مقامات آگئے اور میں نے انکی رائے کے خلاف لکھا تو یقیناً فیل ہوجاؤں گا اور ان کی رائے کے موافق جب تک سمجھ نہ لوں کیسے لکھ سکتا ہوں میں حضور سے بھی استدعا کرتا کہ حضور ہی مجھے سمجھا دیں کیونکہ حضور سے بہتر علم بلاغت کا ماہر کون ہوسکتا ہے لیکن اس وجہ سے جرأت نہیں ہوتی کہ آجکل حضور جگر گھنی کانفرنس کے چکر اور سنطق آرہ آیگم کے پھیر میں ہیں اور وہ ملک کا کام ہے میرا کام تو ملک کے ایک غریب فرد کا ہے۔

اس شعر میں صنعت تجنیس لکھی ہے

کر یاد کہیں چہ ذقن کو
کود ے نہ کنوئیں میں باؤلی ہو (صفحہ ۵۲)

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس شعر میں صنعت ایہام تناسب ہے جو معنوی صنعت ہے یعنی باولی کا لفظ کنوئیں کی وجہ سے تناسب کا وہم دلاتا ہے حالانکہ دیوانی کے معنی میں مستعمل ہوا ہے جس سے چاہ اور کنوئیں کو کوئی نسبت نہیں ہے۔ صنعت تجنیس میں تو الفاظ تلفظ میں مشابہ ہوتے ہیں اور معنی میں مغائر۔ چاہ اور کنوئیں اور باولی میں کوئی تشابہ تلفظ میں نہیں ہے لہذا یہ سمجھا دیجیے کہ صنعت تجنیس اس شعر میں کیسے ہوگی۔

اس شعر میں پلنگ اور شیر میں صنعت تجنیس خطی لکھی ہے۔

حاجت کے گماں سے جب ہوئی دیر
جھنجھلا کے پلنگ سے اٹھا شیر

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی صنعت ایہام تناسب ہے یہ نہیں سمجھ میں آتا کہ شیر اور پلنگ میں تجنیس خطی کیسے ہوگی۔

اس شعر میں صنعت تضاد لکھی ہے۔

ہر چند کہ تھا وہ دیو کڑوا
حلوے سے کیا منھ اس کا میٹھا

صنعت تضاد تو اسوقت ہوتی ہے جب دو لفظوں کے معنوں میں تضاد ہو۔ اس شعر میں کڑوا بد مزاج کے معنی میں ہے لہذا میٹھا کے ساتھ صنعت تضاد کیسے ہوگی۔ البتہ صنعت ایہام تضاد ہوسکتی ہے جو صنعت تضاد سے علٰحدہ صنعت ہے۔

اس شعر میں صنعت مراعات النظیر لکھی ہے۔

وہ طفل بھی گر پڑا قدم پر
مانند سرشک چشم مادر

میں سمجھتا ہوں کہ اس میں صرف تشبیہ ہے علم بدیع سے اس شعر کو کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس شعر میں لکھا ہے کہ لعل گراں بہا کنایہ بکاولی سے ہے۔

دیکھا تو وہ ماہرو نہ وہ برج
وہ لعل گراں بہا نہ وہ درج

میں سمجھتا ہوں کہ کنایہ نہیں ہے استعارہ ہے کیونکہ کنایہ میں حقیقی معنی کی طرف بھی رجوع جائز ہوتا ہے اور یہاں لعل گراں بہا کے حقیقی معنی مراد نہیں ہوسکتے استعارے میں معنی مجازی ہوتے ہیں اور تعلق تشبیہ کا ہوتا ہے یہاں بکاولی کو لعل سے تشبیہ دی ہے اور وجہ شبہ گراں بہائی مذکور بھی ہے لہذا یہ استعارہ ہوا یعنی بکاولی مستعار لہ ہے اور لعل گراں بہا مستعار منہ ہے۔

اس شعر میں بکاولی کی آفتاب سے تشبیہ لکھی ہے۔

بیدار کیا وہ ماہ پیکر
جاگا تو تھا آفتاب سر پر

میں سمجھتا ہوں کہ تشبیہ نہیں ہے بلکہ استعارہ ہے کیونکہ تشبیہ میں مشبہ و مشبہ بہ دونوں مذکور ہوتے ہیں اور استعارے میں طرفین استعارہ میں سے ایک غیر مذکور ہوتا ہے اس شعر میں بکاولی جو مستعار لہ ہے وہ غیر مذکور ہے اور آفتاب جو مستعار منہ ہے وہ مذکور ہے

نسیم کا شعر ہے

ہاں یاں جو سفید چشم صفا
یوں میل قلم نے سرمہ کھینچا

اس پر فٹ نوٹ لکھا ہے کہ چشم صفا کی جگہ چشم صفہ ہونا چاہیے۔ کھینچا کے ساتھ صفہ کا قافیہ صحیح ہے لیکن چشم صفہ (فارسی ترکیب کے ساتھ) کا قافیہ صحیح نہیں سمجھا جاتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ چشم صفہ میں اضافت نہیں ہے بلکہ سفید چشم میں ترکیب مقلوب ہے اس وجہ سے صفا کا قافیہ کھینچا کے ساتھ صحیح ہے کیونکہ اردو ترکیب کے ساتھ ہے اگر چشم صفہ میں اضافت ہوتی تو بجائے یا کے یائی ہوتا کیونکہ چشم مؤنث ہے۔

بادل سادہ بھرا آسماں جوش،
تھا بجلی کی لہر سے ہم آغوش

اس شعر میں دوسرے مصرعہ کی تصحیح اس طرح کی ہے۔ بجلی سی لہر سے تھا ہم آغوش۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح تصحیح کرنے میں دوسرا مصرع ناموزوں ہو گیا کیونکہ لہر کی ہائے ہوز ساکن ہے۔

بہرحال جہاں جہاں علم بدیع و علم و بیان کے مسائل لکھے ہیں وہ کہیں میری سمجھ میں نہیں آتے

لیکن یہ چند شعر میں نے اسلئے لکھے ہیں کہ اگر یہ سمجھ میں آجائینگے تو ممکن ہے کہ اور جگہ بھی میری سمجھ میں آجائے لہذا میرے حال پر رحم فرما کر کوئی صاحب مجھے سمجھا دیں۔

راقم

ذوالفقار علی از موضع کہرا کانا سہوان گنج ضلع الہ آباد

تحائفِ سالِ نو

(نمبر۲)

چمنستان امرت سر

"پنجاب" اور "زبان اردو" مرادف المعنی ہوتے جاتے ہیں۔ "چمنستان" کے نام سے ایک ماہانہ رسالہ دو سال سے جاری ہے اس کا سالانہ حصہ یعنی نمبر اسی جنوری میں ہماری نظر سے گزرا صورت اور سیرت کے اعتبار سے خوب ہے۔ کئی چھوٹے دلچسپ افسانے اور متعدد نظمیں عمدہ ترتیب کے ساتھ اسمیں درج ہیں۔ دو تین مستقل مضمون بھی ہیں کیا (رسالوں یا اخباروں کی غذوں میں اور کیا ہوتا ہے؟ "پنچ")

اُن میں سے ایک ادبی مضمون بھی ہے کے قابل شاہنامہ فردوسی پر ایک محققانہ تبصرہ مولانا محمود شیرانی کا لکھا ہوا ہے مگر حضرت کیسے تو شاہنامہ کہ دیں کہ خدا خداوند آپ نے خوب مضمون لکھا۔ ورنہ مضمون اس وجہ سے نامناسب ہے کہ مذہبی تعصب انکی تحریک کا اصلی محرک ہوتا ہے۔ ایک ادبی رسالے میں مذہبی یا قومی عصبیت کا وجود نامحمود اسکی خوبیوں کو زائل کر دیتا۔ فردوسی نے شاہنامہ لکھا۔ محمود غزنوی نے انعام میں بخل سے کام لیا۔ یہ ایک مشہور حکایت ہے۔ مولانا شاید سمجھے کہ ہائیں ہمارا صنم اور اس جرم کا مرتکب؟ ہم تو اپنی زندگی میں اُسے بدنام نہونے دینگے مارے لاتا تو قلم۔ ہات ترے فردوسی کی دُم میں ساٹھ ہزار اشرفیوں کا ذرا ٹھہر تو سہی۔ ابے تو حضرت سلطان محمود خلد آشیاں پر وعدہ خلافی اور کنجوسی کا الزام لگاتا ہے بقول میر حسن ؎

تجھے سیر کرنے کو گھوڑا دیا
کہ اُس مالزادی کو جوڑا دیا

بدست عوام فروخت کے لئے

سمن واسطے قرارداد امور تنقیح طلب

نمبر مقدمہ ۳۹ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب چودھری محمد علی صاحب آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ضلع بارہ بنکی

منشی کشن نرائن خلف آنریبل رائے بہادر قوم بھارگو ساکن شہر لکھنؤ محلہ حضرت گنج .... مدعی

بنام

رام دولاری

رام دولاری ولد صاحب دین قوم پاسی ساکن اولیا پور مزرعہ موضع نور پور پرگنہ بسوڑھی تحصیل رام سنہی گھاٹ ضلع بارہ بنکی مدعا علیہ۔

ہرگاہ کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت بیدخلی دفعہ ۶۱ قانون لگان کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۰ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے بمقام رودولی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے کی کرو اور تم کو لازم ہے کہ اُسی روز جملہ دستاویزات پیش کرو جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو۔

تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۰ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

بدست عوام فروخت کے لئے

سمن لغرض انفصال مقدمہ

نمبر مقدمہ ۱۲ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب حاجی چودھری محمد علی صاحب آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول مقام رودولی ضلع بارہ بنکی

بلدیو سہائے وغیرہ .... مدعیان

بنام

صاحب ڈپٹی کمشنر مہتمم کورٹ بارہ بنکی وغیرہ

بنام مسماۃ پاربتی بیوہ مہابیر قوم برہمن ساکن موضع سدپور پرگنہ مویٰ تحصیل رام سنہی گھاٹ ضلع بارہ بنکی مدعا علیہا نمبر ۱۲

واضح ہو کہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابت بقایا مبلغ مالگذاری بابت ۱۳۳۷ف لغایۃ ۱۳۳۸ف کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۹ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء وقت ۱۰ بجے دن کو بمقام رودولی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر روز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۲ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — (دستخط حاکم بخط انگریزی)

سمن لغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبری ۲۴۵ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب سید حسن ارشاد صاحب بہادر منصف مقام اکبر پور ضلع فیض آباد

نوجی تیواری وغیرہ .... مدعی

بنام

محمد ایوب بیگ وغیرہ .... مدعا علیہ

بنام مقصود علی بیگ ولد ریاست بیگ ساکن موضع الن پور پرگنہ تانڈہ ضلع فیض آباد۔ مدعا علیہ ۵

واضح ہو کہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابت دخلیابی کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۲ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء وقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جملہ دستاویزات کو جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہوگے تو مقدمہ تمہاری غیر حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا

آج بتاریخ ۱۰ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

نوٹ: وقت حاضری بدفتر منصفی اکبر پور ضلع فیض آباد ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

فرمائش کی تھی کہ شاہنامہ کو سلطان پر لکھ چینی کرنے کو تجھ سے کس نے کہا تھا۔ اے کو بدمذہب ہو کے ایک عظیم الشان بادشاہ کی ذات اور عقائد پر مذہب اور غیر مذہب حملے کرتا ہے اور پھر اس گستاخی کا اجرہ بھی طلب کرتا ہے" یہ محمود صاحب کے الفاظ کا ترجمہ خاتمہ ہے۔ دیکھئے یہ حضرت نے فردوسی کی بدلگامی کے نمونے دکھائے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ؎

نباشد جز از بے پدر دشمنش
کہ یزداں بآتش بسوزد تنش

اس شعر کا مصرعہ اولی سخت ترین تبرا ہے۔ جس کا اشارہ شیعوں کی حدیث "لا یبغضنا الا ولد الزنا" کی طرف ہے (خدا جانے اس حدیث کے اصلی الفاظ کیا ہیں) اہلسنت والجماعت اس کے مقابلہ میں اپنی جان و مال بھی ہیچ سمجھتے ہیں۔ ایسی صورت میں ذرا آپ اپنی آنکھوں پر سے بے انصافی کی پٹی کھول کر دیکھیں کہ وہ قابل انعام تھا یا سزاوار گردن زدنی۔ میں سمجھتا ہوں کہ سلطان نے بیحد رحمدلی فرمائی کہ اسکو زندہ چھوڑ دیا"۔

بھلا بتایئے جب مضمون نگار کے مجرد دماغ میں اس قسم کی آتش غضب بھڑک رہی ہو تو وہ کہاں تک تفتیش و تحقیق یا اقامت براہان میں کامیاب ہو سکتا ہے حضرت علی اور محمود کا مذہبی اختلاف یا فردوسی اور دیگر شعرائے دربار کا مذہبی اور ذاتی عناد جتنا قابل حرف گیری و نفرت ہے؟ اتنا ہی حضرت مضمون نگار کا یوں آپے سے باہر ہونا۔ ہماری رائے ہے کہ ایسے اشخاص کو قلم اٹھانا ہی نہ چاہیے۔ خداوند نعمت اچھا ہوا کہ فردوسی کو محمود نے تنخواہ نہ دی خوب ہوا کہ بقول بہاچہ قدیم "سخن در مذہب خود گفتہ" ؎

گرت زیں بد آید گناہ من است
چنین است این رسم و راہ من است

سلطان را نا خوش آمد و سیاست فرمود" میاں فردوسی تیاں سے پٹ گئے اور تنخواہ ہاتھ نہ لگی۔ ہم کیوں ایسے واقعات کا تذکرہ ایک ادبی رسالہ میں کر کے اسکی پرلطف بزم میں تبا لگائیں۔ اس مضمون میں دور از کار خیالی استبعاد سے کام لے کے جناب محمود نے یہ دکھانے کی سعی فرمائی ہے کہ (۱) وہ قصہ بے اصل ہے (۲) دشمنوں کی تاریخ میں اس کا وجود نہیں۔ (۳) بھلا فردوسی نالائق جانتا ہی کیا تھا جو شاہنامے کا مصنف ہوتا۔ (۴) تاریخی اور ادبی غلطیوں سے اُس کا کلام مملو ہے (۵) وہ دربار سلطان میں کے دن رہا (۶) ثابت نہیں ہوتا کہ شاہنامہ سلطان محمود کے عہد میں تصنیف بھی ہوا تھا یا نہیں۔ (۷) اُسمیں شعر بھی ساٹھ ہزار نہیں (۸) جو شاہنامہ آج پیش کیا جاتا ہے وہ خدا جانے کتنے نسخوں کا مجموعہ ہے (۹) کسی مورخ نے اختتام شاہنامہ کی تاریخ فلاں اور کسی نے فلاں مقرر کی ہے زری حساب تو لگایئے۔ فردوسی کی وفات کے گیارہ سال بعد اسکا اختتام ہوا۔

الغرض یہ مضمون کسی نتیجہ تک انسانی ذہن کی رہنمائی نہیں کرتا ہاں مضمون نگار صاحب کے غصے کی جھلک ہر بحث میں موجود ہے۔

محمود بریلوی صاحب ہوں یا کوئی متعصب شیعی اہل قلم دونوں کو اس طرز تحریر سے اجتناب لازم ہے۔ بایں معنی کہ شیعیت اور سنیت میں وہ دو چوکھیں پیشہ ور مذہبی ملاؤں کے خصائص عالیہ کے واسطے رہنے دو۔ ادھر اہل ادب کا فرض سخن کی داد پر ختم ہو جاتا ہے۔

فردوسی نے ایک جگہ ایرانیوں کے خیالات کی تصویر جبکہ وہ عربوں سے مصروف نبرد تھے یوں کھینچی ہے ؎

ز شیر شتر خوردن و سوسمار
عرب را بجائے رسید است کار
کہ تخت فریدوں کنند آرزو
تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

دُنیا جانتی ہے کہ اسلام کے قبل عربوں کی حیثیت غلاموں کی سی تھی ہر امیر کے ہمراہ رکاب عربی غلاموں کا ایک گروہ رہتا تھا۔ اور عجم تو عرب پر حاکم ہی تھے۔ نبرد آزمائی کے وقت اگر ایرانیوں کے خیالات عربوں کے بارے میں ایسے ہی ہوں تو عجب نہیں یہ بالکل آئین فطرت کے مطابق ہیں۔ طبائع مختلف ہوتے ہیں ہزاروں سُنّیوں کو فردوسی کے ان اشعار پر غصہ نہ آیا جو بطور نقل قول درج شاہنامہ ہیں۔ مگر مرشد محمد مقبل آخوند صاحب

آرڈر ۵ قاعدہ ۳۰ ضابطہ دیوانی

سمن بغرض قرار داد امور تنقیح طلب

نمبر مقدمہ ۳۰۷ سنہ ۱۹۳۰ء

عدالت جناب کنور رگھوراج بہادر صاحب بہادر منصف کنندہ مقام پرتابگڈھ

حیدار ولد بقرعیدی قوم مسلمان ساکن موضع اگئی پرگنہ راہپور تحصیل کنندہ ضلع پرتابگڈھ .... مدعی

بنام

گجادھر سنگھ وغیرہ ....

گجادھر ولد بھیانہ سنگھ قوم چھتری ساکن موضع بنام اگئی پرگنہ راہپور تحصیل کنندہ ضلع پرتابگڈھ ... مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دخلیابی ذریعہ انفکاک رہن کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۲ ماہ فروری ۱۹۳۱ء وقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جملہ دستاویزات کو جن پر تم تائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔ مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ تمہاری غیر حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱ ماہ جنوری ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

[illegible] منصفی کنندہ ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک۔

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

نمبر مقدمہ ۱۳۰

بعدالت جناب منشی عبدالمجید صاحب بہادر حاکم تحصیل شاہ آباد ضلع ہردوئی

لالہ سندر لال ولد لالہ شیام لال اگروال ساکن شاہجہانپور مدعی

بنام

کیلاش نرائن جگدیش و رام چندر رام بہی نابالغان بولایت پرسرام چچا حقیقی خود وارثان گنگا رام مدعا علیہ امرا ی و سوک پسران سر سائے قوم برہمن — ساکنان باسلانگر پرگنہ شاہ آباد مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ضمن (۶۸) وغیرہ ایکٹ لگان کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۰ جنوری ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے بمقام ردولی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو اور تم کو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات پیش کرو جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو۔

تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۹ ماہ جنوری ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

[illegible] قیصر باغ لکھنؤ

جیسے کسی نے جنڈو کی کے سر پر نمک چھڑک دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمان دنیاوی حاکموں کو مقتدائے مذہب بنانے کے عادی ہیں اُن کے خلاف کوئی کلمہ سُنتے ہی ان کا منھ پھول جاتا ہے۔ مولانا ابوالکلام نے اورنگ زیب عالمگیر کے افعال اور برتاؤ پر نکتہ چینی کی اور برسوں مورد ملام رہے حالانکہ نکتہ چینی برمحل جائز اور وار دتھی۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ محمود بریلوی صاحب اپنے ہمنام بادشاہ پر بخل اور وعدہ خلافی ظلم و بہتان کا داغ لگنے دیں۔ نہیں صاحب نہیں۔ فردوسی پیدا ہی نہیں ہوا۔ شاہنامہ تصنیف ہی نہیں ہوا۔ اگر پیدا ہوا بھی تھا تو اب ہم کہتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی اُسکی دایہ نے ٹینٹوا گھونٹ دیا تھا۔ شاہنامہ تو محمود بریلوی صاحب کے مؤلفات قدیمہ میں سے ایک کتاب ہے جو عنصری و عسجدی اور حسن میمندی کے ساتھ شریک ہو کے اُنھوں نے تالیف کیا پھر آپ کوئی اجارہ دار ہیں اگر کوئی کہہ بیٹھے کہ آپ شیعی شاعر کی خواہ مخواہ حمایت کر رہے ہیں تو یہ اعتراض آپ پر بھی چپک کے جزو بدن ہو سکتا ہے۔ براہ نوازش "مذہبی اوبار" جس نے سر کتاب تاریخ کی صحت میں بادھا لگا یا ہے ملاحظہ فرمائیے۔ مورخ سنی ہو یا شیعہ اس بیہودگی سے بہت کم محفوظ رہا ہے۔ سمجھے؟

راجستھان لاہور

"سالانہ نمبر"

یہ ہفتہ وار "ریاستی" اخبار۔ خود مختار رئیسوں کا دقا عی اور نما ہے۔ اس کا سالانہ نمبر ہمارے پاس ریویو کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اسکے نظم و نثر مضامین ایک سال کی رخصت اور دوسرے کے استقبال پر مشتمل ہیں۔ ایک افسانہ بھی ہے مگر نامکمل۔ سال نو کا یہ تحفہ بھی اچھا اور دلچسپ ہے۔ اسے کہتے ہیں "اپنی گڑیا سنوارنا"۔ یہ نمبر خاصا ہے۔ محمود قریشی سالاری صاحب اسکے ڈائرکٹر آف پالیسی ہیں زیادہ بک بک اچھی نہیں منگا کے دیکھیے۔ اچھا ثابت ہو تو سبحان اللہ اور بُرا معلوم ہو تو ---------- ہم نہیں جانتے۔

عفت دہلی

لڑکیوں کی تعلیم ضروری ہے تو زنانے رسالوں کی بھی ضرورت مسلم ہے۔ سال جدید کا یہ تحفہ ایک عمدہ تحفہ ہے۔ نظم و نثر تمام مضامین خوب اور مفید ہیں اس رسالے کی تزئین اچھے کاغذ اچھی کتابت اور چھپائی سے کی گئی ہے۔ امۃ الزہرا بیگم صاحبہ حیا اسکی مالک اور بلقیس جمال خاتون بریلوی عطیہ بیگم اہلیہ شمشاد علی صاحب ایم اے اسکی اڈیٹر ہیں۔ اتنی توصیف کافی ہے کہ کوئی مضمون انہیں نام رکھنے کے قابل نہیں سب اچھے ہیں البتہ ایک بے معنی سا کارٹون غالباً اسلیے بنا دیا ہے کہ نظر نہ لگے۔ جیسے گورے گالوں پر کاجل کا تل۔

اگر مونچھوں والی عورتوں کا ہاتھ اسکی ترتیب و صنعت میں داخل نہیں تو سمجھنا چاہیے کہ مسلم خواتین ہند نے بھی خاصی ترقی ادبیات میں کی ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب کہ مردوں کے ہاتھ سے قلم دھیکلی کھائے عورتوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔ اُس وقت میاں مُنھ دیکھ کے رہ جائینگے۔ باتمیتی کہ "بدنگار" اور "بیہودہ نویس" مردوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ ایک دن ان حضرات کو ضرور شکست ہوگی۔ اور یہ شکست عورتوں ہی سے انھیں ہوگی۔ اس نمبر کا حجم ۱۲۵ صفحہ کا ہے۔ ماہواری تو ہوتا ہی چاہیے۔ للعہ رسالانہ عام قیمت ہے۔ دفتر عصمت دہلی سے طلب کیجیے وہیں سے شائع اور فروخت ہوتا ہے فقط

ہفتہ وار مصور

پیام

تیت سالانہ للعہ — ششماہی عہر

ملک کے اخبار نویسوں کی امامت میں کلکتہ سے شائع ہونا شروع ہوا ہے مرحوم "پیغام" اور "الہلال" کو جو قلم مرتب کرتے تھے وہی اب "پیام" کے صفحات پر گل افشانی کر رہے ہیں، اگر آپ کو اخبار بینی کا صحیح ذوق ہے تو "پیام" بہت پسند آئے گا یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کہ "پیام" آزادی کا علمبردار اور اعلان حق میں بالکل بیباک ہے۔ ہر اشاعت میں بہترین تصاویر کے ساتھ نہایت مفید اور دلچسپ مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ نمونہ کا پرچہ (۱۰) کا ٹکٹ بھیج کر طلب کر سکتے ہیں۔ پتہ:-

منیجر "پیام" نمبر ۱ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

مونچھ مل خدا۔ خدا مل مونچھ

"فیٹ"

"فیٹ" اُڑنے والی چیز یا چڑیا کی رخصتی آواز ہے وہ کندے تول گھٹنے جھکا دُم کو پھیلا کے "فر" سے اُڑتی ہے تو "فیٹ" کہتی ہے۔ چکر گھنتی کانفرنس کی پالی برخاست ہوئی کر نیز رہ گئے اور نوکار "فیٹ فیٹ" کہتے اس غرض سے پالے باہر ہوئے کہ آج برابر برابر اُٹھ رہے دو چار مہینے کے بعد پھر لکھی پر دو دو چونچیں ہوں گی۔ "کس" دیکھا جائیگا "کالا رہے یا پیورا" اس کا حال خدا ہی جانے "وارے نیارے" کی نوبت ہندوستان اور ہندوستانیوں کے برتاؤ پر موقوف ہے "تصفیۂ زمین بر سر زمین"۔ "فیٹ" کے واسطے ضروری نہیں کہ "مفہوم" بھی ہو۔ کیا معنی کہ "مردان حال" میں سے وہاں تھا ہی کون۔ سب مردان قال ہی تھے جنھوں نے آمدنی بڑھانے کو محبت وطن پر ہمیشہ ترجیح دی البتہ جب زبانی جمع خرچ کا وقت آیا تو سب نے آگے بڑھ کے قدم مارا۔ غور سے دیکھیے تو ختم فصل پر "فیٹ" کا دستور جاندار اور بیجان ہر ایک شے میں ہے۔ چراغ بجھنے لگتا ہے تو "فیٹ" کا آخری جلوہ دکھا کے شمع امر کے آخری شعلہ معنی و صورت "فیٹ" دکھاتی ہے۔ گھر سے رخصت ہوتے وقت خدا حافظ فی امان اللہ جس طرح پیٹھ دکھائی ہے اُسی طرح مُنھ دکھانا۔ نصر من اللہ و فتح قریب۔ بسفر رفتنت مبارکباد۔ خدا کے سپرد کیا ہے۔ ضیلکم السلام علیکم السلام۔ بی بی بچوں کو ہماری طرف سے دعا کہنا۔ دیکھو خط ضرور لکھنا۔ یہ سب دعائیں اور یہ کلمے "فیٹ" میں داخل سمجھو۔ مرتے وقت کی ہچکی اور گھرا یا گھنگرو بھی فیٹ ہے۔ جدید پریس آرڈیننس ۱۹۳۰ء کی آخری فیٹ ہے۔ لہٰذا ملک فیٹستان معانی میں چکر گھنتی کانفرنس کے ممبروں کی آخری فیٹ بھی کچھ کم قرار نہیں۔ نواب صاحب بھوپال اور آنریبل شاستری کو اعزازی القاب ملے۔

"مسٹر وائٹ سن نے اسکاٹ لینڈ کی طرف سے ہندوں کی "فیٹ" ہندوستان کی خدمت میں پیش کی "فیٹ فیٹ" بھوپالی فیٹ یہ بھی گول میز کانفرنس کامیاب ہوئی تو اس کا سہرا اسکاٹ لینڈ والے کے سر ہوگا۔ فیٹ فیٹ فیٹ

شاستری فیٹ سے

البتہ عندی فی بیت لمغلق

صناعت مغایقہ و البابِ مُغلّق

(میرے سینہ کی کوٹھری بند ہے اور دکھ درد بھرا ہوا ہے کنجیاں گم ہو گئیں دروازہ اُلوپ ہو گیا) "راز" کا اظہار اوچھوں کا کام ہے۔ میں اوچھا نہیں۔ مگر ایک اہم سب کمیٹی کے صدر نے یوں فیٹ کی کہ وزیرِ اعظم عنقریب ایسی فیٹ کرینگے جس سے ہندوستانیوں کے دل باغ باغ ہو جائینگے آج برطانیہ کی تاریخ میں ایک چمکدار بھڑکدار جھلملاتا جگمگاتا باب تیار ہو رہا ہے جس میں لکھا جائے گا کہ فیٹ فیٹ فیٹ۔ اس فیصلے تک پہونچنے کے لیے ہندوستان کو زیادہ زحمت نہیں برداشت کرنی پڑیگی خالی چند یا پیلی ہوئی اور جلجانے میں مُفت کی روٹیاں توڑنی پڑیں فیٹ فیٹ فیٹ۔

سر راما سوامی آئر کی فیٹ۔

فیڈرل اسکیم میں ہندوستان کے خود مختار رئیس شریک ہوئے۔ فیٹ فیٹ۔

ہندوستان نے منطقی استدلال سے اپنا مطالبہ پیش کیا۔ فیٹ فیٹ۔

اُمید رکھنی چاہیے کہ پارلیمنٹ ہندوستان کی قسمت میں چین ہی چین لکھ دے گی۔ فیٹ - فیٹ۔

اُمیدوں بھرا دل لے کے بندہ رخصت ہو رہا ہے فیٹ فیٹ وزیرِ اعظم اور وزیرِ ہند کی عنایتوں کے عوض۔ فیٹ فیٹ۔ لارڈ ریڈنگ کے احسانات کی فیٹ فیٹ فیٹ

سر سلطان احمد کی فیٹ۔ اعتماد رکھو بھائیو کانفرنس فیٹ کامیابی ہفیٹ کامیابی۔ صوبوں کی آزادی۔ فیٹ۔ صاحب لوگ تمھارے لیے پریشان ہیں۔ فیٹ۔ برلوں کی تو کچھ نہ پوچھو فیٹ اور قدامت پسند بھی فیٹ۔ آخر فیٹ فیٹ فیٹ۔ کامیابی کا قطرۂ ولادت ٹپک چکا فیٹ۔ ریشہ بن رہے ہیں فیٹ۔ ثم خلقناہ فی احسن تقویم کی صدا جلد بلند ہوگی۔ (نو مہینے کیوں ؟) فیٹ فیٹ۔

لارڈ سینکی کی فیٹ۔ بھئی لارڈ ریڈنگ کیا کہنا۔ جو تم نے کہا وہی اصل چیز ہے فیٹ فیٹ

سر سموئل ہور کی فیٹ۔ غور کر لینے دو۔ فیٹ۔ فیٹ۔

لارڈ پیل کی فیٹ۔ ہاں بھائی فیٹ ہاں بھائی فیٹ

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی فیٹ۔ ہاں ہاں جی۔ میں کروں گا فیٹ۔ دم تو فیٹ۔ صبر کرو فیٹ۔

کرنل گڈنی کی فیٹ۔ اینگلو انڈین گروہ کی خدمات کا کیا کہنا۔ واللہ فیٹ ثم باللہ فیٹ انھیں تو سر کا تاج بنانا چاہیے فیٹ فیٹ فیٹ۔

سر محمد شفیع کی فیٹ۔ مسلمانوں کے حقوق فیٹ۔ اُن کا تحفظ فیٹ۔ اور نہیں تو پھر فیٹ فیٹ فیٹ۔

مسٹر جناح کی فیٹ۔ ہندو مسلمان دونوں مل جائیں تو فیٹ۔ ورنہ فیٹ فیٹ فیٹ۔

مسٹر ملیر کی فیٹ۔ ہندوستانیوں سے پوچھا کبھی بھولے تو فیٹ۔ ورنہ فیٹ فیٹ فیٹ۔

مسٹر جیکار کی فیٹ۔ ہائے مسلمانوں کا تعصب فیٹ فیٹ فیٹ۔

مسٹر گوون جونس کی فیٹ۔ یورپین تو اسی آئین کی تائید کرینگے جو تمام اہلِ ہند کا متفقہ ہو۔ ورنہ فیٹ فیٹ فیٹ۔

سر سپرو کی فیٹ۔ بھائی کیا کہیں فیٹ۔ یہ وقت مبالغے کی گرم بازاری ہے۔ کامیابی تیوہار ہو۔

بڑھ بڑھ کے زیادہ منہ نہ کھولو
بہتی گنگا ہے ہاتھ دھو لو

اے یارانِ سرِ پل۔ فیٹ فیٹ فیٹ۔

سر مرزا اسمٰعیل کی فیٹ۔ یاس فیٹ۔ حرماں فیٹ۔ سب گئے ہیں فیٹ۔ حکومتِ ہند جو کہے وہی فیٹ فیٹ فیٹ۔

سر اکبر حیدری کی فیٹ۔ بندہ صرف ایک ریاست کی طرف سے فیٹ کہنے کا مجاز ہے اگر اس جانب تا درست میں تھوڑی کتر بیونت ہو جائے تو پھر ہماری طرف سے بھی فیٹ فیٹ فیٹ حضراتِ ناظرین۔ صدائے فیٹ فیٹ آپ نے سُنی۔ کیا آپ اس ہجرۂ عرفان پالیسی میں عظیم الشان اختلاف نہیں دیکھتے۔ یعنی باوصفیکہ ہر ایک متفق و متحد و پُر از اُمید فیٹ کر رہا ہے پھر بھی ہر ایک فیٹ جداگانہ ہے۔ اگر اسی کا نام کہا نیٹ ہے تو پھر فیٹ فیٹ ہر مسئلہ غیر منقسم مبہم اور ناقص نظر آ رہا ہے۔ لارڈ ارون کی فیٹ جو بصورت مراسلہ ہے وہی ایک کامیاب فیٹ سمجھی جاتی ہے۔ حالانکہ ملک اس فیٹ میں خرابیوں کی فیٹ اور باغی فیٹ تصور کرتا ہے لیکن حکومتِ ہند با امن کروڑ شدہ کی فیٹ سے مطمئن ہے۔ ہونا بھی چاہیے۔

انڈین نیشنل کانگریس کے مرہونِ کھوپڑی اشخاص خورش یا ورانہ فیٹ پر اعتماد نہیں رکھتے گول میز پر حضرات ہندوستانی ہیں اور ان میں اکثر یقیناً مخلص وطن دوست محل شناس بھی ہیں با ایں ہمہ اصلاحات کی اُبالی دال میں تقریروں کا بگھار دینے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔ یہاں اُبال ہے زوروں پر۔ حکومتِ ہند ایک طرف تو اس بگھار کی بو سونگھ کے چٹخارا بھرتی ہے دوسری طرف نئے قوانین جنھیں قوانین کے نام سے نامزد کرنا آئین قوانین کی ہتک حرمت ہے ایجاد کر کے اُبلتی ہانڈی کا جوش بڑھا رہی ہے یعنی اس قسم کے قانون محض اسلیے نافذ کر رہی ہے کہ قانون کی پرواہ نہ کرنے والوں کی تعداد بڑھے۔ اُبال آئے اور چولھا بجھ جائے اس صورت میں ہمیں اندیشہ ہے کہ حتیٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون ○ (جب اپنی کوششوں کا نتیجہ دیکھ کر وہ پھول گئے تو ہم نے یکبارگی انھیں ہتیا لیا بس پھر وہ نا اُمید ہو گئے) کی تلاوت کر کے لوگ منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔

حکومت اگر یہ کہے کہ اب ہانڈی کا اُبال دب گیا تو جھوٹ۔ کانگریس والے اگر یہ کہیں کہ حکومت ہار مان گئی تو جھوٹ۔ دونوں کا پلہ برابر ہے۔ جیکہ گھنٹی کھانے کے بعد ولایت کے مسافر فیٹ بول چکے۔ اب گھر کو لیٹ رہے ہیں یہاں آ کے فیٹ نہیں ہندوستانیوں کی طرح "نیٹ فٹ" بولیں گے۔ کانگریس والے "دُر دُر پھٹ" کہیں گے۔ حکومت "دھن ہٹ" کی صدا لگائے گی۔ عوام بیچارے "پٹا پٹ" میں مدتوں مبتلا رہینگے۔ یہ خلاصہ ہے اُس اسرافی کتاب اور "پرائی بھوسی پھٹکنے" والی تدبیر کا جو سال بھر سے لکھی اور چلی جا رہی ہے۔ سُنا ہے کہ ریمزے میکڈانلڈ کی فیٹ ابھی ختم نہیں ہوئی۔ "فی فی فی" کہہ چکے "ٹ ٹ ٹ" کا تلفظ باقی ہے۔ آئندہ نمبر میں انشاء اللہ انکی "ٹ ٹ ٹ" بھی سُن کے آپ ناقص "فیٹ" کا تکملہ کرینگے۔ بس فیٹ فیٹ فیٹ۔

مرگ انبوہ جشن دارد — مرگ نو مبارک

والیسے پر تو ایسا کاجل دیے پر کیسا

یہ ہماری کسی انسان کے مرگ سے متعلق نہیں یہ آسودگی و آسائش خلق کا انتقال وارتحال ہے جو توسیع اختیارات پولیس کے طفیل ہونے والا ہے۔

سرکاری محکمے میں خواہ وہ عدالتی ہو یا انتظامی فوجی ہو یا مالی رشوت کا دستور تو حکومت کی غفلت کی بدولت (خدا رکھے) ہمیشہ سے جاری ہے۔ پولیس اسوجہ سے کہ اعمال خلائق کی نگراں ہے اصلی نہ ملے تو بے اصل مقدمہ گڑھ کے شکم پری کے ذرائع کبھی کبھی نہیں اکثر بہم پہنچا لیتی ہے حکام انصاف تجویزوں اور فیصلوں میں کبھی صاف صاف اور کبھی مبہم اور مبہم الفاظ میں ظاہر کر دیتے ہیں کہ یہ مقدمہ مصنوعی ہے چونکہ انصاف و انتظام کے محکمے آپس میں ملتی ہیں اس لیے ان تجویزوں پر شاذ و نادر توجہ کی جاتی ہے اور انسداد ان جرائم کا جو تعزیرات ہند میں قابل تعزیر ہیں نہیں ہو سکتا۔ ایک ہی جرم ہے جو کسی غیر سرکاری آدمی سے سرزد ہو تو جیل کی ہوا کھلائے اور وابستگان سرکار سے (خواہ وہ ہندوستانی ہوں یا یوروپین) سرزد ہو تو پلاؤ قورمے کھلائے۔ واہ رے انصاف۔ واہ رے انصاف واہ رے انصاف۔

فرض کیجیے کہ پولیس کے اختیارات زیادہ وسیع ہو گئے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ "ہم مرے" اور ابھی مرے۔ پس مرگ نو مبارک۔ بد نصیبن اچھے دیدوں کی تعریف اس مثل سے کرتی ہیں:۔

والیسے پر تو ایسا کاجل دیے پر کیسا

ایک ہندی شاعر اس مثل کے مفہوم کو یوں ادا کرتا ہے:

ایک تو نینا مد بھرے دوجے انجن سار
ارے باورے کو دیت ہے متوارن ہتھیار

ہائے ہائے ؎

کیفیت چشم اسکی جو یاد آگئی سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

حکومت کا یہ بہانہ کہ انقلابی سازشوں کا سدباب بغیر ایسے سخت قوانین کے ممکن نہیں۔ بہانہ ہی بہانہ ہے۔ انقلابی سازشیں اگر رکنے والی ہوتیں تو اب تک رک چکی ہوتیں۔ کونسا دقیقہ اٹھا رہا۔ گولیاں مارنے کا اختیار۔ تلاشی لینے کا اختیار۔ حوالات میں بند کرنے کا اختیار ہتھکڑی بیڑی سے سرفراز کرنے کا اختیار ادنی ادنی کانسٹبل رکھتا ہے۔ گھروں میں گھس جانا راہ چلتوں کو پکڑ لینا ساختہ اور بے ساختہ اشتباہ پر تفتیش و تعاقب کے عوض مار پیٹ گالی گلوج سے بسم اللہ کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ پھر بھی انقلابی سازشوں کی رخنہ بندی نہ ہو سکی تو وجہ کیا؟ نہ ہندوستانیوں کو ہندوستانیوں سے ہمدردی ہے نہ حکومت کو یہی روش حکومت کی تھی جس نے سازشوں کا در کھولا۔ اور ان قوانین سے جو اب مجریہ ہونے والے ہیں یہ روش زیادہ روشن ہو جائے گی۔ بھلا کون کہہ سکتا ہے کہ اس صورت میں انقلابی سازشیں بند ہو جائینگی۔

ہمیں حکومت کے ساتھ بھی ہمدردی ہے اور اپنے ابنائے وطن کے ساتھ بھی جہاں ہم اہل ملک سے کہتے ہیں کہ سازش فساد سے باز آؤ وہاں حکومت سے بھی بقول بوالفضیبن کے گزارش کرتے ہیں کہ جنبیا جلن تمہارے برے ہیں، نئے قانون گزشتہ سے زیادہ ضروری اپنے افعال و اعمال کی درستی ہے۔ پنجاب اور دیگر مقامات میں جو مقدمے پولیس چلا رہی ہے انکی روداد غور سے پڑھنے کے قابل ہے۔ مثلاً ایک مجرم یا ملزم کو وعدہ معافی کی چاٹ پر لگانا اور اسکو ایک بیان خود تیار کر کے رٹوانا اور اگر وہ انکار کرے تو مار پیٹ کے اسے مجبور کرنا کہ یہی اظہار کرے اسکا عاجز آکے سزا قبول کر لینا اور "عفونت" مینگنیوں بھرے دودھ میں لٹا مار دینا کوئی معنی رکھتا ہے یا نہیں۔ ایسے صدہا واقعے روز ہو رہے ہیں۔ اگر اسکا سدباب نہوا تو کیا آسائش وطن اہل دل کے نزدیک ہمیشہ یوں ہی لاوارث رہے گی۔ حکومت نہ سنے گی تو کیا قابل ترمیم و تنسیخ اختیارات کا ناجائز تصرف سازش پر لوگوں کو مجبور نہ کرے گا؟۔

اگر حکومت کے دماغ میں گو بر نہیں عقل ہے تو اسے لازم ہے کہ پولیس کے مجرمانہ انکشافات کی تحقیق و تفتیش پر بہ نسبت باغیوں کے استیصال کے زیادہ توجہ کرے۔ تاکہ انصاف کی امید خود ہی پبلک کے دل میں حکومت کی وکالت کا حق ادا کرتی رہے۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ بجز پولیس اور سرکاری عمال کے ایک دل بھی ایسا نہیں جو حکومت کی طرف سے بدگمان نہو۔ حکومت کو تنخواہ پانے والے ہمدرد ملے ہیں جو تحکم و انعامات کے مزے لینے کی وجہ سے خدمات انجام دیتے ہیں انقلابیوں کو یہ نعمات حاصل نہیں انکی ہمدردی میں آدمی جو سرکی گوٹ کی طرح پٹ جاتا ہے پھر بھی ہمدردی کی کثرت ہے۔ ہمارے دوست لارڈ ارون ایک سلجھے ہوئے دماغ کے آدمی ہیں تعجب ہے کہ وہ خیر خواہوں اور ان بہی خواہوں کی بات پر کان نہیں دھرتے۔ اور علم النفس (سیکالوجی) کے اصول قدرتی کے بدلنے کی فکر میں پڑے ہوئے ہیں۔

خوابی گواہی

آپنے بہار دانش میں وہ حکایت ضرور دیکھی ہوگی جس میں ایک بنیے کے منشی نے اپنے آقا کی جورو کی میزان عزت میں ڈنڈی ماری تھی۔ پہلے روز بی بنینی سے بناسے اختلاط کے وقت میاں بنیے جو گھر میں وارد ہوئے تو منشی جی کو فرد حساب کی طرح چٹائی کے پتے میں لپیٹ کے بنینی نے کونے میں کھڑا کر دیا اور میاں بنیے سے کہا کہ میوہ جو تم لائے ہو چٹائی پر تاک کے مارو دیکھیں کس کا نشانہ ٹھیک بیٹھتا ہے دوسرے روز منشی جی کو

طلسمی پریس

چونکہ یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں اور نہایت ہی آسان ہے اس لیے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر یا ٹائپ اسٹر کا قطعاً بلا خرچ صرف ایک منٹ میں تنہا خود چھاپ سکتا ہے۔ ہر محکمہ کے حکام بالا کے مفصل سرٹیفکٹ موجود ہیں حکم نامے، وکالت نامے، امتحان کے پرچے، نوٹس خطوط لیبل وغیرہ کے چھاپنے کے لیے نہایت مفید ہے۔

لیٹر سائز	نوٹ پیپر سائز	فلسکیپ سائز	ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ
[illegible] انچ	[illegible] انچ	[illegible] انچ	[illegible] انچ
۶ روپیہ	۱۲ روپیہ	۱۷ روپیہ	۳۴ روپیہ

پریس یا مفصل سرٹیفکٹ پتہ ذیل سے طلب فرمائیے۔

پتہ:۔ منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ

بوتل پر سکھ سنچارک کمپنی متھرا کا نام دیکھکر خریدیے

انگوری منقاؤں سے تیار کردہ

ایام سردی میں خاص استعمال کرنے کی چیز۔ شیریں خوش ذائقہ سب سے بہتر ہے اور جسم میں خون و گوشت بڑھاتا ہے۔ سردی کھانسی اور جریان کو شکست و نابود کرتا ہے۔ فوراً جسم میں چستی پیدا کرتا ہے قبض دور کرکے بھوک بڑھاتا ہے۔ علالت کے بعد اور بچہ ہونے کے بعد کی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ جسم میں قوت اور چہرے پر رونق افزائی کرتا ہے ضعیفی میں پھیلنے والے امراض سے محفوظ رکھتا ہے قیمت بوتل کلاں عما، خورد عہ، محصول بوتل کلاں عہ خورد ۱۵ر

ایک بوتل سے زیادہ منگانے پر نزدیک کے اسٹیشن کا نام تحریر فرمائیے گا۔ ہر جگہ ادویات فروشوں کے یہاں ملے گا۔

پتہ :- سکھ سنچارک کمپنی متھرا

افشانی قوام رجسٹرڈ

پر ہیز… کی لکھنؤ

تنباکو دنیا بھر میں مستعمل ہے مگر دوسری چیزوں کی طرح یہ بھی کسی حالت میں مضر ہے اور کسی حالت میں نافع ہندوستانی حکیموں نے حقے کی ایجاد اور شیرے کی آمیزش سے حتی الامکان اسکی مضرت کا ازالہ کیا اور ہم دعوے کرتے ہیں کہ ہمارا

افشانی قوام

تنباکو کھانے والوں کو اسکے نقصان سے بہرہ ور بچائے گا یہ قوام خوشبودار خوش ذائقہ لذیذ ہونے کے علاوہ اشتہا کو بڑھاتا اور اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے منگوا کے دیکھیے

قیمت فی تولہ ۸ر پانچ تولے کے خریدار کو پانچ زردہ (۸ر) انعام دیا جائے گا۔

المشتہر

معتمد اخان آفتاب تاجہ تنباکو و عطر لکھنؤ

رجسٹرڈ

سوراجیہ مل گیا

تو بھی اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک ملک کا بچہ بچہ اصول تجارت سے واقف ہوکر اپنے پاؤں پر کھڑا نہو سکے اس لیے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک حصہ مالیتی پچیس روپیہ خریدنے سے پورا ہوگا جو ڈیڑھ سال میں قابل ادائگی ہے۔ تمام آسان منافع معقول سنت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) دو روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی ہو توقف کردیجائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیجائینگے۔

نیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات جاہل خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشورہ و دست بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرماکر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت صیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

نیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مفت! بالکل مفت!! مفت!!!

گیارھواں اڈیشن تیار ہوگیا

کتاب کام شاستر جو اٹھارہ زبانوں میں تقریباً سترہ لاکھ مفت تقسیم ہو چکی ہے۔ کی اردو زبان کا گیارھواں اڈیشن تیار ہوگیا ہے اسکے مطالعہ سے اصل زندگی راہ راست یعنی خوشی اچھی اولاد پیدا کرنے کے قواعد اور دیگر بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے اگر دیر کرینگے تو بارھویں اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا اڈیشن صرف دس ہزار کا ہے آج ہی ایک کارڈ لکھ کر مفت منگوالیں۔

ملنے کا پتہ

وید شاستری - جام نگر کاٹھیاواڑ

ایجنٹ الٰہ آباد… ایم پوری اینڈ سنز سوتر منڈی لاہور

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے جسمیں شاعری کی شاعرانہ استادی سے خاتمہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ر ٹکٹ بھیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

نیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معدن النغمات

وہ بے نظیر کتاب جس نے کج ہواسیں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No 783
۱۹۳۱ء
1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
अवधपंच
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
قیمت پیشگی اندرون ہند
سالانہ ...... پانچ روپیہ
ششماہی ... تین روپیہ
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW
فی پرچہ ۲ ؍

توجہ [illegible] ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ [illegible] مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس [illegible] کی تقلید میں [illegible] مگر یہی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے [illegible] نکتہ چینی [illegible] و بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ با بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے بوجوہ ذمہ دار ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈروں میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

فخر کا جواب سلیت سنو تم نے جو ہندوستانیوں سے یہ کہا کہ آپ لوگ ہندوستان سے ہمارے پاس ایک جگہ بیٹھ کے سلیت گورنمنٹ کے خان میں کا مذاق کرنے اور ہنسنے بنانے کے لیے آئے ہیں اسپر تحسین کا نعرہ بلند ہوا تو بالکل صحیح مگر خود سے آنے اور بھیجے جانے میں بہت فرق ہے خدا جانے تحسین کا نعرہ کس بات پر تھا۔ اگر سفر خرچ دے کے بھیجے جانے پر ہے تو بالکل حق بجانب

ہاں صاحب سے

غیر سرکار کی مناتے ہیں
جسکا کھاتے ہیں اسکا گاتے ہیں

اور اگر سلطنا گورنمنٹ اسے تو یہ سیلت گورنمنٹ کے بیٹھے بیٹھے مزے دار نام پر تھا تب بھی حق بجانب سے

ہوس تہمت آزادی مردم مگد اخت
کیں مرشے ہست کہ تہمت آن ہم حسد ا

لیکن اگر یہ خوش باور ہنستا جبل شکم پر در لندن کوان کا ارد ہمائیوں کی سیلت گورنمنٹ مل جانے کا دھوکا ہوا اور مارے خوشی کے اچھل پڑے تو بالکل منطق کے خلاف۔ نادان نبتو۔ دودھ پیتی ننتو کو کندھے پر چڑھا کے میلاد کھانا سیانے اور قوی بازو جوان پھیتا آدمی کا کام نہیں۔ اُس کا حی "نادان ننھو" سے خوش نہیں ہو سکتا۔ ایسی ننو سے خوش ہوں تو الور والے خوش ہو سکتے ہیں۔

حکایت سنو ایک تھے لالا بالکل کھن جو ئے مرنے جو گے اسّی برس کا سن تھا روپیہ والے تھے پانچ برس کی چھوکری اس امید پہ بیاہ لائے کہ جوان ہونے سے پیشتر ہی بیوہ ہو کے چتا کی زینت بنے گی۔ بچپن سی دولھن ماں سے چھوٹی اور لالہ کو "ددّا" بنا بڑا۔ بیچار صبح کو گود میں دبا کے حلوائی کی دکان پہ پہنچے دلانے لے جاتے ۔ پہچا ہے یہ بوڑھے خصم کی جیسے گلے کا ڈھولنا ہے ایک دن کوئی دوست راہ میں مل گئے انھوں نے خوبصورت بچی گود میں دیکھی مٹھائی کا دونا ہاتھ میں دیکھا تو سمجھے کہ پوتی دادا کے آغوش میں ہے۔ کہنے لگے "آؤ بیٹا آؤ۔" اب لالا نے لاکھ اصرار کیا کہ بھائی یہ تمھاری نئی بھاوج ہے گالی نہ چڑھاؤ۔ مگر انھیں کسی طرح یقین نہ آیا آخر قسمیں کھانی پڑیں یہ گنگا قسم یہ ہماری قبیلہ ہے۔ کوئی جوان آدمی بھلا یہ کاہے کو گوارا کریگا کہ جورو کا دادا نہیں تو "داما" (یعنی دایہ کا میاں) بنے۔

اسکے بعد جس بات پر نعرۂ تحسین بلند ہوا وہ تو اخباری کاغذوں کے بیان کے مطابق سراسر غلط اور بیمعنی معلوم ہوتی ہے یعنی تمھارا یہ کہنا کہ چاہے تم کانفرنس کی طرف سے مایوس ہو یا اُمید وار مگر اس کا اقرار ضرور کرو گے کہ ہمارے برطانوی میزبانوں نے ہمارے ساتھ مہمان نوازی کا برتاؤ کیا اور برابری سے پیش آئے۔ میں اُن دو بدسلوکیوں کو بیان کرنا نہیں چاہتی جنکی شکایت تمھارے مہمانوں کو پیدا ہوئی۔ ایک تو وہی نگوڑے اُڑن کھٹولوں والی نمائش کا معاملہ دوسرے نو آبادی والوں کی جلم تھیاں اور بیچارے ہندوستانیوں کا ٹہلنا اور ٹکر ٹکر منھ دیکھنا۔ میں ٹھہری منہ سوا۔ دعوت اور کھانے پینے یا مساوی برتاؤ کے تذکرے پر مجھے ایک حکایت یاد آگئی،

ایک تھے میاں ٹیگر (کتے کا نام) قوم کے تھے گلاڈ (ایک ڈبل ڈاگ) بھلے اتفاق سے وہ ہوئے کسی دوسرے کے مہمان۔ مگر میزبان کے یہاں تھی خاک پر بسم اللہ نہ ہڈی ملی نہ بوٹی نہ چیچھڑا نہ ٹکڑا۔ تین فاقے تابڑ توڑ ہوئے تو قناعت نے دیا استعفا چل پھر کے روزی کمانے کا دھیان آیا مگر انگریزی صفائی اور اہتمام کی بدولت گھورے پر کسی مردہ جانور کی لاش بھی فاقہ توڑنے کو نہ ملی جاتے جاتے جھک کی گلی میں دونو پہونچے۔ وہاں راہ گیر نے کا بلی مٹر کھا کے چٹنی سے لتھڑا ہوا دونا پھینک دیا تھا۔ میاں ٹیگر نے اُسے سونگھا۔ اکثر جانوروں کو خدا نے ناک بطور ایک کسوٹی کے عنایت کی ہے۔ وہ سونگھ کے معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ چیز کھانے کے قابل ہے یا نہیں۔ چٹنے میں کھانے کی چیز کی بو آئی۔ میاں ٹیگر نے ہاتھ بھر کی زبان نکال کے دونا صاف کر دیا۔ مرچیں لگیں رال ٹپکی کھٹاس کا اثر ہوا انھوں نے منہ اچھالا اور میزبان نے مونچھوں پر تاؤ دے کے کہا "ہاں دیکھا۔

انٹرنس پاس عزہ تعلیمیافتہ چوچلا
"بی بی - بی بی بی بی - بی بی توبہ!
"بی بی کے سلے - سلے"

ممبر خواہ ڈھیلے ڈھالے اقرار ناموں پر آج سے
دستخط کرواتے اور اقرار کی تعمیل نہ ہونے پر انھیں بھی
اپنے گناہ میں ساتھی رہے۔ ان اعلانات سے پیٹ
میں خاک اُڑنی موقوف نہ ہوئی تو دنیا سمجھی کہ یہ سب
ڈبّائیں ہیں۔ سیڈنہم اور چرچل، اور اوڈوائر کی
سی طبیعت والوں نے اپنی تقریر و تحریر سے اور بھی
ہندوستانیوں کو مایوس کر دیا۔ کراچی میں دینا
ملانا منظور نہیں۔ ہندوستانی جھوٹے بے ایمان کینہ
منافق نکلے اپاہج ہیں ہم تو انھیں غلام ہی بنانا چاہتے
ہیں۔ ہمارے ہوتے کس کی مجال ہے جو ان غلاموں
کو آزاد کر دے۔ اگر کسی وائسرائے یا وزیر نے جھوٹوں کہہ دیا
کہ اب ہندوستان کی آزادی کا وقت قریب ہے تو انھوں
نے جھٹ سے منھ پہ ہاتھ رکھ دیا کہ بس خاموش رہو
تم چھوٹے ہو دل میں تمھارے کچھ نہیں تو کیوں زبان سے
وعدے کرتے ہو چلیے اس اعلان کی طرف سے یقین
اُٹھ گیا مثل مشہور ہے دنائی کی برات میں سب ہی ٹھاکر"
"لنکا میں جو ہے وہ باون گز کا" ہندوستانی یہی سمجھے
ہیں کہ مسٹر چرچل اور چل پوں بھی بڑے آدمی پارلیمنٹ
کے ممبر سیاسی لیڈر گورے چمڑے والے ہیں اور وائسرائے
یا وزیر بھی۔ .... وائسرائے اور وزیر
حکومت کے ملازم ہیں اور حکومت ہے قومی۔ چرچل اور
بل پوں بھی آخر قوم کے بڑے فرد ہیں۔ ایک اقرار کرتا
ہے دوسرا انکار کرتا ہے اب کس کی بات کوئی مانے۔
وزیر صاحب تم خود ہی دیکھ لو ابھی تم نے اور تمھاری
کانفرنس نے کچھ دیا دلایا نہیں صرف منھ سے بھاپ
نکالی ہے کہ مسٹر چرچل کے دماغ میں تعصب کے کیڑے
بلبلانے لگے۔ ہمارے ہول دل میں مبتلا ہو گئے۔
پیٹ میں چوہے چھوٹے۔ ایلاؤس اور انقلاب معدہ نے
وہ زور باندھا کہ گندی تقریر کا غلیظ منھ سے نکل کے
بدبو پھیلانے لگا تم کہتے ہو دینگے وہ کہتے ہیں ہاں ملیں
دو گے مگر کیا؟ دھوکا دو گے آج تک یہی دیتے رہے
دینے کے نام سے گالی بھی نہ دی۔ یار وزیر سے [illegible]
کی بات ساعت کے قابل نہیں۔

تم کہتے ہو کہ ہم برطانیہ ہند کو رفتہ رفتہ آزادی کی
سیڑھی پر چڑھانا چاہتے ہیں طفل آزادی [illegible]

چل رہا ہے۔ وہ جھک مارتے ہیں یہ برطانوی قوم اس
قسم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کہ ہندوستان کی جان
مال عزت آبرو پر جو غاصبانہ پنجہ بیٹھا ہے اس کو اکھاڑے
اسکی گرفت ڈھیلی پڑے اور شکار پنجے میں سے [illegible]
نکل جائے ہم کہتے ہو کہ ہم [illegible] سرگرمیوں کو کہ
جاؤ معلوم کر لیا اب ہندوستان کے [illegible] پورے
پے جانے کی راہ نکل آئی پارلیمنٹ بھی ہاں اس کا خیر
میں ساتھ رہے گی۔ وہ بیہودہ سراسر ہے کہ بکنگھم کو
اس قسم کا اختیار حاصل نہیں، اسکی مجال ہے جو وہ
ہندوستان کے واسطے کوئی ایسا قانون بنائے؟
بکنگھم جس جگہ چاہے بکنگھم کے مقبرے پارلیمنٹ پر
اسکا اخلاقی یا قانونی کوئی دباؤ نہیں (بکنگھم پارلیمنٹ
اس شخص کے عالم کا نام ہے) ابھی تیل دیکھو تیل کی دھار
دیکھو۔ دار العوام اور دار الخواص جو فیصلہ کرے گی وہ
ہو گا دار العوام میں بہ نیز حکومت ضرور اشتراکی ہیں مگر
وہ یہ بھی چاہتی کا شور رہا "جماعت" ہے جسمی بھر۔
اسکے علاوہ جدید اصلاحی اسکیم جب تک بناؤ سنگار
(ٹوائلیٹ برلس) سے آراستہ پائے اس وقت تک نیا دانہ
نیا پانی ہوگا نہ یہ لوگ رہینگے نہ یہ زور رہے گا۔ ہماری
قوم کے بچے بھی خواہ دندناتے ہوں گے۔ جو سبز باغ
اس دور حکومت نے دکھایا ہے وہ ذمہ جمشید نظر آئیگا
ہندوستانی امیدوار مایوسی کا منھ دیکھ کے اور زیادہ
تپینگے۔ اسکے بعد لڑائی دنگا فساد قتل و غارت کی
نوبت آجائے گی۔

تم کہتے ہو کہ یہ آزادی جو ہم عطا کر رہے ہیں خونریزی
کے بغیر رونما ہو گی تاریخ میں مشکل ہے جس کی نظیر ملے گی
وہ زبانی شمشیر سے یوں لہو ٹپکاتے ہیں۔ کہ اسوقت
ہندوستان میں خونریز حکومت کی ضرورت ہے
مختص الوقت حکومت مبہم الفاظ اور پیچیدہ سے کام لے کے
بزدلی کا ثبوت دے رہی ہے اسلیے کہ ہندوستان
میں انتہا پسندوں کا زور ہے جو ہمیں ہندوستان سے
یک لخت نکال باہر کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ایک طرف
شیریں بیانی (اعلان) ہے دوسری طرف سیف زبانی۔
بھلا بتاؤ کہ ہندوستانیوں کے اعتماد کا پارہ اس
دوہری آنچ میں کیونکر ٹھہر سکتا ہے؟ کیا انھوں نے

انگلستان کے شیشے آدمیوں کے حوصلے نہیں رہے جو
حکومت کو جب چاہیں تگنی کا ناچ نچادیں۔ [illegible]
دھری رہ جاتی ہے کیا روس میں بالشویزم پھیلنے اور
انگریزوں سے بیگانگی پیدا ہو جانے کے بعد بعض
انگریزوں نے ذاتی اور انفرادی حیثیت سے روس پر
چڑھائی نہیں کی؟ بالفور صاحب نے بالفور ڈکلیریشن سے
فلسطین میں خارج البلد یہودیوں کو زبردستی گھسیڑ دیا
اور حکومت کو انکی بات ماننی پڑی۔ پھر جب غیر ملکیوں پر
انگریزوں کو یہ اختیارات حاصل ہیں تو ہندوستان بیچارہ
فاقہ مست نہتا ڈیڑھ سو برس کا غلام کیا طاقت رکھتا
ہے جو "چوں" بھی کر سکے گا۔ ہم تو عجب گوں مگوں میں مبتلا ہیں
تمھارے اعلان پر ایمان لائیں تو نہیں بنتی۔ چرچل کو
جھٹلائیں تو مجال نہیں۔ بڑا آدمی ہے اس قوم کا
فرد ہے جسکی ہر فرد قوم ہے۔ جتھا رکھتا ہے قوت رکھتا ہے۔
تم بھی اسکی زبان پکڑنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ایسی
حالت میں تمھارے اس بیان پر نعرہ تحسین کیونکر بلند
ہو سکتا تھا کہ ہم نے اور ہمارے ساجھاداروں نے برابر
اعلان پر اعلان اقرار پر اقرار کیے۔

منطق کا مقولہ ہے "اذا جاء الاحتمال بطل
الاستدلال" احتمالات سے دلیل کی قوت باطل
ہو جاتی ہے۔ کچھ احتمالات تمھارے اعلان نے پیدا کیے
کچھ میاں چرچل کی جھلاہٹ نے چلیے دلیل کے پرخچے
کی ال ٹوٹی۔ ال ہی ٹوٹ گئی تو چیل (رد فن قانہ)
چاہے لگاؤ یا نہ لگاؤ نہ چرچوں ہو گی نہ تاگا کھنچے گا نہ بل
چڑھے گا نہ تار نکلے گا نہ سانٹھ کی ضرورت ہو گی نہ بھوکی
کام دے گی۔

وزیر صاحب! ہندوستانیوں سے یہ توقع کہ تم یہاں سے
رخصت ہو رہے ہو۔ اعتبار پیدا کرو۔ اپنی قوم کو سمجھاؤ۔
کانٹے صاف کرو اور بے کھٹکے دامن پھیلا کے چلو اگر تمھاری
قوم ہی اعتماد و اعتبار کی راہ میں کانٹے نہ بچھاتی تو ہندوستانی
ہرگز مہین تہذیب اور شرافت کے دامن بے اعتباری کی
ببول میں نہ الجھاتے۔

پہلے چرچل اور [illegible] کے ہم خیالوں کی زنبیل [illegible] کو۔ پھر احتمالات
کا گلا استدلال کی رسی سے گھونٹ سکے بعد ہندوستانیوں
سے فرمائش کرو۔ ہندوستانی قوم پہ [illegible]

الوداعی منظر

کہن جامۂ خویش پیراستن — بہ از جامۂ عاریت خواستن

بے معنی اور غیر مکمل تجاویز: "ٹی۔ وسی۔ مردوے ہوش میں آ۔ کپڑے کیوں پھینکتا ہے۔ ہم پہنیں گے کیا؟"

جان بل: "سایہ باڈی چھوڑو اور سیدھی ننگی پیرتی ہوئی ہندوستان چلی جاؤ۔ اور ان تمھیں وہاں لنگا بھی پہنا دینگے۔ یہی تمہارا اصلی لباس ہے۔ تیاؤ دورتر پڑا نا سو روز"

مگر نسیم تنت صبح بر چمن بگذشت
کہ گل ز بوے تو بر تن چو صبح جامہ درید
بیشک ہر محبوب مطلوب اپنے جسم کو ایسا ہی معطر کر سکتا
ہے بشرطیکہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر
چوک لکھنؤ سے عطر طلب کرے

۱۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء — رجسٹرڈ نمبر اے ۹۳ — جلد شمارہ

غذائے روح

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد و ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ اُنکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نازیعنی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No. A 783
LUCKNOW
1931
OUDH PUNCH
कीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M. B. KHAN ARTIST LUCKNOW

سکے اندر کہ عنوان ہی غلط ہو تو نتیجہ بھی غلط ہوگا۔
ایک نصیحت اور سنو۔ سائنس کی کتابوں میں لکھا ہے
کاربونک گیس میں جو چیز ڈبوئی جائے وہ بجھ کر
بجھ جاتی ہے۔ ہمارے ہم وطن جن کا دل ہندوستان
کی طرف سے بجھ کا ہو گیا ہے سنی سنی سختی سہنے [illegible]
نہیں۔ ان کی زبان اگر کاربونک گیس کے پیپے میں ایک
مرتبہ ڈبوئی جائے تو پھر وہ سختی سختی نہ پکاریں گے۔
علی ہذا القیاس ہندوستان کی حکومت بھی نرم دلی
کے تقاضے سے سخت قوانین بنانے پر آمادہ ہے اسکا
دل بھی اگر کاربونک ایسڈ گیس کے پیپے میں
ایک مرتبہ غوطہ کھائے تو پھر مزید سخت گیری کی تلاش
بند ہو جائے۔ تم اپنے عہد حکومت میں کوئی ایسا ہی
انتظام کرتے جاؤ تو ہندوستانی رعایا عمر بھر تمہیں
دعائیں دے گی۔

سنتی ہوں کہ چرچل صاحب نے کنسرویٹیو پارٹی
کی ممبری سے استعفا دے دیا اور مسٹر بالڈون نے
اسے منظور بھی کر لیا۔ اسوقت انکی زبان معطل ہے
[illegible] زبان نکالنے کی ضرورت۔ تو غنیمت ہو کہ
[illegible] انھیں کاربونک ایسڈ کے پیپے میں بند کردو۔
پھر سخت سخت اور تمام دنیا سخت۔ باقی آئندہ

راقم
وہی منطق آرا بیگم

جدید تحائف

"بچوں کی دنیا"

انڈین پریس الہ آباد کی لکھائی چھپائی اور رنگین
تصویریں مشہور ہیں۔ اگلے جنم میں یہ رسالہ "بال سکھا"
تھا پھر خدا جانے کیوں اس نے "بچوں کی دنیا" نام رکھا
اور رسالے کے بدلتے ہی حسن و خوبی کے ساتھ نام بدل کے
جلوہ گر ہوا۔

مال اور بال بچے دنیوی زندگی کی زینت ہیں
اور بچوں کی زینت ہے تعلیم۔ بچوں کی تعلیم کا مفید طریقہ
وہی مقصود ہو سکتا ہے جس میں کھیل کود کی سی لذت [illegible]
بچے کچھ سیکھنے پر مائل ہوں۔ تصاویر کی جانب بچے
قدرتاً رجحان رکھتے ہیں۔ بچوں کی دنیا میں سب سے
بڑی خوبی یہی ہے۔ رنگین اور سادہ تصویریں جابجا
دی گئی ہیں نظم و نثر مختصر مفید اور آسان مضامین کا
یہ مجموعہ مہینے میں ایک مرتبہ نکلتا ہے۔ زبان میں جابجا
خامی ہے اگر یہ سچ بھی نکل جائے تو پھر چال سیدھی
ہو جائے اور کمی نہ رہے۔ یہ کام ایڈیٹر صاحب کا ہے۔
جن کا اسم گرامی معلوم نہیں اور شاید اسوجہ سے نہیں
لکھا گیا کہ بچوں کی زبان سے نکل نہ سکتا ہوگا یا اسے
بچے کھیل نہ ڈالیں۔ علاوہ سرورق کے اسکا حجم ۴۰ صفحہ کا
ہے ڈھائی روپیہ سالانہ کی قیمت میں بالکل مفت ہے۔

نوبہار جبل پور

معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ پہلے سے جاری ہے مگر
ہمارے لیے جدید ادبی تحفہ ہے رنگین سرورق ہے۔
کاغذ اچھا ہے مگر لکھائی چھپائی واہیات ہے۔ اگر یہ
عیب نکل جائے تو ظاہری خوبیاں مکمل ہو جائیں۔
یہ ہوا حسن منظر۔
اب رہا حسن مخبر (حسن باطن) تو وہ بھی محاسن سے
خالی نہیں۔ جناب ایڈیٹر صاحب کا اسم گرامی عظیم عباسی
بی اے ہے۔ اس نمبر میں صرف چند سطریں ایڈیٹر صاحب کے
قلم سے نکلی ہیں مگر ان سطروں میں بھی نظر ثانی کی بہت گنجائش
ہے۔ مثلاً:-
(۱) خوبیوں و محاسن۔
(۲) میرا اور انکا مضمون منطبق ہو گیا۔
(۳) میر طالب صاحب۔ (۴) غالب کے اس شعر پر بحث
و تمحیص (تمحیص) کرتے رہے۔

زبان اور قواعد زبان پر وقوف و عبور حاصل کیے
بغیر جو حضرات مضمون نگاری شروع کر دیتے ہیں انھیں
اس بھید سے واقف کرنا بہت مشکل ہے کہ حضرت
ادبیات کی ترقی آپ کے مبارک قلم کی بدولت ناممکن
ہے۔ مضامین کے انتخاب ہی سے ایک ایڈیٹر کی ذہنیت
اور علمی استعداد کا پتا چلتا ہے پھر جب آپ کی تحریر خود
غلطیوں کا مجموعہ ہے تو دوسروں کی تحریر میں آپ
صحیح کو سقیم سے کیونکر جدا کر سکیں گے۔
اس نمبر میں بعض مشاہیر کے مذاق ادبی کا نمونہ ہے۔
چند مختصر عجیب افسانے ہیں اور چند غزلیں۔ چونکہ
عقلا کے نزدیک عدم سے وجود بہرحال افضل ہے لہذا ہم
سفارش کرتے ہیں کہ لوگ عدم پر وجود کو مقدم رکھ کے
اسکی خریداری فرمائیں اور خود ہی اسے اپنی پسند اور ضرورت
کے مطابق بنا لیں۔ اسکی قیمت بھی سالانہ چار روپیہ مقرر ہے
یہ بھی ماہواری ہے۔ ملنے کا پتہ۔ دفتر نوبہار جبل پور۔

اُردو چاند الہ آباد

اس کا اڈیٹر نمبر جو پہلے چھپا تھا اب دفتر میں باقی
نہیں مگر صاحبان فرمائش نے دوبارہ چھاپنے پر مجبور کیا
ہے عنقریب دوسرا اڈیشن تیار ہو جائے گا۔
چاند کے اڈیٹر صاحب نے "خاکسار اڈیٹر" لکھنے والوں
کو صورت آشنا بنانے میں بہت محنت کی۔ تصویر اور تحریر
کے نمونے ایک ہی جگہ جمع کر دیے۔ بھلا اتنے اڈیٹروں کی
معنوی اور صوری خوبیوں پر کون تبصرہ کر سکتا ہے۔
کوئی کچھ کہے تو چیتھڑے مجھ پر اڑانے میں مشغول ہو جائیں۔
بہرکیف علاوہ "مالک اودھ پنچ" کی تصویر و تحریر کے
سب کی تصویریں اور تحریریں اچھی ہیں۔ یہ نمبر اس
قابل ہے کہ لائبریری میں جگہ پائے۔
چاند کے اڈیٹر کی طرح فضول خرچی کرنے والے کہیں
ہر گھڑی پیدا ہوتے ہیں؟ ہم تو سمجھتے تھے کہ ہندوستان
میں قلم کے دھنی سیدھے ہی ہونگے مگر خیال غلط نکلا اتنے تو
چاند میں ہیں اور ابھی بہت سے باقی ہونگے۔ خدا زیادہ کرے
اس کی قیمت (تین روپیہ) بہت کم ہے۔
اگر ان اڈیٹروں کی مجموعی قوت اپنی اپنی تصویر و تحریر
کی قدر شناسی فرمائے تو یقین ہے کہ لاگت وصول ہو جائیگی۔

نئی روشنی بابت جنوری ۱۹۳۱ء

اُردو زبان کے قدیم محل تربیت یعنی دہلی سے یہ ماہواری
رسالہ شائع ہوتا ہے۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں اڈیٹر صاحب نے مجملاً اس رسالے کی
نسبت کچھ لکھا تھا۔ مگر یہ تو اپنی اپنی رائے اور اپنی اپنی نگاہ ہے
جنوری ۱۹۳۱ء کا نمبر ہے وہ مثل تحفہ سال نو ہم تک پہنچا
اب ہم کسیقدر تفصیل سے اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔
جناب [illegible] القادری صاحب چیف ایڈیٹر اور جناب
حسرت لکھنوی صاحب خواہ مخواہ (اعزازی) اسکے ایڈیٹر ہیں

تفصیل مضامین کے مفہوم ہونے کا جہاں تک تصویر بازی ہے لہٰذا حسین محمد تقی اصغر وغیرہ کی تصویریں ہی صرف ایسی ہوتیں تب بھی ہم اسے ایک فن لطیف کا روشن نمونہ سمجھتے۔ اسمیں تو نہایت مزے کے مضامین بھی ہیں اور تصویریں بھی۔

سرورق پر کوئی مسٹر این اے شروانی صاحب ہیں انکا مربع ہے قیافہ سے آدمی طبیعت دار معلوم ہوتے ہیں زینت لباس اور چہرے مہرے کی آراستگی کا اہتمام ابھر دلالت کرتا ہے کہ اپنی قدر و قیمت سے واقف ہیں دوسرے صفحے پر خود زاہد القادری صاحب کا پیکر عکسی ہے آپکے چہرے کے نقوش بھی خاصی اہمیت رکھتے ہیں۔ زاہد اسم مبارک ہے اور صفحہ ۴ پر جو مضمون حضرت نے تحریر فرمایا ہے وہ زہد خشک سے بالاتر ہے یعنی آپ اُن لوگوں میں نہیں معلوم ہوتے جنکی نسبت شاعر نے کہا ہے ؎

زاہد نداشت تاب جمال پری رخاں
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

کوئی آغا مقدسہ بیگم یا طاہرہ بانی یا آغا مقدسہ النساء یا (آغا الاغا) را القدسیہ (اسم مرموز) ہیں انھوں نے آپ کو تار دیا کہ تم نہیں آتے تو بندی نازل ہوگی ہے بس آپ بمبئی سے چل کھڑے ہوئے اس مضمون میں آپ نے نہایت سفر کا مختصر حال تحریر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں "گاڑی روانہ ہوئی ...... ہم نے اپنی تسکین کے لیے ایک دلفریب اور روح نواز تصویر ساتھ میں رکھ لی تھی اُسے بیتابانہ دیکھتے رہے اور یہ شعر پڑھتے رہے ؎

میری تسکیں کے لیے میرے دلاسے کے لیے
مجھ سے باتیں کیں تصور میں تری تصویر نے

واللہ یہ نرالا زہد ہے۔ اسے کہتے ہیں زہد عشقی۔ زاہد مجازی ہوتا تو اللہ اللہ کرتا۔ صفحہ ۵ پر آپ نے اپنے دوست مسٹر این اے شروانی کی ملاقات کا تذکرہ فرمایا اور ان الفاظ میں انکی تعریف کی ہے "یہ بزرگ ایک باعظمت خاندان کے رکن ایک ہائی سوسائٹی کے ممبر ایک فلم کمپنی بمبئی کے مالک۔ محترمہ فاطمہ بیگم کے شوہر مس زبیدہ اور سلطانہ کے سوتیلے والد اور میرے قبلہ و کعبہ ہیں"

مگر ان کی تصویریں قبلہ و کعبہ ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ داڑھی کا وجود نہ ہونا لہٰذا کھنچ سکنے کی کوئی کا کیفیتی سے متصل ہو کر حاصل ہو کے سر سے آسمان تک پہنچا البتہ قبلہ و کعبہ ہونے کی شان حضرت زاہد القادری میں پیدا کرتا ہے جسکے واسطے دل میں قبلہ و کعبہ صاحب بنے درکار ہیں۔ اسی ذیل میں زاہد القادری صاحب نے اپنی ایک دیرینہ کرمفرما محترمہ مس نسیمہ کا حلیہ بھی جی کو للچا دینے والے لہجے میں خوب لکھا ہے فرماتے ہیں کہ قدرت نے کسی خاص فرصت کے وقت میں انکو بنایا ہے۔ نہایت خوبصورت دلفریب اور دلکش چہرہ۔ بڑی بڑی پرکیف اور مخمور آنکھیں۔ سرخ و سپید رنگ۔ یاقوتی ہونٹ۔ متناسب اعضا ؎

سراپا استانہ سر سے پاؤں تک جہاں جہاں ہوں

نہیں محترمہ میرا نہیں قبلہ و کعبہ کا خود ہو جانا بیان کیا ہے میں اپنے زمانہ طالب علمی میں ایک زریں مقولہ سنا کرتا تھا کہ ایک مریض کی صحبت کے اثر سے دوسرا

سمن بنام مدعا علیہ بنابر حاضری اصالتاً بغرض انفصال مقدمہ

موٹر قابل فروخت

بحکم جناب مولوی علی محمد صاحب بہادر سب جج خفیفہ سیتاپور بمقام سہارنپور

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۳۵)

بعدالت خفیفہ سب جج دوم مقام سیتاپور ضلع

نمبر مقدمہ ۱۹۱۱ بابت ۱۹۳۰ء

مجیب احمد پسر شیخ محمد لسلیین قوم شیخ ساکن سہارنپور مدعی

بنام

(۱) عبدالوہاب و عبدالغنی شوز مرچنٹ کانپور معرفت منیجران عبدالغنی حال موضع سندھولی ڈاکخانہ جوگیا ضلع دربھنگہ

.... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے آپ کے نام ایک نالش بابت ۱۱۰۰ روپے کے دائر کی ہے لہٰذا آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ بتاریخ ۹ ماہ مارچ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے عدالت ہذا میں اصالتاً حاضر ہوں۔ اور جواب دہی دعوے کی کریں اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کی حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو حاضر کریں نیز جملہ دستاویزات جن پر آپ بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہوں اُسی روز پیش کریں۔

آپ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہوں گے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور منفصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۳ ماہ جنوری ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

اطلاع بنام دائنان نسبت تعین تاریخ سماعت درخواست دیوالیہ

(دفعہ ۱۹ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء)

بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر بمقام ہردوئی

درخواست دیوالیہ نمبر ۲ سنہ ۱۹۳۱ء

مقدمہ قرار دیے جانے دیوالیہ مسمی گوکل ولد موہن قوم کورمی پیشہ کاشتکاری ساکن موضع قاضی پور پرگنہ ملانواں تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی ....

بنام جملہ مہاجنان

ہرگاہ مسمی گوکل نے عدالت ہذا میں بذریعہ عرضی مورخہ ۱۹ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء درخواست کی ہے کہ وہ حسب منشاء ایکٹ دیوالیہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء دیوالیہ قرار دیا جاوے اور تمہارا نام فہرست دائنان میں جو مدیون مذکور نے داخل کی ہے پایا گیا لہٰذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ عدالت نے تاریخ ۱۸ ماہ فروری سنہ ۱۹۳۱ء واسطے سماعت درخواست مذکور العدر اور لینے بیان مدیون کے مقرر کی ہے اگر تم کچھ اس معاملہ میں پیروی کرنا چاہتے ہو تو اصالتاً یا بذریعہ وکیل جو حال مقدمہ سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو حاضر ہو۔

آج بتاریخ ۲۷ ماہ فروری سنہ ۱۹۳۱ء میرے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

سمن بغرض انفصال مقدمہ

بمقدمہ عدم فروخت کیلئے

(آرڈر ۵ قواعد ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۲۳

بعدالت جناب حاکم خفیف صاحب بہادر بمقام سلطانپور ضلع سلطانپور کورٹ ایمٹی

بنام

پرمانند وغیرہ موضع بھاٹ پور .... مدعا علیہ

دعویٰ بقایا لگان ۱۱۴ روپے

(۱) پرمانند بیٹا بہادر (۲) کھتاؤ (۳) گھسیٹو مدعا علیہ ساکنان موضع نیام گنج بھاٹ پور پرگنہ ایمٹی۔

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت بقایا کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۹ ماہ فروری سنہ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے بمقام سلطانپور اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۲ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

"ڈاکٹری معائنہ"

حکومت ہند:- "ول ڈاکٹر اب ہم اچھا ہونے سکتا ؟"

ڈاکٹر پنچ :- "ہاں جناب! وہ صلاحیت آپ میں کب نہ تھی - آرڈیننس کی کثرت استعمال سے بیماری کے جراثیم بڑھ گئے
اگر کل جراثیم جاتے رہیں و تمام پولیٹکل قیدی رہا ہوجائیں تو پھر آپ بھلے چنگے ہوکے وطن جاسکتے ہیں ورنہ ؟"

گل صبحدمے بجود بر آشفت و بریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بریخت

بد عہدی دہر بیں کہ در چندیں روز
سر برزد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت

اگر موسم خزاں میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا چاہو تو اصغر علی محمد علی عطر سازان چوک لکھنؤ سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ بہار باغ ناپائدار ہے ۔ اور اسکی خوشبو پائدار ہے

Drakshasava

EGISTERED No 783
1931
OUDH P NCH
1931
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

نسبت سے فائق ہے۔ لہٰذا مسکن بھی اسکا کونسل
ہر بھی نسبت سے فائق ہونا چاہیے۔ اگر ملکی حساب کا
کچا چٹھا سامنے ہوتا تو ہم حساب جوڑکے بتا دیتے
کہ در حقیقت حضرت ویسرائے اور انکے حوالی موالی پر
ملکی آمدنی کا کیا حصہ صرف ہو جاتا ہوگا۔ دعوتیں تماشے
نذرانے۔ سفر کے مصارف۔ تنخواہیں غرض تمام یہ سب
مل جل کے حقیقۃً دو اضافے بنتے ہیں ووٹ لے کے پچھتر
سے بیٹھتے ہوں تو عجب نہیں۔ سچ پوچھیے تو ان میں سے
ایک ضرور فضول ہے یعنی یا تو ایسی کونسل ہے جو
دست و پا بستہ کنیز یا کمہار کی کنواری کے دودھ دینے والے
جانور سے زائد مرتبہ نہ رکھتی ہو یا وائسرائے بیکار ہے
جو سیر سپاٹے گھڑ دوڑ کے مزے اڑا تا پھرے اور وقت
بچے تو کاغذوں پر دستخط کر دے۔ الضرار اللہ خیر صلاح
فقہی مسئلہ اقل قبیحین کو ترجیح دینا ہے یعنی جب دو
مصیبتیں ایک دم نازل ہوں اور ایک کے اختیار
کیے بغیر کام نہ چلے تو جس میں کمتر قباحت ہو اسے اختیار
کر لینا چاہیے۔ اقل قبیحین ایک خود مختار وائسرائے ہے

ملک کشمیر کے تحفے

شہد صلاحیت آفتابی درجہ خاص درجہ اوّل درجہ دوم۔ چربی بیٹر

۶ر تولہ ۴ر تولہ ۳ر تولہ ۲ر تولہ

چربی بھیڑیا۔ چربی ریچھ۔ اندری ریچھ۔ ست گلو اصلی

۱۰ر ۱ر تولہ فی صد چھدپیہ ۲ر تولہ

ہینگ اصلی درجہ اوّل مشک خاص درجہ اوّل گگل [illegible] اصلی شہد خاص

۱ر تولہ [illegible] تولہ [illegible] تولہ ۲ر تاعہ

زعفران اصلی۔ میری اصلی گل بنفشہ جدید اول برہمی بوٹی

[illegible] تولہ ۲ر تولہ [illegible] [illegible] سیر

سانپ بنگلہ کی بوٹی مغز اخروٹ بادام کاغذی

۴ر تولہ ۱۲ر سیر ۱۲ر سیر

قبض اور اصلاح کی دوا کمیلا [illegible] جوہا۔ سنگ سدرت وصوب

[illegible] سیر [illegible] سیر

حکیم وید پنساری عطار خط و کتابت کریں معتبر نرخ ملاحظہ
کر کے آرڈر دیں۔

المشتہر بندا بن تاک چند چوہان والے ادھم پور
کورنمنٹ جموں کشمیر دوکان [illegible]

جو پانچ برس ٹھیکے نویسی کر کے وطن چلا جاتا ہے اسکے
بعد جو کوئی آئے وہ اپنے طرز پر حکومت کرے۔ لوگ آنجہانی
ڈفرن اور ہارڈنگ کو یاد کرتے ہیں کیوں؟ یہی کہ
ان کا عہد کس قدر زرخیز گزرا۔ روپیہ [illegible]
صرف ہوے تو بلا شبہ کوئی قانون تو پاس نہیں ہوا تو
اب کو اقل القباحۃ اور اکثر القباحۃ دونوں کو غریب
ہندوستان پرورش کرتا ہے۔ اور اس طرح ایک نامعقول
تین کا ارتفاع دہرا بڑھ گیا۔ پھر بھی ذہن کا رستہ نہ ملے
قوم کچھ خواہش رکھتی ہے۔ کونسل میں کچھ ہوتا ہے وائسرائے
صاحب کچھ ارشاد فرماتے ہیں۔ اس تین تیرہ اور تین
پانچ کا حسن گورنمنٹ آف انڈیا کی سکریٹریٹ کو اٹھانا
پڑتا ہے لہٰذا تین آنے کے ٹکٹ پر سکریٹریٹ کی
عمارت کا نقشہ بالکل بامعنی اور مناسب حال ہے۔
خاتمہ کا بند اور آخری تجویز ایک روپیہ والے
ٹکٹ کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نئی دہلی کے نئے
حکومت خانے کے واسطے ایک نئی بات نے جنم لیا اور
نئی بستیوں کے نئے دوستوں نے چار نئے ستون تحفہ
دہلی روانہ کیے۔ یہ ستون قطب کی لاٹ (دہلی) یا حرمت
حلالی کی پہچان بتانے والے کھمبے (واقع شام) سے
زیادہ عجیب و غریب ہیں اور نہایت فخر کے ساتھ عمارت
میں نصب کیے گئے ہیں۔ یہ عمود محبت بھلا حکومت ہند
کیوں نہ پسند کرتی۔ ہندوستان کے نئے عشاق
پیدا ہوے۔ جدید ولذیذ عشق کے رکن وثیق کو
پولٹیکل اہمیت حاصل ہے۔ نو آبادیاں وہ پیاری الیاں

پیام کا عید نمبر

پیام کا عید نمبر نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہوگا
جس میں علاوہ صدہا مختلف و دلچسپ مضامین کے
تقریباً آٹھ صفحوں پہ بے شمار رنگین تصویریں اور
نظر فریب کارٹون شائع ہوں گے۔ یہ نمبر
بڑی تعداد میں شائع ہوگا تاجر پیشہ حضرات کے
لیے اپنی تجارت کو فروغ دینے کا یہ زریں
موقع ہے۔

منیجر پیام نمبر ۱ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

ہیں وہ حیثیت جو پہلے بھائی یا بچھڑے [illegible]
انگریزی حکومت کی ہشت پہلی اور ساحت کے کھمبے
وہ ہے تو وقت میں ہمیشہ گڑی رہی ہیں۔ انگلستان
کی کسی عمارت میں انکی گنجائش نکل نہ سکتی تھی۔
ہندوستان روپیہ والا تو نہیں مگر نو آبادیوں کا
ہم رتبہ بننے والا ہے بس یہ بامعنی عمود اسی مقام پر
گڑ گئے۔

سید انشاء اللہ خاں انشا مرحوم کا ایک شعر ہے ؎

قفلیاں جو برسنگ کی بھیجی ہیں ہم کو یار نے
اسکے یہ معنی کہ دو نقشہ تمہارا جم گیا

اسکو اب یوں بدل دیجیے ؎

چار پتھر کے ستون بھیجے ہیں ہم کو یار نے
اسکے یہ معنی کہ دو کھمبے تمہارے گڑ گئے

پرانے قلعہ کی پیپے کے برابر وقعت ہے تو ان کھمبوں کی
روپیہ کے برابر۔ مثل مشہور ہے نہ مان کا پان بہت ہے
یہاں ایک چھوڑ چار چار کھمبے ہیں بھلا انکے احسان کی
گرانی کا پوچھنا ہی کیا ہے ؎

چھوٹے بھیانے بھیجے ہیں کھمبے ہیں موٹے نہ ہیں بہت لمبے
نہ خوب انکے بار سے اے ہند لے تو ان کے تلے ذرا دم لے

بعض مفقہ رس معترض ہیں کہ پتھر تو یہاں بھی کم نہیں

چار روپیہ میں قریباً ساڑھے چار ہزار صفحات

پارس بڑے سائز کے چوبیس ۲۴ اٹھائیس ۲۸ اکتیس ۳۱ صفحات پر ہر ہفتہ شائع
ہوتا ہے۔ جو سال بھر میں کتابی سائز کے چار ہزار صفحات کے برابر
ہوتے ہیں۔ اتنی بڑی کتاب صرف چار روپیہ میں دیکھائی ہر جس میں
بہترین افسانے، بلند پایہ نظمیں، ہر قسم کے ادبی، سیاسی، معاشرتی،
اخلاقی اور معلومات میں بیش بہا اضافہ کرنے والے دلچسپ
مضامین ہوتے ہیں۔

پارس۔ آپ کی اخباری ضروریات کو پورا کر سکتا ہے خود
خریدیے اپنے دوستوں کو مستقل تحفہ کی صورت میں بھجوائیے مستقل
خریداروں کو تبرکاً سو سے افسانوں کا مجموعہ مفت دیا جاتا ہے
ہر بڑے شہر کے اخبار فروش اور ریلوے اسٹیشن پر وہیلر کے بک
اسٹال سے ایک آنہ میں مل سکتا ہے یا براہ راست نمونہ طلب کیجیے۔

پتہ
منیجر پارس لاہور

"واہ! نہ سانس ہے نہ ڈکار، بس ٹٹولتے (کاغذ) کی پُتلی معلوم ہوتی ہے۔ آلے میں کچھ محسوس نہیں ہوتا۔"

مگر نسیم تنت صبح بر چمن بگذشت
کہ گل ز بوے تو بر تن چو صبح جامہ درید
بیشک ہر محبوب مطلوب اپنے جسم کو ایسا ہی معطر کرسکتا
ہے بشرطیکہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر
چوک لکھنؤ سے عطر طلب کرے

ہندوستانی سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس جہان کا بچھیڑا سر پر اٹھانے کی ضرورت ہی کیا تھی جبکہ انہیں معمورات جدیدہ میں ہندوستانیوں کی قدر و منزلت اتنی بھی نہ تھی جتنی کہ غالب نے اپنے اس شعر میں کی ہے۔

قدر سنگ سر رہ رکھتا ہوں
سخت ارزاں ہے گرانی میری

سنگ سر رہ ٹھوکریں کھا کے بھی جہاں کا تہاں رہتا ہے ہم وہ ہیں کہ اپنی کمائی ہوئی زمینوں کے حق سے محروم اور مسکنوں سے خارج کیے جا رہے ہیں۔ نو آبادی والے وہیں جن کے گریبان تک انتقام کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا بر خلاف اسکے خود ہمارے آبائی وطن میں تجارتی آزادی اور یورپین امتیازات سے بہرہ یاب ہوا کرتے ہیں۔ ان ستونوں کی آمد و قبول میں اہل ہند سے استصواب نہ کیے جانے کی بھی کوئی لم ہے۔ اگر سنگ خوردن کی ہوس بڑھ گئی ہے تو اپنا گھر کیا کم ہے ؎

کیا بھلا شیخ جی تھے دیر میں تھوڑے پتھر
نہ چلے کعبہ میں تم ڈھونڈ ھنے روٹے پتھر

حضرت غالب نے بھی کچھ ارشاد کیا تھا جسے لبد تصرف یوں پڑھنا چاہیے ؎

وفا کیسی کہاں کا عشق جب پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگدل تیرا ہی کیوں سنگ آستاں کیوں ہو

ارے ہاں ہمیں یہ ستون بھی ندیوں کی اینٹ نہ بنجائیں جو کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا والی مثل اصل ہو جائے۔

آدھی اینٹ کی حکایت اودھ پنچ کے منیجر صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ کانپور کے ضلع میں ایک گاؤں بھانڈوں سے آباد ہے۔ گاؤں کے اطراف میں ہندو زمیندار رہتے ہیں اور بھانڈ ہیں مسلمان۔ ہندوؤں نے عمدہ پختہ کنویں بنوائے تھے جن پر تصرف کا حق مسلمان بھانڈوں کو نہ تھا یہ بیچارے کچے کنویں کا پانی پیتے تھے اتفاقاً ایک مہاجن نے بھانڈستان کے قریب کنواں بنوانا شروع کیا۔ ٹھیل کھودی اینٹوں کی جڑائی کا لگا لگا گر لاسلایا جانے لگا جب کنواں حاصل تیار ہو گیا تو بھانڈوں سنکھ شدا چلے ڈھولک گلے میں ڈال کے مہاجن کے دروازے پر وارد ہوئے:

”ہمیشہ دلبرے سو جان مبارک باشد
لالہ صاحب چڑھیں پروان مبارک باشد

اکبی اعلا اعلے مراتب ہوں۔ لالہ کا پر دار بیٹھے“ لالہ گھبرا کے گھر سے باہر نکلے ”لے کا اودھم ہلت ہو؟“ ”کچھ نہیں سرکار نے کنواں بنوایا ثواب کا کام کیا رگ پانی پی پی کے دعائیں دیں گے۔ اے تم جیو فیض کا کنواں سدا جاری رہے۔ میری بھی ایک عرض سن لو“ یہ کہا اور ایک آدھی اینٹ بغل میں دبی ہوئی تھی نکالی کہ اسے بھی کنویں میں لگادو۔ ہم گنہگار بھی ثواب کے پیاسے ہیں کیا کریں اتنا مقدور نہیں رکھتے۔ سلیمان کی دعوت چیونٹی نے ٹڈی کی ٹانگ سے کی تھی ہم آدھی کما اینٹ پیش کرتے ہیں ؎

الٰہی سخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا

لالہ نے اجازت دے دی کہ ہاں کون ہرج ہے لگا دیو آدھی اینٹ۔ بھانڈوں نے اینٹ کنویں میں لگادی۔ پلٹ کے جو آئے تو پروپگنڈا ہونے لگا: ”آپنے سنا اس کنویں میں تو آدھی اینٹ کے ہم بھی شریک ہیں۔ لالہ نے اینٹ رکھوالی۔ اے حضور آدھی اینٹ ہماری بھی اس کنویں میں ہے دیکھیے گا کیسا بھاگوان کنواں ہوتا ہے۔ جو پانی پیے ہنستے ہنستے لوٹ جائے۔“ دور دور تک آدھی اینٹ کا چرچا ہوا۔ دو مہینے میں کنواں تیار ہو گیا تیاری کی خبر پاتے ہی عین افتتاحی صبح کو دو درجن بھانڈ لنگوٹا کھولے لوٹے ہاتھ میں لیے کنویں کی جگت کے گرد نصف دائرے کی شکل میں کھڑے ہوئے۔ لالہ نے جو یہ ننگی فوج دیکھی تو بہت بھنائے ”ارے تم لوگ کاہے ٹھاڑے ہو؟“ بھانڈوں نے جواب دیا: ”جھاڑا لگا ہے“ آدھی دور تک تم پانی بھرو آدھی دور میں ہم آبدست لیں۔ لالہ کو کنویں کے ناپاک ہونے کا اندیشہ تھا پہلے تو منسا کیے پھر زری درشتی سے حکم دیا: ”جاؤ۔ خبردار کنویں کے پاس نہ آنا“ بڈھا بھانڈ آگے بڑھا۔ ”تماک“ کی صدا اگے نے بعد عرض کی ”لالہ تم اکیلے کنویں کے حق دار نہیں ہو آدھی اینٹ قربان جائیں ہماری بھی تو ہے“ لالہ نے کان کھڑے کیے۔ مختصر یہ کہ حقیت کا مقدمہ کچہری تک پہونچا۔ گواہوں نے گواہی دی کہ ہاں صاحب اس کنویں میں آدھی اینٹ بھانڈوں کی بھی ہے لالہ صاحب نے خود بھی اقرار کیا۔ یہ معاملہ مبہم رہا کہ صرف ایک اینٹ کا نصف حصہ بھانڈوں نے لگایا تھا یا مجموعی اینٹوں کی نصف تہیں ”اینٹ“ کا اطلاق واحد اور جمع دونوں پر یکساں ہے۔ حاکم صاحب بھی نہ سمجھے کہ یہ میو نہاری کا سا جھا ہے۔ مقدمہ طے ہو گیا کہ بھانڈ بھی اس کنویں سے پانی لینے کے مستحق ہیں۔ فیصلہ ہوتے ہی بھانڈوں نے جگت کے نیچے نصف دور میں چوتڑ کھول کھول کے آبدست بازی آغاز کر دی۔ ہندو ”ہے رام رام“ کہتے کنارہ کش ہوئے۔ پورا کنواں بھانڈوں کے تصرف میں آگیا اور آج تک ہے۔

ہمارے نزدیک چار ستونوں کی آدھی اینٹ کی شرکت سے عمارت پر نو آبادی والے متصرف ہو نگے مگر ہمارا سا دل ہر ایک کا نہیں۔ دنیا ہے ضعیف الاعتقاد نو آبادی والے بھی ہیں انگریزی تھیلی کے چٹے بٹے۔

المختصر ہم نے ابھی تک پیسے والا اور ایک آنے والا نیا ٹکٹ دیکھا ہے دوسرے ٹکٹ نہیں دیکھے۔ جاسوسان ملت و معلول کی قیاس آرائی کا خاکا ہم نے کھینچ دیا خواہ یہ صحیح ہو یا غلط۔ ہمیں تو پیسے والے ٹکٹ سے مطلب ہے جو اخباری کاغذوں اور موقت الشیوع پرچوں کے لیے ایجاد ہوئے۔ دوستی کا مقتضے تو یہ تھا کہ لارڈ ارون صاحب قلعے کی تصویر کی جگہ مولانا پنچ کے روئے زیبا کا فوٹو اسمیں چھپواتے۔ پرانا قلعہ ہوا تو کیا نہ ہو گا تو کیا۔ لوگوں کے دل مردہ ہو رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لیے شگفتہ ہو جاتے۔ اور خیال سرور کا ثواب تا ابد الآباد وائسرائے کے نام لکھا جاتا۔ مولانا پنچ خدانخواستہ بخیل نہیں وہ اسکے عوض دو ڈبل کی رس بھریاں ضرور اپنے دوست لارڈ ارون کو کھلا دیتے۔ بس ہم خرما و ہم ثواب۔ اب بھی وقت ہے کیا معنی کہ ٹکٹوں کا طول بڑھ گیا اور لوگوں نے گوارا کر لیا۔ یہی طول مستقل کر دیا جائے اور ہر قیمت کے ٹکٹ میں [illegible]

جتنا حصہ عمارت کی تصویروں نے گھیرا ہے وہ ایک
ایک لاکھ کی قیمت پر متمول تاجروں یا رئیسوں کے
ہاتھوں ہر سال بکا کرے کسی کٹ میں شراب کا اشتہار
ہو کسی میں سنیما کے مناظر ہوں کسی میں کوئی نواب ہو
کسی میں کوئی رئیس ہو یقین ہے کہ اس طرح
ٹکٹوں کی چھپائی اور کاغذ کے دام بھی طرح
نکل آئینگے اور ہر سال کروروں کی رقم بس انداز
ہو سکے گی۔ شہرت کے خواستگاروں کی دنیا میں قلت
نہیں آج اتنی سی جگہ کے لاکھ روپیہ ایک قسم کے
ٹکٹ میں ملیگے تو کل یہی جگہ نیلام میں اپنی بولی بڑھوا
عجب نہیں کہ غیر ممالک کے متمول تاجر بھی ٹیکٹ دیں
اور کروروں کی نوبت آجائے۔ پولیٹکل مال کے محصول
کا خسارہ بغیر جدید ٹیکس لگائے پورا ہو سکتا ہے۔
اہل عقل کے نزدیک وائسرائے کا یہ فعل عبث ہوا
جس کی علت "لہو و لعب" ہے اور کچھ نہیں اچھی خیال
تو کیجیے اس ترکیب کے طفیل میں اگر ایک نیا محکمہ اور اچھی
خاصی آمدنی کا دروازہ نہ کھل جائے تو ہمارا ذمہ۔
آم کے آم گٹھلی کے دام یہ مثل مشہور ہے۔ ہمیں اندیشہ
ہے کہ اس عبث حرکت پر کوئی ہمارے دوست لارڈ
ارون کو یہ طعنہ دے کے نہ جھلائے کہ میاں تم تجارت پیشہ
قوم کے فرد ہو کے بیکار وقت ضائع کرتے ہو، پھر یہ
درزی لمبا تڑنگا؟ — راقم فلاسفر۔

منطق آرا بیگم بنام برہم صاحب

واہ صاحب! ماشاءاللہ تم تو بڑے منطقی نکلے۔
تم نے وزیر اعظم کے اعلان کے خوب عقدے کھولے
ظاہر میں تمہارا کلام بالکل منطق کے مطابق معلوم
ہوتا ہے یعنی تم کہتے ہو کہ خاص اختیارات یا تحفظی
اختیارات کے ساتھ مرکزی آزادی محال ہے۔ اور یہ
ایک دوسرے کی ضد ہیں مگر شاید تمہیں یہ معلوم نہیں
کہ ضدین سے مراد ہے دو وجودی صفتوں سے جنکا اجتماع
محال ہے۔ جو اعلان وزیر اعظم نے ہندوستانی اصلاحات
کے متعلق فرمایا ہے اس میں ایک چیز موجود ہے دوسری
معدوم۔ اگر دونوں موجود ہوتیں تو بیشک ان کا
اجتماع ایک ہی مقام پر محال ہوتا۔ ولہذا اے صاحب
خدا کے فضل سے موجود ہیں۔ انگریزوں کے اغراض جو
ہندوستان کی ذم سے بندھے ہیں موجود ہیں۔ خاص اختیارات
وائسرائے کو نہ دیے جائیں تو اغراض مفقود ہو جائیں۔
لہذا اختیارات ہمیشہ موجود تھے اور ہمیشہ رہیں گے۔

تندرست مستورات اور گھرانہ کا سکھ

مستورات ایام ماہواری کی خرابی مثلاً کمی زیادتی بند ہو جانا درد
آنا مخصوص تون میں شدت کا درد سر درد کمر اعضا شکنی تلووں
اور ہتھیلیوں کا جلنا بیہوشی کا دورہ اور پیڑو میں جلن چھیچھن سفید
رطوبت جاری ہونا۔ سر چکرانا حمل قرار نہ پانا یا گر جانا تھوڑی محنت
سے دل دھڑکنا وغیرہ اس قسم کی دیگر شکایات میں مبتلا ہو کر
اپنی صحت خراب کر لیتی ہیں اور اپنے بال بچوں کی دیکھ بھال
اور امور خانہ داری کے انتظام کرنے سے قاصر ہو جاتی ہیں۔

جینے ٹون یا اکسیر ستارا

ایسی مریضہ کیلئے نہایت بڑا خزانہ ثابت ہو چکی ہے اور روزانہ صدہا
مستورات استعمال کر رہی ہیں۔ قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصولڈاک
اپنے شہر کے دوا فروشوں سے خریدیں یا
بیلی رام اینڈ برادرس لاہور
سید عبدالرزاق اینڈ کمپنی حیدرآباد دکن
ایس خیالچند اینڈ کمپنی۔ پوسٹ بکس ۲۵۵ کلکتہ
امیر چند سوبھا چند ۳۶ فینسی آپانائک اسٹریٹ مدراس
گرانڈ فارمیسی۔ دہرہ دون (خانہ) رنگون
سے طلب فرمائیں
(فرمائش کے وقت اپنا پتہ صاف لکھیں)

خواہ ان کا بجٹ بل گیا ہو یا ہو رہا ہو جس میں مخصوص
اور مستثنیات کی جڑ لگا دی جائے بہرحال ان کا وجود
ضروری اور ثابت ہے۔ ان کے مقابلہ میں ہندوستان
کی مرکزی آزادی کبھی تھی نہ ہے نہ ہو نی ممکن ہے
لہذا جو صفت معدوم ہے اسکے بارے میں اجتماع
اور عدم اجتماع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اعلان
خاص اختیارات کو محدود کرتا ہے ؎
از صحن خانہ تا لب بام از ان من
اور مرکزی آزادی کو آزاد رکھتا ہے ؎
واز سقف خانہ تا بہ ثریا از ان تو
اختیارات محدود ہو سکتے ہیں۔ آزادی کی حد کوئی
نہیں۔ وہ وقت قریب ہے جبکہ اختیارات کے حدود
نیشنل کانگریس ٹٹولے گی ؎
یہ سنتے ہیں کہ اسکے بھی کمر ہے
کہاں ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے
اور میں پیشین گوئی کرتی ہوں کہ حدود معین ہو سکیں گے
ان اختیارات کے متعلق جو کلی قانون وضع کیا جائیگا
اسکے تفاصیل میں ایسے ایسے جھگڑے نکلیں گے جو کبھی
طے نہوں گے۔ اختیارات اور حقوق میں اصطلاحی فرق
ہے۔ میرے نزدیک اختیارات کی جگہ "حقوق" کا لفظ
استعمال کرنا چاہیے تھا یعنی ہندوستان کے مالی
ملکی اور انتظامی امور میں کتنا حصہ انگریزوں کے
قبضے میں رہے گا اور کتنا حصہ بطور تصدق ہندوستانیوں
کو دیا جائے گا۔ اور اس صدقے کے استعمال میں
اہل ہند کہاں تک اپنی ذاتی رائے (کسی کا حکم نہیں)
کو دخل دے سکیں گے۔
گول میز کانفرنس جسے میں چکر گھنتی کہتی ہوں خود
وزیر اعظم ہی کی زبان سے اعلان کر رہی ہے کہ وہ
ہر بات ناتمام اور مبہم چھوڑ کے برخاست ہوئی۔
اعلان کا خلاصہ یہی ہے نہ؟
(۱) کہ ہندوستانی حکومت کی ذمہ داری ہندوستان
ہی کی گردن پر لادی جائے گی۔
اسکی تفصیل جب ہندوستان یا انگلستان کی دوسری
تیسری چکر گھنتی میں کی جائے گی تو دانتوں پسینہ آجائیگا
(۲) جدید فیڈرل حکومت کا ڈھانچا یا سانچا

جملہ ناظرین کو عید مبارک !

حال ہی کا ذکر ہے کہ گاندھی جی نے چند شرطوں پر صلح کی گفتگو مکمل کی ہے۔ ان معمولی سی شرطوں پر بھی تمام ہندوستانیوں کو اتفاق نہیں۔

پہلی شرط یہ سُنی گئی ہے کہ تمام سیاسی قیدی رہا کر دیے جائیں۔ سچ پوچھو تو ہمیں کوئی مضائقہ نہیں مگر حکومت نہیں ہندوستانی پولیس اور ہندوستانی حاکم جنھوں نے ان کو قیدی بنایا ہے ہرگز اس سے اتفاق نہ کرینگے۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان کے چھوٹتے ہی قانون اور انصاف کے نام سے جو ظلم ان بے قاعدگی قیدیوں کے ساتھ برتی گئی وہ کھل جائیگی۔ دیکھا؟ ہم نے تمہید ہی میں کہہ دیا کہ آزادی کوئی وجودی شے نہیں۔

دوسری شرط یہ مشہور ہے کہ تشدد سے حکومت دستکش ہو۔ غالباً حکومت کی طرف سے یہ جواب دیا جائے گا کہ تشدد ہوا ہی کب؟ یہ انتظامی امور ہیں جنھیں تم سختی کا لقب دیتے ہو۔ اب سُنو کہ جو کچھ ہوئی وہ ہندوستانیوں ہی کے ہاتھوں ہوئی۔ انتظامی کل کے پرزے زیادہ ہندوستانی ہیں اور ان میں کتوں کی سی خاصیت ہے یعنی اپنی قوم کے فرد پر ضرور بھونکتے ہیں۔ ایک شخص پولیس میں نوکری کرنے کو معراج سے کم نہیں خیال کرتا۔ حکومت کی اتنی چاٹ ہے کہ اگر آج حکومت بے تنخواہ کی پولیس ملازم رکھنا چاہے تو اسد جانتا ہے بے کوڑی چپیہ خدمت کو لوگ موجود ہو جائیں گے۔ بس یہ شرط بھی نہ مانی جائیگی۔

تیسری شرط یہ ہے کہ بے ضابطگی اور زیادتی کی تحقیقات ہو۔ ظاہر ہے کہ ویسرائے نے تو کسی کو اُنگلی بھی نہیں چھوائی مار دھاڑ کیسی جو زیادتی ہوئی وہ ہندوستانی عاملوں نے کی۔ بھلا ہندوستانی کیوں گوارا کرینگے کہ پیاز کے سے چھلکے اُدھیڑے جائیں پر پڑیں اور وقت پر جواب طلب ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ بدیشی مال پر جو پہرا اور سختی ہے اُس پر سے قانونی پابندی اُٹھالی جائے۔ یہ بھی ہندوستانی تاجر گوارا نہ کرینگے۔

پانچویں شرط یہ ہے ضبط شدہ جائداد بحق واپس کیجائیں۔ یہ شرط حکومت چاہے مان لے مگر جنکے مشورے سے حکومت نے یہ قانون جاری کیا تھا وہ رونے بیٹھے [illegible] اور عجب نہیں کہ استعفا پیش کریں۔ حضرت اب تم ڈھونڈا چاہیں؟ ہاتھ پاؤں کا کام ہے جواب دینا آسان بات ہے؟

چھٹی شرط یہ ہے کہ جتنے سرکاری آدمی قوم کا ساتھ دینے کی علت میں معطل ہوے وہ بحال کیے جائیں اسپر حکومت راضی نہو گی۔ اور جن لوگوں کی تمامی [illegible] خود سری کی وجہ سے یہ ملازم بطرف ہوے وہ آرزو [illegible] آزمودن جہل است، کی بنا پر سرکار کو بڑھائیں گے۔

برہم صاحب! اجی جو کچھ تمہارا منصب کل ہے آئے تو سوتی بھیڑوں کو کیوں جگاتے ہو۔ وزیر اعظم کا اعلان اجتماع ضدین ہو مینی ہی سہی مگر تم اُونچی زبان سے کہو۔ ہائے لوگو۔ تم نے منطق پڑھنا کیوں چھوڑ دی۔ ارے بغیر منطق کے زندگی دشوار ہے۔ ارے منطق ایسی مفید چیز ہے جس سے میں نے ایک چھوڑ تین تین سوتوں کو نکالا۔ انگریزی حکومت کو تو ایک ہی سوت سے سابقہ پڑا ہے۔ حکایت شنو۔

الشدید مجھے نواب کو نکاح کرنے کا مرض ہے۔ ایک مرتبہ اُنھوں نے کلکتے میں کسی عورت سے نکاح کیا۔ معمول دونوں سیر کرنے کو گئے تھے وہاں عقد کر آئے اب ہر مہینے مہینے کلکتے جانے کی تیاریاں ہونے لگیں میں نے پوچھا بھی کہ آخر کلکتے سے اور تم سے کیا واسطہ۔ کون سا مالی ملکی کام ہے میں بھی تو سُنوں۔ مگر وہ بھلا مجھے کیوں بتاتے دو تین مرتبہ تو میں چپ ہو رہی آخر ماتھا ٹھنکا۔ میں نے اپنی خالہ زاد بہن کو جو کلکتے میں رہتی ہیں خط لکھا کہ ذرا اپنے دولھا بھائی کا کھوج تو لگاؤ یہ ہر سٹے کلکتے کی رٹ کیوں لگ گئی۔ اُنھوں نے چپکے چپکے ٹوہ لگا کے سارا حال مجھے لکھ بھیجا۔ بس بندی نے ایک منطقی چال کھیلی۔ بہن کو لکھ بھیجا کہ تم کسی سے ایک جعلی خط اپنے بہنوئی کو لکھوا بھیجو اس مضمون کا کہ "آپ کی زوجہ ثانیہ ظلم کی بانیہ نے ہیضہ کیا اور کوچ کر گئیں۔ جلدی آئیے"۔ بہن نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ یہ خط جو نواب کو پہونچا تو بوکھلا گئے۔ گھبرائے ہوے میرے پاس آئے کہنے لگے میرے سفر کا سامان درست کراؤ بہت شدید ضرورت ہے میں کلکتے جاتا ہوں۔ ابھی ابھی سُسرال سے خط آیا ہے کہ جلدی مجھ سے ملو۔ جب تک تم نہ آؤ گے میری عملداری میں کوئی ناظم نہو گا۔ میں

یہ خبر سُن کر کھل گئی پھر بھی اور جلدی جلدی ناشتہ کروا بستر بندھوا یا اور کہا یہ تو سب سامان لیس ہے مگر دیکھو تم ضرور کسی نہ کسی عورت کے فراق میں سکتے جاتے ہو۔

نواب: "کچھ دیوانی ہوئی ہو کیسی عورت کیسا کیسا سوا بدگمانی کے تمھیں اور کچھ نہیں آتا"۔

میں: "اچھا اگر کوئی عورت تمھارے پاس نہیں ہے تو لکھ دو:-

"بجز منطق آرا بیگم کے میری جتنی نکاحیاں ہیں سب پر تین طلاق"۔

میں نے ضد کی اُنھوں نے خیال کیا کہ کلکتے والی تو مر ہی گئی اب طلاق طلاق لکھ دینے سے کیا نقصان ہے لکھ بھی دو۔ اسے لیجیے قلم اُٹھا کے جو میں نے بتایا اُنھوں نے لکھ دیا۔ بندی نے کاغذ کا پرزا اپنے قبضے میں کیا نوکروں کو آواز دی کہ اسباب کھول ڈالو۔

نواب: "ارے ریل چھوٹ جائے گی"۔

میں: "نواب تم کلکتے جا کے کیا بنا لوگے"۔

نواب: "یہ کیسا؟"

میں: "نواب صاحب آپ کی معشوقہ خدا کے فضل سے زندہ سلامت موجود ہیں۔ وہ خط جعلی ہے"۔

نواب: "ارے"

میں: "ارے ورے میں کچھ نہیں جانتی۔ طلاق نامہ میرے پاس ہے آج رجسٹری کروا کے ڈاک سے بھیجے دیتی ہوں۔ یہ بھی میری مہربانی ہے کہ آپ کو حال سے واقف کر دیا ورنہ اُدھر آپ اپنی دوسری بی بی کے پاس پہونچتے اُدھر یہ خط پہونچتا۔ اور سسرال والے وہ گت بناتے کہ صورت نہ پہچانی جاتی۔ دیکھا اسے کہتے ہیں منطق۔ برہم صاحب منطق پر عمل کرنے سے بلا رد ہو جاتی ہے تم نے بُرا کیا جو منطق بھلا دی۔ خیر اب تم بھی ہو ہم بھی ہیں دیکھا جائے گا۔

راقم
منطق آرا بیگم

بوتل پر سکھ سنچارک کمپنی متھرا کا نام دیکھکر خریدیے

انگوری منقاوں سے تیار کردہ

دراکشا سَوا

ایام سردی میں خاص استعمال کرنے کی چیز شیریں خوش ذائقہ سب سے بہترین اور جسم میں خون وگوشت بڑھاتا ہے۔ سردی کھانسی اور جریان کو نیست و نابود کرتا ہے۔ فوراً جسم میں چستی پیدا کرتا ہے قبض دور کرکے بھوک بڑھاتا ہے۔ علالت کے بعد اور بچہ ہونے کے بعد کی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ جسم میں قوت اور چہرے پہ رونق افزائی کرتا ہے ضعیفی میں ہونے والے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت بوتل کلاں عما، خورد عہ، محصول بوتل کلاں عہ خورد ۱۵ر

ایک بوتل سے زیادہ منگانے پر نزدیک کے اسٹیشن کا نام تحریر فرمائیے گا۔ ہر جگہ ادویات فروشوں کے یہاں ملے گا۔

پتہ:۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

مکھ بلاس

پان میں کھانے کا خوشبودار مصالحہ ہے جسکی خوشبو سے دہن معطر ہوتا ہے اور دل و دماغ کو فرحت پہونچتی ہے جو صاحب تمباکو نہیں استعمال فرماتے ہیں انکے واسطے اس سے بہتر پان کو خوشبودار بنانے کے لیے کوئی اور چیز نہیں ہوسکتی مکھ بلاس کی قیمت ڈبیہ کلاں فی درجن عصہ اور ڈبیہ خورد فی درجن ایک روپیہ ہے۔

المشتہر

مقتدا خان اقتدار خان

تاجر تمباکو لکھنؤ

سوراجیہ مل گیا

تو بھی اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک ملک کا بچہ بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہو سکے اس لیے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک حصہ [illegible] کمیشن پر خریدنے سے پورا ہوگا جو ڈیڑھ سال میں قابل ادائگی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کردیجائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پُرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل خودرو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہوچکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشورہ سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھکر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرماکر فائدہ اُٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت بصیغۂ راز رہتی ہے۔

المشتہر

مینجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مفت! بالکل مفت!! !!!

گیارھواں اڈیشن تیار ہوگیا

کتاب کام شاستر جو اٹھارہ زبانوں میں تقریباً سترہ لاکھ مفت تقسیم ہوچکی ہے۔ کی اُردو زبان کا گیارھواں اڈیشن تیار ہوگیا ہے اسکے مطالعہ سے اصلی زندگی راحت سچی خوشی اچھی اولاد پیدا کرنے کے قواعد اور دیگر بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے اگر دیر کرینگے تو بارھویں ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا اڈیشن صرف دس ہزار کا ہے آج ہی ایک کارڈ لکھکر مفت منگوالیں۔

ملنے کا پتہ

ویدشاستری۔ جام نگر کاٹھیاواڑ

ایجنٹ [illegible] ام پوری اینڈ سنز سوتر منڈی لاہور

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے خیبر اور شاعری کی ظاعرانہ اُستادی سے فائدہ اُٹھائیے قیمت فی جلد ۶ر ٹکٹ بھیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ ا— منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

توجہ ہو

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے [illegible] مضمون کی طرح نقصان کی کوشش نہیں کرتا بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تعلید میں [illegible] کریں اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور متفوات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیور یاں چڑھائیے اسلئے کہ گو ہر حرف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے رو رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی وسیاسی وادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے پرچے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ مانگنے والوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ مابخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام ودرم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا نادار ی یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غائب ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جو خود [illegible]

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

پنچ ل خدا - خدا ل پنچ

"مکالمہ اختیار و تحفظ"

علم کلام میں جبر و تفویض کا مسئلہ ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہے۔ متکلمین نے خوب بال کی کھال نکالی ہے اور آخر اس حد تک ان کا ذہن پہونچا ہے کہ لا جبر و لا تفویض بل امر بین الامرین یعنی بندہ نہ فاعل مختار ہے نہ مجبور محض بلکہ ان دو کے درمیان لٹکا ہوا ہے۔

شعرا کا طبقہ اکثر "جبر" کا قائل ہے۔ چنانچہ میر صاحب کہتے ہیں ؎

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں ہم کو عبث بدنام کیا

عربی شاعر کا قول ہے ؎

ما حیلۃ العبد والاقدار جاریۃ
علیہ فی کل حالٍ ایہا الرائی
القاہ فی الیم مکتوفا وقال لہ
ایاک ایاک ان تبتل بالماء

(آسمانی تقدیرات ہر چیز میں اور ہر بات میں گھسے ہوئے ہیں تو بھلا بندہ کی تدبیر کیا چل سکتی ہے؟ تقدیرات کی رسّی سے ہاتھ پاؤں جکڑ کے اور گولا لٹھی کرکے دریا میں ڈالدیا ہے پھر اسپر یہ فرمائش ہے کہ خبردار پانی سے بھیگنا نہیں۔)

یہی مضمون فارسی کا شاعر اسطرح ادا کرتا ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

مگر ہندوستان کی تقدیر دیکھیے تو ہمیں شاعروں کا قول متکلمین کے اقوال پر فائق نظر آتا ہے۔ سدا وی معتبر غیر حقیقی یعنی خیالی کا بیان ہے کہ میاں جبر و قدر انگلستان کی جکر گھنتی کانفرنس میں لغرض مناظرہ بلائے گئے اور مجسم ہو کے آ بھی گئے۔

صرف نام دونوں صاحبوں نے بدل ڈالے۔ تفویض یعنی اختیار صاحب نے اپنا اسم گرامی اختیار رکھا اور میاں جبر نے تحفظ تخلص فرمایا ان دونوں نے مناظرہ کا جو نتیجہ ہوا وہ آپ مسٹر ریڈیہ میکڈانلڈ کے اعلان میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اب رہا نتیجہ کا اثر تو وہ اپنجا نب ظاہر کرینگے۔

والسلام۔

اختیار :- سُنا آپ نے؟ بس حد ہوگئی۔ بہت پاپڑ بیلے۔ خوب مصائب جھیلے۔ بید کھائے قید کی سختیاں اُٹھائیں۔ پھانسی پر چڑھنے کی نوبت آئی ؎

کوئی دن گر زندگانی اور ہے
ہم نے اپنے دل میں ٹھانی اور ہے

تحفظ :- واقعی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ جناب کو بہت زحمت ہوئی۔ زمانۂ غدار فلک کج رفتار۔ گردون نا ہنجار کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے۔ صبر صاحبان ہمت کو مبتلا کرتا ہے۔ خیر گزشت آنچہ گزشت۔ آج سے آپ مجھے اپنا خادم سمجھیے۔

اختیار :- معاف کیجیے گا۔ آپ کی بات اور گدھے کی لات برابر ہے۔ بارہا وعدے کیے اور مکر گئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کسی طرح اپنی گرفت ڈھیلی نہ کرینگے۔ بس تو پھر آخر العلاج الکی (جب زخم کسی طرح اچھا نہ ہو تو لوہا گرم کرکے داغ دو۔ نہ گوشت ہی رہے نہ زخم ہی رہے) پر انپا بھی عمل ہوگا دوسرے کی جان ہم نہیں لے سکتے تو کیا اپنی جان پر کھیل جانا بھی دشوار ہے ؎

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگ ناگہانی اور ہے

تحفظ :- واللہ آپ کی دردناک گفتگو نے کلیجے میں ہیپ ڈال دی۔ لیکن انصاف کی آنکھ سے دیکھیے تو جناب اپنی مشقت اور ایذا کے ذمہ دار خود ہی ہیں۔ خادم نے آپ کے حق میں نہ کبھی کوتاہی کی نہ آج ارادہ ہے۔ فرمائیے آپ کیا چاہتے ہیں؟

اختیار :- تو کیا آپ کچھ دینگے؟ اجی اب تک تو آپنے دم جھانسے کے سوا کچھ نہ دیا۔ جو کچھ ہم نے پایا اُسے رضامندی سے بہت زیادہ چھین جھپٹ کو دخل تھا۔

تحفظ :- یہ نہ فرمائیے۔ ہم نے ہمیشہ دیا آپنے ہمیشہ پایا۔ مگر خدا نہ کرے جو مانگنے کی عادت کسی شریف کو پڑ جائے۔ واللہ بہت بُری عادت ہے۔ میں تو اس عادت سے بہت جلتا ہوں۔

ایک حکایت مشہور ہے کسی بادشاہ نے ایک بھک منگی کا محل کیا۔ آپ جانیے بادشاہ محل بننے کے بعد مانگنے جانچنے کی حاجت کیوں رہنے لگی تھی۔ مگر عادت کہاں جاتی ہے۔ بیگم صاحب نے ایک کوٹھری اپنے واسطے مخصوص کر لی۔ دسترخوان سے روٹیوں کے ٹکڑے کوٹھری کے طاقوں پر اُٹھا کے رکھ دیتیں اور موقع دیکھ بھال کے اکیلے میں ہر طاق کے پاس کھڑی ہو کے ہاتھ پھیلا دیتیں۔ "اللہ بھلا کرے۔ مجھ محتاج کو دیجیے" "تین دن سے کچھ نہیں کھایا" "دیجیے صدقہ خیرات۔ آپکی ایک ایک روٹی میں ہزار ہزار دم ہوں" "جو دے اُس کا بھی بھلا۔ نہ دے اُسکا بھلا"

کوٹھری میں نوکروں چاکروں کو جانے کی اجازت نہ تھی مگر بادشاہ سلامت کو روکنے کی مجال کسے تھی۔ ایک مرتبہ وہ محل میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسند خالی ہے۔ باندی دا سے پوچھا "بیگم کہاں ہیں" اُس نے کوٹھری کی طرف اشارہ کیا۔ ظل اللہ متحیر ہوئے کہ بیگم صاحب کوٹھری میں کیا کرتی ہیں۔ سوراخ در سے جھانک کے دیکھا تو واہ واہ طاقوں کے سامنے دست سوال دراز ہے۔ چُپ ہو رہے۔ جب فقیر بیگم اپنے شغل سے فارغ ہو کے باہر آئیں۔ تنہائی ہوئی تو بادشاہ نے سبب پوچھا۔ بیگم نے سر جھکا لیا اور بولیں کہ حضور کیا عرض کروں جب تک بھیک کا ٹکڑا نہیں کھا لیتی پیٹ نہیں بھرتا۔

اختیار :- یہ محل اس قسم کی گفتگو کا نہیں۔ دل ہی جانتا ہے کہ آپ نے کیا دیا ہم نے کیا پایا۔ ناتجربہ کاری کے زمانے میں البتہ خیال تھا کہ مانگنے سے بھی کچھ ملتا ہے۔ خدا نے بھی فرمایا ہے کہ مانگو تو ملے گا (ادعونی استجب لکم) لیکن اب تو معلوم ہوگیا کہ بن مانگے موتی ملے۔ مانگے ملے نہ بھیک۔

تحفظ :- ہائیں ہائیں آپ تو اتنی سی بات پر بگڑ گئے۔ آپ مانگیے یا نہ مانگیے مگر ہم کچھ ضرور دینگے۔ ہم بھی اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ ہمیں دینے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔

سپروؤں سؤں۔ کوں کوں کوں

م: شاباش۔ نکلتے ہی بول اُٹھا!

ی: مشکل یہ ہے کہ جھول، پالے کون۔؟

ز غارت چمنت بر بہار منت ہاست — کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
دیکھیے پھولوں کی تاج رنگینی گل مانند کے رنگ سے نکھار رنگ پھیکا پڑتا جاتا ہے۔ خوشبو درکار ہے
تو یہ عطر حاضر ہے"
کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

جاہلستان پر پولیس کے ہمیشہ محتاج نہ رہیں غیر اپنے مفاد کا تحفظ کر لینے کے بعد یہ بھی منظور۔ کچھ خوش ہوئے "

اختیار "یہی ہی ہی ہی۔ آپ کی ہمدردی کا شکریہ! اب مالیات کی نسبت بھی کچھ ارشاد ہو جائے "

تحفظ " وہی ایک شرط ہے یعنی تحفظ تحفظ تحفظ تحفظ جملہ مسائل کلیہ مطالبات جزئیہ میں تحفظ کی قید لگا دیجئے۔ اب کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔ جزئیات کے ذرے پھانکنے کی مہلت نہیں۔ یہ سب آپ اپنے گھر میں بیٹھ کے اطمینان سے طے کیجیے۔ "

وساندانہ " کیا کہا۔ اجی پھر تو کہو۔ ذرہ "تحفظ" کی شرح تو بیان کرو "

تحفظ " ارے کوئی مقصد پھر بولا۔ اے جیب تیری ایسی تیسی کی تھی۔ آؤ جی ہم تم مل کے غزل گائیں اس غزل کے اونچے سروں کی رستی میں اس ورانداز کی آواز پھانس لیں ؎

اے فلک رشک سے نہ جل مرنا
بچھڑے ملتے ہیں ایک مدت کے

ہندوستانی نقارہ " دھوں۔ دھوں۔ دھوں!!!"

کشمیری پپیری " پیں پیں پیں۔ !!! "

ولایتی چکارہ " روں۔ روں روں۔ !!! "

ریاستی مجیرہ " ٹل ٹل ٹل۔ ٹن ٹن ٹن۔ !!! "

قومی جھانجھ " جھنم جھنم۔ !!! "

مذہبی دف " پھٹر پھٹر!!! "

"ایک سین تو ختم ہوا۔ دوسرا منظر ہندوستان میں دکھایا جاتا ہے اگرچہ قبل از وقت ہے مگر وقت فنا سب کی نگاہ یہی تماشا دیکھ رہی ہے۔ اس منظر سے متعلق بھی ایک حکایت الف لیلہ سے نقل کر کے عرض کی جاتی۔ حکایت کے متعلقین و متعلقات یہ ہیں قاضی (انڈین نیشنل کانگریس) کردی (انگریزی تحفظ) عجمی (ہندی جنہیں حکومت نے وکیل قوم بنایا ہے بالفاظ دیگر اختیار) جراب یعنی تھیلا (اصلاحات مجوزہ) ما فی الجراب وہ مال جو اس تھیلے میں ہے " یہ راوی "

کردی " ارے کہاں لیے جاتا ہے۔ یہ میرا تھیلا ہے "

عجمی۔ بکتے کیا ہو۔ یہ میرا تھیلا ہے "

کردی " بہت ترے چونچلے کی ایسی تیسی۔ چل قاضی کے پاس ابھی معلوم ہو جائے گا۔ تھیلا کس کا ہے "

عجمی " چل ڈراتا کسے ہے۔ قاضی کے باپ کے سامنے چل " کرنہیں تو ڈر کیوں؟ "

اصلاحات کا پوٹ یا تھیلا۔ مدعی اور مدعا علیہ قاضی کے پاس لڑتے جھگڑتے پہونچے۔ اور پوچھ گچھ شروع ہوئی "

قاضی " تمھارا نام؟ "

کردی " جناب میرا اصلی نام تحفظ ہے پیار سے والدہ محترمہ تفو کہا کرتی تھیں مگر یہاں لوگ مصلح کردی کے لقب سے پکارتے ہیں "

قاضی " اور تمھارا نام "

عجمی " جناب میرا نام اختیار ہے پیار سے والدہ محترمہ ختو کہا کرتی تھیں مگر یہاں کے لوگ طالب بھیکار کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ مہجور و محروم دو تخلص ہیں۔ آپ کی دعا سے شاعر ہوں اور وہمیات کو حقیقت سمجھ لینا میرا خاص عقیدہ ہے "

قاضی " بنائے مخاصمت کیا ہے "

کردی " ایک تھیلا "

قاضی " یعنی؟ "

عجمی " ایک پارسل جو اس حقیر کے نام ولایت سے بھیجا گیا تھا "

کردی " غلط۔ یہ تھیلا اس حقیر کا ہے "

قاضی " یہ سر بمہر ہے؟ "

عجمی " خداوند ابھی اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا گیا۔ کھولنا کیسا "

قاضی " اچھا اگر یہ مال جناب تفو کا ہے تو بیان فرمائیں کہ اس تھیلے میں کیا ہے "

کردی " سنیے جناب یہ تھیلا میرے خادم کی غفلت سے کھو گیا تھا۔ آج ملا ہے۔ میں بیان کرتا ہوں کہ اسمیں کیا ہے؟ جناب قاضی اس تھیلے میں ڈبیاں ہیں ایک چاندنی ایک سنگاردان ایک پاندان ایک ایک لوٹا ایک کٹورا۔ دو چار جامے۔ تین کا ٹھیاں۔ دو درجن بوتلیں شربت کی۔ تین سینیاں۔ پانچ دیگ۔ اٹھارہ شمعدان۔ چھبیس چھاگلیں۔ پچاس گاؤ تکیے۔ دس طشت۔ اکیس اگالدان۔ دو بلیاں۔ آٹھ گیتیاں۔ پندرہ لگنیں۔ ایک کوڑی بکریاں تیرہ مینڈھے ایک اونٹ چار سانڈنیاں بارہ بھینسیں نو سانڈ چودہ گائیں ایک جوڑی لومڑی کی سات پلنگ انیس مسہریاں چھ باورچی خانے۔ سولہ نشست گاہیں بائیس غلام گرشیں۔ سو باورچی۔ تہ بار غلام زریں کمر۔ نو طویلہ ہائے خر۔ زمین و آسمان گواہ ہیں کہ یہ تھیلا مجھ مدعی کا ہے "

عجمی۔ خدا قاضی صاحب کی عمر دراز کرے۔ اس جراب میں چند خانہائے خراب بغیر میزاب و باب ہیں کئی خانہائے کلاب ہیں چند خزانہائے کتاب ہیں۔ سیکڑوں خیام دا طناب ہیں اور حضور شہر مدینہ و بغداد ہے قصر شداد بن عاد ہے۔ کورۂ حداد ہے۔ جال اور صیاد ہے۔ حرامی اولاد ہے۔ ظلم و مراد ہے۔ توشہ و زاد ہے ابن ملجم و ابن زیاد ہے۔ بس اسقدر یاد ہے ہزاروں تو اد (بھڑوے) گواہی دینگے کہ یہ مال خانہ زاد ہے "

کردی " ہائے ہائے میرا تھیلا! وہ حصون و قلاع (قلعہ) وہ فوج در فوج وحوش و سباع (درندہ) وہ شطرنج کھیلنے والا گروہ۔ وہ باغ وہ کوہ۔ وہ لاکھوں گھوڑے وہ کروڑوں کیڑے مکوڑے۔ وہ اشرفیوں کے توڑے وہ نیزہ و شمشیر تفنگ و تیر کے مخزن۔ وہ دن دہاڑے لوٹ لینے والے راہزن۔ وہ قریے اور گاؤں۔ وہ موزے اور کھڑاؤں۔ وہ جوڑے جوڑے رنڈیوں کے چکلے۔ وہ گڑ گڑ کرنے والے حقے۔ وہ تاگا کاتنے والے چرخے اور تکلے۔ وہ ہزاروں ہیجڑے اور زنانے۔ وہ طائفے زنانے اور مردانے۔ وہ قلابازیاں مارنے والے خرگوش۔ وہ حواس باختہ منیوش وہ مدرسے وہ اسکول۔ وہ میز اور اسٹول۔ وہ اندھے وہ کانے۔ وہ پولیس کے تھانے وہ بنک اور خزانے۔ وہ کچہریاں وہ ہوٹل۔ وہ گلاس وہ بوتل۔ وہ نجومی وہ رمال وہ مردہ شو وہ غسال۔ وہ پادری وہ ملا سیانے۔ وہ سڑی وہ دیوانے۔ قاضی صاحب یہ گٹھڑی (تھیلا) کھول دیجیے تو ابھی یہ سب عادل گواہ گواہی دیں گے کہ تھیلا میری ملک ہے "

عجمی " بس میاں اسقدر؟ اجی میرے اس تھیلے میں توپ بندوق کوٹھریاں صندوق بھیڑوں کی ریوڑ اونٹوں کی بھیڑ ہاتھیوں کا کھلی بن موسی کا وادی ایمن۔

تصویر خانہ نقار خانہ میخانہ آبدار خانہ جواہر خانہ توشہ خانہ کرکری خانہ توشک خانہ قبہ خانہ سیر کا ایک چراگاہیں فسکا نگاہیں کہیں گا ہم۔ جنگل محل گیہوں۔ پیپل۔ انجیر انار خوبانی کا اچار۔ اناج کے انبار۔ صراحیاں پیالے۔ زرد ور سالے۔ کچھ گورے کچھ کالے۔ سنبوئی سالے۔ برچھیاں بھالے۔ ندی نالے۔ بھائی بہن۔ رانڈ دولھن۔ دوست دشمن۔ ماما اصیل۔ ادرک زنجبیل۔ چاکر نوکر۔ بہشتی مہتر قسائی۔ نانبائی۔ دھوبی نائی بلبل۔ تکے صطبل۔ درندہ۔ پرندہ۔ چرندہ۔ روندہ۔ گزندہ۔ خزندہ۔ تھیٹر تماشے بنگالی ماٹلے۔ جھنڈے۔ پھٹے کنڈے۔ انڈے سنڈے مسٹنڈے۔ تعویذ گنڈے۔ بریگیڈ پلٹن فوج فوج موج قشون قشون نسل نسل گروہ گروہ انبوہ انبوہ۔ حبشی۔ گرجی۔ رومی۔ ترکی۔ چینی جاپانی عراقی ایرانی۔ مدنی کاشانی۔ بلوچستانی افغانی سیستانی زابلستانی۔ روسی طوسی۔ کھیت کھلیان۔ کوہستان ریگستان۔ ساتوں سمندر۔ سیکڑوں بندر۔ ہزاروں بر اعظم کروڑوں بنی آدم مزدور معمار۔ بھنگی چمار۔ بڑھئی بیلدار۔ لوہار وسمار بادرچی رکابدار۔ مدن و مصار جبال و بحار۔ غزہ عسقلان دمیاط و اسوان ایوان کسریٰ و ملک سلیمان۔ وادی نعمان ارض خراسان بلخ و صفہان ہند و سوڈان کیا چیز ہے جو نہیں ہے اور خدا غریق رحمت کرے مولانا قاضی کے والد ماجد کو سواستر ے بہن بارہ دا جو صاف کردیں ذقن قاضی نا مدار۔ اگر وہ کردے انکار مالِ خاکسار کے حوالہ کرنے میں۔

قاضی:۔ تم دونوں عجیب منحوس معکوس کنجوس جھوٹے ہو کہ ناحق بک بک کرتے ہو نہ قاضی کا خوف ہے نہ دُنیا سے ڈرتے ہو۔ قاضی سے دل لگی بازی تمہارا ہی کام ہے تمہارا ہر فرد بد لگام نا فرجام ہے۔ تمہاری تھیلی کا ہے کو میدان حشر یا کسی یاوہ گو کا دماغ ہے جس کی سمائی کی انتہا نہیں۔ ہاں اے خادم زری کھول تو سہی یہ جراب خانہ خراب۔

تھیلی کھولی گئی۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ اسمیں دو کھٹائی کی پھانکیں ہیں ایک سوکھا ٹکڑا کیک کا جسے چوہوں نے مفصل میں چھوڑ دیا تھا۔ دو کالی مرچیں ایک موکھا پائین تین ماشے قند سیاہ۔ چند تنکے موش۔ باقی خیر صلاح ہے فی الحقیقہ یہ تھیلا نہ کردی کا مال تھا نہ عجمی کا۔ سائمن کمیشن جاتے وقت اسے راہ میں پھینک گیا تھا۔

عجمی:۔ ہائیں۔ یہ کیا ہوا؟ اچھا جناب قاضی اب آپ ہی اسے اپنے استعمال میں لائیں اسے رشوت خیال نہ فرمائیں ہم سے بڑی چوک ہوئی۔ لے بس۔ اللہ حافظ۔

قاضی۔ امان یہ اپنی نحوست یہاں سے لیتے جاؤ۔ فاقہ بہتر ہے۔ اتنی دیر ناحق دماغ چاٹا کمبختوں نے نہ کارے نہ مشغلے۔ وقت اور بات دونوں صرف ہوئے۔

سعی بے حاصل

مقدمہ بازی کا لپکا بھی تماشبینی شراب خواری افیون آشامی کے لپکے سے کم نہیں۔ سازش میرٹھ کے مقدمے پر جو ابھی آغاز ہی کی حالت میں ہے سات آٹھ لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا۔ حکومت کی نہ پوچھیے آج سلامتی سے کون سا شوق دُنیا میں ہے جس سے وہ خالی ہے۔ شراب پیتی بھی ہے پلاتی بھی ہے۔ جوے اور قمار میں حکام رعایا کا پورا ساتھ دیتے ہیں گھوڑدوڑ میں جوا ہوتا ہے اور رو السرائے کے نام سے ایک انعامی "کپ" حمایت قمار میں عنایت ہوتا ہے افیون چاہے خود نہ کھائے مگر بیچتی ہے اور وہ زمانہ ابھی تک لوگوں کو یاد ہوگا جب چینیوں نے افیم سے توبہ کرلی تھی اور ہمارے صاحب بہادر کو آنکھیں نکال کے کہنا پڑا تھا "افیم لیتے ہو یا نہیں"

کچھ اور لینے کا ارادہ ہے" اب رہی رنڈی بازی اور تماشبینی تو رنڈیوں کی آمدنی پر ٹیکس لگانا اور اس پا آمدنی کو اپنے صرف میں لانا شوقین ہونے کا ادنیٰ ثبوت ہے۔ ان تمام بد اخلاقیوں پر مالی احتیاج نے "گر ضرورت بود روا باشد" کا پردہ ڈال رکھا ہے مگر مقدمہ بازی کا کوئی حاصل دکھائی نہیں دیتا۔ پوچھیے کہ اگر سازش کی وسعت ثابت ہوگئی تو آپ کو کیا ملے گا؟۔ اپنے تو یہ کہیں گے حکومت بُرے عنوان سے کی اُسکا یہ نتیجہ ہو کہ تمام ہندوستان باغی ہوگیا۔ پرائے یا غیر طعنہ دینگے کہ مقدمہ تھا کہ ہو رروپیہ کے ذمہ پر گنہگاروں یا بے گناہوں کی گردن ناپی گئی۔ اگر ثابت شدہ معاملہ ہوتا تو تنی دیر کیوں لگتی مگر شوق ہی تو ہے چاہے اچھا پڑے یا بُرا کہیں چاہے خواہ نخواہ شوق ضرور پیدا ہوگا۔ یہ عذر بھی فضول ہے کہ باغیوں کو عبرت ناک سزائیں دینے سے بغاوت مٹ جائیگی چین سے حکومت کرینگے۔ کیا معنے کہ سزا پانے سے کسی کی خواہش مٹتی ہے؟ وہ مانگتے ہیں سوراج تم دیتے ہو سزا۔ سوراج سزا نہیں۔ سزا سوراج نہیں۔ پھر سزا اور سوراج (مندرجہ اعلان پیشرے میکڈانلڈ) دونوں کا سلسلہ ساتھ ساتھ جاری ہے۔ سزا ہے نقد اور عطایا ہیں غیر محسوس بہت مشکل ہے کہ خیالی عطایا کی طرح کا مرہم سزا کے زخم اچھے کرسکے۔

سُنا ہے کہ شاید کسی ممبر نے اسمبلی میں اُن عورتوں کی تماشبینی کے مصارف پوچھے تھے اللہ انھیں تماشبین بنا دے تاکہ سرکاری تماشبینی یا مقدمہ بازی کے شوق کا حال ان پر مخفی نہ رہے اجی ممبر صاحب! کونسل کے ممبر کو اسلئے ہر قسم کا علم ضروری ہے

فکر

ایک تھے میاں اپنی گھوڑی پر سوار بدھو نوکر ہمراہ سفر کر رہے تھے سرا میں اُترے سُنا کہ یہاں گھوڑوں کے چور بہت ہیں۔ میاں اپنی نے چار جامہ تو بڑا ابھی کھر یرا کر ڈالا لگام بدھو خدمتگار کے سپرد کیا اور تاکید کردی کہ خبردار غافل نہ ہونا۔ دانے گھاس کے انتظام سے فارغ ہو کے لیٹے مگر دھڑکے میں نیند نہ آئی۔ پہر بھر رات گزری تھی کہ بدھو کو پکارا "ارے میاں کیا کرتے ہو؟ سوتے ہو کہ جاگتے ہو" جواب ملا "حضور فکر میں ہوں"

آقا:۔ "کا ہے کی فکر"

بدھو:۔ "یہی کہ آسمان کی چھت بغیر کھمبے کے آخر کس طرح قائم ہے"

آقا:۔ بھائی فکر بری ہے۔ گھوڑی کی فکر کرو"

بدھو:۔ "مطمئن رہیے جاگتا ہوں"

مگر آقا کو چین کہاں۔ پہر بھر بعد پھر آواز دی "اماں بدھو کس فکر میں ہو" معلوم ہوا کہ یہ میخ جو گاڑی جاتی ہے اسکی مٹی کہاں جاتی ہے" پھر لاحول پڑھ کے سو رہے دھڑکے نے پھر ہوشیار کیا پوچھا "اب کیا فکر ہے" میاں بدھو بولے "خداوند یہ سینگین پر رنگ کون پھیرتا ہے" خلاصہ یہ کہ صبح کے قریب میاں بدھو نے بجواب آقا کے ارشاد "شب بیدار رہتا ہے" کہا کہ اب اس فکر میں ہوں کہ گھوڑا اُڑالے گئے جو سے چار جامہ لیکر

اطلاع [illegible]

Drakshasava

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No. 783
۱۹۳۱ء
1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ جاہلوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں لیکن پھر بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت پیرایہ اور رعایت نکتہ چینی ہیچ مدانی تجربات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو لتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہئیے مشتہرین تحریری [illegible]

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہئے جو کہ اُن کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مضامین

جلد ۱۶ نمبر ۸

۷ مارچ ۱۹۳۱ء

منطق آرا بیگم بنام مسٹر چرچل

"قیمت بوئے کباب صدائے اندناب"

بیٹا چرچل! تم واقعی بہت چرچرے بدمزاج جلد باز عقل کے کھرے۔ روکھے سوکھے۔ پھیکے بدمزہ۔ نک چڑھے کٹر لال مرچ۔ لالچی۔ خودغرض۔ تن پرور۔ پھوہڑ۔ بددماغ۔ پیٹ کے ہلکے۔ خودپسند۔ یاوہ گو ہو۔ ہاں بیٹا۔ بڑی بات! تمھیں بڑے بڑے پولیٹکل داغوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو یہ عادتیں تم نے نہ چھوڑیں تو اندیشہ ہے پولیٹکل دنیا میں تمھیں کبھی "فریق" کا مرتبہ حاصل نہ ہوگا۔

صاف صاف دل کی بات کہہ دینا اگلے زمانے میں تعریف کے قابل تھا۔ اب تو جتنی گھما کر بات کہی جائے اتنی ہی تعریف ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ صاف صاف کہنے میں بھی تہذیب کا آنچل ہاتھ سے نہ چھوٹنا چاہیے بھلا بتاؤ تو سہی تم نے کیا سمجھ کے بڑے میاں گاندھی کو "نیم برہنہ باغی فقیر" کے الفاظ سے یاد کیا۔

مردوں کے واسطے "نیم برہنہ" کیسے آدھے ڈیل سے ننگا ہونا کوئی عیب نہیں۔ یورپ میں تو آجکل تہذیب نے اتنی ترقی کی ہے کہ عورتیں بھی جامے سے باہر پڑی پھرتی ہیں جنھیں اتنے ڈیل پر نظر نہیں آتا جتنی چھپانے کی چیزیں ہیں سب اللہ رکھے ہوا اور دھوپ کھاتی ہیں بڑے بڑے میدان انھیں ننگے دھڑنگوں کے واسطے خاص کر دیے گئے ہیں جن میں اکیلی عورتیں ہی نہیں ساتھ میں مرد بھی ننگے اچکتے پھرتے ہیں اور قانون انھیں روک نہیں سکتا۔ گاندھی غریب تو پھر بھی لنگوٹی باندھے رہتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ابھی وہ آدھے دھڑ سے مہذب ہیں۔ اسپر جو تم انھیں سمجھاتے ہو رہا یہ کہ وہ باغی ہیں تو یہ بھی غلط ہے۔ نمک بنانا بغاوت نہیں۔ شراب کی بکری موقوف کروانا بغاوت نہیں چرخا کاتنا بغاوت نہیں۔ کھدر کی چادر اوڑھنا بغاوت نہیں۔ بھلا کس کتاب میں بغاوت کے یہ معنی لکھے ہیں۔ دو باتوں کا جواب ہوا۔ تیسری بات کا جواب سنو کہ یورپ والوں کا ایمان ہے روپیہ۔ روپیہ پاس ہو تو کسی کا حرامزادہ ہونا عیب نہیں وہ سو حلالیوں کا ایک حلالی ہے۔ روپیہ ہو تو پاجی پن عین ہنر ہے۔ سو شریفوں کا ایک شریف۔ ہزار شریفوں کے سر اس کے سامنے جھک جاتے ہیں ؎

مرا زر دیدہ گفتند برسر بزن

قحبہ بھی اگر زردار ہے تو نادار شریف عفیف ہو بیٹی اسکی کنیز بننے کو موجود۔ برخلاف اسکے ایشیا والوں کے نزدیک روپیہ پیسا ہاتھ کا میل ہے۔ بقول بوالحسین کے دانت پر میل نہ ہو مگر آدمیت ہو مفلس نادار ہو مگر ذات اور نسل کا شریف ہو۔ کنگال قلاش ہو مگر حیادار ہو۔ ایشیا میں آج بھی لنگوٹی باندھنے والے فقیروں کے آگے بڑے بڑے ہفت ہزاری سر ٹیک کرتے ہیں ایک بوریے پر آسن جمانے والے فقیر کے سامنے لاکھوں ہفت ہزاری ہاتھ جوڑے کھڑے رہتے ہیں وہ خود کسی کے دروازے پر نہیں جاتا مگر اسکی ڈنڈھی پر شاہ و شہریار تک حاضری دیتے ہیں شاعروں نے اسی کی مدح کی ہے ؎

سمجھنے والے کیا قدر دُرِّ گوہر سمجھتے ہیں
اسے مٹی سمجھتے ہیں اسے پتھر سمجھتے ہیں

دیوانے ہونے پر فخر کیا جاتا ہے ؎

چھوڑ کر ہم نے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہیں قالیں کو ٹھکرا کے

عورتیں مثل کہتی ہیں "پھٹ پڑے سو نا جس سے ٹوٹے کان" ؎

زندگی ترک سوال مدعا است
آبرو چوں جمع شد آب بقا است

آن پر جان قربان کرنے والے ہزاروں بندگانِ خدا اب بھی موجود ہیں جو فاقہ کرتے کرتے مر گئے مگر ہاتھ کسی کے آگے نہ پھیلایا۔ میں نے تمھاری تقریر اخبار کے کالموں میں دیکھی۔ ارے مردوئے خدا سے ڈر۔ کہیں کو ملین کھولن ملعون تخفے (تشنیع) سے بارہ آیا ہوتا۔ تو تیرے تو سوتیا ڈاہ کو مات کر دیا۔ ابھی نہ گورنمنٹ نے کچھ دیا نہ ہندستان والوں نے کچھ پایا مگر واویلا و واویلا کا شور مچ گیا۔ "انگلستان کے حقوق کا تحفظ" ایک معمّٰی ہے اور اسی چیستان کے حل کرنے میں نصف خزانہ ہند ہر سال صرف ہوتا رہے گا۔ خبر نہیں کہ ایسی حالت میں تمھیں اپنے قومی حسان کا خیال ہی کیوں پیدا ہوا۔ اسوقت جو معاملہ درپیش ہے اسکی توضیح اس حکایت سے ہوتی ہے۔

دود کباب

یکے روستا زادہ برکردہ قہر ۔۔۔ سیاحت کناں از دہ آمد بشہر
زلیمان سر پیر تا دیدہ ۔۔۔ بہ ندان سرگشت حیرت گزید
بیو سرگشتہ از رنج رہ خستہ بود ۔۔۔ بہ بازار رفت و زنا نے نمود
در ینجا زیکے کہ دود کباب ۔۔۔ بہ بیمار شد۔ روستا با شتاب
برآورد نانہائے خود از خان ۔۔۔ بہ دود خش بیالود و میخورد از آن
زنان سخورد و داد جہاں می جوید ۔۔۔ مکرر سر انگشت خود می گزید
کبابی دران الطمعش می نہ چوں ۔۔۔ سراسیمہ از دکہ آمد بروں
گریبان وے سخت گرفت و گفت ۔۔۔ کہ دود کباب اے بے غیرت مفت
ربودی متاعم۔ نہ دادہ ثمن ۔۔۔ بگو لیس چہ شد قیمت دود من؟
کلام کبابی بہ بہتش فزود ۔۔۔ بگفتا متاعے کہ بُردم چہ بود؟
نمی خوردم از این زدود شما ۔۔۔ نباشد گر دود و جز و ہوا؟
نمودند القصہ آغاز جنگ ۔۔۔ ز بیکار کاں رگ زگشت تنگ
دو جاہل نہ آرام با ہم ۔۔۔ نمودند با یک دگر گفتگو
سرکار شاں بر نزاع [illegible] ۔۔۔ دراں بین بہلول آنجا رسید
بہ رغبت نمودند داور ا حکم ۔۔۔ بدہقاں بگفتا کہ منا ستم
بدہ قیمت دود ش آنکہ برو ۔۔۔ کہ نتواں خوری مال مردم بہو
زدستے پول گرفتہ خیلش تمرد ۔۔۔ کہ در آن کبابی صدائش ببرد
بہ دہقانی آں پول نمائد و نمود ۔۔۔ بگفتا این صدا قیمت دود بود
چہ حظے کہ بردی ز آواز پول ۔۔۔ کنز جائے دود کبابش قبول
مشامت معطر ز دود کباب ۔۔۔ شد و لیس شدی از فضا کامیاب
نہ بردی اگر دود این پول ہم ۔۔۔ شمرد۔ کز شمردن نگردید کم
چہ دود کبابی است گفتار من ۔۔۔ کہ در نزد جاہل نہ دارد ثمن
ہمیں رسم سلطانیا از قدیم ۔۔۔ کہ تہند قیمت گفت حکیم

لوگ فارسی زبان سے کم واقف ہیں لہٰذا خلاصہ ترجمہ اس کا لکھے دیتی ہوں کہ ایک صاحبزادے اماں باوا سے روٹھ کے گھر سے نکل گئے کبھی گھر سے باہر قدم نہ رکھا تھا دیہات سے

شہر میں جو پہونچے تو ہر چیز نئی معلوم ہوئی۔ جو چیز دیکھی بھونچکے رہ گئے کہ الٰہی یہ کیا ہے۔ آوارہ پھرتے پھرتے ایک کبابی کی دکان تک پہونچے۔ بھنے ہوئے گوشت کی چراہند مسلمان کو بہت بھاتی ہے۔ مرزا قتیل جو ایک مسلمان نہیں ہوے تھے کہا کرتے تھے "وہی بو ے کباب ہندوے مرا مسلمان خواہد کرد" صاحبزادے کے پاس دام نہ تھے مگر کنجوس تھے کباب کا دھواں غنیمت سمجھ کے وہیں بیٹھ گئے اور روٹی نکالی۔ ایک نوالہ توڑا سیخ کباب پر جھکے۔ ناک سے دھواں سڑکا اور نوالہ منھ میں رکھ لیا۔ القصہ دھوئیں سے لگا لگا کے روٹی ختم کی۔ کبابی نے جو دھوئیں کی پونجی مفت لٹتے دیکھی بہت جھلایا اور غضب کا خ دماغ سے پار ہوا۔ ایک گنوار لونڈے کی پگڑی اتار لی اور کہا یہ سیدھی طرح دھوئیں کے دام ڈھیلے کرو اسی میں خیر ہے ورنہ کو منہ بنا کے رکھ دوں گا۔ صاحبزادے منت کرنے لگے کہ بھائی تمہارا کیا نقصان ہوا آخر یہ دھواں ہوا میں مل کے گم ہو ہی تو جاتا۔ کسی بندۂ خدا کا بھلا ہو گیا تو کیا برائی ہوئی۔ گرہ کبابی کے سینے پر ایک بھوت چڑھا تھا وہ کیوں چھوڑتا۔ اتفاقاً ادھر سے حضرت بہلول دانا جنھیں پاگل مخبوط دیوانہ کہتے ہیں چلے آتے تھے۔ دونوں نے بہلول کو پنچ مقرر کیا۔ طرفین کی روداد سن کے بہلول نے دہقان بچے سے کہا "میاں جب تم نے دھوئیں پہ تصرف کیا ہے تو قیمت ادا کرو" پنچ مقرر کرنے کے بعد بیل حجت کا محل نہ تھا ناچار بنیالی کا منہ کھولنا پڑا۔ بہلول نے روپیہ اپنے ہاتھ میں لیا اور کبابی کے کان تک لے جا کے کھنکھنانا شروع کیا۔ ٹھن ٹھن کھنا نانا۔ کبابی اس جھنکار یا کھنکار سے پھولوں نہ سمایا کہ واہ واہ اللہ دے اور بندہ لے۔ یہاں صاحب روپیہ کی صدا ایسی ہی ہوتی ہے لوگ تک تک گھروں جا کے سنا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مفلس فقیر کا ذکر ہے کہ وہ پہلی مرتبہ بنک میں بھیک مانگنے گیا۔ بہت سے پنشن لینے والے انگریز اعلیٰ درجہ کی ور دیاں پہنے نوٹ اور نقد لے کے جو وہاں سے نکلے تو اس نے چپراسی سے پوچھا "کیوں جی یہ لوگ کہیں کے بادشاہ ہیں۔ دیکھو تو کیسی ٹھاٹ باٹ ہیں ان کے پاس روپیہ ہی روپیہ ہے" چپراسی نے جواب دیا "تم بھی نرے بے وقوف ہو ابجی یہ سلطانی غلام و نوکر ہیں تنخواہیں لینے آئے ہیں"

مفلس فقیر نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہنے لگا۔ "دیکھ میرے مالک غلاموں کی یہ پرورش ہوا کرتی ہیں۔ اگر تجھے بندہ پروری کی گھات معلوم نہیں تو بادشاہوں سے سیکھ لے"

جب کانوں میں روپیہ کی گھنٹی خوب بج چکی تو بہلول نے دہقان بچے کو اس کے روپیہ پلٹا دیے۔ "لو صاحبزادے اپنا مال۔ تم نے اس کے دھوئیں سے فائدہ اٹھایا۔ اس نے تمہارے مال کی کھنکار سے دل خوش کیا۔ جیسا مال ویسی قیمت" یا بقول شاعر "بدلا نہ کباب کے دھوئیں سے لکھے کبابیوں کو نقصان پہونچا نہ جھنکار کھنکار کی آواز نے تمہارے مال میں کمی کی۔ کہو میاں کبابی "دھواں کباب" کے دام پائے؟

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۲۲۰ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت میر اقبال حسین صاحب آنریری منصف اسمارٹ مقام زیدپور ضلع بارہ بنکی

رام دین داس جوالا پرشاد .... مدعی

بنام

ہر دیال .... مدعا علیہ

بنام ہر دیال ولد ہزاری قوم کلوار ساکن پورہ ٹھاکر بخش پرگنہ پرتاپ گنج ضلع بارہ بنکی ....

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ تیرہ ۱۳ ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء بوقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے بخوبی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے اظہار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کر دو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۳ ماہ فروری سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری دفتر ۱۰ بجے سے چار بجے تک

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۲۰۵ سنہ ۳۰ء

بعدالت میر اقبال حسین صاحب آنریری منصف زیدپور ضلع بارہ بنکی

بچیا تہ ولد بھوپلی قوم حلوائی ساکن زیدپور پرگنہ ستر کھ ضلع بارہ بنکی .... مدعی

بنام

بدری پرشاد و جگدیش پرشاد پسران رام سہائے قوم کوری ساکن حال سرگڈھ ضلع ملتان .... مدعا علیہ

بنام بدری پرشاد و جگدیش پرشاد پسران رام سہائے قوم کوری ساکن حال سرگڈھ ضلع ملتان ....

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ سترہ ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء وقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے اظہار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کر دو۔

اطلاع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

آج بتاریخ [illegible] ماہ فروری سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری دفتر ۱۰ بجے سے چار بجے تک

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۲۹ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت میر اقبال حسین صاحب آنریری منصف مقام زیدپور ضلع بارہ بنکی

سندر لال وغیرہ .... مدعی

بنام

جھونکو .... مدعا علیہ

بنام جھونکو ولد سیوا قوم حلوائی ساکن حال شہر کلکتہ کالی گھاٹ نمبر ۲ بھگوانداس کی دوکان .... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ تیرہ ۱۳ ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء وقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے برقرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے اظہار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کر دو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۳ ماہ فروری سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری دفتر ۱۰ بجے سے چار بجے تک

"مسائل ہند"

"انیجن چھوڑ گھسیٹن ۔ دیکھیے پالا کس کے ہاتھ رہتا ہے۔"

گل صبحدم از باد بر آشفت و بریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بد عہدی دہر بیں کہ در چندیں روز
سر بر زد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت
اگر موسم خزاں میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اُٹھانا ہو تو اصغر علی محمد علی عطر سازان چوک لکھنؤ
سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ بہارِ باغ ناپائدار ہے۔ اور اسکی خوشبو پائدار ہے

عنوان سے ایک مضمون چھپا ہے جس سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں۔ تمسیل بمقدار ہم نے لاحظہ کر لیا واقعی حضرت کیا کہنا آپ بڑے مناظر پرلے سرے کے ماہر ہو آپ نہایت منطقی ہیں مگر ہم ہیں بد مذاق۔ ذوق بھی ہے جد باری خالی ہوا سکے واسطے خوان آخرت کی دعوت فضول ہے۔

ایک ایرانی ہندوستان سے اپنے وطن گیا تو اہل وطن نے ہندوستانی میووں کے بارے میں استفسارات شروع کر دیے کہ وہاں کون سے میوے پیدا ہوتے ہیں؟ تم نے کون سا میوہ کھایا۔ کون سا میوہ اچھا ہوتا ہے؟

آغا نے سب میووں سے زیادہ اوصاف آم کے بیان کیے آم وہاں نہ تھا جو آغا بات کا صرف کہی اور آسانی جواب دے سکتا۔ وکیتیا نے صرف نام ہی لکھا ہر کیے جا سکتے ہیں بھلا آغا آم کا مزا کیونکر بیان کرتا۔ جب اصرار حد سے بڑھا تو آغا نے ادھر ادھر دیکھا طاق پر سیب کے مربے کی اچار ہی رکھی تھی لپک کے اٹھائی مو کھڑ پر سے کپڑا کھول ڈھکنا دور کیا اور اپنی لمبی داڑھی شیرے میں ڈبو دی۔ پھر وہ شیرے کی کوچی پوچھنے والے کے منہ میں گھسیڑ دی۔ لو چکھو آم کا ذائقہ یہی ہے۔ آم۔ گر لشنیش نرم و خست می باشد؟ دیکھا آپ نے؟ بھلا «خوان آخرت» کا ذائقہ ہم کیوں باصرار پوچھیں؟ حضرت ہم باز آئے آپ خوان آخرت آراستہ کیجیے اور مزے اڑایئے والسلام۔

اسلامی جنتری

اسلام کا سال محرم سے شروع ہوتا ہے آج پورے نہیں تو کچھ کم دس مہینے کے بعد یہ جنتری ہمارے دفتر میں آئی ہے عیسوی سال کے آغاز کو بھی ایک مہینہ اور ایک ہفتہ گزر گیا۔ مگر نہیں حضرت جنتری کے مرتب نے گیارھویں شعبان مطابق یکم جنوری سنہ ۱۹۳۱ء سے حساب لگا کے نئی اسلامی جنتری کی ابتدا فرمائی ہے یہ جدت کیا کم ہے؟ کچھ دواؤں کے اشتہار ہیں۔ چند فرسودہ اور مشہور واقعات کے متعلق مضامین ہیں۔ قیمت فی جلد ۳ رکھتے ہیں حکیم احمد عثمانی الہ آبادی اسکے مؤلف ہیں صدر دفتر الاسلام الہ آباد سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ چلیے آپ جنتری منگائیں یا نہ منگائیں مگر اس جنتری میں غالباً ہر مرض کی دوا کا اشتہار موجود ہے جو تین خالی ملتی ہے بس دو ضرور منگا لیجیے تاکہ اگر جنتری کی لاگت کا نقصان دواخانے کو اٹھانا پڑے تو دوا کی قیمت آ جانے سے جبر کسر ہو جائے۔

اسلامی دنیا میں ہر چیز اسلامی ہے لکھنؤ میں ایک پان بیڑی سگریٹ کی دکان پر «اسلامی بیڑی» «اسلامی سگریٹ» (بیڑا) اور اس قسم کی دو تین چیزیں بکتی ہیں۔ اسی قیاس پر ہم نے اس جنتری میں «اسلامی» دواؤں کے ناموں میں اسلامی کی قید تلاش کی۔ افسوس نظر کی خرابی!

«اسلامی» قرابادین «اسلامی» مقوی باہ۔ «اسلامی» طلائے بے بہا۔ «اسلامی» داد کا مرہم «اسلامی» سفوف آتشک کہیں نظر نہ آیا۔

بہرکیف آپ اس جنتری کی ہر چیز اسلامی سمجھیے اور ضرور منگا لیجیے اس جنتری میں ہر مہینے کے بعد ایک سادہ ورق یادداشت لکھنے کے لیے مختص ہے۔ اسپر یادداشت لکھتے جایئے۔ والسلام

چرچل

مخالفت انگلستان

جوش اعتقاد اہل ہند

«ہاں! یہ قدرت کے کھیل؟ بیدار بننے کی خواہش ہے۔ لینا تو خالا بلی»

لٹو پنچ کی نوٹ بک

«پالیسی»

«پالیسی» یا «پالیسیدن» کا حاصل مصدر ہے۔ پالیسیدن خود بہ ترکیب مقلوب ہضا فی لیسیدن یا ہے جس کے معنی ہیں میاؤں چاٹنا۔ ہم انگریزی نہیں جانتے اسی واسطے جب کبھی کوئی نیا بگڑا ہوا خبط ہندوستانی پالیسی یا «پالیسی» سنتا ہے تو ہم یہی سمجھتے ہیں کہ «پالیسی» کی خواہش ہے کھنا [illegible]

حال ہی میں بعض اخباری کانفرنسوں نے یہ خبر اُڑائی ہے کہ مسٹر عبدالحسین قادر بھائی کی اپیل پریوی کونسل (لندن) سے خارج ہوگئی۔ غالباً انھوں نے کوئی زمین کینیا میں خریدی تھی یا سرکاری اراضی پر نیلام میں بولی بولی تھی مگر ہندوستانی ہونے کی وجہ سے [illegible] نصیب ہوا جج [illegible] اپنی تجویز میں لکھتے ہیں کہ یہ سوال رنگ روپ نسل نسب سے تعلق نہیں رکھتا یہ تو نری کھری پالیسی ہے۔ ہاں صاحب! ہندوستانی آدمی ہر جگہ اسی قسم کی پالیسی کا شکار ہوتے ہیں کیوں؟ اسلیے کہ انھیں ”پالیسی“ کی عادت پڑ گئی ہے۔ آج انھیں غیرت سے تعلق ہوتا اور پالیسی کی عادت نہ ہوتی تو ہندوستان میں بھی اسی طرح کی پالیسی پر عمل کروا چھوڑتے یعنی قانون پاس ہو جانے کے بعد ہم دیکھتے کہ اس قسم کی پالیسیوں کے اختیار کرنے سے نقصان میں کون رہا۔؟

قانون سازی کا پیشہ رکھنے والی ہندوستانی مجلسیں بھی ”پالیسی“ پسند کرتی ہیں لہٰذا ان سے یہ امید کہ ایسا کوئی قانون پاس کروانے کی سعی کرینگی ہیجڑے سے توالد کی توقع ہے۔

ایک صاحب اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے تھے جتنے بال اُکھڑتے اُتنے ہی روپیہ سائل کو دیتے اتفاق سے ایک بگڑے دل فقیر نے سوال کیا۔ یہاں داڑھی کے بالوں پر ہوا استخارہ ایک بال بھی نہ اُکھڑا۔ کہنے لگے بھائی تیری تقدیر۔ سائل کو آیا غصہ اُس نے جواب دیا ہاں تقدیر! مگر تقدیر کا حال تو اُس وقت کھلتا جب تمھاری داڑھی ہوتی اور بندے کا ہاتھ!۔

جج صاحب نے پالیسی کی داڑھی پر ہاتھ پھیر کے مسٹر عبدالحسین قادر بھائی سائل کے مقدمہ کی تجویز تحریر فرمائی ہے۔ میاں عبدالحسین تمھاری تقدیر!۔

سمجھ کا پھیر

میں نے کہا کہ ترجمہ تازہ چاہیے غیرت تھی
[illegible] ستم ظریفی نے مجھکو اُٹھا دیا کہ یوں
مہاتما گاندھی نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ دوکانداروں سے جیسی اُن لوگوں سے تعرض جب ہے جو بدیشی کپڑا خریدتے ہیں بعض اُلٹی سمجھ رکھنے والے اس کا مطلب یہ سمجھے کہ عام خریداروں سے اُلجھو اور دوکانداروں کو چھوڑ دو۔ اور اسی عقل پہ بھروسا کر کے بڑے بڑے مضمون لکھ ڈالے بھئی واہ گاندھی جی کا مقصد تو یہ ہے کہ جو لوگ ولایت سے اکٹھا کپڑا مول لے کے منڈی میں پھیلاتے ہیں اُن کو بصلاح و سلم روکو۔ اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ گاندھی پکٹنگ کرنے والوں اور ضرورتمند خریداروں کو آپس میں اُلجھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ ہاں میاں سچ ہے عقل ہی تو ہے۔

آنکھ کی بدی بھوں کے آگے

جرم کا اقبال اتنی مشکل بات ہے کہ اللہ میاں کو اپنی قدرت کاملہ سے کام لینا پڑا۔ یعنی حشر کے دن اعضاء و جوارح مکلف انسان کے اپنے اپنے گناہ کا اقرار کرینگے گویا ہر ایک عضو میں زبان پیدا ہو جائیگی اور اُس زبان میں قوت گویائی۔ اگر انسان اپنے نفس پر گناہگار ہونے کا الزام بآسانی قبول کر لیتا تو دیگر اعضا زباں درازی پر مجبور نہ کیے جاتے۔

کلکتہ کارپوریشن نے ایک تحقیقاتی کمیٹی اس بنا پر منعقد کی کہ مسٹر سبھاش چندر بوس پر پولیس کے خدائی فوجداروں نے جو حملہ کیا تھا اُسکے تفاصیل معلوم ہو جائیں۔ کلکتہ کے پولیس کمشنر نے اس کمیٹی کو مدد دینے سے انکار کر دیا۔

ہائے حماقت! بھلا کہیے ”آنکھ کی بدی بھوں کے آگے“ چل بھی سکتی ہے؟ اسکے علاوہ پولیس کمشنر خود ہی پولیس کی بداعمالی کا اقرار کیوں کرنے لگا تھا۔ کمیٹی نے کیونکر باور کر لیا کہ خدائی قدرت حاصل ہوگئی حشر برپا ہے اور پولیس کمشنر کے اعضاء و جوارح میں زبان پیدا کر دی گئی ہے۔ [illegible] بھائی۔ کیسے لاٹھیاں تم نے ماریں۔ کیونکر پیٹا بھلا۔ کس طرح نہتے گروہ پر ٹوٹے؟

کسی اموی خلیفہ کے سامنے بعض مظلوموں نے شکایت کی کہ سرکاری عمال نے بہت ظلم کیے خلیفہ [illegible] ہو کہ یہ خدائی منصب اور قضا و قدر کے معاملات ہیں۔ پھر قضا سے کس کا بس چلتا ہے؟ اُن میں سے ایک نے کہا حضرت قضا و قدر کا مالک خود ہی فرماتا ہے ”اگر بعض آدمی بعض کی معرکہ آرائی کو اُن کے سر سے نہ ٹالیں تو زمین ملیامیٹ ہو جائے“

آخر خلیفہ نے مجبوروں کی حمایت کی عمال کو سزا دی۔ یہ ہندوستانی حکومت ہے۔ حکومت نے اپنے عمال کے لیے بے تکے آرڈیننس جاری کر کے اس قسم کے مظالم کا در باکھولا ہے۔ لہٰذا قضائے الٰہی پر صبر کرنا لازم ہے۔ کلکتہ کارپوریشن ایک مقامی محکمہ ہے۔ وائسرائے تمام ہند کا حاکم ہے جب اُس نے پولیس کے مظالم کی تحقیقات ضروری خیال نہیں کی تھی تو بہ کلکتہ کارپوریشن چہ رسد۔ انکار ہے جائز اور کمیٹی کا مطالبہ ہے ناجائز۔ فہمیدی؟

سمن لغرض قرار داد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۷۳ سنہ ۱۹۳۰ء

عدالت دیوانی اجلاس جناب منشی محمد حسن شاہ صاحب بہادر سب جج گونڈہ مقام گونڈہ

۱- کالی پرشاد عمر ۵۰ سال
۲- [illegible] پرشاد عمر [illegible] سال
۳- [illegible] پرشاد عمر [illegible] سال
[illegible] شنکر عمر [illegible] سال
۵- [illegible] شنکر عمر [illegible] سال — نابالغان بولایت
۶- [illegible] شنکر عمر [illegible] سال — کالی پرشاد

پسران [illegible] قوم کالیستھ ساکنان موضع [illegible] سکندرپور پرگنہ [illegible] تحصیل [illegible] ضلع بستی — مدعیان

بنام

مسماۃ کشن کماری وغیرہ
۱- مسماۃ کشن کماری عمر تخمیناً [illegible] سال بیوہ [illegible] نرائن
۲- مسماۃ [illegible] عمر تخمیناً ۲۰ سال زوجہ [illegible] نرائن وغیرہ

قوم کالیستھ ساکنان موضع [illegible] سکندرپور [illegible] ضلع بستی — مدعا علیہم

واضح ہو کہ مدعیان نے تمھارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] ماہ [illegible] ۱۹۳۱ء وقت دس بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوی مذکور کرو اور تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جملہ دستاویزات [illegible] جن پر تم جواب دہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

مطلع ہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ [illegible] ماہ [illegible] میرے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

تنبیہ۔ [illegible] کہ بیان تحریری [illegible] ۱۹۳۱ء تک داخل کرو۔

مہر عدالت — دستخط حاکم [illegible]

وقت حاضری [illegible]

بوتل پر سکھ سنچارک کمپنی متھرا کا نام دیکھ کر خریدئیے

انگوری منقاوں سے تیار کردہ

ایام سردی میں خاص استعمال کرنے کی چیز۔ شیریں خوش ذائقہ سب سے
بہترین اور جسم میں خون و گوشت بڑھاتا ہے۔ سردی کھانسی اور
جریان کو نیست و نابود کرتا ہے۔ فوراً جسم میں چستی پیدا کرتا ہے قبض
دور کر کے بھوک بڑھاتا ہے۔ علالت کے بعد اور بچہ ہونے کے بعد کی کمزوری
کو دور کرتا ہے۔ جسم میں قوت اور چہرے پر رونق افزائی کرتا ہے ضعیفی
میں ملنے والے امراض سے محفوظ رکھتا ہے قیمت بوتل کلاں عما
خورد عہ، محصول بوتل کلاں عہ خورد ۸ار
ایک بوتل سے زیادہ منگانے پر نزدیک کے اسٹیشن کا نام تحریر
فرمائیے گا۔ ہر جگہ ادویات فروشوں کے یہاں ملے گا۔

پتہ:- سکھ سنچارک کمپنی متھرا

مکھ بلاس

پان میں کھانے کا خوشبودار مصالحہ ہے جس کی
خوشبو سے دہن معطر ہوتا ہے اور دل و دماغ
کو فرحت پہونچتی ہے جو صاحب تمباکو نہیں
استعمال فرماتے ہیں انکے واسطے اس سے
بہتر پان کو خوشبودار بنانے کے لیے کوئی
اور چیز نہیں ہوسکتی مکھ بلاس کی قیمت
ڈبیہ کلاں فی درجن عصہ اور ڈبیہ خورد فی
درجن ایک روپیہ ہے۔

المشتہر
مقصد اخان اقتدا خان
تاجر تمباکو لکھنؤ

سوراجیہ مل گیا

تو بھی اس وقت تک فائدہ نہیں ہوسکتا جبتک ملک کا بچہ بچہ
اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے اس لیے
ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ
کریں آپ کا مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک حصہ
المیتی ۱۰ روپیہ خریدنے سے پورا ہوگا جو ڈیڑھ سال میں
قابل ادا ہوگی ہے۔ تمام آسان شرائط معقول مفت
طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو
قواعد طلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے
بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) ۵ روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی بذریعہ وی پی شروع کر دی جائیگی
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور بحساب چار [illegible] کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل
خود غرض طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے
مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت صحت
حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر
آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حاذق اطبا کے مشورہ سے
بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ
لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر
فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہنچائیے
تمام خط و کتابت صیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر
منیجر دواخانہ معدن الادویہ کٹورہ اسٹریٹ لکھنؤ

مفت!!! مفت!! مفت!!!

گیارھواں اڈیشن تیار ہو گیا

کتاب کام شاستر جسکا ۳ زبانوں میں تقریباً ستر ہزار کا
مفت تقسیم ہو چکی ہے کی اردو زبان کا گیارھواں اڈیشن
تیار ہو گیا ہے اسکے مطالعہ سے اصلی زندگی کی راہ راست
بچے خوش اچھی اولاد پیدا کرنے کے قواعد اور دیگر بہت سی
باتوں کا علم ہوتا ہے اگر دیر کرینگے تو بارھویں اڈیشن کا
انتظار کرنا پڑیگا اڈیشن صرف دس ہزار کا ہے آج ہی
ایک کارڈ لکھ کر مفت منگوالیں۔

ملنے کا پتہ
وید شاستری۔ جام نگر کاٹھیاواڑ
ایجنٹ لالہ جگت رام برادرز اینڈ سنز سوتر منڈی لاہور

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم
سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے پڑھیے اور شاعری کی
شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ ر
ٹکٹ بھیجیے یا وی پی اور منی آرڈر کی جھنجھٹ ہے۔

المشتہر
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ ذرا بھرتی کی خبر نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ سادہ لوح مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں مگر یہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیور یاں چڑھایئے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے رو رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج و اکمات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ با بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غائب ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو لتخانے پر نیاز مند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خدا نخواستہ اپنی تحریر دیکھ کر ہمارے ذمہ دار نہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۹

مضامین

مورخہ ۱۴ - مارچ سنہ ۱۹۳۱ء

مملکت اسلامیہ ایران وریش

انسان کے جسم پر بالوں کی روئیدگی کچھ تو ظاہر المنفعۃ ہے مثلاً مسامات کی حفاظت کے لیے رونگٹوں کا اُگنا۔ یا نوازل سے بچانے کے لیے سر کے بالوں کا وجود اور کچھ داخل جمال وزینت ہے مثلاً ابرو کے بال ریش مقدس کہ انکے وجود کی علت غائی تزئین ہے بعض مقامات ایسے بھی ہیں جنکی غرض [illegible] اپنے ہے مجال نہ منفعت مثلاً بغلوں کے بال اور ایک دوسری جگہ کی کھیتی۔ ہندیا ہر قسم کے بالوں سے [illegible] عمر بھر نہ بال اُگنے کا جوہر خوب زرخیز ہو رہا ہے۔ چار ابروؤں کا صفایا کرنے والے ہندوستانی درویش خاص و سر و بروت و ریش کے قدیم دشمن ہیں جنھیں اصطلاحاً "پرم ہنس" کہتے ہیں دُنیا کبھی ان پر ہنستی تھی مگر اب نہیں ہنستی۔ ولایت میں صرف ابرو بغل اور زیر ناف روئیدگی جائز ہے باقی بال بار خاطر ہیں۔

غور سے دیکھیے تو قدیم عرب اور ایران میں بھی لمبی اور گھنی داڑھی اچھی نگاہ سے دیکھی نہ جاتی تھی۔ کمیت و دانگشت شرعی ناپ منظور ہے وہ بھی گراں سمجھی گئی ایرانیوں نے علانیہ اس ابریشم خام کو [illegible] کر دیا۔ عربوں نے بھی تھوڑی بہت اصلاح کی۔ ایرانیوں کا قول ہے ؎

ریش باید دو سہ موئے زنخدان پوشے — کہ در سایۂ آن بچہ وبچہ خرگوشے

مشہور وزیر ابن علقمی پر خلیفہ مستعصم باللہ نے طعن کی تھی "لحیتک طویلۃ" تمہاری داڑھی لمبی ہے یعنی تم بے وقوف ہو۔

ایک عربی شاعر کہتا ہے ؎

ما طال طالت لہ لحیۃ — فزادت اللحیۃ فی ھیبتہ
الا وما نقص من عقلہ — یکون طولاً زاد فی لحیتہ

داڑھی بڑھ جانے سے انسان کی ہیبت اور وقار میں زیادت نہیں ہوتی عقل تھی ناقص اور نقص اسکی تمام درازی داڑھی کو مل گئی۔

اکبر مرحوم نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے ؎

گھٹا کی عقل اور داڑھی بڑھا کی

دوسرا شاعر کہتا ہے ؎

لنا صدیق ولہ لحیۃ — طولہا اللہ بلا فائدہ
کانہا بعض لیالی الشتا — طویلۃ مظلمۃ باردہ

میرے ایک دوست کی داڑھی کو خدا نے بیکار بڑھا دیا ہے۔ وہ جاڑے کی راتوں کی طرح لمبی سیاہ اور سرد ہے۔

یہ کہنا تو بے ادبی ہے کہ اللہ میاں نے بلا وجہ اس مضمون کو طول الذیل فرما دیا۔ ابھی اگر دلیل حق کو آشکار و واضح فرمانا تو یہی ایک وجہ ہے۔ دوسری وجہ تلاش کرنے کی حاجت نہیں۔

معلم صبیان کے متعلق عرب میں مشہور ہے کہ بے وقوف ہوتے ہیں اور ان میں سے اکثر کی داڑھی بھی بے معنی درازی رکھتی ہے۔ چنانچہ ایک مولوی نے کتاب میں لمبی داڑھی کو علامت حمق لکھا دیکھا قینچی پاس نہ تھی جو علامت کی جڑ یا پر قینچ کی جاتی شمع جل رہی تھی۔ قبضہ دست میں داڑھی کا پولا تھاما اور دیا لی کی

گرش سفید گردم بیراں بخشد یار
رنجیست نیر زیست تیغ صاحب جاں

وردش بخضاب سہ شدم بیاں بگو چہ دوست
کہ اصل موبرو فم شد ہست ہیچ رواں

ورش دو رنگ نام دو رنگی است قبیح
از ہیں دو رنگی افتاد نگار من بہ گماں

شنیدہ بودم گر ہست خواست کس شنود
برد حکایت خود را بحضور طفلاں

بدیں امید شدم دوش در بر طفلی
کہ راہ چارۂ کارم بیابنما - اماں

چنیں جواب مرا داد و کرد ما یوسم
کہ ریش نیست بجز پشم - رو بتراشش داں

افسوس محضر طفلاں میں بھی داڑھی کا علاج نہ ملا - معلوم ہوتا ہے کہ لڑکا تھا مہذب - ورنہ لپک کے نوچ لیتا اور رہٹ کی طرح مٹ کے لنگر لڑانے لگتا - شاعر صاحب قاضی کے پاس "دیت ریش" طلب کرنے جاتے اور "بربادیا - طفل نا بالغ مکلف نیست" کا فیصلہ سن کے گھر واپس چلے آتے - گناہ گار بھی نہ قرار پاتے اور "بلائے جبر و زقن" سے چھٹکارا بھی مل جاتا - لڑکے کی تہذیب نے غضب کیا -

نیاز مند فلاسفر

ہونے والی کانگریس کے نام نصیبن کا پیغام

"تنگیا"

شنو دگو - گاندھی جی تو ہو گئے بڈھے انھیں جھگڑے بکھیڑے سے ہے نفرت مگر جو کام انھوں نے سنبھالا ہے اسکے خمیر میں جھگڑا ہے - بغیر جولاہے کی سی تنگیا کے طے نہ ہوگا - اگلے زمانے میں جولاہے کی تنگیا ضرب المثل تھی -

مشہور ہے کہ جولاہے سودا کرنے میں لپٹتے بہت ہیں ایک جولاہے نے بازار سے سوت مول لیا مگر لپیٹنا اور ایک ایک تار پر

جراثیم شرائط صلح کی دیکھ بھال

گالی گلوچ کا تار باندھنا بھول گیا - آدھا راستہ طے کیا تھا کہ یہ واجبی فرض یاد آ گیا سامنے ببول کے درخت لگے تھے دل نے کہا "سب کچھ کیا - تنگیا کا بھولے" سوت بیچنے والیاں تو وہاں تھیں نہیں ببول کے درختوں سے الجھ پڑے - سوت کی گکڑیاں ٹہنیوں پر تھوڑا دیں "لیو اپنا سوت - کاہے کم تولیو - ہمارا دام پھیر دیو - دوسری سے لے لیب (لے لیں گے) - لے ہم سے سودا ہی (چالاکی) نہ کرو - ارے ارے یو کا کرت ہو" گکڑیاں کانٹوں میں الجھیں "سوت آتا جا" ہوا - تھوڑی دیر میں صحرا کی خاک پھانکنے والے شاعر کا دامن - مجنوں کا گریبان - جراح کا تو ٹانکا ہوا صوف جلاد میاں کے نوچے ہوئے جھونٹے اور یہ سوت برابر - عارضی صلح کے چرخے سے کتے ہوئے سوت کے سودے میں جولاہی رسم ادا ہونے سے رہ گئی - اس بات پر تنگیا کی بہت ضرورت تھی کہ قانون کی آڑ میں پولیس نے جو ظلم جوتے ہیں آگے کے لیے ان کے موقوف رکھنے اور اگر کبھی سرزد ہوں تو کھلے مجمع میں انکی تحقیقات کیے جانے کا وعدہ حکومت سے ایک عہدنامے کے روسے کرے - پوچھو اس تنگیا سے کیا فائدہ ؟ کیوں فائدہ کیوں نہیں - انتظام کا بہانہ ہو یا سرکاری ضرورت کا حیلہ - ظلم کسی طرح جائز نہیں جو انتظام ظلم پر موقوف ہو وہ انتظام ہی نہیں - اس کا نام انتظام رکھنا بے وقوفوں کا کام ہے - اگر انتظام کی

اصلاحات اور مصالحت کی گاڑی

حاسد درانداز چرچل

انگلستان

ہند

درانداز حاسد (چرچل) " خدا کی شان یہ کالا آدمی اور ہم ایک گاڑی میں اور نیم برہنہ فقیر " خبردار! یہاں جگہ نہیں "

صلح جو " اجی آنے دیجیے اسے کہنے دیجیے وہ تو سڑی ہے۔ آپ میری دہائی پر بیٹھیے۔ اک ذرا سا اُچکنا پڑے گا "

ہند " تو اُچکوں ؟ "

زغارت چمنت بر بہار منت ہاست   کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند

"دیکھیے پھولوں کی لاج رکھیے گلِ عارض کے رنگ سے اسکا رنگ پھیکا ہوا جاتا ہے۔ خوشبو درکار ہے

تو یہ عطر حاضر ہے"

کارخانہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

لاٹ کمانڈر کی نوکری تھا کہ ہرگز کسی بدنامی کی پروا نہ کرے
اسے یہ بدنامی ہے کہ نیک نامی؟ بدنامی تو اب ہے
جب کہ اس قسم کے ظلموں کی ۱۲ برس نہ ہوئی اور لارڈ
گاندھی جی کے بہانے بھنے گا رڑے دھوتر کیلئے
پرزہ ڈال دیا گیا۔ مگر میں بھی اب کام دھندے
سے فارغ ہو کے اخباری کاغذ روز دیکھتی ہوں۔
میں نے اکثر واقعے ایسے پڑھے جس میں پولیس نے
بیگناہ کو پھانسی دلوانے یا قید کروانے کی کوشش
کی حاکم نے اپنی تجویز میں بھی صاف صاف لکھ دیا
کہ یہ ثبوت پولیس کا بنایا ہوا ہے۔ مجرم کو چھوڑ بھی دیا
مگر آج کل کی حکومت نے لوگوں کا دل مطمئن کرنے
اور اپنے منصف قرار پانے کی ضرورت پر توجہ نہ کی
نوج! یہی انگریزی انصاف ہے کہ عام لوگ جو
دوسروں کے پھانسنے کے لیے جھوٹی رپورٹ کریں
تو سزا پائیں۔ مار کھائیں۔ قید اٹھائیں وہ لوگ جو
انصاف کے خزانے سے خلق اللہ کی حفاظت کی
اجرت ہر ماہ وصول کرتے ہیں۔ بے گناہوں کو
پھانسنے کے واسطے جھوٹے ثبوت بہم پہونچا کے انعام پائیں
لوگو۔ اگر شکار چھڑکنے سے تم بھی دھوبی کی طرح
خیال کرتے ہو کہ آشنائی علاج ہو گئی۔ تو خیر تم جانو
اور تمہارا کام جانے۔ ورنہ تمہیں ساری توجہ گاندھی جی
کی اس بیجا عقلمندی اور خواہ مخواہ کی مروت کے
خلاف کانگریس کے جلسوں میں صرف کردینی چاہیے
یہ تو ٹھیک ہے کہ کانگریس والے لاٹھیوں کی ضرب
سہنے مار کھانے گولیاں کھانے اور جیل خانے جانے
ہی کے لیے گھر سے باہر نکلے تھے لیکن پولیس تو امن
قائم کرنے ظالموں کے ظلم سے مظلوموں کے بچانے کے
واسطے ہے اُسنے بھی یہی دعویٰ کیا لارڈ ارون بھی یہی
دعوے کرتے ہیں مگر انہیں آج تک بھی اصرار کرتے ہیں
کہ جتنی زیادتی پولیس کی طرف سے ہوئی وہ حد سے
باہر نہیں سمجھی جا سکتی۔ اجی یہ تو بالکل توقع سے کم ہے
(اے ہاں سچ ہے گولی مار دینے سے بھی زیادہ کچھ توقع
تھی؟) ایک تھے حکیم! انہیں اس بات پر ناز تھا کہ
انکی ایجاد کی ہوئی جلاب کی گولیاں پیتے سے مادہ
خوب نکالتی ہیں قسمت کا پھیر ایک دوا سے تھے پڑھ گیا

حکیم صاحب نے دو گولیاں نگلوادیں اتفاق سے اجابت
میں ہوئی دیر۔ دوا اور۔ دو چار مرتبہ اجابت ہوئی
عفونت نے مادے کی خباثت کا پتا دیا۔ کود دوا اور۔
کا پڑ توڑ اٹھارہ دست آنے سے یقین ہوا کہ طبیعت
دفع کرنے پر مائل ہے اسے مدد دینی چاہیے تو لو دوا اور۔
پچاس دست آئے تو مادہ کی کثرت کا ثبوت ہاتھ آیا۔
ارے ابھی دو عدد اور۔ شام تک صحیح اخلاط یعنے
ڈیل بھر کا اسل یا زندگی کی کیٹ کی گٹھلی چل گئی
سو مرتبہ ہو تو رے بدلے گئے۔ مریض نچڑے ہوئے
کپڑے کی طرح سچ کے جاں بلب ہو گیا حکیم صاحب
سنبھلتے ہوئے تشریف لائے نبض دیکھی تو چیونٹی کی
رینگن سے زیادہ کمزور۔ لوپ بھری ہوئیں منہ بار کھلا
ہوا۔ سانس اکھڑی ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا لا قوہ
یہ کثرت! خیر اب تو مادہ اکھڑ چکا ہے المسہل ینقی
ویبقی (مسہل صاف کرتا ہے مگر گھلا دیتا ہے) انشاءاللہ
دو گولیوں میں پھر ضرورت کسی دوا کی نہ ہوگی جو کچھ
رہا سہا مادہ ہے وہ بھی پاک ہو جائے گا بیمار دوا اور۔
ابھی گولی حلق سے نیچے اُتری نہ تھی کہ روح کا مادہ بھی
تن کے خارج ہو گیا "انا للہ" چلو چھٹی ہوئی۔ راحت
راحت صحت صحت بعضوں نے حکیم صاحب سے کہا کہ
آپ کی گولیوں نے قیامت کا اثر کیا۔ جواب میں
حکیم صاحب مسکرائے اور مونچھوں پر تاؤ دے
کے فرمایا "حضرت! پھر آپ ہی جانیے۔ ایسا مادہ
خبیث تھا کہ نکلتے نکلتے جان لے گیا۔ کہیے جو نکلتا
نہ اور یونہیں پیٹ میں رہتا تو کیا غضب ہوتا؟"
ہمارے بڑے لاٹ صاحب بھی حکیم ہیں سالی بھر انکی

"حب پولیس دافع مادۂ بغاوت"

ملکی بیمار استعمال کر رہے ہیں۔ یہ عارضی یوم الراحت
جسے وہ صلح کہتے ہیں کانگریسی ہندوستانیوں سے
بغاوت کا مادہ اُس وقت تک خارج نہیں کر سکتا جب تک
امکان ہی ایسی زبردستیوں کا نہ تشریف لے جائے یا
پھر ارواح لطیف ہونے ہوتے نہ الوپ ہو۔
کانگریس کی یہ غلطی پرانی ہے بلکہ میں سمجھتی ہوں
کہ اُس نے پہلے کبھی برے قانون کی زبردستیوں
پر صراحت اور وضاحت کے ساتھ توجہ نہیں کی۔
خصوصاً تعزیرات ہند جس قانون کا نام ہے اُسمیں
جو خرابیاں عدل کے خلاف ہیں تفصیل سے جانچی نہیں
گئیں۔ پولیس کے انتظامات یا اختیارات کے قانون
میں ایسی دھینگا مشتیوں کی گنجائش موجود ہے جو کسی
مہذب ملک میں دکھائی نہیں دیتیں کبھی اعتراض کیا بھی
تو پولیس کے فعلوں (افعال) پر اور وہ اعتراض
اُسی قانون کے رو سے رد کر دیا گیا۔ چلیے نہ جلن رہی
نہ کھولن کانگریس جان وہ بیٹھیں کہا بھی تو یہ کہ ہوگا
بھاڑ میں جائے نگوڑا قانون ہی ایسا ہے کوئی کیا کرے"
مولانا نے ۱۹۲۱ء سے چیخ رہے ہیں کہ قانون کی
اصلاح کا مسئلہ اصل مسئلہ ہے۔ اسے انصاف کے
پہلو تک پہلے کھینچو اس کے بعد انگریزوں سے کچھ
اور مانگو۔ اگر کوئی عادلانہ قانون کانگریس بناتی
اور اُسپر جم بیٹھتی کہ بس یہی ہونا چاہیے تو آج
آرڈیننس چل ہی نہ سکتے۔ بنارسی خانوں (جیل) میں
ظلم کا دستور پرانا ہے آج تک اس ظلم کی پوچھا گچھی
نہ ہوئی۔ ہوئی تو کب؟ جب نازوں کے پالے وہ

بوتل پر سکھ سنچارک کمپنی متھرا کا نام دیکھکر خریدئیے

انگوری منقاوں سے تیار کردہ

ایام سردی میں خاص استعمال کرنے کی چیز۔ شیریں خوش ذائقہ سب سے بہترین اور جسم میں خون و گوشت بڑھاتا ہے۔ سردی کھانسی اور جریان کو نیست و نابود کرتا ہے۔ فوراً جسم میں چستی پیدا کرتا ہے قبض دور کرکے بھوک بڑھاتا ہے۔ علالت کے بعد اور بچہ ہونے کے بعد کی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ جسم میں قوت اور چہرے پر رونق افزائی کرتا ہے ضعیفی میں ہونے والے امراض سے محفوظ رکھتا ہے قیمت بوتل کلاں عا خورد عہ محصول بوتل کلاں عہ خورد ۱۵ ار

ایک بوتل سے زیادہ منگانے پر نزدیک کے اسٹیشن کا نام تحریر فرمائیے گا۔ ہر جگہ ادویات فروشوں کے یہاں ملے گا۔

پتہ:۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے!

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و خلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور مذاق اطبا کے مشورہ و ادویات سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب کرکر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہنچائیے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مفت!!! بالکل مفت مفت!!!

گیارھواں اڈیشن تیار ہوگیا

کتاب کام شاستر جو اٹھارہ زبانوں میں تقریباً سترہ لاکھ مفت تقسیم ہو چکی ہے۔ کی اردو زبان کا گیارھواں اڈیشن تیار ہوگیا ہے اسکے مطالعہ سے اصول زندگی راہ راست سچی خوشی یعنی اولاد پیدا کرنے کے قواعد اور دیگر بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے اگر دیر کرینگے تو بارھویں اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا اڈیشن صرف دس ہزار کا ہے آج ہی ایک کارڈ لکھ کر مفت منگوالیں۔

ملنے کا پتہ

وید شاستری۔ جام نگر کاٹھیاواڑ

ایجنٹ لکھنؤ ... رام پورسی اینڈ سنز ...

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب عجب نظم ہے پڑھیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ر ٹکٹ بھیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

بے رجسٹری

لکھ بلاس

پان میں کھانے کا خوشبودار مصالحہ ہے جسکی خوشبو سے دہن معطر ہوتا ہے اور دل و دماغ کو فرحت پہونچتی ہے جو صاحب تمباکو نہیں استعمال فرماتے ہیں انکے واسطے اس سے بہتر پان کو خوشبودار بنانے کے لیے کوئی اور چیز نہیں ہوسکتی لکھ بلاس کی قیمت ڈبیہ کلاں فی درجن عہ اور ڈبیہ خورد فی درجن ایک روپیہ ہے۔

المشتہر

مقتدا خان اقتدا خان

تاجر تمباکو لکھنؤ

سوراجیہ مل گیا

تو بھی اسوقت تک فائدہ نہیں ہوسکتا جبتک ملک تجارت میں اصول تجارت سے واقف ہوکر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہوسکے اس لیے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک حصہ دس روپیہ خریدنے سے پورا ہوگا جو ڈیڑھ سال میں قابل ادا ہے۔ تمام آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی بھیج کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دیجائیگی

(۳) پانچ پرچوں فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزوعلمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ ۱ — منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No. A783
سنہ ۱۹۳۱ء
1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
اودھ پنچ
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M. B. KHAN ARTIST LUCKNOW
فی پرچہ ۲ر

توجہ — شے — ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ٹے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چہ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیہ صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو تنخانے پر نیاز مند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر مزید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے۔ مشتہرین خواہش خریداری کریں تو بہ [illegible]

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنہیں خط و کتابت اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ اُن کے نام کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶   نمبر ۱۰

مضامین

مورخہ ۲۱ - مارچ سنہ ۱۹۳۱ء

"کبیر صاحب"

پنڈت منوہر لال صاحب زتشی نے ہندوستان کے مشہور فقیر "کبیر صاحب" کے بارے میں ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد کی فرمائش سے یہ کتاب لکھی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پنڈت جی نے ایک قابل قدر و قابل توجہ خدمت انجام دی ہے۔ اس زمانے میں جبکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین خلاف و اختلاف کی میلان داری ہو رہی ہے ایسی کتابوں کی اشاعت یا ایسے افراد کے حالات کی اشاعت جنکا مسلک صلح و صلاح ہو فائدے سے خالی نہیں "کبیر داس" کے نام کا ایک جزو عربی ہے دوسرا ہندی۔ نسب کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں زیادہ مشہور یہی ہے کہ پیدا ہوئے برہمنی کے پیٹ سے اور پلے مسلمان جولاہے کی گود میں۔ بہرحال دو جزوں سے مرکب ہوکے ایک تیسری چیز وجود میں آئی جیسے مختلف اجزا کبھی مرکب ہو کر ایک نیا ذائقہ دیتے ہیں کبھی ان کا ہر ایک جزو اپنا خاص ذائقہ علیحدہ علیحدہ ظاہر کرتا ہے۔ ہر مذہب کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ ایک حیثیت افتراقی دوسری اجتماعی بانی مذہب جس وقت ایک مرکز پر تمام دنیا کو جمع کرنا چاہتا ہے تو وہ اجتماع و اتحاد کا دعویٰ کرتا ہے مگر یہی کوشش اجتماع عملاً تفریق کا سبب ہو جاتی ہے اسلئے کہ دیگر مذاہب سے تصادم ناگزیر ہے۔ کسی مذہب کے مسئلہ فروع و اصول کی نفی کرنا اور افتراق سے بچنا خارج از امکان ہے۔ کبیر صاحب کی نیت بخیر تھی مگر انھوں نے ہر محل پر ہندو اور مسلم دونوں کو فریب خوردہ اور غلط خیال کا لقب دیا ہے ایسی حالت میں انھیں اتنی کامیابی کے سوا کہ ایک نیا فرقہ انھیں ہندو مسلم افراد سے جدا ہو کے (کبیر پنتھی) پیدا ہو گیا اور کوئی کامیابی میسر نہ ہوئی۔

جو لوگ دہریے اور لامذہب کہلاتے ہیں وہ بھی "نفی و ابطال" کی بدولت اپنے استدلال کو قبول کے درجے تک نہ پہونچا سکے جس مذہب کی مخالفت کی اُدھر ہی سے چپت پڑی "اے مردود۔ ہمارے پاک مقدس مذہب کو باطل کہتا ہے" اب دہریے صاحب لاکھ لاکھ ٹراتے ہیں "یار رکیوں ایک فرضی وہمی وجود (خدا) کی تسلیم و اطاعت سے اپنے شریف نفس کو ذلیل کرتے ہو۔ کیسا خدا کیسا ہم "اشنود" کوئی نہیں سنتا۔ غور سے دیکھیے تو لڑ جھگڑ کے دنیا کی آبادی میں سے ایک چھوٹی سی ٹولی انھوں نے بھی اپنی بنا ہی لی۔ چلیے وصل باعث فصل شد۔ یہ بھی ایک مذہب ہے اس اغراض کی دنیا میں نہ لامذہب کو چین ہے نہ اہل مذہب کو۔

ایک طرف خدا سازی کی فیکٹری دھڑلے سے جاری ہے دھڑا دھڑ خدا تیار ہو رہے ہیں دوسری طرف اس فیکٹری کی صناعی پر نکتہ چینیاں ہو رہی ہیں۔ ہندوؤں کا پرمیشور کیا کرتا ہے۔ کون ہے۔ پرستش کے قابل ہے یا نہیں۔ مسلمانوں کا خدا کیسا ہے۔ جیسا مسلمانوں کا خدا ہے ویسا خدا زنیا کے مصرف کا ہے یا نہیں؟۔ علیٰ ہذا القیاس معیوب اور منزہ خداؤں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔

بانیان مذاہب کے ادراک مدارج مختلف ہیں اسی طرح پیروان مذاہب کے ذہن مختلف ہیں فطری اختلاف سے خلاف و مخالفت اگر خارج ہو جائے تو "سلب شے عن نفسہ" لازم آئے جو محال ہے۔

"کبیر صاحب کے ارشادات کا ایک نفیس جزو (مگر بہت قلیل) اس کتاب میں پنڈت جی نے نقل کیا ہے۔ مولف کی نیت یہی ہوگی کہ ایک مادر وطن کی

بلکہ صحیح مذہب میں جب انسان کے غلط خیالات یا تصرفات کا جزو شامل ہوتے ہوتے مذہب کے صحیح اصول پر پانی پھیرنے لگا تو اسکی اصلاح کی گئی۔ اسے منسوخ نہیں کہتے یہ حقیقی تنسیخ نہیں اصطلاحی تنسیخ ہے۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ بانی مذہب کی قوت ارادی اور پیرووں کی ذہنی قوت یکساں نہیں۔ بانی مذہب کے بعد جن لوگوں کے ہاتھ میں ترویج مذہب کی باگ ڈور چلی جاتی ہے اُنکے تصرفات و ذہنیت بعد زمانی کے طول کے ساتھ ہی ساتھ نئے نئے ردّے اس دیوار پر رکھتے چلے جاتے ہیں اس ردّے پر ردّا جمانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بنیاد بوجھ سنبھالنے سے قاصر ہو جاتی ہے دوسرا مصلح اس دیوار کو گرا کے پرانی بنیاد پر تھوڑے سے اضافے کے ساتھ نئی اینٹیں رکھتا ہے۔ اب یہ اُسکی ذاتی قابلیت اور ذہانت پر منحصر ہے کہ دیوار دوسروں کو پسند آ جائے۔

دیگر مذاہب کے حال پر ہمیں کافی اطلاع نہیں بانی اسلام کا حال جانتے ہیں اسکی مذہبی کتاب اس شکایت سے بھری ہوئی ہے یہ تحریفون الکلم عن مواضعہ اُس نے تو خدا پر جھوٹی تہمتیں تراشی تھیں فلاں بات کی اصلیت یہ ہے فلاں بات کی یہ۔ خدا نے یہ حکم دیا تھا اور اس طرح اسکی نافرمانی ہوئی لوگوں نے اُسکے کلمات کو بدل ڈالا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ دین بدلا یا شریعت بدلی اور منسوخ ہوئی انھیں قرآن میں اس امر کا اقرار بھی نظر آتا ہے کہ بانیان مذہب یہود و نصاریٰ برحق ہیں وہ کتابیں اپنے ساتھ لائے تھے جسمیں اصلی احکام الٰہیہ موجود تھے۔ قرآن نے اُنکی تصدیق ہر جگہ کی ہے۔ خود یہود و نصاریٰ سے خطاب کیا ہے کہ اس جرأت و جسارت سے باز آؤ حضرت علیؑ اور امیر معاویہ میں لڑائی ٹھنی تو ایک یہودی نے حضرت علیؑ کو طعنہ دیا ”ابھی تمھارے نبی کا کفن بھی میلا نہیں ہوا کہ تم آپس میں لڑنے لگے“ حضرت علی نے جواب دیا کہ ”ہماری لڑائی تو دنیاوی حق کے بارے میں ہے۔ مگر تم اپنی تو کہو ابھی تمھارے پاؤں موسیٰ کے ساتھ دریا چیر کے نکلنے پر خشک بھی نہ ہوئے تھے کہ موسیٰ سے تم نے ایک نئے خدا گڑھنے کی فرمائش کر دی۔ موسیٰ جیسا خدا لوگوں کے پاس ہے ویسا ہی ہمارے واسطے بنا دو“

الغرض خدائی کلام میں کبھی تنسیخ کی گنجائش نہیں رکھتے قرآن نے ہر ایک مصلح کے ساتھ انصاف کیا ہے نبیوں کے بارے میں کہا ہے ”لا نفرق بین احد منھم“ ہم کوئی فرق ان کے درمیان نہیں کرتے۔ جب کبھی صنم پرست سے پوچھا گیا کہ تم ان تصویروں کو جنھیں اپنے ہاتھوں بنایا ہے معبود سمجھتے ہو؟ تو اُس نے انکار کیا اور کہا تو یہ کہ ہم انھیں اس ہستی لایزال احدیت بحت۔ وجود صمدی تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں یہ تصویریں تو ان مقدس بزرگوں کی ہیں جنھوں نے اس وجود واجب کی جانب ہمیں راہ دکھائی یا اُسکے اوصاف کے مجسمے ہیں جو مجسم ہو کر ہماری ہدایت اور نفع کے لیے دنیا پر نازل و وارد ہوے جن چیزوں کی فطرت میں خالق نے حدوث و تغیر کی صفت رکھی ہے صرف وہی متغیر ہوتی ہیں۔ نوامیس الٰہیہ میں تغیر محال ہے استغفر اللہ پس اصول ان تمام شریعتوں کے جو خدا کی طرف سے نازل ہوئیں ایک ہیں اُنکی اصل اور بنیاد میں کوئی تغیر نہیں نہ وہ تغیر پذیر ہیں ہاں صناعین و متابعین کے ذہنی تغیرات نے جو تعمیر اُن بنیادوں پر کی ہے وہ ترمیم و تنسیخ کے قابل ہے۔

ہم تنسیخ کلی تسلیم نہیں کرتے۔ جملہ ادیان کی قدر مشترک نکال کے دیکھو تو یہ امر اچھی طرح واضح ہو جائیگا۔

رہا یہ کہ انسان کی عقل محدود اور ناقص ہے۔ تو اسمیں کلام نہیں وہ بیشک ذات کامل بلکہ موجد کمال کے آگے ہیچ ہے پھر بھی جتنی ہے وہ زبردستی ایک ہستی بحت ”غایت الغایات“ کی طرف کھینچ لیجاتی ہے۔ اس کا علاج کیا ہے؟۔

خود منکر وجود الٰہی بھی مادی مصنوعات ہی کو اُن کا صانع مان کے اس غلطی کا ارتکاب کرتا ہے کہ جو بلند اوصاف صانع حقیقی کے اُسکے سامنے پیش کیے گئے تھے اُن کو قبول نہ کرکے ترجیح مرجوح کا مجرم بنا۔ جب اُس سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ حقیقت نہ ہمیں معلوم ہے نہ تمھیں جو اوصاف تم نے مادہ اور طبیعت کلیہ میں تجویز کیے ان سے بہتر ہمارے معبود میں موجود ہیں تو کیوں ہم تم بیوقوف بناتے اور اپنے نفس کو دانشمند ٹھہراتے ہو۔ یہاں من چین کی حکایت بالکل موزوں اور مناسب ہے۔

لالہ تھورام اپنی ایک عمدہ مادیان اسپ پر سوار ہو کے رہگراے منازل مسافرت ہوے

”گریۂ بے محابا“

ہائے ہائے پر وطیرہ یاکے محافظین نے سلطنت روما کو نیلام کیا تھا اور ارون ہندوستان کو نیلام کیے دیتا ہے“

از زمین تا آسمان ہمہ گردش مقدرات

پولیٹکل نٹ بازی کے کرتب

گول پر گول۔ گول پر گول۔ گول پر گول گول پر گول۔ گول پر گول۔ ہندوستان سے لندن تک گول۔

موتیا
چنبا
تازہ پھولوں کی نکہت والے پائدار خوشبو کے عطر
اصغر علی محمد علی عطرسازان لکھنؤ سے
طلب کیجیے

دامامن ختمت موانہ نہ خامہ ماؤبہ ۔
جسکا پلڑا بھاری ہوگا وہ مزا کرینگے جسکا پلڑا ہلکا
پڑے گا وہ جلینگے ۔ یہ ناممکن ہے کہ میزان میں
عدل و مساوات ہو سب وہاں بائیس پنسیری
رہیں ۔ اور چونکہ خانہ میزان میں دُم (ذنب) ہے
لہذا ایک گروہ منیشل کانگریس سے دُم کو
لنگوٹی کر جانا بھی ھینچنی ہے ۔
خانہ دوم میں عقرب ہے ۔ اور عقرب کے سوراخ
میں زحل و مشتری کا جوڑا ہے لہذا عقربی خوص کا
دور دورہ ہوگا بیرونی تجارت کی منڈیوں میں
خریداروں (مشتری) پہ نحوست سوار ہوگی ۔ [illegible]
خانہ سوم ہے قوس ۔ اسکی [illegible] ہیں [illegible]
اوران کے ساتھی ساکھی ہیں جلاد فلک میاں مریخ
لیس یہ میرا بھائی ۔ بڑے بڑے لیڈروں میں ابرو
کی کمانیں کھینچینگی نہ بائیں تیر چلیں گے سینے مشبک
ہوں گے ۔

انچہ تیر زبان کند با مرد
زخم شمشیر جانستاں نکند

خانہ چہارم ہے جدی ۔ اور اسمیں صاحب
قوت ہے زحل لہذا چرنے چگنے کے سامان کی
افراط ہوگی مگر زمینداروں کے خزانے میں ساڑھے سّتی
رسالہ سات سال کا سنیچر چیار ہوگا ۔ چوپے
ڈنڈ پیلینگے ۔ سرکاری عمال پاپڑ بیلینگے ۔ بوڑھیاں
بکرے بکریاں خرید کے دونوں کی جوانی کا تماشا
دیکھیں گی ۔ دُرِ گوہر برسیں گی ۔
پانچواں خانہ ہے دلو ۔ دلو کہتے ہیں ڈول کو
ڈول میں زہرہ جلوہ گر ہے ۔ یہ دلیل ہے اس بات
کی کہ اہل کانگریس کی نیت ڈانواں ڈول ہوگی
رسی ہیں سب ہے چاہ فکر میں لٹکے ہونگے زہرہ
آزادی کی حکومت کو پانی پی کے کوسے گی ۔
عورتیں مردوں کو کنویں جھکائیں گی ۔
چھٹا خانہ حوت ہے ۔ اور حوت کی صاحب خانہ ہے
مشتری ۔ مشتری مریخ کے ازدواج سے نقطہ دار
زنانے بچے پیدا ہوکے سیاست کی فضا میں
اودھم مچائینگے ۔ [illegible] کی مچھلی تالاب کو گندہ کر گئی
مردانے زنانے ہتیارہ باہر نکلیں گے ۔ کوئی ڈوبے گا
کوئی ترے گا ۔ کوئی مرے گا کوئی پانی کرے گا ۔
جال پڑینگے ۔ اور مچھلی کے عوض مگرمچھ پھنسیں گے ۔
ساتواں خانہ حمل اور دبیر فلک (عطارد) اسکا
مالک ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ اہل قلم کو پریس ایکٹ کا
حمل رہے گا ۔ مینڈھے لڑائینگے اور پیٹ پھولنے کا
سامان بہم پہونچائینگے ۔
آٹھواں خانہ انگنا مہینہ ثور کہلاتا ہے ۔ چاند
اسپر لدا ہے ۔ بس گاؤ زوری ضرور ہوگی ۔ گائے کے
قضیے چھڑینگے ۔ ہندو مسلم آپس میں بھڑینگے ۔
لال کتاب میں نکلا یوں تیلی بیل لڑائے کیوں
لڑ بھڑ کے ہوا ہے سانڈ بیل کا بیل ہو ڈانڈ کا ڈانڈ
چاند اور چند ایک ہی چیز ہے لہذا چند روزہ لڑائی پر
چندے کی طلب ہوگی ۔ حاصل خدا جانے یا لڑانے والے
نواں گھر جوزا ہے ۔ اور وارث اسکا عطارد منشی
ہے بس اخبار نویس دو ٹپی اڑائینگے ۔ دوہری
(ڈومینین) پالیسی رکھینگے ۔ ڈیرم کی بات
کہینگے کیا معنی کہ دو جورو والا ہوتا ہے بے ایمان
بکواس کی بھی ہے فوج کی بھی ہے ۔

ضروری اطلاع

اگرچہ اشتہاری ادویہ نے پبلک کو بدظن کر دیا ہے مگر سوائے اشتہار کے اور کوئی ذریعہ اپنے بھائیوں کی آگاہی اور فائدہ رسانی کا نہیں ۔ مجبوراً اشتہار دینا پڑتا ہے البتہ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہماری ذیل کی چند دوائیں جن کا ہزاروں مرتبہ تجربہ کیا اور بالکل بے خطا پایا اس وجہ سے ان کے مفید ہونے کا ہم کو دعویٰ ہے پبلک کی خدمت میں پیش کرتے ہیں لہذا ضرورت مند اصحاب فائدہ اٹھا کر دعائے خیر سے یاد فرمائیں ۔

طلائے برقی ۔ یہ حیرت انگیز طلا بلا آبلہ ڈالے عضو کے تمام بیرونی نقائص رگ اور پٹھوں کی خرابیاں دور کرکے نامرد کو مرد اور مرد کو جوان مرد بنا دیتا ہے ۔ قیمت فی شیشی عہ

سفوف برقی ۔ یہ سفوف مغلظ منی اور مقوی باہ ہے دل و دماغ کو طاقت دیتا ہے سستی کاہلی کان کمزوری دل و جگر کا دھڑکنا وغیرہ امراض کا جانی دشمن ہے ۔ قیمت فی شیشی عہ

سفید سرمہ ۔ آنکھ کی جملہ بیماریوں میں اکسیر ہے بلکہ اکثر اشخاص کی تو عینک تک لگانا چھڑا دی ۔ قیمت فی تولہ للعہ

شاہی بال صفا پوڈر ۔ بلا کسی تکلیف اور داغ دھبہ کے بال گرا کر جلد کو بالائی کے مانند صاف کر دیتا ہے قیمت فی ڈبی ۸

مرہم کھاو ۔ کیسا ہی پھانا اور بڑا گھاؤ یا پھوڑیاں آگ کا جلا اور کھجلی وغیرہ کو چند یوم میں اچھا کرتا ہے قیمت فی ڈبیہ عہر ڈبی خورد ۱۰

ورم کلیسہ یعنی فوطہ بڑھ جانے کی دوا ۔ یہ بہت ہی بیہودہ اور خطرناک مرض ہے ہماری لیپ لگانے سے دو تین یوم میں اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں ۔ قیمت عہ

حب ممسک وملذذ و طرفین ۔ یہ گولیاں بہت ممسک ہیں اور ملذذ تو اسقدر ہیں کہ طرفین لذت پانے سے بیہوش ہو جاتے ہیں ۔ قیمت فی شیشی جسمیں ۳۵ گولیاں [illegible]

لڑکے ہی لڑکے ۔ یہ گولیاں حمل کے دو ماہ بعد تین دن صبح کو ایک گولی گرم دودھ کے ساتھ کھلانے سے حمل میں لڑکی ہی لڑکی کیوں نہ ہو مگر لڑکا ہی پیدا ہوگا ۔ چونکہ یہ عجیب دوا ہے اس وجہ سے بڑے بڑے سند یافتہ ڈاکٹروں اور حکیم جن کے نامی گرامی دوا خانے چل رہے ہیں انھوں نے ہم سے منگوا کر آزمائش کی اور اپنے دوا خانوں میں اپنی شہرت کے لیے رکھنے لگے اگر ہمارے لکھنے کے مطابق نہ ہو تو ہم سے حلفیہ لکھ کر قیمت واپس منگوا لیجیے اس کے ساتھ واپسی قیمت کا اقرار نامہ بھی روانہ ہوگا قیمت ۳ گولی ۵ ر

المشتہر

منیجر ہندوستانی دار الشفا ہیڈ آفس سرکل ۹ کانپور

نقل ہے کہ ایک تھے میاں جولاہے دُہری باندھتے تھے ایک روز اُنھوں نے ایک ایک اشرفی اپنی دونوں جوروؤں کے حوالے کی اس طرح کہ ایک کا حال دوسری کو معلوم نہ تھا۔ اتفاق سے کسی دوست نے پوچھا۔ کاہے ہو کمبن تم کو نے مہربا کا چاہت ہو (تم کس بی بی کو چاہتے ہو) چھنگی کا کہ بڑکی کا (چھوٹی کو یا بڑی کو) میاں کمبن نے جواب دیا جیکے پاس ہمری اسرپھی (اشرفی) تو نے ہمرے من کی برپھی (برفی) چلیے دونو راضی۔

دسواں محل ہے سرطان (کیکڑا) مشتری اسمیں اپنی کھلی پھرتی ہے تکرم کے ساتھ مریخ بھی ہے لہٰذا۔ حکم لگایا جاتا ہے کہ بے سرپاؤں کی بھری جنگ چھڑے گی جلاّد جان کا گاہک ہوگا۔ گیارھواں خانہ ہے اسد۔ اور میاں سورج اسکے خداوند ہیں۔ غصہ اور جلال کا زور دو لا ہوگا۔ راعی اور رعیت میں بیج چلتی معلوم ہوتی ہے عداوت کی گرم بازاری یقینی ہے۔

بارھواں خانہ ہے سنبلہ۔ اس گھر میں بھی عطارد کا راج ہے۔ ساتھ تکّے راس بھی ہے جیسے سرکتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی لڑائی پر برقت کرے گی قلم کی لڑائی اور چند ہی شکل برائے اکل کی چڑائی شروع ہوجائے گی۔ بہرحال گو مدہ پہنچی باندھ کے دگڑ دون کون اکلوں ہوں کا عمل پڑھیے اللہ مدبلیل ونہار مقلب قلوب وابصار ہے۔

سمن بغرض انفصال مقدمہ

نمبر مقدمہ ۱۰۱ سنہ ۱۹۳۰ء

بعدالت جناب بابو ملکوت پرشاد صاحب سب جج موہن لال گنج مقام لکھنؤ

بشیشر دین ولد نیو ساکن قصبہ گوسائینگج پرگنہ و تحصیل موہن لال گنج ضلع لکھنؤ .... مدعی

بنام

شیخ احمد علی .... مدعا علیہ

بنام شیخ احمد علی صاحب تعلقدار موضع گوریاں ساکن قصبہ امیٹھی پرگنہ و تحصیل موہن لال گنج ضلع لکھنؤ ....

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

آج تاریخ [illegible] مارچ سنہ ۱۹۳۱ء کو میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

تنبیہ۔ تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ بیان تحریری تاریخ [illegible] مارچ سنہ ۱۹۳۱ء تک داخل کرو۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر منصفی موہن لال گنج لکھنؤ [illegible]

بحکم جناب سید محمد منیر صاحب بہادر بیرسٹرایٹ لا منصف کانپور

نوٹس لسنبت دکھائے وجہ کے (عام طور پر)

بعدالت منصفی کانپور مقام کانپور ضلع کانپور

مقدمہ دیوانی نمبر ۲۱۲ بابتہ سنہ ۱۹۲۹ء

مقدمہ نمبر ۲۸۲ بابتہ سنہ ۱۹۳۰ء

چھیدی لال ولد منی رام قوم ویش ساکن لچھمانہ محال شہر کانپور

بنام

زینت بام [illegible]

چیت رام ولد بھیمن پرشاد قوم ویش ساکن موضع گروند ڈہ رسولی ضلع بارہ بنکی۔

چونکہ سائل نے درخواست اس عدالت میں گزرانی ہے کہ منی رام متوفی ڈگری دار کے بجائے چھیدی لال سائل کا نام درج فرمایا جائے لہٰذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بتاریخ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء ۶ بوقت ۱۰ ½ بجے دن قبل دوپہر اس عدالت میں حاضر ہوکر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ اگر ایسا نہ کروگے تو درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری میں یکطرفہ سماعت ہوگی۔

آج تاریخ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی — مہر عدالت

احکام احتراقات و قرانات

احتراق عطارد در برج سرطان۔ بڑے بڑے مرض پیدا ہوں مثلاً عورتوں میں بے پردگی اور بے پردگی کے بعد بے حیائی اچھی بھلی بیبیوں کے پاؤں میں گھنگھرو۔ مردوں میں تتہ لی اور زن پرستی

قران الشمسین در برج اسد۔ خدا بچائے بم بازی سے۔

قران زہرہ با مشتری۔ ترہ راج۔ ساریاں ہوا میں اُڑیں۔ موسیقی کے مدرسے ہر گلی کوچہ میں کھلیں۔ تنا رین رین رین رین تنا رین رین رین رے

قران السعدین۔ امسال معطل۔

واللہ یعلم وعلمہ اتم

زائچہ سال گاندھوی

قوس	عقرب بھوجپوری دوم	میزان	سنبلہ [illegible]
نادر گوری [illegible]	جاری	تلے اوپر ذنب	اسد ابلیش غضب
	نیندر کی سواری	سرطان	داجہ ۲۸ ق
[illegible]	حل	ساقط	جوزا دکا ابھان
غیر منقوط		سپنگ بازی	

ضمیمہ پارینہ

پرانے جلدات اودھ پنچ کے مضامین کا انتخاب بطور ضمیمہ شائع ہو رہا ہے۔ صفحات علیحدہ بھی جمع ہوسکتے ہیں جس میں ہر کا منتخبات ہوں گے اُن کا نمبر سوائے اسی پرچہ کے صفحات کے مطابق ہوگا۔ صفحات کی عارضی زیادتی جو نمبر کی خانہ پری کی وجہ سے کی گئی تھی اب غالباً مستقل ہوجائے گی۔ پرچہ اب وقت پر نکل رہا ہے صفحات بھی زیادہ ہوگئے ہیں مگر اشاعت کی توسیع بخیریت ہے۔ دیکھیے یہ بے توجہی بھی نہیں لا۔

نیازمند منیجر

بوتل پر سکھ سنچارک کمپنی متھرا کا نام دیکھ کر خریدیے

انگوری منقاؤں سے تیار کردہ

ایام سردی میں خاص استعمال کرنے کی چیز شیریں خوش ذائقہ سب سے بہترین اور جسم میں خون و گوشت بڑھاتا ہے۔ سردی کھانسی اور جریان کو نیست و نابود کرتا ہے۔ فوراً جسم میں چستی پیدا کرتا ہے قبض دور کر کے بھوک بڑھاتا ہے۔ علالت کے بعد اور بچہ ہونے کے بعد کی کمزوری کو دور کرتا ہے جسم میں قوت اور چہرے پہ رونق افزائی کرتا ہے ضعیفی میں لگنے والے امراض سے محفوظ رکھتا ہے قیمت بوتل کلاں عما۔
خورد عہ، محصول بوتل کلاں عہ خورد [illegible]
ایک بوتل سے زیادہ منگانے پر نزدیک کے اسٹیشن کا نام تحریر فرمائیے گا۔ ہر جگہ ادویات فروشوں کے یہاں ملے گا۔

پتہ:- سکھ سنچارک کمپنی متھرا

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ [illegible] خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر [illegible] مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں [illegible] حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور مذاق اطبا کے مشورے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر

مینجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مفت! بالکل مفت!! مفت!!!

گیارھواں اڈیشن تیار ہو گیا

کتاب کام شاستر جو اٹھارہ زبانوں میں تقریباً سترہ لاکھ نسخے تقسیم ہو چکی ہے۔ کی اردو زبان کا گیارھواں اڈیشن تیار ہو گیا ہے اسکے مطالعہ سے اصول زندگی راہ راست سچی خوشی اچھی اولاد پیدا کرنے کے قواعد اور دیگر بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے اگر دیر کرینگے تو بارھویں اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا اڈیشن صرف دس ہزار کا ہے آج ہی ایک کارڈ لکھ کر مفت منگوا لیں۔

ملنے کا پتہ

وید شاستری - جام نگر کاٹھیاواڑ

ایجنٹ لالہ جگت رام پوری اینڈ سنز سوتر منڈی لاہور

ملکھ بلاس

پان میں کھانے کا خوشبودار مصالحہ ہے جسکی خوشبو سے دہن معطر ہوتا ہے اور دل و دماغ کو فرحت پہونچتی ہے جو صاحب تمباکو نہیں استعمال فرماتے ہیں انکے واسطے اس سے بہتر پان کو خوشبودار بنانے کے لیے کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی ملکھ بلاس کی قیمت ڈبیہ کلاں فی درجن عہ اور ڈبیہ خورد فی درجن ایک روپیہ ہے۔

المشتہر

مقتدا خاں اقتدا خاں

تاجر تمباکو لکھنؤ

سوراجیہ مل گیا

تو بھی اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک ملک کا بچہ بچہ حصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے اس لیے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک حصہ [illegible] روپیہ خریدنے سے پورا ہوگا جو ڈیڑھ سال میں قابل ادائگی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) پیشگی روپیہ نقد جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پھٹے پرچے واپس نہ لیے جائینگے

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے خریدیے اور شاعری کی ظریفانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶/ ٹکٹ بھیجیے وی پی اور منی آرڈر [illegible]

المشتہر

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

EGISTERED No 788
1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

جلد ۱۶ نمبر ۱۱

مضامین

۲۸ مارچ ۱۹۳۱ء

منطق آرا بیگم بنام لارڈ اروِن

یہ کیا ہنگامہ ہے دل اہل محشر کے دہلتے ہیں
الٰہی کس کے فریادی مزاروں سے نکلتے ہیں

سنو صاحب!

گھر کے کام دھندے سے فراغت ہی نہیں ہوتی جو خط خطوط لکھنے کی فرصت ملے۔ لکھوں تو کیا لکھوں جب تمہارا یہ حال ہے کہ

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں ایک خامشی تری سب کے جواب میں

میں کہتی رہی تم بات سن کے ٹالتے رہے۔ سچ کہا ہے انگریز بڑے بے مروت ہوتے ہیں اُن کی آنکھوں میں سیل نہیں ہوتی۔ خیر تم جواب نہ دو۔ مجھے اسکی پروا نہیں۔ اے ہاں جب مجھے اپنے نواب کی پروا نہیں تو اور کوئی کیا مال ہے۔ مگر عادت ہے کچھ کہنے کی۔ صدقے جاؤں اپنے اللہ کے جس نے زبان دی ہے۔ علم دیا ہے۔ بڑی عمر دی ہے۔ آج دُنیا بھر میں شہرت ہے کہ نواب منطق آرا بیگم کی بات موتیوں میں تولنے کے قابل ہوتی ہے اُنکی بات کا وقار تمام ہندوستان مانتا ہے جو کہہ دیتی ہیں وہی ہوتا ہے۔ میں نے ہمیشہ شیخ سعدی کے اس قول پر عمل کیا ہے۔

چو می بینی کہ نابینا و چاہ است
اگر خاموش بنشینی گناہ است

جب تم یہاں نئے نئے آئے تھے تو میں نے ہندوستان کا دل سینے سے نکال کے تمہارے سامنے اس پر رکھ دیا تھا کہ تم ہو ابھی اینلے ہندوستان کی حالت ہے دگرگوں اگر خوشامدیوں کے چنگل میں پھنس کے چال چوکے تو ملک کی خدا جانے کیا گت ہوجائے اور لوگ مجھے طعنہ دیں کہ دیکھو اتنی بڑی عقاقہ ودقہ ہوئے منھ میں گھنگنیاں بھرے بیٹھی رہیں صلاح کی بات نہ بتائی۔ ارے تم کیا جانو۔ یہ ہے ہندوستان آدمی کو الّو بنا لینا ہندوستانیوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ جب یہ ہاتھ دھو کے کسی کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تو اسے بوکھلا دیتے ہیں بیچارے کی زندگی دشوار ہوجاتی ہے۔ حکایت سنو۔

ایک تھے میاں سپاہی اُنکی تلوار چوری گئی۔ لوگ تلوار کا پُرسا دینے آئے ایک آیا اس نے کہا حضرت میں نے سُنا آپ کی شمشیر آبدار چور لے گئے۔ واللہ بڑا صدمہ ہوا خصوصاً اس وجہ سے کہ تلوار سپاہی کی مونس ہوتی ہے اور تا دم مرگ اسکا ساتھ دیتی ہے۔ مردان عالم کے واسطے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ساتھ دینے والی چوروں کے قبضے میں چلی جائے۔ آخر یہ تھی کہاں جو چوروں کے ہتھے چڑھ گئی۔؟ بیچارے میاں سپاہی گردن جھکا کے بولے "کیا عرض کروں۔ سو رہا تھا شمشیر سرہانے رکھ لی تھی"۔ جواب سنتے ہی ہمدرد صاحب نے تڑ سے اعتراض جڑ دیا "بھائی صاحب میں تو سمجھتا تھا کہ آپ تجربہ کار سپاہی ہیں مگر معلوم ہوا کہ بالکل نو سیکھیے (نو آموز) ہیں بھلا شمشیر کی جگہ پہلو ہے یا سر؟ اے غضب خدا کا۔ کوئی تلوار سرہانے رکھ کے سوتا ہے؟"

یہ صاحب تشریف لیگئے تو دوسرے وارد ہوئے۔ بولے "خاں صاحب میں نے سُنا کہ آپ کی تلوار چوری گئی۔ آپ کی سپاہگری کے متعلق یوں ہی لوگوں کو اعتبار نہ تھا اور اب تو دشمن بھی سمجھیں گے کہ حریف نے ہاتھ مروڑ کے چھین لی ہوگی میاں باتیں بناتے ہیں۔ بھلا سپاہی کی تلوار بھی کبھی چوری جاتی ہے مثل مشہور ہے "یا سر نہیں یا سروہی نہیں"۔ یہ دیکھیے احقر کی تلوار ہے پاوں پشتیں گزر گئیں آج تک ابّا عن جد چلی آتی ہے۔ احقر کے آبا و اجداد حضرت خالد ابن ولید سپہ سالار لشکر اسلام کے رفقا میں سے تھے۔ ہزاروں کافروں کا خون بہا چکی ہے۔ نہ خواستہ آپ کی جگہ میں ہوتا اور

اس فعل پر داشت میں جلے ہیں۔ بمبئی او بمبئی کے
دلو ہیلو آج بھی گاندھی غریب پر داشت کلکتا سے
جا رہے ہیں۔ نقل کرتے کرتے آدمی منقول عنہ ہو جاتا ہے
سیکڑوں آدمیوں کے سیکلے ہونے کی علت یہی ہے
کہ انھوں نے کسی نہ کسی سیکلے کی نقل کی تھی آگے چلکے
وہی عادت طبیعت میں داخل ہو گئی سعادت کلکتا نے
کی نقل بھی لوگوں نے شروع کر دی ہے بمبئی سے
یہ عادت دوسرے صوبوں میں بھی ضرور پہونچے گی
گاندھی کے وقار کو اس سے دھچکا پہونچے گا۔ گاندھی
اسوقت بطور ایک سپر کے حکومت کے ہاتھ میں ہیں
تم ہی بتاؤ یہ سپر نہ رہی یعنی گاندھی کی بات جاتی
رہی اسکا قول سماعت کے قابل نہ رہا یا خدانخواستہ
کسی اوندھی کھوپڑی والے نوجوان نے مہاتما کو
بھی دیم کا مزا چکھا دیا تو پھر کیا ہوگا؟ اسے ہے اے حسینا
مجھے خدا نے عورت ذات بنایا ہے۔ دل ان خیالوں
سے الٹا جاتا ہے تمھارے واسطے لازم تھا کہ تم
بھگت سنگھ کو کالے پانی ہی میں سہی مگر زندہ رہنے دیتے۔

غور کے لائق یہ بات ہے کہ اس قانونی خونی کی شلنوائی
سے کون سی زبان بچی ہے؟ کوئی نہیں!

گاندھی جی کہتے ہیں کہ وہ تھا بڑا بہادر محب وطن
پار وقتل میں تم اسکی تقلید نہ کرو مگر اسکا ناقص حب
وطن قابل تقلید ہے۔ آزادی خونریزی سے حاصل نہوگی
جواہر لال نہرو کہتے ہیں کہ صلح کی گفتگو جب ہوگی تو
بھگت سنگھ کی خیالی لاش ہمارے پیش نظر رہے گی
سردار ولب بھائی پٹیل چار موٹے موٹے آنسو
بہا کے معاملہ ختم کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر انصاری بھی
علی ہذا القیاس غم کے بخار کو سرد آہ کی ٹھنڈک
پہونچا کے آگ سے پانی بنانے کا تجربہ کرتے اور کہتے
ہیں حکومت سنگدل ہے جس کا پتھر سا دل نہ پسیجا
پہ نہ پسیجا۔

ہاں کانیاں پن کیا تو جناب پنڈت مالوی صاحب نے
آپ ہیں واقعی عجب چیز ایک جیب میں ساری بلا
آپ نے ٹال دی۔ نہ رو دے نہ کچھ بولے حکومت کو
آپ سے شکایت نہیں ہو سکتی اسلیے کہ سکوت خوشی
کی تفسیر بن سکتا ہے عوام آپ سے جواب طلب نہیں کر سکتے
اسوجہ سے کہ

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

کی علت بھی سکوت سے مراد لی جا سکتی ہے بیشک
طبیب مُلا پیش مُلا طبیب پیش ہیچ ہر دو پیش ہر دو
ہیچ۔ خیر مالوی تو پرانے چھکے فسادی اور پکے حریف
ہیں انھیں جانے دو اور خود قانونی کونسل کے نیشنلسٹ ممبروں
کو دیکھو جنھوں نے بجٹ کی پروا کیے بغیر بھگت سنگھ کے

غم میں ایوان خالی کر دیا۔
میں خیر خواہی کی راہ سے تمھیں خبردار کرتی ہوں
کہ بھگت سنگھ کوئی مشہور آدمی نہ تھا اسکی شہرت
کا پہلا ذریعہ اسمبلی کا بم ہوا اور دوسرا ذریعہ وہ جسکی
پاداش میں اسے پھانسی دی گئی۔ جو ملک بھگت سنگھ
سے (عبرت ناک سزا کا حال سُن کے بھی) ہمدردی
یا محبت ظاہر کرتا ہے وہ اگر فعل سے نہیں تو قول
سے ضرور بھگت سنگھ کے ہم خیال گروہ کی تائید کرتا
اور حوصلہ بڑھاتا ہے۔ اگر سزا بدل دی جاتی تو اسکی
بہادری پہ تمھاری رحمدلی کی شہرت غالب آجاتی
ڈھارس تب بعضی لوگ تمھارا اعتبار کرتے گاندھی جی
کی تعریف کرتے کہ وہ جب ایک کج خیال نوجوان کی
جان بچانے میں کامیاب ہوئے تو ملک بھر کی جان
اس شکنجے سے بچانے میں بھی کامیاب ہو جائینگے
جس نے لوگوں کو جان دینے پر آمادہ کر دیا ہے۔
لاٹ صاحب! تم جاتے ہو اور تمھاری جگہ کوئی
نیا صاحب آئے گا۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ
اُسکی قسمت میں نیکنامی لکھی ہے یا بدنامی مگر ظاہرا
تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اسکے واسطے کوئی عمدہ اور
پُر بہار چمن نہیں چھوڑے جاتے ہو۔ آنریری غلاموں
کی بدولت ہند و مسلمان کی جنگ راعی اور رعایا
کی عارضی صلح ہوتے ہی زور پکڑ رہی ہے۔ اور
اگر یہ غلام سلامت ہیں تو ابھی اور بہت کچھ ہوگا
جسکے خیال ہی سے دم گھبراتا ہے۔ نیشنل کانگریس
میں یا تو ڈھاک کے تین پات والا مضمون ہوگا یا
پھر وہی صورت ہوگی جو لندن کی حکیمگھمنی کانفرنس

کانگریس

ہدایات لندن

مسئلہ ہند

K.B.K

للّی گھوڑیاں ہیں

پولٹیکل چوگاں بازی

گوے بازی میں ڈھلکتے ہیں ادھر اور ادھر

(عنوان کہتا ہے کہ گیند اختلاف کی گھاس میں کھو جائے گا)

خاصۃ العنبر
موتیا
چمپا
تازہ پھولوں کی نکہت والے پائدار خوشبو کے عطر
اصغر علی محمد علی عطرسازان لکھنؤ سے
طلب کیجیے

میں تحسین اختیار کی تھی یعنی اپنے مطلب کے چند آدمی پکڑ لیے اور ملکی معاملے حل کر دیا۔ تجربہ کہتا ہے کہ یہ ترکیب چلنے والی نہیں۔ فساد کے بہت سے آثار نظر آتے ہیں۔ باقی آئندہ۔

راقم

حکومت اور رعایا کی خیرخواہ
منقل آرا بیگم

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

اللہ میاں سے بات چیت

توراۃ مقدس کے سفر الاستثنا باب (۱۸) میں آخری پیغمبر کی نسبت پیش گوئی ہے۔

ויאמר יהוה אלי
היטיבו אשר דברו
נביא אקים להם
מקרב אחיהם
כמוך ונתתי דבר
י בפיו......

دیکھو مبر ہمو اکالاتی ہیطیو۔

اشیرد برونابی اقیم لاہم مقرب اخیہم کموخا ونا تتی دباری بفیو (وامر اللہ الی الطیب الذی دبیشیتا اقیم لہم من بین اخوتہم کمالہ (کمثلک) وناتی کلامی بفیہ (الآیہ)

موسیٰ نبی سے خدا نے کہا کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ایک نبی کو میں تیرے مثل قائم کروں گا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں دوں گا۔ یہ آیت بڑی ہے اسمیں پانچ امر ایسے ہیں جو کسی دوسرے نبی میں پائے نہیں جاتے صرف آخری پیمبر میں جمع ہو گئے ہیں۔ (۱) اُس نبی کا برادران بنی اسرائیل سے ہونا (۲) موسیٰ سے مشابہت (۳) خدا کے کلام کا اُسکی زبان سے ظاہر ہونا (۴) بسم اللہ کہہ کے تبلیغ کرنا (۵) خدا سے سرکشی کرنے والوں کو سزا دینا۔

دُنیا والوں کو بشارت ہو کہ دکن کے میر شمس الدین علی منصف تعلقہ اندول نے آخری نبی سے کچھ زیادہ ترقی فرمائی یعنی آپ سے اور آپ کے خدا سے اسطرح دو بدو باتیں ہوتی ہیں جیسے دو لنگوٹیا دوستوں میں ہوا کرتی ہیں چنانچہ ہمارے پاس ایک چھپا ہوا رسالہ بنام "مکاشفہ" پہونچا ہے اس رسالہ میں میر صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ انہیں احتلام سے توبہ الہام ہوتا ہے پیغمبر عربی پر القائے کلام خداوندی کے وقت غش اور ظاہری بے خبری کی سی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ میر صاحب اس سے بھی مستثنے ہیں فرماتے ہیں کہ "ماہ ذیقعدہ میں (خدا معلوم کس سال کے) مجھ کو الہام کا سلسلہ (دورہ یا معمول یا بلوغ الہامی کے علامات) پے در پے شروع ہو گیا"

بس اب اللہ رے بندہ نے جب چاہا اپنے اللہ میاں کو مصاحب کی خدمت سپرد کر دی جو یوچھا جواب ترت سے مل گیا۔ کہیں پر تکلفانہ برتاؤ اور کبھی بالکل بے تکلفی تو تکار ایسے تیسے اللہ میاں نے اپنی تمام بُری اچھی عادتیں پُن ڈالیں۔

گردش پیک محور
بمدد وائی لنڈن

لارڈ اروِن

مسٹر رمزے میکڈانلڈ

:- نوٹس تاریخ تقرریہ نسبت تصفیہ شرائط اشتہار نیلام
(آرڈر ۲۱ - قاعدہ ۶۶)

منجانب
بعدالت منصفی شہر بریلی مقام بریلی ضلع بریلی
نمبر مقدمہ ۲۰۷ بابت ۱۹۳۰ء نمبر اجرا ۱۱۵ سنہ ۱۹۳۰ء
نواب مقرب حسین ولد محمد نجف علی خاں پٹھان ساکن بریلی شہر کہنہ محلہ ...... ٹولہ ...... ڈگریدار

بنام

احمد حسین ولد نامعلوم و موسیٰ ولد نامعلوم ساکن کانٹھیا واڑ معید جیل ڈسٹرکٹ بریلی بحکم دفعہ ۳۴ ضابطہ در مقدمہ سرکار بذریعہ مقرب حسین خاں مستغیث از اجلاس مسٹر وہوے صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ اول بریلی مورخہ ۱۲ ارجون د رام کنور ولد بھوانی پرشاد دوکاندار کتب فروش بازار سہر منڈی بریلی ......

چونکہ مقدمہ مندرجہ عنوان نواب مقرب حسین خاں ڈگریدار نے واسطے نیلام جائداد مفروقہ کے درخواست گذرانی ہے لہذا آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تاریخ ۲۰ ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء واسطے طے کرنے شرائط اشتہار نیلام کے مقرر ہوئی ہے۔

آج بتاریخ ۱۲ ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

طلسمی پریس

چونکہ یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں اور نہایت ہی آسان ہے اس لیے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر بالکل ٹائپ رائٹر کا چھپا بلا خرچ صرف ایک منٹ میں تنہا خود چھاپ سکتا ہے ہر محکمہ کے کام بالائی معمولی سرٹیفکیٹ موجود ہیں عکسنامے، وکالت نامے، امتحان کے پرچے، نوٹس، خطوط، لیبل وغیرہ کے چھاپنے کے لیے مفید ہے۔

لیٹر سائز، نوٹ پیپر سائز، فلسکیپ سائز، ڈبل فلسکیپ سائز ...

پریس یا مفصل سرٹیفکیٹ پتہ ذیل سے طلب فرمائیے۔

پتہ :- منیجر طلسمی پریس شہر ...

شاہی سُرمہ

(تیار کردہ پریم بھائی ڈاکٹر موتی لعل صاحب)

اس سرمہ میں عجیب و غریب صفت ہے کہ تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور آنکھوں کے ہر قسم کے مرض کو دور کرتا ہے۔ تھوڑا سا منگوا کر آزمائیے قیمت فی شیشی ۴ آنہ ہے درجن کے خریدار کو محصولڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت محصولڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

سری پت سہائے سوامی نگر نمبر ۲۸
دیال باغ آگرہ

غذاے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے بچ بچ ہو ہیں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ ا ۔۔۔ مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

توجہ شریف سے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ خبر کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلیئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ اخباروں کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غیب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیئے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانہ سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیئے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جوابدہ ہیں۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہ ہونگے وہ شایع نہ ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار میں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے جو کہ آن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۲۶ نمبر ۱۲

مضامین

۱۶ اپریل ۱۹۳۱ء

دست مال آرد

(از آقای برزخ ایرانی)

(مناظرہ مفلس و شیخ)

مرد کی بینوا و مفلس و پست داشت یک دست مال آرد بدست
ہمچناں میرود فتادہ ز پا بود ہش اندر کنار نہرے ہا سے
با دل خستہ خاطر ناساز با خدا بود گرم راز و نیاز
بہر خدا تا تو خلقتم کردی چہ بلاہا بروزم آوردی
مفلسم ساختی و بیچارہ [illegible] و بے عرضہ لات و بیکارہ
در نعمت بروے من بستی پشتم از بار فقر بشکستی
از ہمہ رزق و نعمت مقسوم کردی اندر جہان مرا محروم
نہ حقوق و نہ ثروت و نہ منال نہ فضیلت نہ معرفت نہ کمال
ہرچہ بودت عذاب و رنج و بلا ہمہ را کردہ ای بہ بندہ عطا
بار الہا دگر عذاب بس است ظلم بے حد و بے حساب بس است
حالی اے کردگار بے ہمتا گرہ از کار بستہ ام بکشا

ہمچناں بود گرم ساز و نیاز کہ گرہ شد ز دست مالش باز
آرد ہا ریخت در میانۂ آب مرد بیچارہ شد ز غم بے تاب
سر بسوے آسمان بلند نمود با تغیر زبان بہ شکوہ کشود
کاے خداوند قادر معبود در چنیں حال وقت شوخی بود؟
گفتم اے کردگار بندہ نواز گرہ از کار بستہ ام کن باز
تو بعالم چو رحم فرمودی گرہ از دستمال بکشودی

حیف باشد کہ کردگار احد کار از دستمال نشناسد
ہست ہوش تو مثل آں پسرے کہ یکے فیل دید در گذرے
گفت مردم نظر کنید ایں فیل ہست کلتین او چہ قدر طویل؟
شد ز کلتین چو گفتنش معلوم کہ بود قصد آں پسر خرطوم
زیرکے ایں کلام چوں بشنفت در جوابش ز روے مسخرہ گفت
کاش می بود ہاے او منقوط کہ شود جملہ حرف او مغلوط
تو ہم اکنوں ز فرط ہشیاری کار با دستمال پندا ری

با چنیں ہوش در صف محشر
چوں دہی فرق مومن و کافر؟

چوں بہ نجار سیہ صحبت او دید شیخے کثیف و آبلہ رو
آبلہ در نہایت زشتی پاے تا فرق آیت زشتی
نور از صورتش کشیدہ تتق ہمہ جا تا لبوے با قاپوق
روے او ہمچو قلب او تاریک قد او ہمچو موے او باریک
عارضش پر ز کلف چو روے نگار قامتش خم چو ابروے دلدار
می زند بانگ کے خبیث لعیں ملحد زشت و کافر بے دیں
حفظ شو دم مزن خلاف مگوے در بر حق سخن گزاف مگوے
امر حق را کمینہ چاکر باش ہرچہ او می کند تو شاکر باش
خوردہ گیری مکن بکار خداے خویش را لوس بے جہت منماے
ایں چہ ترتیب راز دل گوئی ست کفر می گوئی ایں ہمہ بیہودگی ست
دور شو اے خبیث بد فرجام کہ بود زان بجانۂ تو حرام
گر بہر ساعتے ہزاران بار کنی از آنچہ کردی استغفار
حق نمی بخشد ایں خطاہاے ترا
می دہد در جحیم جاے ترا

بے نوا چوں بسوے وے نگریست دید از و زشت تر بدنیا نیست
آیت نکبت است پیکر او گرد ذلت نشستہ بر سر او
گفت یا شیخ اگر کہ بار خداے تبو می داد دولتے لیبراے
صاحب جاہ و ثروتت می کرد زیں مکافات راحتت می کرد
یا اگر آنکہ قادر متعال تبو می داد بہرۂ ز جمال
بہ طرفداریش چہ می گفتی چہ قدر ہجو یا وہ می گفتی
شیخ گفتا کہ اے خر احمق نشنیدی مگر کہ حضرت حق
گر درے را بہ بندد از حکمت در دیگر کشاید از رحمت
گر بمن دولت و جمال نداد در عوض داد علم و فضل و سواد
آں کہ چوں من ز علم بہرہ ور است کے نگاہش بسوے سیم و زر است
علم در سینہ ام بود بدر است آنقدر ہا کہ موے بر سر ہست
مرد ایں گفتہ چوں ز شیخ شنید مدتے بر جمال وے خندید
چوں سرے مثل سنگ مرمر داشت زود از سر کلاہ خود برداشت
گفت شکر خدا کہ در بر ما
گشت مقدار فضل تو پیدا

شیخ چوں ادعاے بیجا کرد خویش را خر مسار و رسوا کرد
سر کہ گردن بدعوے افرازد
خویشتن را بگردن اندازد

(قانون)

[illegible]

کسی درخواست یا سفارش کی ضرورت ہے؟ علاوہ ان بھی وہاں لے جانے کی مستحق ہے جسکی ماتا کو جوش میں لانے کے لیے غیروں کی قوت زبان قلم درکار ہو؟ تمہاری بات مشروط ہے اگرچہ شرط کی جزا مثبت نہیں منفی ہے۔ اسے اگر مثبت بنائیں تو یوں کہیں گے کہ دل میں رحم ہی نہ تھا مجرم اگر اپنی باطنی قوت کی آگ سے ہمارا دل پگھلاتا تو وہ پگھلتا۔ کوئی کیسی منطق ہے

موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا

میں کہتی ہوں کہ خیر بھگت سنگھ تو جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھا تھا اس نے رحم کی بھیک نہیں مانگی تو اپنا ہی نقصان کیا۔ مگر میں پوچھتی ہوں کیا کسی دوسرے نے بھی تمہیں بھولا ہوا رحم یاد نہیں دلایا؟ اور کیا وہ یاد دلانے پر بھی تمہیں یاد نہ آیا؟

میری جان لاٹ صاحب! خدا نے عدل کے قوانین ترتیب کر دیے ہیں تاکہ مظلوم کو نقصان نہ پہونچنے پائے لیکن رحم کے قوانین بغیر کسی ترتیب کے انسان کے دل میں ڈھیل دیے ہیں اور دل ہی کے فیصلے پر اُن کے استعمال کو چھوڑ دیا ہے پس جب رحم کوئی ضابطہ قانون ہی نہیں رکھتا تو موقع اور بے موقع رحم کی درخواست پر سرکاری وکیل کا شب ہ سے بول اٹھنا کہ نہیں صاحب اسے تو پھانسی ہی ملنی چاہیے کس انسانیت پر مبنی ہے۔

بھیا اروِن۔ ہندوستانی تو ہیں عقل کے دشمن وہ کسی ھلڈگ سے قانون کو انصاف کے شفاخانے تک پہونچانے کی قابلیت ہی نہیں رکھتے مگر تم دیکھو اور ہو سکے تو اس دشمنی کی بے ساختہ روی کو روکو۔ جن مقدموں میں سرکار مدعی ہوتی ہے اُن کے فیصلوں کی نسبت عام شکایت یہ ہے کہ انصاف نہیں ہوا سو میں بہ ادب ایسی شکایتیں صحیح ہوا کرتی ہیں۔ تو اب وہ دعوے کہاں رہا کہ سو گناہ گار چھوٹ جائیں بلا سے کوئی بے گناہ نہ پھنسے"

میں پوچھتی ہوں ایمان سے بتاؤ کہ پولیس کو جرم کے ثبوت بہم پہونچانے میں جو طاقت اختیار اور آزادی حاصل ہے کیا مجرم کو دفاع میں بھی اسی قسم کا خفیہ اسی طرح کی آزادی اور طاقت میسر ہے؟ سرسری نگاہ سے دیکھنے والا بھی کہہ دیگا کہ نہیں۔ ایسی حالت میں بے گناہوں کا پھنسنا یقینی ہے۔ اور اُن گناہگاروں کا جو پولیس کو راضی رکھنے کا مادہ رکھتے ہیں جرم کر کے نکلیں بچانا بھی یقینی ہے۔ ....

....

.... ایک طرف تو بے گناہ کے مقابلہ میں جرح کے زور سے ریچ دلانے سے خوف پیدا کرنے سے کام لے کے گواہ لائے جاتے ہیں دوسری طرف گناہگار کی حمایت رشوت یا سفارش کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ حکومتی مصلحت یا کسی اعلیٰ حاکم کی دلی خواہش بھی اکثر کسی کے سزا پانے یا نہ پانے میں اپنا اثر دکھاتی رہتی ہے اور حاکم مجوزہ اپنے ایمان کی پیروی کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ اور اگر حاکم مجوز صاحب مرتشی ہوئے تو پھر لے میاں بھائی۔ رشوت کی چکنائی سے بوٹا بھی تر کر لیا اور اپنی عدالت کی صفت یوں ظاہر کر دی کہ مجرم کو بڑے گھر بھی بھیج دیا۔

میں سچ کہتی ہوں جو کہیں انگریزی حکومت کا طرز عدل اور انصاف کے ٹروس میں بھی ہوتا تو مجرموں کی مردم شماری میں زیادہ تعداد عمال سرکاری ہی کی ہوتی۔

پیارے ارون! ہندوستان کے سرکاری کج کردار عاملوں کو کاہے ماہے قانون کے شکنجے میں گرفتار ہوتے دیکھا۔ گویا سرکار ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے معصوم ولی اللہ ملازم رکھتی ہے حالانکہ ایسا تو نہیں ہے۔ اگلے زمانے میں سرکاری غلط کار عامل فوراً انصاف کے حوالے کر دیے جاتے تھے۔ جان بخشی ہو گئی تو ہو جائے کم سے کم یہ ضرور ہوتا تھا کہ وہ عہدے سے ہٹا دیے جاتے تھے۔

ملک الناصر ایوبی نے ایک مرتبہ تین والیوں سے فرمائش کی کہ تم پر عمر بھر میں جو عجیب واقعہ گزرا ہو وہ بیان کرو۔ پہلے والی قاہرہ نے اپنی بیتی بیان کرنی شروع کی۔

خدا حضور کی عمر دراز کرے۔ اتنا ہے میں دو شخص گواہ تھے جو اوّل درجے کے شراب خوار زانی جھوٹے تھے مگر اُنکے خلاف کوئی واقعہ موجود نہ تھا اور میں تاک میں تھا کہ گھات لگے تو ان موذیوں کو مزا چکھاؤں۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہہ دیا کہ اہل نگرانی رکھو۔ ایک شب مجھے جاسوس نے اطلاع دی کہ فلاں کوٹھے

نوٹس نسبت کھانے رجہ کے (نمونہ عام)

بعدالت دیوانی منصفی شاہ آباد مقام شاہ آباد ضلع ہردوئی
مقدمہ نمبر ۲۴ سنہ ۱۹۳۱ء

چودھری مہراج کنور بیوہ چودھری فتح سنگھ قوم برہمن ساکن قصبہ پالی پرگنہ پالی تحصیل شاہ آباد .... عذرداریہ
بیجی رام ولد بنسی دھر قوم برہمن ساکن پالی پرگنہ پالی تحصیل شاہ آباد ضلع ہردوئی .... ڈگری دار

بنام

بیسرام .... مدیون
بیسرام ولد چھوٹے قوم لوہار ساکن قصبہ پالی پرگنہ پالی تحصیل شاہ آباد ضلع ہردوئی ....

ہرگاہ مسمّاۃ عذرداریہ نے درخواست اس عدالت میں گذرانی ہے کہ مکان نیلام طلب قرق سے درگذر کیا جاوے اس میں جو کچھ عذر ہو بہ تاریخ معینہ پیش کرو۔ لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ۱۰ بجے بتاریخ اٹھارہ ۱۸ ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء اس عدالت میں حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ اگر ایسا نہ کرو گے تو درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری میں سماعت کی جاوے گی۔
بتاریخ ۷ ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

مہر عدالت	دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر منصفی شاہ آباد ۱۰ بجے سے چار بجے تک

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۳۰ خفیفہ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب جج خفیفہ صاحب بہادر مقام اکبرپور ضلع فیض آباد

فرم لالہ شیو رام جوکھن رام ذریعہ جوکھن رام مالک فرم و لالہ شیو رام ساکن بسکھاری بازار پرگنہ سرہرپور ضلع فیض آباد (مدعیان)

بنام

گومتی دغیرہ .... مدعا علیہ
رام داس ولد بالکرن اگرہری ساکن موضع .... پور پرگنہ سرہرپور تحصیل اکبرپور ضلع فیض آباد

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت مبلغ ۹۵ روپیہ اصل مع سود کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ اکیس ۲۱ ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے ملتزم ہو اور جواب دہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کی تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز اُن کو پیش کرو۔ مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہو گا۔
آج بتاریخ ۳۰ ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

مہر عدالت	دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر ۱۰ بجے دن سے ۴ بجے تک

موتیا
تازہ پھولوں کی نکہت والے پائدار خوشبو کے عطر
اصغر علی محمد علی عطر سازان لکھنؤ سے
طلب کیجیے

رجسٹرڈ نمبر [illegible]

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد و ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔ ا [illegible] منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

پیشتہ اور ان اشعار سے ہو کے ... وقت بہت نزدیک ہے۔ اب خدا جانے کب ہم سے اور تم سے ملاقات ہو۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ تم صحیح سلامت جا رہے ہو۔ تمہارا دور تو قیامت کا دور تھا جس کا خلاصہ مار دھاڑ قتل و غارت قید و بند ہے۔ جلسے جلوس تے و تعلیم انسان جاتے رہے گئے۔ ایک تو بنارس، مرزا پور، آگرہ اور سب سے بڑھ کے کانپور کا غدر دوسرے نئے آرڈیننس کا شگوفہ۔

خیر ہندو مسلمانوں کی جنگ تو سرکار کی خوش قسمتی سے بارہا ہوتی رہی، اب بھی ہوئی اور آگے چل کے زیادہ ہوگی۔ کیونکہ باہمی حقوق طے کیے بغیر سوراج پر منہ ڈالنے کا نتیجہ یہی ہونا تھا۔ دونوں طرف کے فساد ساختہ لیڈروں نے پہلے ہی سے اس جنگ کی بنیاد تقریر تحریر کے ذریعے سے ڈال رکھی تھی لارڈ ریڈنگ اور مالوی جی کے اتحاد نے اس کی تعمیر میں ہمارا پولیٹیکل ہند سے کا علم صرف کیا تھا۔ اسلیے میں اس غدر کو زیادہ اہمیت کا مرتبہ نہیں دیتا۔ ہاں یہ شکایت تمہارے کانوں تک پہنچنے کے قابل ہے کہ بعض حاکموں نے غدر کے دوران میں پناہ مانگنے والوں سے کہا ہندو ل جاؤ سوراج لو۔ ہم کیا کر لے سکتا ہے۔ گاندھی سے کہو۔ لوگوں کو قتل و غارت ہوتے دیکھا اور ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے۔ جب فتنہ کی چیچک کی آگ از خود ٹھنڈی ہو گئی تو گناہگار اور بے گناہ آدمیوں کی گرفتاری کا فرض البتہ ادا کیا (آہ ملک لناصر) جس کا سلسلہ مدتوں جاری رہے گا۔ تمہیں ان حکام سے ضرور پوچھنا چاہیے کہ اگر گاندھی امن قائم کرنے کا ذمہ دار ہے تو پھر تمہاری کیا ضرورت ہے۔ عہدے سے ہٹ جاؤ۔ جال کریج وردی علیحدہ رکھ دو۔ گاندھی انتظام کرلے گا۔ حالانکہ گاندھی بیچارے کا خون دیکھ کے دم نکل جاتا ہے اگر خون دیکھ کے دم نہ نکلتا تو ملک کی حالت آج دگرگوں ہوتی اور خدا ہی جانے ملک کہاں تک پہونچتا۔ پھر بھی شاید اسکے مددگار اس فتنہ و فساد کا انتظام ان حاکموں سے بہتر کرلیتے جو سمندر پار سے تنخواہ لینے اور اس قسم کا طعنہ دینے کے علاوہ کوئی فرض ادا نہیں کرتے۔

اب یہی آرڈیننس برکت چینی جیسے تمہاری آخری یادگار کہنا بیجا نہ ہوگا۔ تو میری جان پہ تم نے حد بھر ظلم کیا۔ کیا معنی کہ برطانیہ اپنی غرض کو ہندوستان کے دشمنوں یا دوستوں سے یارانہ اور بیر گانٹھتی ہی رہتی ہے اس دوستی یا دشمنی کو ہندوستان سے کوئی علاقہ نہیں ہندوستان اگر یہ کہتا ہے کہ

تمہیں چاہوں تمہارے چاہنے والوں کو بھی چاہوں
مرا دل پھیر دو مجھ سے یہ جھگڑا ہو نہیں سکتا

تو بالکل سچ کہتا ہے۔ محبت کا آئین یہی ہے۔ عشق کی پیداوار ایک ہی کی طرف سے بہت ہے نہ کہ عشق در عشق۔ ایک وقت روسیوں سے اور حکومت ہند سے بگاڑ تھا۔ ہندوستانیوں کی عداوت میں روسیوں کو گالی دینا داخل ہو گیا تھا دفعتاً ایران کے معاملے میں انگریزوں سے برگت مل گئی۔ ہندوستانیوں نے حسب عادت ایران کی تباہی پر روسیوں کو گالیاں جو دیں تو سرکار کو برا معلوم ہوا ہمارے شہر کے بعض بڑے بڑے آدمیوں پر حاکموں نے آنکھیں نکالیں۔ اب پھر ہوا پلٹی ہے روسی پھر آنکھوں میں خار کی طرح کھٹک رہے ہیں۔ تو لاٹ صاحب تم لوگوں کی دوستی یا دشمنی کا اثر ہندوستان پر کیوں پڑے؟ تم جانو تمہارا کام جانے۔ اگر یہی منظور تھا تو آنے والے وائسرائے کے سر اس آرڈیننس کو چھونک دیا ہوتا۔ وہ آپ ہی بھگت لیتا چار دن کے لیے یہاں تم اور رہو۔ آخری وقت یہ بدنامی کا خلعت تمہارے ڈیل پر اچھا نہیں لگتا۔ بالکل منطق کے خلاف۔

اسوقت جنکی دوستی برطانیہ کو منظور معلوم ہوتی ہے وہ افغانستان ہے اور نوآبادیوں کی حکومتیں ہیں۔ افغانستان کو بغیر سود کا قرضہ دیا جا رہا ہے جسکی وجہ بڑے بڑے حکمتی لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئی۔ آخر ہندوستان کہاں کا ہفت ہزاری ہے جو اپنے گھر میں اندھیرا رکھے اور دوسروں کو بلا وجہ قرضہ دیتا پھرے؟ مگر ہوگی کوئی مصلحت۔ ہمارے نزدیک تو اس قسم کی دوستی اہل ہند کے حق میں کوئی اثر نہیں رکھتی۔ رہی نوآبادیوں سے یارانہ کی ضرورت تو یہ دوستی آگے چل کے رنگ لانے والی ہے کیا معنی کہ نوآبادیوں نے ہندوستانیوں کے حق بُری طرح غضب کیے ہیں اور اُن کا انتقام لینے کے واسطے ہندوستان بے چین ہے۔ مگر یہاں انگریزی حکومت کے ہوتے کس کے منہ میں اتنے دانت ہیں کہ اس یارانے کے خلاف منہ کھولے؟ یا کڑے تیوروں سے اُنکی طرف دیکھ سکے اب تک ان کے خلاف جو کچھ کیا گیا وہ بھی بے نتیجہ رہا۔ اب تم چاہتے ہو کہ مظلوم اپنی زبان بھی نہ ہلائیں اور ہلائیں تو "ملک معظم کی حکومت اور کسی خارجہ حکومت کے درمیان نفرت پھیلانے" کے جرم میں دھر لیے جائیں۔

لاٹ صاحب تم تو ہندوستانیوں کے بڑے دوست بنتے تھے کیا یہ قانون دوستی کی علامت ہے؟ کہ جو کچھ بھی ہندوستان کے سر پر بیرونی ملکوں میں گزر جاتی ہے مگر ہندوستانی اپنے ہونٹ سی لیں۔ اس لیے کہ تمہاری دوستی میں فرق آتا ہے؟ ایسی دوستی کو دور ہی سے سلام ہے۔ کیا کروں میں تو پہلی عورت ...

اُردو صحافت میں شاندار انقلاب

روزنامہ ہمت لکھنؤ وہ پہلا اُردو اخبار ہے جس نے انگریزی جرائد کی طرح ۸ فروری سے ۲۰×۳۰/۲ سائز کا پیمانہ اختیار کیا ہے اسوقت اسکا حجم آٹھ صفحے ہے لیکن ستمبر میں اضافہ کی امید ہے

ہمارا فرض

ہم نے اردو صحافت کا معیار بلند کرنے میں اپنا فرض ادا کر دیا۔ گو اس کے لئے ہمکو عظیم الشان قربانیاں برداشت کرنا پڑیں اب

پبلک کا فرض

ہے کہ وہ ہمت کو ہاتھوں ہاتھ لے۔ تازہ ترین خبروں کا اس سے بہتر ذخیرہ اور کہیں نہیں مل سکتا ادارتی مقالات کی سنجیدگی کیلئے ہمت پہلے ہی سے مشہور ہے۔

مشتہرین کے لیے نادر موقع

ہمت میں اشتہار دینا یقینی کامیابی کی ضمانت ہے اسکے خریداروں کی فہرست میں والیان ملک، وزرائے سلطنت، تعلقداران اور بڑے بڑے امراء و رؤسا اور معتمد حکام سب شامل ہیں ایک مرتبہ اشتہار دیجئے آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ ہمت میں اور دوسرے اخبارات میں کیا فرق ہے نرخ اُجرت بہت واجبی ہے۔

منیجر ہمت

عورت بھی پردہ نشین۔ ملک بسوقت فرضی اور ذہنی
حقوق کی چاٹ میں کٹنے مرنے پر آمادہ ہے۔ اگر عورت
ذات نہوتی تو کچا کی یاد نہ آتی۔ ایسے تمام قانون
قاعدوں کے توڑنے پہ تلی ہوئی۔ دوستی دوستی دوستی
[illegible] لاٹ صاحب وہ بھی کوئی قوم ہے جسکے تم دوست
ہو یا جو تمہاری دوست ہے؟ میں تو کہتی ہوں دشمن
کی دوستی ہی کیا۔

منطق میں ہے کہ مبہم کا معین کرنا اور معین کا
مبہم کرنا بہت مشکل ہے (سلم العلوم) یہ زمانہ ایسا ہی
آن لگا ہے۔ گول میز کی باتیں بھی مبہم "تحفظ" کی
راہیں بھی مبہم۔ قانون کے الفاظ بھی مبہم فیصلے بھی
مبہم کوئی چیز معین نہیں۔ دنیا بھر مبہم اور مہمل ہے
اسی طرح حکومت کی دوستی بھی مبہم۔ الٰہی خیر کوئی
مبہم اور مہمل کے کارن دیکھنا ملک بھر کا حال کیا
ہوگا وہ جوتیوں میں دال بٹے گی کہ دانتوں پسینا
آجائے گا۔

مجھے افسوس ہے کہ جو لوگ تمہیں الوداع کہنے جائینگے
اُن میں اکثر دو دلے منافق ہونگے۔ دل میں تو کہینگے
اچھا ہوا لاٹ صاحب تشریف لیگئے خدا نے یہ
دن کیا ان کے آتے ہی وہ نحوست بلا طم اٹھی
کہ ہر گھر ماتم کدہ بن گیا اور زبان سے کہیں گے۔ ہائے
ہائے ایسا خوش طالع نیکبخت خیر خواہ وائسرائے
تو چراغ لے کے ڈھونڈھنے سے بھی نہ ملے گا۔ اے
حضور آپ تو جاتے ہیں ہم غلاموں کو کس پر چھوڑے
جاتے ہیں۔ للہ ہمیں بھی ساتھ لیتے چلیے ورنہ ہمیں
بقول بو نصیبن کے مرگ کا لگ جائے گا۔

خوب یاد رکھو کہ میں بھی جس سے ملتی ہوں صاف دلی
سے ملتی ہوں۔ میں اسوقت سے تم کو برابر خط لکھ رہی
ہوں جب سے تم نے اپنی ولایت کی تقریر میں لارڈ
ریڈنگ کے قدم بقدم چلنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔
میں سچ کہتی ہوں کہ مجھے تمہارے جانے کا دل سے
افسوس ہے [illegible] جاؤ۔ خدا حافظ [illegible]
لاٹ صاحب یہ آخری خط ہے۔ اب جو [illegible] ہو
نئے وائسرائے سے کہونگی۔ اس خط کو ختم کرتی ہوئی
مُدیر اخبار کی کاغذ [illegible] کا [illegible]

ملاحظہ نظر ہوا جو انھوں نے کانپور کے بلوے کی
تحقیقات کے بارے میں کیا یعنی ایک مسلمان ایک
ہندو ایک عیسائی گورے چمڑے والا۔ یہ تین جج
کانپور کے واقعات کی چھان بین کریں۔ یہ مطالبہ
رد کر دیا گیا۔

لاٹ صاحب بہت اچھا ہوتا کہ یہ بات مان لیجاتی
گر نہ مانی گئی۔ اب بڑی انصاف سے جو لوگ بدگمان
ہیں وہ اور بھی بدگمان ہوگئے کوئی تو کہتا ہے
کہ ہاں صاحب اگر پانچسو کانپوری مقتولوں
کی جگہ ایک گورے چمڑے والا سارجنٹ (سارجنٹ)
ہوتا تو ہندوستان کے خزانے سے لاکھوں روپیہ
تلپٹ کر دیے جاتے اور ایک کی جگہ دس کو پھانسی
رسی کی موت مرنا پڑتا۔ ہندوستانیوں کے خون
کی قیمت ہی کیا ہے۔

کسی کا خیال ہے کہ صاحب اگر تحقیقات ہوتی تو
انتظامی خرابیاں حاکموں کی بے اعتدالیاں انکی
غفلت و [illegible] کا راز کھل جاتا حکومت بدنام
ہوتی اور وہی مثل ہوتی کہ ایک تھے میاں فہمی
برسات کے دنوں میں کوٹھے کے پرنالے پر ہوتے
بیٹھے۔ پانی برس رہا تھا اور چھجے کے نیچے کوئی
راہگیر پانی سے پناہ لینے کے لیے کھڑا ہوا تھا۔
میاں فہمی نے اسے دیکھتے ہی موت کی دھار
روک لی اور چپ بیٹھ گئے۔ جب گھنٹا بھر گزر گیا
تو راہگیر نے کہا کہ حضرت آپ کیوں حاجت سے
فارغ نہیں ہوتے۔ میں بہت دور کھڑا ہوں مجھپر
چھینٹیں نہیں پڑینگی۔ فہمی صاحب پینک بھری
نگاہ سے راہگیر کو دیکھا اور جھلا کے بولے معقول!
میں موتوں اور تو دھار پکڑ کے چڑھ آئے ہو نمو۔
کیا بیوقوف بنا ہے [illegible] میں نے سیکڑوں جو
دیکھ ڈالے۔

حکومت نے بھی ٹکا سا جواب دیدیا۔ "ہو نمو!
معقول! میں تحقیقات کی دھار ماروں اور جو
معترضین کے واسطے کمند بناؤں بجا ایسے بیوقوف
کوئی اور ہونگے کہ یوں اپنی خوش انتظامی کا
بیوپار جوروں سے کریں"

بھلا سوچو تو سہی۔ بدگمانوں کو اس قسم کی
یاوہ گوئی کی گنجائش دینا عقلمندی ہے؟ اے ہے
نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اگر تمہارے انتظام میں کوئی
خامی نہیں، تو میری جان! دیر نہ کرو ہونے دو تحقیقات
روپیہ نہ ہو تو چندہ کرلو۔ کبھی زیادہ میری اوقات
نہیں روپے پیسے کھنکتے ہوئے چمک دار نئے نئے
تو میں بھی تنخواہ آنے پر اس چندے میں دونگی۔
اچھا رخصت سلام۔ کہا سنا معاف کرنا۔ فقط

راقمہ

تمہاری خیر خواہ منطق آرا بیگم

استبصار

اگر کسی صاحب کو اس بات کا یقین نہ آئے تو
مدیر اودھ پنچ سے دریافت کرکے اپنا اطمینان کرسکتے
ہیں کہ راقم السطور نہ ادیب ہے نہ ادیبوں کا طرفی
اور نہ ادیبوں کی فہرست میں نام لکھوانے کا آرزومند۔

اِن ابیات بقول صاحبِ "احیاء العلوم" جو آوارہ کسی سے پوچھنے میں کبھی نہ شرمایا۔ اس بنا پر اس اجتہاد کے متعلق اودھ پنچ کے ایڈیٹر صاحب سے اپنے دلائل پیش کرنے کے بعد قول فیصل چاہتا ہوں جو ایک لکھنوی رسالے کے مارچ نمبر میں استفسار کے عنوان سے صفحہ (۶۱) پر شائع ہوا ہے۔ اس استفسار اور فتوے کا خلاصہ یہ ہے کہ غالب کے اس مصرعہ میں :-

عرصہ ہوا ہے دعوت مژگاں کیے ہوئے

"عرصہ" بمعنی زمانہ غلط استعمال ہوا ہے۔ فتویٰ ملا کہ "جو بزرگ مرزا غالب کے مصرع میں "عرصہ" کو بمعنی زمانہ غلط خیال کرتے ہیں وہ صرف عربی خواں ہیں اُردو کی حقیقت سے بے خبر ہیں"

میں یہاں تک تو مفتی صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں کہ میرزا نے "عرصہ" کو "زمانہ" کے معنی میں صحیح اور بالکل صحیح استعمال کیا ہے۔ اردو میں برابر کہتے ہیں کہ مجھے آئے ہوئے یا اُنھیں گئے ہوئے عرصہ ہوا فارسی میں میری نظر سے عرصہ زمانے کے معنوں میں [illegible] گزرا [illegible] بالکل [illegible] ہوں۔ لیکن ایک [illegible] [illegible] بھائی عثمانی صاحب دیا کرتے میں "عرصہ" [illegible] زمانہ لکھا ہوا ہے اور وہ [illegible] [illegible] ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱۸ دوسرا کالم [illegible] "عرصہ" عربی واحد [illegible] [illegible] مکانی [illegible] زمانہ دیر وقفہ۔ بہر حال اس کا فیصلہ کوئی مستند عربی [illegible] ہو سکتا ہے کہ صاحب فرہنگ نے یہ معنی لکھے ہیں وہ سب صحیح ہیں یا غلط اگر صحیح ہیں تو اس لفظ کو [illegible] کے ساتھ استعمال کر سکتے ہیں ورنہ وہ "محرم" اور "آب رواں" کی طرح اُردو ہے اور اُردو بازشہ [illegible] کبھی نہ لکھیں گے۔

یہاں تک تو خیر قریب قریب اتفاق کی باتیں ہیں لیکن اسکے بعد مفتی صاحب نے جو فتویٰ دیا ہے افسوس کہ اس سے میں اسوقت تک اتفاق نہیں کرسکتا جب تک مدیر اودھ پنچ اپنا قول فیصل نہ

لکھ دیں۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ

"دیر"۔ اس لفظ کا اطلاق گھنٹوں پر ہو سکتا ہے۔ مثلاً کوئی کہے کہ مجھے یہاں آئے ہوئے دیر ہوئی تو سننے والا یہی سمجھے گا کہ زیادہ سے زیادہ کچھ ہی گھنٹے گزرے ہونگے۔ میری ناقص رائے میں دیر کے لیے گھنٹوں کا تعین ضروری نہیں فارسی میں دیر بلاتکلف زمانۂ دراز کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ رودکی کا مصرعہ ہے (ع)

اے بخارا شاد باش و دیر زی

اگر دیر زی کے معنے دو ڈیڑھ گھنٹے یا کچھ گھنٹے کے ہوتے تو شاید غریب رودکی اتنی دیر بھی زندہ نہ رہنے پاتا۔ شاید عرفی کا مصرع ہے (ع)

دیر یست کہ آوازۂ منصور کہن شد

یقینی طور پر کہہ نہیں سکتا کہ شاعر نے "دیر یست" لکھا ہے یا "عمر یست"۔ بہر حال اس مثال کو واپس سمجھیے۔ مگر اتنا ضرور عرض کرونگا کہ دیر کے لیے تعین وقت ضروری نہیں ہے کسی [illegible] اُردو شعر یاد آگیا وہ بھی سُن لیجیے۔

[illegible] دیر سے

[illegible] پیر سے

یقینی یہاں دیر کے معنی "چند گھنٹے کے" تو ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں۔

"عرصہ" کا اطلاق مہینوں پر ہوگا۔ مثلاً کوئی پوچھے کہ آپ آج ہی آئے ہیں یا دو چار دن گزر گئے اور [illegible] کہ عرصہ ہوا۔ تو اسکا مفہوم یہ ہوگا کہ جو زمانہ متعین کرکے دریافت کیا گیا ہے اُس سے زیادہ

زمانہ گزرا ہے یعنی دنوں کی تردید میں ہفتے اور ہفتوں کی تردید میں مہینے"

میرے خیال سے "مہینے" کے بعد والا جملہ [illegible] ہے۔ چاہیے اصل میں یوں کہ سکنڈوں کی تردید میں منٹ اور منٹوں کی تردید میں گھنٹے اور گھنٹوں کی تردید میں پہر اور پہروں کی تردید میں دن اور دنوں کی تردید میں ہفتے اور ہفتے کی تردید میں مہینے اور مہینوں کی تردید میں برس اور برسوں کی تردید میں صدیاں اور صدیوں کی تردید میں قرن!!

گمر معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب نے غالب کے ابتدائی چار شعر غور سے نہیں پڑھے ورنہ اُنھیں معلوم ہو جاتا کہ مدت اور عرصے کا جو فرق اُنھوں نے دکھایا ہے۔ اُس کا غالب کے اشعار سے تو پتا نہیں چلتا ؎

(۱) مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے
جوش قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے

(۲) کرتا ہوں جمع پھر جگر لخت لخت کو
عرصہ ہوا ہے دعوت مژگاں کیے ہوئے

(۳) پھر وضع احتیاط سے رکنے لگا ہے دم
برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے

(۴) پھر گرم نالہائے شرربار ہے نفس
مدت ہوئی ہے سیر چراغاں کیے ہوئے

ان اشعار کو خواہ ماضی قریب کی کہانی سمجھیے۔ خواہ ماضی بعید کا قصہ لیکن ان سے یہ پتا چلنا تو دشوار ہے کہ یار کو مہماں کیے ہوئے اور جوش قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے کو برسوں گزر گئے اور دعوت مژگاں کرنے کو

جیتوں ہوسے اور کسی کے در پر پڑے رہتے کچھ نہ کچھ ہوسے" بلکہ یہ ایک ہی زمانے کا ذکر ہے خواہ وہ کتنی ہی مدت کیوں نہ گزری ہو۔ چاہے شعر کو اگر پڑھ جائیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ میرزا مدت زرقہ اور برسوں میں کوئی خاص امتیاز نہیں فرماتے بلکہ انھیں ایک دوسرے کا مرادف سمجھتے ہیں آخر میں مفتی صاحب فتویٰ دیتے ہیں کہ

"مدت زمانہ دراز کے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے"

بیشک ع

مدتیں گزریں تپ پاس تم نہ آئے

خدا نہ کرے کہ میں اہل زبان ہونے اور ایسے فتاوائے عالمگیر صادر کرنے کے جنجال میں پڑوں لیکن میں نے اہل زبان کو تھوڑی پر بھی مدت اور تھوڑی ہی مدت وغیرہ کہتے سنا ہے جس سے اُن کا مفہوم زمانہ قریب ہوتا ہے۔ خود بھائی عثمانی صاحب کے متعدد خطوط میں میں یہ دکھا سکتا ہوں۔ اسکے بعد مجھ سے ایک بات اُردو سے بیگانہ کے لیے یہ جاننا اور سمجھنا بہت مشکل ہے کہ میں کس کی تقلید کروں آخر میں مفتی صاحب کے اس فرمان کو میں لفظ بلفظ تسلیم کرتا ہوں کہ

"تنقید نہایت لطیف اور نازک فن ہے جس کے لیے علوم ضروری کے علاوہ صلاحیت کا ہونا بھی لازم ہے۔ جو قدرت کا خاص عطیہ ہے۔ اور ہر ایک کے بس کا نہیں"

راقم

بدانکہ ندانم

بقلم

صلاح کار کجا و من خراب کجا

جواب۔ یہ صحیح ہے کہ عرصہ در اصل لفظ ہے جسے اہل ہند بمعنی "دیر" یا بمعنی "مدت" استعمال کرتے ہیں۔ بدون عطف و اضافت بے تکلف استعمال فرمائیں انشاءاللہ کچھ ضرر نہ ہوگا۔

مفتی صاحب نے بھی جواب صحیح دیا ہے۔ صرف ترتیب جواب کی گڑبڑی ہوگئی ہے اور کسیقدر کلام مفصل ہو گیا ہے۔

[illegible] کشادگی میدان ہے۔

زمانہ کرتا بھی ہوتا ہے دراز بھی یعنی ایک مدت سے کر قیامت تک۔ مفتی صاحب نے ہر ایک لفظ کا جواب میں علیحدہ علیحدہ فہم کیا ہے غور سے دیکھیے وہ بھی لفظ بلند آپ سے متفق ہیں عرصہ جب بمعنی مشغول ہو تو قرائن سے اسکا مفہوم معلوم ہو جاتا ہے۔ یہی آپ بھی فرماتے یہی مفتی صاحب کہتا اگر وہ ایجاز سے کام لے کے یوں لکھ دیتے۔

عرصہ بمعنی مدت (قصیر ہو یا طویل) اُردو ہے یا بمعنی اضافت فارسی و عطف۔ بالجملہ بھی" تو مطلب میں گنجلک نہ ہوتی۔ شکسپیر کی فرہنگ میں عرصہ کے تمام معانی لکھ دیے ہیں خواہ وہ اُردو ہوں یا عربی۔ "دیر" یا "مدت" کے معنی میں جب اُردو والوں نے اسے لے لیا تو وہ مجبور تھا کہ اُردو میں "عرصہ" کے جو مشہور معنی لیے جاتے ہیں انھیں بھی لکھ دے۔ اس سے بحث کرنا اُسکے فرض سے بالاتر ہے۔

مرزا غالب مرحوم نے بھی عرصہ بدون اضافت و عطف نظم کیا ہے اُردو کے اعتبار سے کوئی غلطی نہیں کی۔ بمعنی مدت استعمال کرتے وقت اساتذہ نے ظرف زمان و مکان میں خود ہی خلط مبحث کر دیا۔ رواج پا جانے کے بعد "کشادگی میدان" (ظرف مکان) بھی بجائے خود مسلم اور وقفہ یا دیر (ظرف زمان) بھی مسلم۔ والخیر و السلامت۔

خاکسار اڈیٹر

استفسار

مہربان بندہ جناب اڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم

مہربانی فرما کر لفظ ورغلانا کے متعلق اپنی تحقیقات شائع فرمایئے۔ مصدر ورغلانا ہے اور ماضی ورغلانا یا ورغلانا مصدر ہے اور ماضی ورغلایا۔ دوسرا استعمال جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے پنجاب سے شائع ہونے والے اب لکھنؤ کا اخبار ہمدم اور حقیقت بھی اسی کی پیروی کرتا ہے اور دوسرے مقامات بھی مرعوب ہو کر اسی کو صحیح سمجھتے ہیں کیا واقعی یہ صحیح سمجھا جاسکتا ہے؟ والسلام۔ محمد رحمت اللہ غازی پور

جواب۔ علیکم السلام۔ اسمیں کوئی عیب نہیں کیونکہ بہتیرے مصدر فارسی کے اُردو میں لے لیے گئے اور اُنکے مشتقات نے بھی اُردو کے مشتقات کی صورت اختیار کرلی۔ مثلاً: فرمودن سے فرمانا۔ فرمایا وغیرہ۔ کرنا کھا کرنا۔ کیا مع مشتقات ایک عام لفظ ہے قابل تعلیم اشخاص کے واسطے ایک لفظ کی ضرورت تھی جو عوام سے انھیں ممتاز کرسکے کوئی دوسرا لفظ نہ ملا تو یاروں نے فرمودن پر ہاتھ ڈال دیا۔ آزمودن کے مرادف کوئی لفظ اُردو میں تھا ہی نہیں تو اس کا ترجمہ "آزمانا" کرکے اس سے صیغہ مشتق کرلیے۔

یا صیغہ گردانیدن کا سکے ہم معنی بھی کوئی لفظ نہ تھا تو گردانتا اور گردانتے ہیں گردانا وغیرہ کہنے لگے (ریختۂ طالبان مکتب) مگر وہ غلتیدن خود فارسی میں بہت کم مستعمل ہے۔ اسکے ہم معنی الفاظ اُردو میں موجود ہیں بہکانا۔ بھڑکانا۔ (برائی پر) اُبھارنا۔ آمادہ کرنا۔ سکھانا پڑھانا وغیرہ اور دوسرے طریقوں سے بھی یہ مفہوم ادا ہو سکتا ہے۔ پس ضرورت اس غیر فصیح لفظ کے قرض لینے یا غصب کرنے کی نہیں۔ غلط نہو تو بھی بندہ اسے کبھی اختیار نہ کرے گا بس یہی جواب ہے۔

المختصرات

معلوم نہیں بڑے حاجی صاحب نے لنگوٹی چھیننے یا کھینچنے کا فن کہاں سے سیکھا ولایت سے یا عظام سے یہ فن تو لنگاروں اور شہدوں کی ملک سے تھا خاص

چند باتیں وہ جو ہم رندوں میں تھیں ضرب المثل
اب سنا مرزا کہ وہ دل اہل عرفاں ہو گئیں

واہ جناب خلیفۃ المسلمین آپ تو سب گنوں پورے نکلے۔ بچوں کے واسطے لنگوٹی کھسوٹنے کبڑی اُتارنے کا ٹھیکہ ابھی نہ چھوڑا۔ ایں ہم نذر بیت المال۔

کئی کتابیں ریویو کے لیے آئی ہیں۔ فرصت اور صحت درکار ہے۔

آفتاب کے نقطۂ اعتدال ربیعی میں داخل ہوتے ہی مزاج میں بے اعتدالی پیدا ہوگئی کیا کیجیے یہی غنیمت ہے کہ ہر چیز وقت پر نکل جاتا ہے۔ دل ٹھکانا ہو تو سب کچھ ہو سکے

آج کل دنیا خصوصاً ہندوستان [illegible]

متواتر گزشتہ ۴۰ سال کا آزمودہ گورنمنٹ ہند و جرمنی سے رجسٹری شدہ

سدھا سندھو

حسب ذیل امراض کی تیر بہدف دوا ہے۔ جو گرہست گھر میں جا بجا جس وقت پیدا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ہیضہ۔ کف۔ کھانسی۔ دمہ۔ شول۔ سنگرہنی۔ اجیرن۔ پیٹ درد۔ قے۔ دست۔ جی متلانا وغیرہ ایسے ۹۰ امراض کی بغیر کسی الوپان کے دوا ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصول ایک سے دو تک ۶ر بچوں کا تندرست و خوش و خرم رہنا والدین کے فخر و تسلی کا باعث ہے اسلئے آپ اپنے بچوں کو۔

بال سدھا

پلایئے۔ ایسی میٹھی و خوش ذائقہ دوا کے پینے سے بچے موٹے تازے تندرست اور طاقتور رہتے ہیں چہرہ پر سرخی اور رونق آجاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر محصول ۸ر

دورو کج کیسری

یعنی داد کی دوا

بغیر کسی قسم کی جلن و تکلیف کے داد کو جڑ سے نیست و نابود کرنے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۳ر محصول ایک سے دو تک ۶ر ایک دم ایک درجن خریدنے پر قیمت ۲؎ محصول معاف۔

ہماری ادویات سب دوا فروشوں کے پاس ملتی ہیں

منگوانے کا پتہ۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پریمی بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

اس سرمہ میں عجیب و غریب صفت ہے کہ تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور آنکھوں کے ہر قسم کے مرض کو دور کرتا ہے۔ تھوڑا سا منگا کر آزمایئے قیمت فی شیشی ۲ر آدھے درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔

ملنے کا پتہ:- مسری ہٹ سہائے ... نگر نمبر ۲۸۔ دیال باغ۔ آگرہ

سورا جیہ مل گیا

تو بھی اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک ملک کا بچہ بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہو سکے اسلئے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک حصہ مالیتی ۱۰۰ روپیہ خریدنے سے پورا ہو گا جو ڈیڑھ سال میں قابل ادائگی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو قواعد طلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی ۹

برانچ کلکتہ — برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۳۱ئہ معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمایئے

المشتہر:- مقتدا خاں اقتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت سے صحت حاصل کرنا یا سچا اور مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشورہ سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھایئے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچایئے۔ تمام خط و کتابت بصیغۂ راز رہتی ہے۔

المشتہر:- مہتمم دواخانہ معدن الادویہ نمبر ۱۰ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

چونکہ یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں اور نہایت ہی آسان ہے اسلئے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر یا ٹائپ رائٹر کا قطعاً بلا خرچ صرف ایک منٹ میں تنہا خود چھاپ سکتا ہے ہر محکمہ کے حکام بالا کے مفصل سرٹیفکیٹ موجود ہیں حکمنامے و کالت نامے امتحان کے پرچہ۔ نوٹس خطوط و لیبل وغیرہ کے چھاپنے کے لئے نہایت مفید ہے:-

لیٹر سائز۔ نوٹ پیپر سائز۔ رولد کیپ سائز۔ ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ
۴×۱۰ انچ ۷×۱۰ انچ ۸×۱۳ انچ ۱۲×۱۶ انچ
۶ روپیہ ۱۲ روپیہ ۱۶ روپیہ ۲۴ روپیہ

پریس یا مفصل سرٹیفکیٹ پتہ ذیل سے طلب فرمایئے

پتہ:- منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ

فرشتۂ بہشت کا پیغام

بیماری اور کمزوری کی زندگی بھی دوزخ کی سی تکلیف رساں ہے۔ اگر آپ بیمار اور کمزور ہیں تو آتنک نگرہ گولیوں کا استعمال کریں۔ یہ گولیاں فرشتۂ بہشت کا کام کریں گی جتنے ہی ایام میں قبض اور بدہضمی ... کی خرابی ... احتلام سرعت انزال۔ رقت منی وغیرہ کی تکلیف سے نجات دلا کر اعلے درجہ کی طاقت و توانائی و قوت مردمی عطا کر کے لذت دنیوی سے مالا مال کر دیں گی۔

قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولیاں صرف ایک روپیہ۔ پانچ ڈبیہ چار روپیہ علاوہ محصولڈاک

ویدشاستری جام نگر کاٹھیاواڑ

ایجنٹ:- اندر چند اینڈ کو چوک لکھنؤ

پانچسو روپیہ انعام

مہاتما کی بنائی ہوئی سفید کوڑھ یعنی برص کی عجیب دوائی تین ہفتوں میں پورا آرام۔ اگر سینکڑوں حکیموں، ڈاکٹروں، ویدوں، اشتہار بازوں کا علاج کرکے نراش ہو چکے ہوں۔ تو اس دوائی کا استعمال کرکے صحت حاصل کریں۔ اس کو بے فائدہ ثابت کرنے پر پانچسو روپیہ انعام جس پر یقین نہ ہو ایک آنہ کا ٹکٹ لگوا کر شرط لکھوالیں۔ قیمت صرف دو روپے (عما)

اکھل کشور رام نمبر ۱۲ پوسٹ کتری سرائے گیا

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہونے ہی پرچے کی ایجنسی منظور کرینگے۔
(۳) پانچ پرچے فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی منظور نہ کیجائیگی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چار [illegible] کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ملک کشمیر کے تحفے

ست سلاجیت درجہ خاص کتعہ اول - دوم - [illegible]
۶ - تولہ　　۴ر تولہ　　۳ر تولہ　　[illegible] سیر
چرائتہ شیر چیتا - ریچھ - اندری رکھونی عدہ تیندوا - [illegible]
ار تولہ　　[illegible]　　[illegible]　　[illegible] تولہ
شہد خالص - مشک خالص [illegible] دستیاب ہیں
[illegible] سیر　　[illegible] تولہ
گلقند پھول بالسنہ شہد میں [illegible] تہ دانی [illegible]
[illegible] سیر
زعفران اعلی - [illegible] باریک - گل بنفشہ خبازی درجہ اول
[illegible] تولہ　　[illegible] تولہ　　[illegible] سیر
[illegible] درجہ اول　　[illegible] بوٹی　　[illegible] کی جڑی
ار تولہ　　[illegible] سیر　　ار تولہ
تبخیق اور ہاضمہ کو درست کرنے والا [illegible] چورن
فی سیر [illegible]
ایک دن سے لے کر تین سال تک کے بچے کی [illegible] گھٹی ۴
اوس کی شیشی عدہ خوراک ۴ رتی سے دو [illegible] تک
راج وید باہمہ کی اعلی دوائی ...... ار تولہ
نیاگل سنبتہ کل آکو حکیم و پنساری عطار ہر قسم [illegible] اور سب مال کا تھوک نرخ منگوا کر آرڈر دیں۔

المشتہر - نند رام نانک چند چورن والے
اودھم پور گورنمنٹ جموں کشمیر دکان ۴۰۹

تندرست مستورات اور گھرانہ کا سکھ

مستورات ایام ماہواری کی خرابی مثلاً کمی زیادتی جو ہوجانا درد سے آنا خصوصاً دونوں میں شدت تکلیف درد کمر پیٹ پھولنا اور تھکن کا جلنا سوزش [illegible] اور [illegible] رطوبت جاری ہونا، سر چکرانا، حمل قرار نہ پانا یا گرجانا، تھوڑی محنت سے دل دھڑکنا وغیرہ اس قسم کی دیگر شکایات میں مبتلا ہوکر اپنی صحت خراب کر لیتی ہیں اور اپنے بال بچوں کی دیکھ بھال اور [illegible] خانہ داری کے انتظام کرنے سے قاصر ہوجاتی ہیں۔

جینے لون یا اکسیر نسا

ایسی مریض کے لیے نہایت پُر اثر دوائی ثابت ہوچکی ہے معقول صد ہا مستورات استعمال کررہی ہیں قیمت فی شیشی ع علاوہ محصول ڈاک اپنے شہر کے دوا فروشوں سے خریدیں یا۔

چمنی لعل اینڈ برادرس [illegible]
سید عبدالرزاق اینڈ کمپنی حیدرآباد دکن
ایس خالچند اینڈ کمپنی پوسٹ باکس نمبر ۴۵۲ کلکتہ
ایبر چند سوبا چند ۶۳ نیبی یا نانک اسٹریٹ مدارس
گرانڈ فارمیسی (ڈسپنسری دواخانہ) رنگون
سے طلب فرمائیں
(فرمائش کے وقت اپنا پتا صاف لکھیں)

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تہذیب مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک اور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس [illegible] کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔
(۲) قیمت کی زیادتی پر منھ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلیے کہ گو ہر ہر خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت رائے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج و اقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر کیجیے انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر ملجائینگے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔
(۲) کم مایہ شاگردان مدارس سے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔
(۳) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اسطرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔
(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو ٹکے نے پر بنیاد مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔
(۵) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے۔ اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔
(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہو۔
نوٹ: جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے منیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ر ٹکٹ بھیجیے بھیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب، ظرافت و سیاست سے مالامال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ - ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے۔

منیجر

کہ خدا تیری پناہ، حقیقت یہ ہے کہ وہ منظر کچھ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا تھا، لکھنے میں بھلا وہ بات کہاں،

خیر، گگیند بادشاہی ناکے سے سبزی منڈی اور وہاں سے کلکٹر گنج میں ٹھیک کوتوالی کے بغل میں ایک مسلمان تنباکو فروش کی دوکان کے پرانچے اڑاتا ہوا نئے گنج سے ہر یک ہو کر کاہو کوٹھی کے متصل مسجد ساکنین سے ٹکرا یا، جس سے مسجد کے سات ساکنین جو بیچارے محض خاموش تماشائیوں کی حیثیت رکھتے تھے ہمیشہ کے واسطے اس عجیب و غریب میچ کو دیکھنے سے محروم ہو گئے لیکن یہاں بھی جناب کو چین سے نہیں بیٹھنے دیا گیا، اور ان لوگوں کو جام شہادت پلاتے ہوئے چشم زدن میں گیند صاحب پھر مول گنج میں عالم بالا کے رہنے والوں کی سیر کرتے ہوئے نئی سڑک پر آ رہے، جہاں جناب پر دھواں دھار گلیں پڑنے لگیں، اسی ہڑبونگ میں کسی تجربہ کار پلیر نے ایسی ٹک جھاڑی کہ یکا یک گیند صاحب سٹ بوٹ چمپت، اور چوک میں عبدالحق صاحب کی موزہ بنیانوں کا حصہ بخرہ لگاتے، شائیں شائیں کرتے ہوئے اٹاوہ بازار کی مسجد پر دھائیں سے آ گرے، مسجد کو چکنا چور کرنے کے بعد آپ بر آمد ہو کر سید گنگا پرشاد کی محال اور وہاں سے ناریل بازار میں اڑ جھکتے دکھائی دیے اور ان دونوں محلوں میں نہیں معلوم کتنے بے گناہ تماشائیوں کو آپ نے جام شہادت پلایا مگر الحمد للہ کہ آپ بھی چین سے نہیں بیٹھنے پائے اور کسی نے کھلاڑی صاحب نے ایسی لٹ لگائی کہ الٰہی توبہ، واویلا و مریم کی صدا لگاتے ہوئے اوندھے منہ زمین پر آ رہے، اور جناب گیند صاحب پر اس زنانے کی ٹک رسید کی کہ آپ آسمان کو اپنی داستان غم سناتے ہوئے بیگم گنج میں عین چوراہے پر لکھمی لالہ کے سہ منزلہ مکان سے ٹکرا گئے، مکان تو ایک ہی چوٹ میں زمین پر آ رہا، لیکن پاس اور گیریاں یہاں اس غضب کی ہوئیں کہ قطار کی قطار مکانوں اور دوکانوں کی تختہ زمین سے مل گئی ورنہ نہیں معلوم کتنے تماشائی لقمۂ اجل ہو گئے، کبھی گیند صاحب کرنیل گنج اور چمن گنج میں سرگردان و پریشان دکھائی دیتے تھے اور کبھی آپ بیگم گنج کی سڑکوں پر لڑھکتے نظر آتے تھے یہاں کے کھلاڑیوں نے ایسے ایسے کرتب اور کام دکھائے کہ مخالف ٹیم کے منہ پھیر پھیر دیے ہر لحظہ خیال ہوتا تھا کہ ایسا گول ہوا اور اب ہوا لیکن چشم زدن میں کھیل کا نقشہ پلٹ گیا اور ایک ہی ٹک میں گیند کرنیل گنج سے بوچڑ خانہ، نئی سڑک، جرنیل گنج اور کوتوالی کے اوپر قلابازیاں کھاتا ہوا، کراچی خانہ میں ایک ٹپا کھا کر مال روڈ کے عین چوراہے والی مسجد سے آ کر ٹکرا یا، اور مسجد کی چاروں دوکانوں کو سربسجود کرتا ہوا، رام نرائن کے بازار کی سیر کرتا اور ٹپکاپور کی گلیوں میں خوش فعلیاں کرتا ہوا آن پورنا دیوی کے مندر میں جا گھسا، یہاں بھی خوب خوب کام دکھائے گئے، اور یقین کامل تھا کہ اب ضرور گول ہو جائے گا لیکن افسوس اب چونکہ مقررہ وقت سے بھی بہت زیادہ ٹائم گزر چکا تھا، ہاف ٹائم دینا بھی ریفری صاحب بھول گئے تھے، اور دونوں ٹیموں کی چڑھی ہوئی مشق اور بڑھے ہوئے جوش کا یہ عالم تھا کہ گول نہ ادھر ہوتا تھا نہ ادھر، ریفری صاحب بھی کھڑے کھڑے عاجز ہو گئے تھے، لیے مجبوراً ۲۸ مارچ کو بعد مغرب ٹھیک سات بجے کھیل ختم ہونے کی سیٹی بجا دی گئی اور اعلان کر دیا گیا کہ دونوں ٹیمیں برابر رہیں، نہ کوئی ہارا اور نہ کوئی جیتا۔

میچ ختم ہو گیا، بہت سے کھلاڑی اپنے زخموں کی مرہم پٹی کرا کے پرنس آف ویلز ہاسپٹل یا اپنے گھروں میں نیسٹ کر کرانے لگے۔ سیکڑوں میونسپلٹی کی نئی آرامگاہ کے ایک ایک کمرہ میں کئی کئی کی تعداد میں قیامت تک کے لیے سونے کے واسطے لٹا دیے گئے، اور بہت سے بھیروں گھاٹ پہنچا دیے

یہ تو میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں یہ علیگڈھ کے کھلنڈروں یا بنگالی ینگ میں لکھنؤ کا میچ نہیں بلکہ سب و مسلمانوں اور وہ بھی کانپور کے ہندو مسلمانوں کا تاریخی میچ تھا، اور جہاں تک کھیل کا تعلق ہے یہ بھی متفقہ طور پر مان لیا گیا ہے کہ طرفین کی ٹیموں کے افراد کھیل کے وقت انسان نہیں بلکہ اچھے خاصے درندے معلوم ہوتے تھے، لیکن ان تمام باتوں سے قطع نظر اس میچ میں بہت سے عجائبات بھی دیکھنے میں آئے انھیں سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اسمیں کچھ تو کھلاڑیوں کی کرامت شامل تھی اور کچھ اس ولایتی چمڑے کے فٹ بال کا اعجاز تھا کہ جس وقت گیند صاحب کسی مکان، دوکان یا مسجد پر نزول فرماتے تھے تو آگ کا ایک غیر معمولی شعلہ بلند ہوتا تھا جو چشم زدن میں عمارت کو تہ و بالا کر کے زمین سے ملا دیتا تھا، اور تمام مال و اسباب خود بخود محلہ کے دوسرے گھروں میں جا پہونچتا تھا، اس عذاب خداوندی نما آتشزدگی میں سیکڑوں عورتیں اور شیر خوار معصوم بچے مکانوں کے اندر ہی جل کر خاک ہو گئے، جن کی لاشیں اب جلے ہوئے مکانوں سے نکل رہی ہیں۔

لیکن یہ سب تو ہوا، اب ذرا ٹیپ کا بند ملاحظہ ہو یعنی ساری بلا طبلے کی نبدر کے سرگئی، ریفری کے انصاف اور غیر جانبداری کے باوجود دونوں

سمن لغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ دیوانی نمبر ۳۲ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب منصف صاحب بہادر سیتاپور بمقام سیتاپور

راج بخش سنگھ ولد گوکل سنگھ قوم ٹھاکر ساکن موضع جہریا پرگنہ پرگنہ ہرگام تحصیل و ضلع سیتاپور .... مدعی

بنام

دانگا پرشاد وغیرہ مدعا علیہ

بنام ۱۔ منو لال ۲۔ چھیل بہاری لال ۳۔ رام بھروسے } پسران مرلیدھر اقوام برہمنان ساکنان خیرآباد محلہ بازداری ٹولہ پرگنہ خیرآباد ضلع سیتاپور

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دخلیابی مرتہانہ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۰ ماہ اپریل ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمے کا حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کیلئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۳ ماہ مارچ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

[مہر عدالت]

دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری ہیڈ قرقی [illegible]

جلسہ برخاست ہوا شرکائے جلسہ ہاتھوں میں نامۂ عمل جیسے بالفاظ دیگر "پروگرام" کہتے ہیں لیے ہوئے اُٹھے اب جو دروازے پر پہونچتے ہیں تو "واہ واہ" چھ سات لڑکوں کا ایک جتھا پھاٹک کے عرض میں لمبا لمبا لیٹا ہوا "مسلم نیشنلسٹ گو بیک" "مسلم نیشنلسٹ مردہ باد" کے نعرے رکھا یا اُچھلتا جاتا ہے آپ جانیے جلالی وقت دھوپ کی تیزی۔ گرمی کا موسم۔ جوانی کی حدت۔ اس آفت میں زمین پر مچل مچل کے لوٹ لگانا آسان نہیں پسینا جاری ہوا۔ کپڑے بھیگے سڑک کی مٹی گندھی اور گندہ کے کیچڑ بنی اور "لگری چھوچھی" کا عمل پڑھنے والے یاد آگئے عقل متحیر تھی کہ یہ عمل بے محل کیوں پڑھا جا رہا ہے کیا معنی کہ ۱۸ اپریل کو پہلا جلسہ ہوا۔ افواہ گرم تھی کہ "مسلم کانفرنس" والے جلسے میں فتور برپا کرینگے کالے جھنڈوں کا ابر گھر آئے گا "گو بیک" اور "مردہ باد" کی گرج سُنائی دے گی۔ مگر کچھ نہوا۔ پھر صبح کو ممبران اجتماع کے وقت بھی نہ سیاہ جھنڈے دکھائی دیے نہ شریک ہونیوالوں سے کوئی مزاحمت ہوئی کارروائی ختم ہو جانے کے بعد "گو بیک۔ مردہ باد" کے نعرے اور "بن پانی کی مچھلی" کا ایکٹ بے معنی ہے۔ ہم نے جو "گو بیک" کی صدا سنی تو اُسے ہاتف غیبی کی ندا سمجھے اور در حقیقت رحمت قہقری کی ٹھرائی در در سے متعدد ہیں مشرق کو چھوڑ جنوبی پھاٹک سے سالماً وغانماً سڑک پر آرہے۔ ہم کیا جتنے تھے کسی کو "پامالی اطفال" کی ضرورت نہ ہوئی۔ شام کو تیسری نشست تھی اندیشہ تھا کہ "جمع قلت" ابکی "جمع کثرت" کی صورت میں نمایاں ہوگی مگر بالکل سناٹا رہا سچ ہے کہ بچھو پر کاٹ کے مہوتا اور موت کے لوٹ جاتا ہے۔ اودھر اس نے لوٹ لگائی اُدھر زہر نے زور دکھایا افسوس ہے کہ بیچاری فساد ساختہ "مسلم کانفرنس" بچھو پڑھن کے بھی کچھ نہ بنا سکی۔

اس قسم کی مزاحمت کانگریس کی ایجاد ہے ایک مسلم کانفرنس کو اسکی تقلید ناجائز سمجھنی چاہیے بایں معنی کہ کانگریس بقول "مسلم کانفرنس" "مجمع کفار" کا دوسرا نام ہے۔ اور کفار کی پیروی جائز نہیں۔ اچھا پیروی تو خیر کچھ مضائقہ نہیں بے موقع "یاروں کی دھج" کیوں اختیار کی "یاروں کی دھج" کا قصہ یوں ہے کہ ایک تھیں بی ہمسائی اُنھوں نے اپنے پڑوسی میر صاحب کو دروازے کی دراز سے صحن میں اس طرح جھاڑو دیتے دیکھا کہ انگرکھے کا دامن اُٹھا کے پشت سے سر پر اُلٹ لیا ہے۔ ہمسائی کو یہ وضع نرالی معلوم ہوئی۔ پوچھا "میر صاحب! یہ کیا" میر صاحب بولے "بی ہمسائی یہ بھی یاروں کی ایک دھج ہے" فقرہ دل کو پسند آیا۔ خیال کیا کہ آج "وہ" آئینگے تو میں بھی اسی طرح اُنکے سامنے جھاڑو دوں گی "وہ" آئے بی ہمسائی نے لہنگا پیچھے سے اُلٹ کے سر پر ڈال لیا اور جھاڑو دینے لگیں۔ ہلدی کے مستک سے مجبول اُٹھی دیکھ کے میاں کہنے لگے "بی بی یہ کیا؟" بی بی نے یاد کیا ہوا سبق دُہرایا "یہ بھی یاروں کی ایک دھج ہے"۔

اگر مسلم کانفرنس والوں کی اس کارروائی کو انتقام پر حمل کریں تو یہ بھی اُس انتقام سے کچھ کم نہیں جس کا ذکر نعمت خان عالی نے کیا ہے۔

کسی بدبخت حبشی نے بنیے کے سامنے اُسکی جورو کی آبرو لی۔ اور چلتے وقت اپنے آلۂ مردی کا وزن بنیے سے پوچھا۔ بنیے نے کہا "ہوگا کوئی چھٹانک بھر" جب حبشی چلا گیا تو بنیے صاحب نے غریب جورو کی پتلی گردن دبائی لگے لعنت ملامت کرنے اُس نے "مشت بعد از جنگ" کا طعنہ دیا تو فرمانے لگے:۔

"من ہم انتقامے کہ از نسل ہمیوں سیر شاہیم در شکست وزن مردی آں ناہمایوں کردار ہیچ کمی نہ کردہ ام کہ موازنہ یک پاؤ را بپا مردی شعور بالا دست پنج دام مقرر کردہ ام"

اور تو ہم کیا کہیں۔ ان مسلمانوں کی تفریق پسندی پر ہنستے ہیں کہ آپس میں لڑانے لگے۔ اعتراض یہ ہے کہ:۔

"اگر نیشنلسٹ بنتے ہو تو نشستوں کی تعیین اُڑا کے عام اور مشترک طریق انتخاب کا دعویٰ کرو۔ بس پھر ہم تمھارے ساتھ ہیں"

ابھی کوئی نیشنلسٹ ہو یا نہو۔ اصل مقصد تو یہ ہے کہ انتخاب مشترک ہو جائے۔ آجتک جداگانہ حق انتخاب سے بجز فساد و کساد کے اور کوئی نفع نہیں ہوا۔ اہل اسلام میں اکثر اشخاص ہندوؤں سے ذلیل ہیں اُنکی تسکین خاطر کے لیے مسلمۃ تعداد نشست مشترک انتخاب کے ساتھ قبول کرلی گئی تو کیا برائی ہوئی۔ مسلمانوں کے قبضے میں اُتنی کرسیاں بھی آگئیں جتنی کہ اُنھیں ملنی چاہیے تھیں اور فساد ساز اُمیدواران ممبری کے قابو سے وہ چلتا ہوا جادو بھی نکل گیا۔ جسکو پڑھ کے وہ لڑواتے اور لڑنے والوں کی جنبہ داری کرکے مرجعیت حاصل کرتے پھر اُس جنبہ داری کا واسطہ انتخاب کے وقت دے کے ووٹ حاصل فرماتے تھے۔ کیا آپ نے یہ عبارت ووٹ کی درخواست میں بھیک مانگنے والوں کے قلم سے آجتک۔ لکھی ہوئی نہیں دیکھی؟

"راقم الحروف نے فساد مقام .... میں اپنی جان اپنا مال۔ اپنی عزت اپنی آبرو مسلمانوں پر قربان کر دی واسطہ اپنی حفاظت جان و مال کا رب نے ہمیں اُبھار کے بازار میں بیچا تھا احقر کو ووٹ دیجیے"۔

یہ منطق واقعی نرالی منطق ہے کہ تعیین نشست بدلگا حق انتخاب کے ساتھ تھی ہے۔ خیر صاحب جیسے اونٹ کس کل بیٹھتا ہے اس جلسہ کو دیکھتے ہوئے جسمیں تمام ہند کے بڑے بڑے جگادری لیڈر جمع تھے ہمیں تو یقین ہو گیا کہ نیشنلسٹ پارٹی کے ہاتھ پالا رہا۔ اب "لگری چھوچھی بیل پیاسے" والا عمل نہ چلے گا۔

راقم ——— رپورٹر

ادبی استفسار

"خوگیر کی بھرتی"

ایک جھنجوری دوست استفسار فرماتے ہیں:۔

محقق عصر حضرت اودھ پنچ یہ تو فرمائیے کہ "خوگیر کی بھرتی" کیا چیز ہے اور یہ محاورہ کس محل پر بولا جاتا ہے؟"

جواباً التماس ہے کہ یہ لفظ اصل میں "خوے" بروزن "مے" (بواو معدولہ) ہے جسکے معنی پسینے کے ہیں غریب غربا جنھیں نمدے کی "عرق چین" یا موٹی اونی سوزنی زین کے نیچے بچھانے کو میسر نہ تھی وہ چار جامے کے نیچے ایک گتھا اسلیے بچھا لیتے تھے کہ گھوڑے کا پسینا سوار کا م

مشتہر گزشتہ ۳۰ سال کا آزمودہ گورنمنٹ ہند و جرمنی سے رجسٹری شدہ۔

سدھا سندھو

حسب ذیل امراض کی تیر بہدف دوا ہے۔ جو گرہست گھر میں جاہیے جس وقت پیدا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ہیضہ۔ کھانسی۔ دمہ۔ خون سنگرہنی۔ انید۔ پیٹ درد۔ قے۔ دست۔ جی متلانا وغیرہ ایسے ہی امراض کی بغیر کسی الزبان کے دوا ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ایک سے دو تک ۶
بچوں کا تندرست و خوش و خرم رہنا والدین کے فخر و تسلی کا باعث ہو اسلیے آپ اپنے بچوں کو۔

بال سدھا

پلائیے۔ ایسی میٹھی و خوش ذائقہ دوا کے پینے سے بچے موٹے تازے تندرست اور طاقتور رہتے ہیں چہرہ پر سرخی اور رونق آجاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ محصول ۸

دورو ع کیسری

یعنی داد کی دوا

بغیر کسی قسم کی جلن و تکلیف کے داد کو جڑ سے نیست و نابود کرنے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۴ محصول ایک سے دو تک ۶ ایک دم ایک درجن خریدنے پر قیمت ۱ محصول معاف۔

(ہماری ادویات سب دوا فروشوں کے پاس ملتی ہیں)

منگوانے کا پتہ۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

[illegible]

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پریمی بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

اس سرمہ میں عجیب و غریب صفت ہے کہ تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور آنکھوں کے ہر قسم کے مرض کو دور کرتا ہے۔ تھوڑا سا منگا کر آزمائیے قیمت فی شیشی ۱۴ آدھے درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔

ملنے کا پتہ:۔ سری ہٹ سہائے۔ سوامی نگر نمبر ۴۹۔ دیال باغ۔ آگرہ

سوراجیہ مل گیا

تو بھی اسوقت تک قائمہ نہیں ہو سکتا جبتک ملک کا بچہ بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے اسلیے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد برنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک حصہ یعنی دس روپیہ خریدنے سے پورا ہوگا جلد ہی سال میں قابل ادا ہوگی ہے فائدہ آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو خط و کتابت کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

برنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کیفیت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں کہ آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشورہ سے بلا ہوائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر: منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

چونکہ یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں اور نہایت ہی آسان ہے اسلیے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر یا ٹائپ رائٹر کا قطعاً بلا خرچ صرف ایک منٹ میں تنہا خود چھاپ سکتا ہے ہر محکمہ کے حکام بالا کے مفصل سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ مکتب مدارس و کالت نامے امتحان کے پرچے۔ نوٹس خطوط لیبل وغیرہ کے چھاپنے کے لیے نہایت مفید ہے۔

لیٹر سائز	نوٹ پیپر سائز	فل سکیپ سائز	ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ
۶×۴ انچ	۱۰×۷ انچ	۱۳×۸ انچ	۱۶×۱۲ انچ
۶ روپیہ	۱۲ روپیہ	۱۷ روپیہ	۲۴ روپیہ

پریس یا مفصل سرٹیفکیٹ پتہ ذیل سے طلب فرمائیے

پتہ:۔ منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ

فرشتہ بہشت کا پیغام

بیماری اور کمزوری کی زندگی بھی دوزخ کی سی تکلیف رساں ہے۔ اگر آپ بیمار اور کمزور ہیں تو آتشک نگر گولیوں کا استعمال کریں۔ یہ گولیاں فرشتہ بہشت کا کام کرتی ہیں جیسے ہی ایام قبض اور بدہضمی۔ خون اور منی کی خرابی۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال۔ رقت منی وغیرہ کی تکلیف سے نجات دلا کر اعلیٰ درجے کی طاقت و توانائی و قوت مردمی عطا کر کے لذت دنیوی سے مالا مال کردیں گی۔

قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولیاں صرف ایک روپیہ پانچ ڈبیہ چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک

وید شاستری جام نگر کاٹھیاواڑ

ایجنٹ:۔ اندر جیت اینڈ کو چوک لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نازش بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No A 783
۱۹۳۱ء
1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
अवध पंच
1931
सालाना .... पांچ روپیہ
شش ماہی ۔ تین روپیہ
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M.B KHAN ARTIST LUCKNOW

جلد ۱۶ — نمبر ۱۵

مضامین …

۲۷ر اپریل ۱۹۳۱ء

منطق آرا بیگم کا خط نئے لاٹ صاحب کے نام

لاٹ صاحب! تم آگئے؟ خدا مبارک کرے۔

مدت سے میرا دستور ہے جو نیا لاٹ آتا ہے اُسے خط ضرور لکھتی ہوں۔ خصوصاً جب وہ آتے ہی زبان کھول دیتا اور آنکھیں بند کر لیتا ہے تو میں اُسے ہندوستان کی سچی سچی حالت سے خبردار کر دیتی ہوں۔ اب چاہے وہ احسان مانے یا نہ مانے۔ ابھی تک تو کسی لاٹ نے سوکھا سا کھا شکریہ بھی نہیں ادا کیا جواب دینا یا احسان مند ہونا تو بڑی چیز ہے۔ خیر مجھے اسکا گلہ نہیں مجھے تو ملک کی اور حکومت کی خیر خواہی سے کام ہے۔ دیکھو اروِن کی بے مروتی۔ چلتے وقت ہر ایک سے ملے جُلے کہا سُنا معاف کرایا اور مجھے جھوٹے منہ نہ پوچھا۔ کہو میرا کیا بگڑا۔ وہ سلام کہلا بھیجتے میں دعا کہلا بھیجتی جو مسافرت میں کام آتی۔ بس اللہ اللہ خیر صلاح۔ مجھے اُن سے شکایت ہے کہ اُنھوں نے میرے مشوروں پر کبھی عمل نہ کیا۔ اگر وہ میرے مشوروں پر عمل کرتے تو آج لوگ سچے دل سے اُنکو دعائیں دیتے۔ جب وہ تشریف لائے تو آتے ہی فرمانے لگے میں تو

ریڈنگ کے قدم بقدم چلوں گا۔ میں نے خط لکھا کہ خبردار یہ نہ کرنا۔ ورنہ بدنام ہو جاؤ گے۔

لارڈ ریڈنگ نے جو کچھ کیا دھرا اُسکا نتیجہ فساد نکلا۔ بات یہ ہے کہ فساد ہونے کے وقت تو رعایا کو حاکم کی ضرورت ہو جاتی ہے۔ مگر جب ہوا درست ہو جاتی ہے تو پھر حاکموں کے افعال پر نکتہ چینی ہونے لگتی ہے۔ وہی ہوا کہ اُنکے زمانے میں گاندھی جی اور حاجی محمد علی سے اَن بَن ہو گئی۔ جتنے یکسوئی کے خیالات ملک میں پیدا ہوئے تھے سب گیلی لکڑی کی آگ کی طرح سُلگے اور بجھ کے رہ گئے۔ اگر حکومت خودغرضی پر کمر نہ باندھتی اور کھُل کھیلتی تو رعایا اپنے ذاتی اغراض کو چھوڑ کے حکومت کی بے اعتنائی پر جُھنجھلا نہ پڑتی ہندوستانیوں کی عام شکایتوں پر حجاز اور عراق کے معاملے اور مستزاد ہو گئے۔

پانچ برس تک ریڈنگ صاحب کی پالیسی نے مسلمانوں ہندوؤں کو جدا تو رکھا مگر ایسی کوئی چال نہ چلے کہ رعایا کو بھی اُن سے کوئی لگاؤ محبت یارانے کا ہو جاتا۔ اب آئے لاٹ اروِن ان کی چالاکی ہوشیاری میں کوئی شک نہیں۔ جہاں تک مجھے محسوس ہوتا ہے اُنھوں نے کئی مرتبہ جھوٹی محبت کا اظہار کیا مگر ایسے محبت اگر ہوتی ہے تو خود ہی ظاہر ہو جاتی ہے … دل سے نکلے ہوئے جملے بھلا کیا خاک اثر کرتے … نے کہا مجھے ہندوستانیوں سے دلی الفت ہے۔ خوشامدیوں نے کہا حضور بجا ارشاد فرمایا۔ سچائی پر مرٹنے والوں نے تڑ سے جواب دیا اس جھوٹ میں کیا شک ہے۔ رہا پانی

رہ گیا بہتا پانی بہ گیا۔ وہ گئے اپنے وطن۔ حق حقوق کے بارے میں دو قوموں کو لڑوا گئے لڑائی اب تک ختم نہیں ہوئی ہے لیکن یہ چند روزہ ہے۔ کیا معنی کہ ہندو تو سب گاندھی جی کا کہنا مان گئے وہ چاہے آپس میں کبھی کبھی کج بحثی کر بیٹھیں مگر رہینگے متفق۔ اب رہے مسلمان تو اُن میں دو پارٹیاں ہیں ایک تو کانگریس کے ساتھ ہے اور دوسری مفسدہ لڑانے بھڑنے والوں کے ساتھ۔ کانگریسی مسلمانوں کی جماعت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اُمید رکھنی چاہیے کہ یہ لڑائیاں بھی جو آجکل ہو رہی ہیں اتحاد و اتفاق کی ضرورت کا سبق پڑھا جائینگی اور بعد باہمی جنگ کے جو اتفاق ان دونوں میں ہوگا اُس میں رخنہ ڈالنا بہت مشکل ہوگا اسلیے کہ باہمی جنگ کے بعد اتفاق کے نتائج انگریزی حکومت کے حق میں اچھے کیونکر ہو سکتے ہیں جبکہ بداعتقاد ہندوستانی پہلے ہی سے اس افواہ کو صحیح سمجھتا ہے کہ حکومت دلوں میں بیر پیدا کرنے کی خود بانی ہے۔

سنتی ہوں کہ ایران کے سرکاری اصطبلوں میں گھوڑوں کی آنکھوں پر سبز عینک چڑھا دی جاتی ہے جس سے وہ زرد اور خزاں رسیدہ گھاس کو ہری گھاس خیال کر کے پیٹ بھر لیتے ہیں۔ لارڈ اروِن ایک ایسی ہی سبز عینک ہندوستانی لیڈروں کو عنایت کر گئے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ گھوڑے اور ہندوستانی لیڈروں میں حیوان اور انسان کا فرق ہے گھوڑا عینک اُتار نہیں سکتا اور انسان کو خدا نے ہاتھ دیے ہیں نئے لاٹ صاحب تمہاری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ جب ان ہندوستانیوں کی نگاہ پر سے یہ عینک اُترے تو اُنھیں تھان پر ہری ہری گھاس دکھائی دے۔ ورنہ بدظنی بڑھے گی اور تمھیں لاٹ اروِن سے بھی زیادہ مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا تم نے اپنی ایک تقریر میں کہا ہے کہ دیگر نوآبادیوں کے مرتبہ پر ہندوستانیوں کو پہونچانے کی سعی کروں گا یہ کوشش بہت مبارک ہے مگر ہندوستان ہے بدظن۔ بدگمانی اُن وعدہ خلافیوں کے پیٹ سے پیدا ہوئی جن کا ارتکاب حکومت کی جانب سے لگاتار ہوتا رہا۔ سالہا سال سے ہم یہ سُنتے آئے ہیں

کہ انگریزی قوم ہندوستان کو ایک نیم جمہوری حکومت بنانا چاہتی ہے مگر ہم نے آنکھ اُٹھا کے دیکھا تو یہ دکھا کہ جوا کے نالیں جمہوری حکومت کے اندر بھی بڑی شخصی حکومت ہے جسکو ہر وقت بے ڈھنگا سا لباس پہنایا جاتا ہے اور پھر اصرار کیا جاتا ہے کہ یہی جمہوری حکومت ہے جب کبھی حکومت اور رعایا میں حق حقوق کا جھگڑا اٹھا تو فوراً محسوس ہو گیا کہ شخصی ہی نہیں نادر شاہی طرز کی حکومت ہم پر مسلط ہے۔ میں جلیانوالہ کے باغ کے سے واقعات یاد دلا کے بتا رہا تھا سا دل گرجا تا پسند نہیں کرتی ہیں بہت غنیمت سمجھتی اگر یہ دیکھتی کہ اختیارات کس حساب سے مل رہے ہیں۔ "دس ہزار من کا لکڑ اسیر بیٹھا مگر رتی رتی روز کھائے تو کتنے دنوں میں گھٹے افسوس ہے کہ رتی" بھر اختیار بھی کامل طور پر ہندوستان کو نہیں ملا۔ ہاں فرضی اختیارات کا تماشا برابر اسٹیج پر ہوتا رہا۔ ہندوستانی عاید مصنوعی راجہ اندر کی طرح اسٹیج پر تو خود مختار دکھائی دیے اور جب انھوں نے اسٹیج سے باہر قدم رکھا تو قلعی کھل گئی۔ صاحب لوگوں نے آواز دی "ابے او بے راجہ اندر دوں گا ایک ٹھوکر کہ تلی پھٹ جائے گی" صدقے کی تھی ایسی راجگی۔ ساری شیخی کرکری ہو گئی۔ بھلا یہ بھی کوئی اختیار ہے۔ راجہ اندر اور یوں بے بس؟

ایک طرف تو سب ورجا نیمن کو اپنے لیے نئے قانون بنانے کا حق ملتا ہے دوسری طرف جو قوانین ظلم و جبر پر مبنی ہیں اور پہلے سے بنے ہوئے رکھے تھے وہ بھی موجود ہیں۔ اگر کوئی حاکم ضد پہ آجائے تو آج کونسل میں اُن تقریر کرنیوالوں کو بھی جنھیں قانونی معاملوں پر بحث کرنے کا حق حاصل ہے فوراً گرفتار کر کے جیل خانے بھیج سکتا ہے۔ ایسے قانون کے باوجود یہ کہنا کہ ہمنے ہندوستانیوں کو اختیارات دیے ہیں اختیار کا منہ چڑھانا ہے۔ معلوم نہیں کہ تم منطق جانتے بھی ہو یا نہیں مگر خود جانتے ہوگے۔ تناقض اور تباین کی بحث تم نے ضرور پڑھی ہوگی۔ ذری غور سے دیکھو حکومت کے قول و فعل میں تباین ہے یا نہیں۔ ہمارا ان حکومت ہند کی دفعہ ۲ کے حلقوں ایک مرتبہ نہیں سو مرتبہ اختیارات کند چھری سے ذبح کیے۔ غرض جب اعتبار نہیں تو [illegible]

پھلنا چاہیے۔ جو لوگ بدگمانی میں مبتلا تھے تو ہے بڑی بڑی باتوں کی فال لیتے ہیں۔ انھوں نے گول میز کانفرنس کے انعقاد سے پہلے انگلستان کے خفیہ اجلاس کا اعلان دیکھا اور ان کے کان کھڑے ہوئے کہ یہ پردہ صرف ہماری آنکھوں کے واسطے تیار کیا گیا ہے یعنی ہم اُن بھیدوں سے واقف نہونے پائیں جو نو آبادی اور حکومت کے درمیان ہیں۔ پھر انھوں نے ہندوستانیوں کی توہین نو آبادیوں کے مقابلے میں دیکھی کہ وہ کیسے عزیز ہیں اور ہم کتنے ذلیل ہیں اسکے بعد انھوں نے دیکھا کہ نو آبادی والے وزیر اعظم پر آنکھیں نکالتے ہیں اور وزیر اعظم صاحب تیلوں میں پھل پھول موت دیتے ہیں بعد ازاں انھیں معلوم ہوا کہ ہندوستانی دارالحکومت یعنی دہلی کے جدید ایوان میں چند ستون بطور تحفہ نو آبادیوں کی طرف سے نصب کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں اور اُنکی استقعوت کی گئی کہ ڈاک کے ٹکٹ میں اُنکی تصویر چھاپی گئی ہے پھر اُنھوں نے دیکھا کہ نیا وائسرائے بھی وہ منتخب ہوا ہے جو نو آبادی میں گورنری کر چکا ہے اور ابھی وہ ہندوستان میں آنے بھی نہ پایا تھا کہ دفعۃً ہندوستانیوں کے خلاف نو آبادیوں نے مظالم شروع کر دیے۔ انھوں نے یہ بھی سُنا کہ ہندوستانیوں سے مشورہ لیے بغیر کوئی معاہدہ حکومت ہند اور نو آبادیوں کے

خونریزی کا نتیجہ ویرانی؟ قرقر قر یعنی ہم اور ہماری حکومت"

در میاں جلد تر ہونے والا ہے۔ جس کے لئے یہیں سسٹر شاستری کے موجود ہونے کی ضرورت ہے۔

یہ سب بدگمانی بڑھانے والی باتیں ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ عجب نہیں جو وہ تمہارے اس قول کے اُلٹے معنی لیں اور یہ سمجھیں کہ ہندوستان کو نوآبادی کے درجے تک پہونچانے کا مطلب بہرحال ہمارے خلاف ہی ہوگا۔ اسکے معنی یہ ہونگے کہ حکومت نوآبادیہ کو ہندوستانی معاملات میں پورا اور خود عطا کرنے والی ہے۔ وہ اُن کو ہندوستان میں حکومت کرنے کے موقعے دے گی وہ نوآبادی کے لاٹھی پاشی آدمیوں کو یہاں عہدہ دار بنائے گی وہ اُنکو معدنیات کے ٹھیکے دے گی وہ اُنکے لیے ہندوستان کی تجارتی منڈی میں نئی دکانیں کھولے گی۔ وہ اُنھیں ایسے ہی قانونی امتیازات سے سرفراز کرے گی جیسے امتیازات آج انگریزوں کو اہل ہند کے مقابلے میں حاصل ہیں۔ اسنے "تحفظ دوستی" کا قانون اسی لیے وضع کیا ہے کہ اہل ہند مخالفت میں نوآبادیوں کے اپنے منہ نہ کھولیں اسلیے ہندوستانیوں کے دل میں نوآبادیوں کی طرف سے ایک آگ روشن ہے اور اپنے خود مختاری حاصل ہونے پر وہ اُن ہندوستانیوں کا بدلہ لینے پہ آمادہ ہوجائیں گے جنھیں نوآبادیاں ضرر پہونچاتی رہتی ہیں واہ واہ سے

نہیں چاہیں تمہارے پا ہتنے والا، کبھی چاہیں
یہ تو عجب دل لگی ہے کہیں یہی مرادِ اہل ولنگڈن کے

اس جملے سے نہو؟ کہ میاں تم جدھر نگاہ اُٹھا کے دیکھوگے برٹش نوآبادی کے آدمی تمھیں ہندوستان میں نظر آئینگے۔ کیا اب تو کوئی شبہ تمھیں اس عدے میں نہیں رہا کہ چند روز میں ہندوستان برٹش نوآبادی ہوجائے گا؟۔

ہندوستان کی آبادی جب دس برس میں ساڑھے تین کرور کے حساب سے بڑھ رہی ہے تو خیال رکھنا چاہیے کہ دو تین دہ سالہ دوروں میں ہندوستانی چینگی پوٹے خود اپنے لینے کے لیے اُفتادہ جزیرے اور ویران زمینیں ڈھونڈھتے پھرینگے اور ہندوستان سے باہر انھیں کوئی ٹکڑا زمین کا دے گا۔ ملے گا بھی تو اُسے خود حکومت یا حکومت وقت کا کوئی "دوست" جس کی مخالفت دوستی میں رخنہ ڈالنے کی وجہ سے از روے قانون ممنوع ہوگی چھین لے گا۔ شاعر نے اسی موقع پر کہا ہے ہ

موت مانگوں تو رہے آرزوے خواب مجھے
ڈوبنے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے

سنتی ہوں کہ انگلو انڈین اولاد کے ایک ذمہ دار فرد نے از راہ ہمدردی انسانی اپنی قوم سے ہندوستان میں مستقل بود و باش کرنے تو حش سے بچنے اور میل جول بڑھانے کی درخواست کی ہے لیکن منافرت اور تفوق کے حلقوں اُمید نہیں ہے کہ یہ بیل منڈھے چڑھے۔ اگر ایسا ہوا بھی تو خوف ہے کہ یہ نوآبادی دہی حرکتیں نہ کرنے لگے جو تازہ وارد یہودی آجکل فلسطین اور شام میں کررہے ہیں۔ کیا معنی کہ ہندوستان سے بدگمان اچھی نیت سے کوئی بات کی گئی تو وہ بھی بُرا نتیجہ پیدا کرے گی۔ کیوں؟ اسلیئے کہ اعتماد کا وجود نہ گوروں کے دل میں ہے نہ کالوں کے دل میں۔ بے اعتمادی اور بدگمانی ہزار بلاؤں کی ایک بلا ہے۔ ایک طرف نوآبادی کا اپنی ہم قوم باہم نسل حکومت کی حمایت پر مغرور ہوکے جو بیجا طنطنے دکھائینگے دوسری طرف باغیانہ خیالات رکھنے والے ہندوستانی دفاعی کارروائیوں پر مجبور ہونگے اور ایک نئی کشمکش کا میدان آراستہ ہوجائے گا۔ ادھر دیکھو نوآبادی۔ اُدھر دیکھو نوآبادی۔

لارڈ صاحب میں نے دور اندیشی نیک نیتی اور خیر خواہی کی راہ سے ہندوستان کا باطنی نقشہ تمہارے سامنے کھینچ کے رکھ دیا ہے میرے اشاروں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ جہاں تک تمہارے امکان میں ہے نئی نئی بدگمانیوں کے اسباب قطع کرنے کی فکر ضرور کرو اور جوابات کھو صاف صاف کہو گنجلک یا سبز عینک سے کام نہ چلے گا۔

تم ہندوستانیوں کے دماغ و دل سے بدگمانی دفع کرنے میں کامیاب ہوگئے تو ہم سمجھیں گے کہاں بھی کوئی لاٹ آیا تھا جس نے کچھ کام کیا ورنہ اُڑن گھائیاں دکھانے والے تو خدا معلوم کتنے آئے اور چلے گئے۔ خوشامدیوں نے ہندوستان میں اُنکے بُت بنائے مگر آج اُن کی سنگی تصویروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے والے اُنگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں انگریزوں کی حکومت اسوقت بھی مضبوط ہے اور شاید آیندہ کبھی ٹمٹماتی کمزوری نظر آئے مگر وہ حکومت ہی کیا جس کا اثر لوگوں کی گردنوں پر ہو اور دلوں پر نہ ہو۔ آخر کیا بات ہے کہ گاندھی بغیر کچھ لیے دیے لوگوں سے کٹھن کام لے لیتا ہے اور حکومت کروڑوں صرف کرنے پر بھی لوگوں کا دل گرویدہ نہیں کرسکتی۔ نفرت دن دونی رات چوگنی ترقی کررہی ہے۔ ایک بات کہوں؟ بُرا تو نہ مانوگے؟ کیا کوئی حکومت صرف قانون ایجاد کرکے معشوق بن سکتی ہے۔ شاید تم بھی سوال میں سوال کر بیٹھو کہ حکومت کے واسطے معشوقیت کی ضرورت کیا ہے اسلیے میں کہتی ہوں کہ وہ حکومت ہی نہیں جو معشوق نہ ہو جتنی حکومتیں فائز المرام ہوئیں اُن سب نے معشوقیت کے اوصاف پہلے پیدا کرلیے۔ یعنی باوجود ظالم خفا کا سدا پیشہ ہونے کے بھی کوئی نہ کوئی وصف اُن میں ایسا تھا جو رعیت کو اپنے اوپر گرویدہ کرلیتا تھا اور یہ وصف اپنے مطلب کے قانون ایجاد کرلینا ہرگز نہ تھا۔

لاٹ صاحب! گاندھی کی فتح کا اصلی راز یہ ہے کہ ہندوستان کا دل انگریزوں کی طرف سے کھٹا ہوگیا ہے۔ گاندھی نے اُسے اُمیدوار بنایا کہ ہم تجھے اس کشمکش سے رہائی دلوائینگے۔ ہندوستان نے مرنے اور جان دینے پر کمر باندھ لی جب تک یہ کشمکش باقی ہے مرنے اور جان دینے کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔ گول میز کانفرنس تو ہوئی مگر اس میں کشمکش کو دفع کرنے والی کوئی بات مجھے ابھی تک محسوس نہیں ہوئی۔ سردار پٹیل اور پنڈت جواہر لال نے صاف صاف کہہ دیا کہ لعد نئی گول میز کانفرنس کے ایک بہت بڑی جنگ کا آغاز ہوگا۔ یہ ناامیدی کی دلیل ہے۔ اگر ان کا دل ناامید نہوتا تو نہ لوگ جنگ پہ آمادہ ہوتے اور نہ ان دونوں کو اتنا بڑا کلمہ منہ سے نکالنے کی جرأت ہوتی۔ معلوم ہوا کہ حکومت میں معشوقیت کا جزسرے سے نا پید ہے

ایک حکایت سنو۔ فرزدق عرب کا مشہور شاعر تھا۔۔۔۔ اُس نے اپنے معشوق سے کہا

یا اخت ناجیۃ ابن سامۃ انی
اخشیٰ علیک بنی ان طلبوا دمی

(اے ناجیہ بن سامہ کی بہن تیری جفا کاری میرے لئے سم قاتل ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرے لڑکے تجھ پر خون کا دعوے نہ کر بیٹھیں)

تمام شعرا اس کلام پر معترض ہوئے۔ ایں معشوق سے ایسی گستاخی؟۔ اول تو صاحب اولاد ہونے کے بعد عشق ہی بے معنی ہے۔ مانا کہ عشق ہے تو جان کی پروا کیوں ہو۔ پھر اگر عشق ہے تو صبر و ضبط بھی ہونا چاہئے۔ عشق کا راز اولاد پر ظاہر ہی کیوں ہو جو کچہری میں دعوے چلے۔ عاشق تو روز حشر بھی قاتل کو پشیمان ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ غرض شاعر کمبخت کی جان عذاب میں پھنس گئی۔ اگر حکومت میں ذرا بھی معشوقیت ہوتی تو آج سردار پٹیل اور جواہر لال نہرو کے یہ کلمے حکومت کے عاشقوں کے دل میں آگ لگا دیتے۔ چڑیا زحمت میں جان پھنس جاتی۔ مگر دیکھو ان کلمات کی گرفت کسی نے نہیں کی وہ جو اس وقت حکومت کے شیدائی بنے پھرتے ہیں جو کہتے ہیں ہم ہندوؤں کی رعایا تو ہرگز نہ بنیں گے۔ رعایا ہی بن کے رہنا ہے تو انگریز کیا برے ہیں۔ انھوں نے پہلے سنے اور سن کے پی گئے۔ اس سے پہلے لاجپت رائے کے خون کا قصاص لیا گیا۔ سنتی ہوں کہ بھگت سنگھ کے خون کے دعوے دار کمات میں لگے ہوئے ہیں۔ ایک گاندھی بیچارا ہے جو ایک طرف تو انگریزوں پر سینہ سپر ہے دوسری طرف اپنی قوم کا مورچہ روک رہا ہے۔ تیسری طرف حاجی شوکت علی انکی لنگوٹی کی تاک میں ہیں۔ مگر وہ اسکی پروا نہیں کرتا اگر انگریز اسے دشمن سمجھ کے برا برتاؤ کریں تو وہ بھی بے وقوف۔ اگر اسکی قوم کے شوریدہ سر باغیانہ خیالات رکھنے والے انتقام لینے پر آمادہ نوجوان اُس کی جان کے گاہک ہوں اور اپنے راستے سے کانٹا سمجھ کے اُسے ہٹانا چاہیں تو وہ بھی بے وقوف۔ اگر میاں کہ تلوار منھ پر آتے دیکھ کے سپر ہٹا لینا خلاف عقل ہے۔ آگ لگی ہو تو پانی ہم پہونچانے والے کی ٹانگ پکڑ لینا بھی حماقت۔ اور جو شخص خود ہی قید لباس کو ضروری نہ سمجھتا ہو یا اپنے شہوانی توے کو فنا کر چکا ہو اُسکی لنگوٹی چھیننا بھی فضول ہے۔ بس لاٹ صاحب۔ مجھے جو کہنا تھا میں کہہ چکی۔ میں نے ہندوستانیوں کے خیالات کہہ دیے اور ان خیالات سے جو منطقی نتیجے پیدا ہوئے وہ بھی گنوا دیے۔ تم خود ہوشیار ہو۔ نوآبادیوں کی ٹھنڈی فرحت بخش ہوا کھاتے ہوئے چلے آرہے ہو۔ تم ان باتوں پر اچھی طرح غور کرو۔ باقی ضرورت ہوگی تو پھر قلم کو تکلیف دوں گی۔

راقمہ
تمہاری اور حکومت کی خیرخواہ منلق آرا بیگم

پنچ مِل خدا۔ خدا مِل پنچ

اللہ میاں سے بات چیت

(تتمہ نمبر ۱۱ - جلد ۱۶)

ہمارے آخری نبی سے پروردگار نے اپنے جلالی اور جمالی اوصاف کہہ دیئے اور خود ہی ان اوصاف کے معانی بھی بیان فرما دیئے مثلاً یہ کہ میں جبار ہوں پھر بھی ظلم نہیں کرتا۔ میں گمراہ کرتا ہوں مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ شیطان کی طرح اغوا کا مرتکب ہوں۔ سلب توفیق گمراہی کی موجب ہے لیکن نئے نبی صاحب نے تو اللہ میاں کے بھید اچھی طرح کھول دیئے یعنی وہ اغوا اور فریب بھی کرتے ہیں چنانچہ صفحہ ۴ و ۵ (مکاشفہ) میں ہے۔

"نماز کے متعلق پوچھا تو جواب ملا کہ اب تجھکو اسکی ضرورت نہیں کیونکہ میں نے تجھکو اپنا ولی بنا لیا ہے"

یہ وصف (اغوا و فریب) ایسا وصف ہے جو نبی آخر الزماں کو

مسافر حکومت

نو وارد حکومت

رفت گیا - آمد آیا

" امن وامان تو لیگئے ارون - آپ کیا لے کے آئے ہیں "

" بیگم! پیام محبت - نو آبادیوں کی جانب سے جو دوستی کی درخواست کھو کچھ ہے ۔ ۔ ۔ "

بھی کبھی واضح ہوا تھا۔ فرماتے ہیں:۔
"میں نے نمازیں قضا کردیں۔ اسکے بعد ارشاد ہوا
کہ جانتا ہے میری ایک صفت بے نیازی بھی ہے۔
عرض کیا جانتا ہوں ارشاد ہوا کہ ہم نے جو تجھ سے
محافظت کا وعدہ کیا ہے اسلیے سمجھا ستہ
بتا دیتے ہیں۔ قرآن کے خلاف جو کچھ تجھ کو کہا گیا
وہ در اصل میری صفت مضلہ کا عمل تھا۔ میں نے
کہا عمل تو شیطان کا ہے جواب ملا ہاں۔ پھر تو
میں نے بہت ہی حیرت کے ساتھ کہا کہ مکالمہ
بھی ہے اور تجھ سے ہو رہا ہے۔ شیطان بیچ میں
کیسے آگیا۔ جواب ملا شیطان یہاں کہاں ہے وہ بھی
در اصل میری صفت مضلہ کا ایک پرتو ہے۔ جو کچھ
کرتے ہیں ہم کرتے ہیں چونکہ لعنت ملامت ہماری شان
کے منافی ہے اسلیے [illegible]
[illegible] شیطان کو بنا رکھا ہے"

یہ عبارت دیکھ کے ہم کو نواب اقبال الدولہ مرحوم کی
ایک حکایت یاد آگئی۔ نواب موصوف خاندان شاہی
اودھ سے تھے۔ سلطنت کے وارث ہونے کے باعث
انکے ساتھ حکومت وقت کا برتاؤ اچھا نہ تھا چنانچہ
یہ زیارات امام حسین کے جانے سے وطن چھوڑ کے
عراق میں رہنے لگے۔ کروڑوں کی دولت ان کے
پاس تھی تمام عراق کے بدوی اور حضری ان کے
محکوم ہوگئے۔ ترکی سلطنت نے بھی انھیں ہاتھوں
ہاتھ لیا۔ سلطنت ان کا اس درجہ ادب کرتی تھی
کہ عراق کے گورنر کے پروانہ تقرر میں اقبال الدولہ
کا احترام بھی شرط لازم قرار دے دیا گیا تھا۔

مرحوم اقبال الدولہ آدمی خوش طبع تھے۔ انھوں
نے ایک بدوی بڈھے کانے کثیف عرب کو نوکر رکھا
اور اُسے "ابوی" (میرے باپ) کا لقب عنایت کیا۔
مدتوں اس باپ کی وجہ تسمیہ لوگوں پر نہ کھلی۔
اور نہ کسی کو پوچھنے کی جرأت ہوئی مگر ایک تازہ
وارد قاضی ترک ایک روز جرأت کر بیٹھا کہ حضرت
آپ سید آدمی ہیں میں نے سنا ہے کہ آپ کے
تہنا اور ہوئے تھے آخر اس عرب سے اور آپ سے
رشتہ ابوت و بنوت کیونکر قائم ہوا۔ اقبال الدولہ
نے جواب دیا۔ ذی دولت ہونے کے باعث ہزاروں
آدمی مجھ سے اغراض وابستہ رکھتے ہیں۔ عربوں کا
قاعدہ ہے کہ جب انکی غرض کسی سے پوری نہیں
ہوتی تو اُسے گالیاں دینے لگتے ہیں۔ انکی زبان
پر ایک گالی بہت چڑھی ہوئی ہے "لعن الوالدک"
(لعن اللہ اباک) خدا تیرے باپ پر لعنت کرے۔
اسلیے میں نے اپنے لیے ایک عربی باپ تجویز کرلیا
ہے کہ جتنی لعنت ہے سب اسی باپ پر جو عربوں کا
ہم توم پے پڑتی رہے اور میرا حقیقی باپ جو لکھنؤ
میں قبر کے اندر سو رہا ہے بچ جائے"

اگر ہم جناب میر شمس الدین علی صاحب مصنف تکلم باللہ
مہدی اینڈ نبی کا مکاشفہ نہ دیکھتے تو اقبال الدولہ
کی پدر سازی ہماری نگاہ میں ہمیشہ ایک مطائبہ
بظرافت سے زیادہ رتبہ حاصل نہ کرسکتی۔ آج
معلوم ہوگیا کہ یہ فعل عین اخلاق الٰہی (معاذ اللہ)
کے مطابق تھا۔ شیطان کی علت آفرینش بہت اہم ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ نئے نبی صاحب کو خدا
سے بغیر واسطہ مصاحبت کا شرف حاصل ہونے کے
بعد بھی نبی آخر الزماں کے وسیلے کی ضرورت باقی رہی
موسیٰ کو کسی دوسرے نبی کی شفاعت درکار نہ ہوئی
کیوں؟ اسوجہ سے کہ موسیٰ کا شرف یہ تھا:۔
אשר ידעו יהוה פנים
אל פנים اشیر یدعو یہوہ ال
پانیم ایل پانیم۔ (الذی یدعو اللہ تعالی الی
نقد۔ جو کہ خدا سے منہ در منہ باتیں کرتا تھا)۔
علیٰ ہذا القیاس آخری پیمبر بھی کسی رسول کی
شفاعت سے آزاد رہا۔ کیوں؟ اسلیے کہ حضرت
بھی خدا سے ہم کلام ہوتے تھے چنانچہ قرآن کا سیاق
عبارت خود ہی اس بات چیت کی پوری تصویر
بتا رہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ میاں سے یوں
دو بدو گفتگو ہوتی رہے تو پھر کسی شفیع کی احتیاج
فضول ہے جو چاہا کہہ دیا اور جو سنا وہ گرہ میں
باندھ رکھا۔
کتاب مکاشفہ چھوٹے چھوٹے ۲۷ صفحوں پر مشتمل ہے

سمن لغرض قرارداد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۳۱ء
عدالت جناب منصف صاحب بہادر سیتاپور بمقام سیتاپور
راجہ بہادر سورج بخش سنگھ او بی ای تعلقدار [illegible] پرگنہ [illegible] مدعی
بنام
معین الدین بھوکا ورگا [illegible] مدعا علیہ
[illegible] ساکن [illegible] تحصیل مصرکھ ضلع سیتاپور مدعا علیہ
واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابتہ دخلیابی
[illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ بتاریخ ۱۸ ماہ مئی ۱۹۳۱ء
وقت ۱۰ بجے بر اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال
سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ
مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو
جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی
دعویٰ مدعی مذکور کی کرو اور تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ
جملہ دستاویزات کو جن پر تم تائید اپنی جوابدہی کے
استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔
مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ تمہاری
غیر حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا۔
آج بتاریخ ۲۴ ماہ اپریل ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر
عدالت سے جاری کیا گیا۔
دستخط حاکم بخط انگریزی
مہر عدالت
تنبیہ۔ حکم دیا جاتا ہے کہ بیان تحریری بتاریخ ۱۸ ماہ مئی ۱۹۳۱ء تک گزرانو۔
وقت حاضری ۱۰ بجے سے [illegible] بجے تک

متواتر گزشتہ ۴ سال کا آزمودہ گورنمنٹ ہند و جرمنی سے رجسٹری شدہ

سدھا سندھو

حسب ذیل امراض کی بیحد مفید دوا ہے۔ جو گرہست گھر میں چاہے جس وقت پیدا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ہیضہ۔ کھٹی۔ کھانسی۔ دمہ۔ شول۔ سنگرہنی۔ انپھرہ۔ پیٹ درد۔ قے۔ دست۔ جی متلانا وغیرہ ایسے ہی امراض کی بغیر کسی انوپان کے دوا ہے قیمت فی شیشی ۸/ محصول ایک سے دو تک ۶/ بچوں کا تندرست دلخوش و خرم رہنا والدین کے فرحت دلی کا باعث ہے اسلئے آپ اپنے بچوں کو۔

بال سدھا

پلائیے۔ ایسی میٹھی و خوش ذائقہ دوا کے پینے سے بچے موٹے تازے تندرست اور طاقتور رہتے ہیں چہرہ پر سرخی اور بدن میں فوری آجاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ١٢/ محصول ٨/

درود کیسری

یعنی داد کی دوا

بغیر کسی قسم کی جلن و تکلیف کے داد کو جڑ سے نیست و نابود کرنے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۴/ محصول ایک سے دو تک ۶/ ایک دم ایک درجن خریدنے پر قیمت چار محصول معاف۔

ہماری ادویات سب دوا فروشوں کے پاس ملتی ہیں

منگوانے کا پتہ۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پریمی بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

اس سرمہ میں عجیب و غریب صفت ہے کہ تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور آنکھوں کی ہر قسم کے مرض کو دور کرتا ہے۔ تھوڑا سا منگا کر آزمائیے قیمت فی شیشی ۴/ آدھے درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔

ملنے کا پتہ:۔ مسری پٹ سہائے سوامی نگر نمبر ۴۴ دیال باغ۔ آگرہ

سودا جب مل گیا

تو بھی اس وقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک ایک کا تجربہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے اسلئے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد برلنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک حصہ مالیتی پچاس روپیہ خریدنے سے پورا ہوگا جو ڈیڑھ سال میں قابل ادا ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو مطلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

برلنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

برانچ کلکتہ

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء مع نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیے۔

المشتہر۔ مقتدا خاں اقتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

برانچ امین آباد

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی [illegible] جاہل و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی [illegible] سے مایوس ہو چکے ہیں اور [illegible] صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشورہ سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر:۔ منیجر دواخانہ معدن الادویہ نمبر ۱۴ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

چونکہ یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں اور نہایت ہی آسان ہے اسلئے اس سے ہر شخص ہر زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر یا ٹائپ رائٹر کا لکھا بلا خرچ صرف ایک منٹ میں تنہا خود چھاپ سکتا ہے ہر محکمہ کے حکام بالا کے مفصل سرٹیفکیٹ موجود ہیں محکمہ وکالت اور امتحان کے پرچہ۔ نوٹس خطوط لیبل وغیرہ کے چھاپنے کے لیے نہایت مفید ہے:۔

لیٹر سائز۔ نوٹ پیپر سائز۔ فلسکیپ سائز۔ ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ

٤×٦ انچ ٨×١٠ انچ ٨×١٣ انچ ١٢×١٦ انچ

٦ روپیہ ١٢ روپیہ ١٧ روپیہ ٣٣ روپیہ

پریس کا مفصل سرٹیفکیٹ پتہ ذیل سے طلب فرمائیے

پتہ:۔ منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ

فرشتہ بہشت کا پیغام

بیماری اور کمزوری کی زندگی بھی دوزخ کی سی تکلیف رساں ہے۔ اگر آپ بیمار اور کمزور ہیں تو آتنک نگرہ گولیوں کا استعمال کریں۔ یہ گولیاں فرشتہ بہشت کا کام کرینگی جیسے ہی ایام میں قبض اور بدہضمی۔ خون اور منی کی خرابی۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال۔ رقت منی وغیرہ کی تکلیف سے نجات دلا کر اعلےٰ درجے کی طاقت و توانائی و قوت مردمی عطا کرکے لذت دنیوی سے مالا مال کردیں گی۔

قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولیاں صرف ایک روپیہ۔ پانچ ڈبیہ چار روپیہ علاوہ محصولڈاک

وید شاستری جام نگر کاٹھیاواڑ

ایجنٹ۔ اندر چند ایڈ کو چوک لکھنؤ

غذائے روحی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُن سے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں اُنکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز [illegible] موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار ہے ۱ ۔۔۔ مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

EGISTERED No. 783
1931
LUCKNOW
OUDHPUNCH
1931
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

پانچسو روپیہ انعام

مہاتما کی بنائی ہوئی سفید کوڑھ یعنی برص کی عجیب دوائی تین دن میں پورا آرام۔
اگر سینکڑوں حکیموں۔ ڈاکٹروں و ویدوں۔ اشتہار بازوں کا علاج کرکے نراش ہو چکے ہوں۔ تو اس دوائی کا استعمال کرکے صحت حاصل کریں۔ اس کو بے فائدہ ثابت کرنے پر پانچسو روپیہ انعام [illegible] ایک آنہ کا ٹکٹ لگا کر شرط لکھوالیں۔ قیمت صرف دو روپے (عہ)

اکمل کشور رام نمبر ۱۲ پوسٹ کتری سرائے گیا

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دیجائیگی
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائیگی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چار م کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیےجائینگے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

ملک کشمیر کے تحفے

ست سلاجیت درجہ خاص [illegible] درجہ اول۔ درجہ دوم۔ [illegible]
چراتہ شیر۔ چینا۔ ریکھ۔ اخروٹ۔ [illegible]
شہد خاص۔ [illegible] خاص [illegible] گلقند تازہ۔ [illegible]
گلقند پھول بادام [illegible]
زعفران اعلیٰ۔ تمیرہ بادیک۔ [illegible] گل بنفشہ [illegible] اول
[illegible] درجہ اعلیٰ ترہی بوٹی [illegible]
[illegible] کرنے والا دکھوشش چورن
ایک دن سے لے کر تین سال تک کے بچے کی [illegible] گھٹی
[illegible]
ساج وغیرہ [illegible] کی اعلیٰ دوائی ....
[illegible] حکیم و پنساری عطار ہر قسم [illegible]
اور سب مال کا تھوک نرخ منگوا کر آرڈر دیں۔

المشتہر۔ نیدرائن نانک چند چوران والے
اودھم پور گورنمنٹ جموں کشمیر دکان نمبر ۲۰۹

تندرست مستورات اور گھرانہ کا سکھ

مستورات ایام [illegible] خرابی [illegible] سے آنا خصوصاً [illegible] اور تھیلیوں کا جلنا [illegible] رطوبت جاری ہونا [illegible] حمل قرار نہ پانا [illegible] سے دل دھڑکنا وغیرہ اس قسم کی دیگر [illegible] صحت خراب کر لیتی ہیں [illegible] بال بچوں کی دیکھ بھال اور گھر خانہ داری کے انتظام کرنے سے قاصر ہو جاتی ہیں

جینے لون یا اکسیر ستارا

ایسی مریضہ کے لیے نہایت [illegible] دوائی ثابت ہو چکی ہے [illegible] صدہا مستورات استعمال کر رہی ہیں قیمت فی شیشی [illegible] علاوہ محصولڈاک اپنے شہر کے دوا فروشوں سے خریدیں یا۔

بیلی رام اینڈ برادرس لاہور
سید عبدالرزاق اینڈ کمپنی حیدرآباد دکن
ایس خالچند اینڈ کمپنی پوسٹ باکس نمبر ۶۵۲ کلکتہ
امیر چند سوبا چند ۶۲ [illegible] اسٹریٹ مدراس
گرانڈ فارمیسی (بڑا دواخانہ) رنگون

سے طلب فرمائیں
(فرمائش کے وقت اپنا پتا صاف لکھیں)

توجہ طلب ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تکے مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک اور بہ خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی۔ اودھ پنچ صرف ذہنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔
(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلیے کہ گو ہر حرف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت [illegible] رائے کی اصابت بے رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر کیجیے انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر ملجائینگے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

—— (قواعد و ضوابط) ——

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔
(۲) کمرا پشاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔
(۳) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اسطرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں کیونکہ نادراری یا تنگیمی کا بہانہ دلانا خلاف حمیت ہے۔
(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کا پی کے سالانہ خریداروں کے دو لفافے پہنچانے سے مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہو نہیں اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں نا ہوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔
(۵) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔
(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ریاستی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔
نوٹ:۔ جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجیب دلچسپ نظم ہے ہنسیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد ۶/ ٹکٹ بھیجیے ہیجیے وی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ۔ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھایئے۔

مینجر

جلد ۱۹ نمبر ۱۶

مضامین

۷ مئی سنہ ۳۱ء

ترانہ نوروزی

قومی سلطنت بھی کیا چیز ہے - ایران کی شاعری جس میں گل و بلبل زلف و سنبل مبالغہ آمیز قصائد مدحیہ کے سوا کوئی چیز مشکل سے نظر آتی تھی قومیت کی ہوا لگتے ہی بالکل بدل گئی - ایسی ہی تو زلف سے بھی نفرت ہے اور داڑھی سے بھی - قصائد کی تشبیب پرانے قومی کارناموں سے شروع ہوتی ہے - غزلوں کے اشعار میں بھی قوم جانشین محبوب خیالی بن جاتی ہیں -

ذیل میں ایک ایرانی مہربان کا ترانہ نوروزی درج کیا جاتا ہے - آج ہم بھی قومیت کی نعمت سے سرفراز ہوتے تو ہمارے شعرا کی طباعی ہم میں بھی حرکت مہلادت کی روح پھونکتی - ہائے ہائے - ایک گڑھیا بیچارہ کسی شہزادی پر فریفتہ ہوا وہ اپنے بساط عشق کی گنجائش سے واقف تھا کہ طائر دل نے عرش معلےٰ اور سقف کرسی میں جھونجھ لگایا دل تو پہونچ گیا مگر اپنی رسائی محال ہے - غریب نے دور سے دیکھا کہ شاہزادی باغ میں آئی سہیلیوں کے ساتھ چہلیں کیں بارہ دری کے ستونوں کے اردگرد چھپلی چھپلیا کھیلی ستون سے پشت لگاکے ڈھائی بتی - تھوڑی دیر کے بعد پریوں کا ناچ ختم ہوا تو میاں گڑھیے ستون کی طرف بڑھے ٹھنڈی سانس بھر کے آسمان کی طرف دیکھا اور حسرت بھری آواز سے کہنے لگے -

"اے دَیُو ہم کھمبا ہوتے گوریا آن لپٹتی"
(آسمان، کھمبا، گوری عورت)

آزادی اور قومیت کی شہزادی پہ ہماری قوم عاشق تو ہے مگر وہی گڑھیے کا عشق ہے الف لیلہ میں مہتر کی حکایت لکھی ہے - ایک بڑے گھرانے کی عورت اپنے خاوند سے اس بات پر لڑی کہ وہ مہترانی پر لٹو ہو گیا تھا - لڑائی کے بعد اس نے عہد کیا کہ رہو میاں جو اس تبدی نے بھی مہتر سے منہ کالا نہ کیا تو کچھ کام نہ کیا - "جوئندہ یابندہ" مہتروں کی کمی نہ تھی - مل گیا اور نہلا دھلا کے دو تین روز تک پاس لٹا بھی لیا گیا - جب عہد پورا ہو چکا تو میاں مہتر کوڑے کی طرح نکال باہر کیے گئے - چلتے وقت مہتر نے ایک قطعہ ارشاد فرمایا ؎

مکّنِیْنِی مِنْ بُؤسِ لَیْلَۃٍ عِشْرَۃً | وَاعْرِفُ فَضْلَہَا عَلیٰ بُمْدِ الِہٖ
اِنْ لَیْلَۃُ العُلیٰ اَقْرَبُ عَہْدًا | وَقْتَ غُسْلِ الخِرَاءِ بِمُسْتَہَالِہٖ

دیکھیے ایسا ہی ہم کو دن نصیب ہو تمہارا بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ پر بالسبحت فضیلت رکھتا ہے کہ اس سے تم آبدست لیتی ہو اور جائے استنجا سے قریب رہتا ہو - آہ بی آزادی بیگم! ہندوستان بھی مہتر ہے اور تمہارے بائیں ہاتھ کے رتبہ تک رسائی بھی مطلوب ہے -

ترانہ ملاحظہ ہو - ۲ تیج

خروش مرغ سحر گاہ دامیدہ دم | بخاست از مرغزار سبزہ زیر و بم
فرودزی دا ستان نہ پاستان عجم | ز خسروان کہن بنام جمشید جم

قصائد پرخروش نشاید انتظار

یکے پیام سروزہ بر قد دارپوش | کہ جشن نوروزی ہست چہ دل نشینی و خوش
جہاں زنو زندہ گشت تو نیز بازآ بہوش | بعزم سال نو بہ گن سالہ نوش

بنالہ چنگ و نے بیا دیار و دیار

رواست نوروز را زجا بے برخاستن | بہ عادت پاستان نشیمن آراستن
بہ لالہ و ضیمران و با بہ پیراستن | بہ وسا قداح راح نشاط دل خواستن

کہ دور ایام نیست ہمیشہ بر یک قرار

بہ اوّل فرو دیں قدح گرفتن خوش است | زجام گلگون مے چو گل شگفتن خوش است
غبار درد و الم ز دل برفتن خوش است | بجشن وائی سرود غزل شنفتن خوش است

بہ ہم دور سپہر زمانہ کج مدار

بہار نسیم بہشت دمیدن آغاز کرد | جمیلہ گل نقاب دریدن آغاز کرد
زخاک نفخ حیات دمیدن آغاز کرد | غزال در مرغزار دویدن آغاز کرد

خجستہ پے در رسید طلیعہ نوبہار

صباح نوروز نیم ہمیشہ آمد باد | و عہد کورس بزرگ خدیو عالم نہاد
زقدرت داریوش شہنشہ پاک زاد | ز سطوت اردشیر ز حشمت کیقباد

زشان بہرام گور زفر اسفندیار

شہنشہ داد گر یعنی جمشید راد | بنائے نوروز را چو اوکمینی نہاد
بہ تخت شاہی برفت بجلکان باد | قدح گرفت وگذشت بدہر آئین داد

کہ تا کنونش تباہ نمیکند روزگار

چو لشکر نوبہار خیمہ بہامون زدی | نلال بر کوہسار پرند گلگون زدی
خیام خود شہریار زشہر بیرون زدی | ترانہ چنگ و تار صلاع گردون زدی

برآمدن بہمن دشت زنعرہ میگسار

ز کوتاہ کوہ بلند ہمہ زمین سر بسر | سوار زرین رکاب غلام زرین کمر
ہمہ پر از ساز جنگ زگرز و تیر و تبر | ز مغفر آہنین ز شمشیر تیز بہ

سیوف خارا شگاف کمند دشمن شکار

بزرگگاہ آن نشان جہان ما بد ہمہ | جہان مجد و شرف انسان ما بد ہمہ
جہانیان ریزہ خوار خوان ما بد ہمہ | مصاحف فضل و جود دبستان ما بد ہمہ

زمانہ ونعدی متصل بعلم بہ بہر دیار

سمند عزو وقار بہر طرف تاختیم | بیارق افتخار بعرش افراختیم
سر جہان کو فتیم نیکان نبوختیم | اساس شرو فساد ز بن برانداختیم

زماند برجائے او جملہ جمال استوا

زمین فتادی ابرز نہ قہر شمشیر ما | زمانہ حبشی حذر ز سطوت تیر ما

"یہ جوش غلط کار محب وطن" کا خطاب دیتے ہیں۔
اگر کانگریس والوں کے نزدیک وہ "غلط کار" ہوتا
اور وہ اسکو "صائب الرائے" سمجھتے تو جو گروہ بھگت سنگھ
کا پیرو ہے وہ کانگریس کو اپنی راہ کا کانٹا خیال
کرتا اور بڑے میاں (گاندھی) سے یہ نہ کہتا کہ تم نے
"مار کھا کے آبرو ڈبو دی"۔ میں یہ مانتی ہوں کہ ایک
گروہ اس خیال کا ضرور ہندوستان میں ہے جو کہتا ہے کہ
سیدھی انگلیوں سے کام نہ چلے گا۔ گالی کا جواب
گالی مار کا جواب مار۔ اینٹ کی لینی پتھر کی دینی ہے۔
مگر ابھی تک عوام نے اس گروہ کو اپنا پیشوا (رہنما)
تسلیم نہیں کیا۔ ان کی باتوں پر کان دھرنے والے
ملک میں بہت کم ہیں۔ پس یہ سمجھ لو کہ اتنے کم ہیں جنہیں
تمہاری پولیس جس وقت چاہے گرفتار کر سکتی ہے۔
لاٹ صاحب عام گرفتاریوں کے عوض حکومت نے
ہوش گوش سے کام لیا ہوتا اور اسے تمہاری طرح
قارورے میں ابال دکھائی نہ دیتے۔ تو جان لینا اور
جان دینا معمولی بات نہیں۔ کوئی بھی اس پر آمادہ
نہ ہوتا۔ [illegible] ہاتھوں میں [illegible] تلواریں

اطلاعنامہ بنام دائنان بنسبت تعین تاریخ سماعت

درخواست دیوالہ
(دفعہ ۱۹ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء)
بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر مقام ہردوئی
مقدمہ قرار دیے جانے دیوالیہ مسمی گیا سنگھ ولد رام سنگھ قوم
ٹھاکر ساکن موضع [illegible] پرگنہ گوپامئو تحصیل ہردوئی۔
بنام
جملہ مہاجنان
ہرگاہ مسمی گیا سنگھ نے عدالت ہذا میں بذریعہ عرضی
مورخہ ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء درخواست کی ہے کہ وہ حسب
منشاء ایکٹ دیوالیہ قرار دیا جائے اور تمہارا نام فہرست
دائنان میں جو مدیون مذکور نے داخل کی ہے پایا جاتا ہے
لہٰذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ عدالت نے تاریخ ۲۴
ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء واسطے سماعت درخواست مذکورہ صدر
اور لینے بیان مدیون کے مقرر کی ہے۔ اگر تم کو اس معاملہ میں
پیروی کرنا چاہتے ہو تو اصالتاً یا بذریعہ وکیل جو حال
مقدمہ سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو حاضر ہو۔
آج بتاریخ یکم ماہ مئی سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر
عدالت سے جاری کیا گیا۔

بحکم جج
ممتاز حسین منصرم

مہر عدالت

اور قبضے میں ہوائی جہاز مشین گنیں ہیں سپاہی تو
کنائی کاٹتے اور جان بچاتے پھرتے ہیں بھلا
ہندوستان کے نہتے کیا کھا کے اتنے بڑے
کام پر آمادہ ہوتے ہیں؟
کیا تمہاری یہ خواہش ہے کہ تم تو علانیہ بھگت سنگھ
اور اسکے ساتھیوں پر مقدمہ چلاؤ مقدمہ کی کارروائیاں
اخباروں میں چھپیں۔ گھر گھر تلاشیاں ہوں ادنیٰ
سے شک بلکہ بناوٹی شک پر گرفتاریاں ہوں
ننھیاں کسی جائیں اور دیکھنے والوں یا پولیس کی
جھڑپوں میں پھنسنے والوں کے تیوروں پر میل نہ آئے
اور وہ اپنی ابرو پر چین کے عوض پولیس پر آوازے
توازے بھی نہ کسیں؟
لاٹ صاحب اگر تمہارا یہ خیال ہے تو میں افسوس
کے ساتھ مشورہ دیتی ہوں کہ لندن جاؤ اور تھوڑے
دنوں سیکالوجی کا سبق رٹو۔ ذرا میں بھی تو سنوں
وہ آوازے توازے کیا ہیں؟ یہی نہ کہ جب پولیس کا
ہاتھ ڈنڈا استعمال کرتے کرتے سوج جاتا ہے تو وہ کہتے
ہیں بھائی کلائیاں دکھ گئیں تھوڑی دیر سینکو
پھر چلے آنا اُسوقت تک ہماری کھوپڑی بھی کسیقدر
دم لے لے گی۔ یہ کوئی آوازہ نہیں۔ ان سختی جھیلنے
والوں میں عورتیں بھی تو ہیں۔ پھر عورتوں کا تو قاعدہ
ہے آوازے توازے کسنے کا وہ اپنے خاوندوں کی
سختی کا مقابلہ آوازے توازے سے کرنے کی عادی
ہیں۔ عورت کے پاس لے دے کے زبان ہے۔
اگر اس زبانی ہتھیار کی چوٹ بھی پولیس کے دل میں
ورم پیدا کرتی ہے تو لاٹ صاحب تمہاری جان کی
قسم تمہاری پولیس حد درجے کی بودی ہے۔
اسے کانپور بھیجو کہ "تحمل اور ضبط" بن جائے
اور آوازے کا جواب سیکھ لے۔ کانپور کے غریب
مظلوموں نے جب فریاد کی تو اس نے آوازہ کسا۔
"جاؤ گاندھی کے پاس"
لاٹ صاحب تم نے آوازے توازے جیسے تشنیع
(تشنیع) کا تذکرہ کیا تھا تو وہ چار مثالیں بھی دی
ہوتیں۔ بغیر مثالوں کے میں تو آوازہ کہنے کو "تلوار
کا بھالا" سمجھوں گی۔ نیکی اترے لاٹ صاحب تمہاری

جھنجھلائی ہوئی گفتگو ہے جس کا سر ہے نہ پاؤں۔
جاہلیت کے زمانے میں عرب کے دو قبیلے اگر لڑتے
اور ان میں سے ایک ہارا تو ہارے ہوئے قبیلے کی
عورتیں دونوں گروہوں کے درمیان میدان میں بیٹھ کے
چھل چھل پیشاب کر دیتی تھیں اس حرکت کا یہ اثر
ہوتا تھا کہ جنگ کی آگ بجھ جاتی تھی۔ شاعر کہتا ہے

نقودنا بابوال النساء جہالۃ
و نحن نلاقیہم ببیض قواضب

(ہمارے مقابل گروہ نے عورتوں کے پیشاب کے ساتھ
ہم سے ملاقات کی ہم انکی ملاقات اُبلی ہوئی جھلملاتی
تلواروں سے کریں گے۔ یہاں لفظ قضیب ذو جنبین ہے)
ہندوستان عرب نہیں۔ نہ یہ جاہلیت کا زمانہ ہے۔
مگر عورتوں کا مقابلہ (مردوں کا نہیں) بھالوں سے
ہوا۔ جنگ کی آگ مؤنث کو خوں کی دھار نے
اور بھڑکا دی
گورنر صاحب! تم کہتے ہو کہ نوجوانوں کو سرکشی اور
خونریزی کی تلقین کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قصاص
پر آمادہ ہو جاؤ اور انگریزوں کو قتل کر ڈالو قاتلوں
کی مدح کی جاتی ہے۔ یہ قول بھی تمہارا غلطی سے
خالی نہیں اور قارورے کا ابالا ہے۔ آج تک
حکومت کا دستور تو یہ رہا ہے ؎

بے جرم ہی رکھا ہے تہ تیغ گلے کو
کچھ بات بری منہ سے نہ نکلی تھی بھلے کو

بھلا مجال ہے کہ علانیہ کوئی شخص انگریزوں کو قتل کرنے
کی تجویز پیش کرے۔ کیا سچ مچ کسی بید ملے نے یہ کلمہ
منہ سے نکالا۔ تم نے یا تمہاری پولیس نے سنا اور
اس کا منہ نہیں کیلا۔ اُسے پھانسی پر نہیں چڑھایا؟
اگر ایسا تم نے یا تمہاری پولیس نے کیا تو پھر تو [illegible]
صرف بڑے لاٹ صاحب ہی کو نہیں ملکہ [illegible]
بھی عرضی دوں گی کہ پنجاب کا گورنر اس قسم کے
مشورے سنتا ہے اور خاموش رہتا ہے۔ اسے جلدی
بلا لو۔ آگے چل کے تمہارا بیان ہے کہ قانون شکنی کی
ترغیب دلائی جاتی ہے۔ معاندانہ مظاہروں سے دھمکیاں
دی جاتی ہیں۔ پہرے بٹھائے جاتے ہیں کاروبار میں
رکاوٹ پیدا کی جاتی ہے۔ اخباری کاغذوں میں

اپنے مضمون لکھے جاتے ہیں کہ اچھے دل بُرے ہو جائیں
اور وہ حکومت سے نفرت کرنے لگیں۔
یہ جملہ بھی تمام و کمال صحیح نہیں۔ قانون شکنی کی ترکیب
جدید نہیں، وہ تو پرانی ہو چکی۔ وہی عمل ہے وہ جب سے
جاری ہے اب تک سے یہی حال ہے اور دھمکی اب دھمکی
نہیں واقعیت کی صورت اختیار کر چکی۔ قوت سے
فعل میں آنے کے بعد اسپر سزائیں بھی دی گئیں۔ اگر
گاندھی اور سارے ملک کی قرارداد پر عمل نہ ہوا تو پھر بھی
لیل و نہار ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں کہ اخباری کا عذاب
بھی نفرت پیدا کرنے والے مضمون لکھ رہے ہیں۔ نفرت
مضمون بازی سے پیدا نہیں ہوتی۔ نفرت اُس
برتاؤ سے ہوتی ہے جو کسی کو ناگوار ہو۔ بُرے برتاؤ
دھکم پکڑ کے بعد یہ سمجھنا کہ جو کچھ کرتے ہیں وہ مضمون
کرتے ہیں تمہارا ہی کام ہے۔
اسکے بعد تم نے دسوہے کے ایک معزز آدمی کی
تقریر نقل کی ہے کہ اُس نے انگریزوں کے جسم کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھنے اور بوٹیاں چیل کووں
کو کھلانے کی حسرت ظاہر کی۔
میں نہیں جانتی کہ یہ کہاں تک صحیح ہے اگر
سچ ہے تو قانون بھی تمہارے پاس ہے حکومت کا
زور بھی تمہیں حاصل ہے۔ مہاتما گاندھی کی بنا پر سچ
بھی جو وہ عموماً اس قسم کے اقوال پر ظاہر کرتے رہے
ہیں تم فائدہ اُٹھا سکتے ہو۔ اگر ایسے زبان کے پھوہڑ
کو تم انصاف کے حوالے کرنا چاہو تو شاید یہ کانگریس
ہرگز برا نہ مانے۔
تمہاری تقریر کے خاتمہ کا بند یہ ہے کہ تمام ہوس
کو دلیں میں بیٹھ کر کے ناؤ میں خاک اُڑانے والی
غل اصل کرو کھانا چاہتے ہو۔ تو گورنر صاحب
تمہاری خوشی۔ بھلا کس کے منہ میں اتنے دانت
ہیں جو تمھیں روک سکے ؎
شوق سے تیر چلاؤ تمھیں ڈر کس کا ہے
سینہ کس کا ہے مری جان جگر کس کا ہے
اگر تمہارے اس برتاؤ سے نفرت کے عوض رحمت پھیلے
تو سلیم ارو شن دل ما شاد دنا کر کہہ گیا ہے ؎
کسی نے دل جو لیے تو لبھا کے لیے
مگر حضور نے خنجر لگا لگا کے لیے
میرا میاں ہے کہ اگر ان باتوں کی کچھ اصل بھی ہے تو
یہ موقع کانگریسیوں سے ملنے جلنے ربط بڑھانے کا ہے۔
اگر تم عام و بار بار کر دو لوگوں کو بلاؤ انھیں دعوتیں دو
کھلاؤ پلاؤ مروت سے کام لو تو دیا و مبالغہ ہوا و لیکن
ہے کہ ترش روئی سے جو دل کھٹے ہو گئے ہیں وہ تیجے
برل سے کھٹ مٹھی جیتنی بن جائیں ؎
بوسہ چند بیامیز بہ دشنامے چند
آگے تم جانو تمہارا کام جانے۔ تلوار سے ہیں
بھائے دیکھنے سے کام نہ چلے گا فقط
راقم
منتق آرا بیگم

پنچ۔ بیگم صاحبہ! مرزا غالب کا قول ہے ؎
کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا
غالب ایک ایشیائی شاعر تھے۔ اُن کا رقیب بھی
ایشیائی تھا۔ معشوق کی گالی سے ایشیا میں عزت کا
ازالہ نہیں ہوتا۔ عاشق جتنی گالیاں کھائے ہی زو-
می زیبد۔ رقیب کی جگہ میاں غالب خود بھی گالیاں
کھاتے تو مسکراتے اور گردن جھکا کے چپ ہو رہتے۔
انکی طعن و شماتت صرف رشک پر مبنی ہے یعنی ان
میٹھے میٹھے لبوں کا شیرہ انھیں نہ ملا۔ برخلاف ایشیا
کے مغرب میں اگر کوئی معشوق اپنے عاشق کو ڈو بھی
کہہ دے تو فوراً کچہری میں استغاثہ دائر ہو جاتا ہے۔
جب پنجاب کے گورنر پہ باب سے دور کسی وحشی
نے گولیاں ماریں تو ہم دل ہی دل میں اندازہ تعجب
کرتے تھے ؎
کتنے میٹھے ہیں ہونٹ مور کسی
گولیاں کھا کے بد مزا نہ ہوئے
مگر تعجب غلط ہو گیا سنتے ہیں کہ خوشاب میں گھوڑے
تیز اب بھری تقریر فرمائی یعنی بد مزہ ہو ہی گئے گولی
مارنے والا تو ہو گیا گرفتار اور واقعہ بھی پرانا ہو گیا۔
مگر اکثر لکھنے والوں نے اس گولی بازی کو تقریر و تحریر
باغیانہ کا نتیجہ قرار دیا تھا بس کیا عجب ہے کہ گورنر صاحب
نے مقرران کے گلے کو بھی بندوق کی نال یا تو [illegible]
قلم کو توپ بندوق صاف کرنے کا گز سمجھ لیا ہو اور
اسی بنا پر یہ فرمایا ہو کہ تشدد بڑھتا جاتا ہے اور تشدد
کو تحریر و تقریر کے ذریعے مدد پہنچائی جا رہی ہے
بھئی صبر کی بھی حد ہوتی ہے اب ہم صبر نہیں کر سکتے
دیکھو ہم بھی اپنا پنجہ تولتے ہیں۔ پھر نہ کہنا کہ ہم
سخت گیر ہیں ؎

جان کا صحیح مصرف
تیل ماش

: پنچ ہے ہمعصر بندے ماترم نے ایک روایت نقل کی
ہے کہ نئے وائسرائے کی اسپیشل ٹرین کے نیچے ایک کانسٹبل
بھتر سنگھ نامی کچل کے تیل ماش ہوا۔ یہ فرید آباد
کے نزدیک لائن کی نگرانی کر رہا تھا۔
کہیے جناب اب بھی آپ کو پولیس کی جاں نثاری
میں شک ہے؟
کانپور میں اگر پولیس نے بیچ بچاؤ کر کے جان جوکھم
مول نہیں لی تو نہ سہی۔ خدا جانے ان اخبار نویسوں
کو کیا ہو گیا ہے کہ پولیس کے حسن کردار پر ایمان
نہیں لاتے افسوس ؎
ہو گئی ہے غیر کی شیریں زبانی کارگر
عشق کا اُن کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں
راقم
کم سخن نکتہ چیں

بھل اور بل

مدیر محترم تسلیم۔ ۱۶ اپریل کے اودھ پنچ میں آپ نے
بھل اور بل کی جو بحث کی ہے۔ اسے میں نے نہایت ہی
دلچسپی سے پڑھا۔ اجازت دیجیے کہ میں بھی اسکے
متعلق کچھ عرض کروں۔ بار بار لکھنے کی ضرورت نہیں
نہ میں اہل زبان ہوں نہ زباں داں۔ بلکہ آپ مجھے
ہمیشہ استفسار و استبصار و استمزاج کا محتاج پائیں گے۔
میری رائے میں پہلے تو مستفسر کا استفسار ہی سرے
سے غلط ہے پوچھنا انھیں یہ چاہیے تھا کہ آیا بھل

"جھُجھو بھلے۔ جھُجھو بھلے۔ آ میرے دوست کی نشانی میں تجھے جھُجھو جھلاؤں"

"واہ۔ واہ۔ یہ سن وسال اور یہ گڑیا! اچھا یہ تو بتاؤ اسکا بیاہ کب رچاؤ گے؟"

ہر قسم کا
عطر
تار کا پتہ
حنا لکھنؤ
اصغر علی محمد علی عطر سازان لکھنؤ سے
طلب کیجیے

کی نہایت اہم تائید مل گئی ۔

مستفسر نے جو ازراہ استفسار اختیار کیا وہ تلمیح طلب ہے ایک شعر ہے جس کے بل نظم کیا دوسرے شاعر نے تصحیح کی۔ بحث چلی اور مجھے محاکمہ کرنا پڑا۔ استفسار کی حاجت محدود تھی لہذا سوال بھی محدود ہے۔

اضطرار و اختیار کا فرق جتنی نہیں وہ بعض اجتہادی تجویز ہے اگر یہاں کے اساتذہ اسے قبول کرلیں تو اینجانب ہرگز مخل نہ ہونگے بلکہ ممنون رہینگے۔

اس مصرعہ میں "ظلم" کیا گیا تو شکوہ کے بجائے کوئی تحریف نہیں کی گئی "بھل" ہی لکھا ہے کیا بھل ہی سُنا اور بھل ہی اینجانب بھی لیتے ہیں۔ مشورہ اور تجویز کے اثر سے یہ مصرعہ باہر ہے اسلئے کہ اس کے مصنف صاحب زندہ نہیں۔

نہ بھل میں کوئی "اضطرار" کا شائبہ ہے نہ بل میں اختیار کا۔ ارادہ اور اضطرار محض استعمال سے ظاہر ہوتا ہے نہ کہ محض بل اور بھل سے۔

آخر دید سے جھکے تو گھٹنوں کی طرف

سنیئے ہمارے مکرم دوست آغا ظفر علیخان [illegible] فرنگ سے جان سلامت لانے پر ہم نے مبارکباد کہنے میں عجلت اور کاہلی کو دخل دیا تجویز کرتے ہیں کہ یہاں نقصان ہی کیا ہے جھگڑا چکا اور دس برس تک اور جھگڑا نہ انتخاب کی کشمکش میں اہل اسلام کو فساد پھیلا کے ممبر منتخب ہونے دو۔ چلو صلح ہوگئی۔"

ہمیں تو توقع تھی کہ آغا دام اسلامیہ مسلمانوں کو پانچ برس امتحاناً مشترک طور پر منتخب ہونے کی صلاح دینگے اور کہیں گے کہ بھائیو اتنے دنوں تک تم نے خوب خوب باجے اور اذان گائے اور سور کی [illegible] شکار کھیلا۔ دبی ہوئی آگ تقریر و تحریر کی ہوا سے بھڑکاتے رہے تمہاری کرسیاں تو خفیف ہیں۔ تمہارے جانشین بھی مسلمان ہی ہونگے اب انہیں [illegible] مل کے ساتھ ہی وہ بھی اپنے اسلامی خدمات کی داد دکھائیں۔

اس تجویز کے بدلے میں خاص ہندو تو یہ کہتے ہیں کہ آخر یہ شخص مسلمان ہی تو ہے ۔ کانگریسی نیشنلسٹ مسلمان معارضہ بالمثل کر رہے ہیں (بالفاظ صدر) اور آغا دام اسلامیہ کے معاملہ پر تبصرہ کرتے ہیں کہ زمیندارہ دونو گروہوں کی آنکھوں کا تارا اسی چال سے بن سکتا تھا جو اس نے اب اختیار کی۔

"کورٹ کی بھی جے فوج کی بھی جے"

ہیرے نے دونوں بیچے

ہمارے دوسرے محترم دوست حضرت حسرت بغیر کسی دلیل حصہ لئے اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ نہیں صاحب یا اس سرے یا اُس سرے یا تو خالص اسلامی انتخاب یا پھر مشترک انتخاب [illegible] خالص اسلامی انتخاب کا تماشا تو ہم مدت سے دیکھ رہے ہیں۔ مشترک انتخاب [illegible] کوئی وجہ ہے بالفعل [illegible] تیس [illegible] کی ہے [illegible]

[illegible]

میں نے بھی تو جان سے کے پایا ہے تجھے

(۲) دو گروہ ہیں ایک تو راضی ہے کہ تعیین کی قید [illegible] ہو۔ دوسرا انہوں (کانگریسی مسلمانوں) سے بدگمان ہے اور ہندوؤں سے بھی بس توافق بین تخمین کی اس سے بہتر اور کوئی سبیل نہیں کہ تخمین بھی ہو اور اشتراک بھی۔ حسرت صاحب کی تجویز "مخمینہ" کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکالتی۔ کاش "حسرت" ہی نکلنے کی امید ہوتی۔

آغا دام اسلامیہ نے شاید یہ تجویز انگریزوں سے سیکھی ہے کہتے ہیں کہ جب روس اور انگریزوں نے ایران کے بارے میں آدھا آدھا بانٹ لینے کا عہد کیا تو دونوں طرف دباؤ پڑنے لگا۔ ہمارے صاحب بہادر یعنی مسٹر جان بل بے وجہ لڑتے نہیں اسلئے ایرانیوں کے دوست بھی بنے ہوئے تھے۔ ایرانیوں کو ان کی دوستی پر اعتبار تھا اور سمجھتے تھے کہ انگریزوں سے کسی برے وقت پر مدد ملیگی برا وقت آگیا یعنی روسیوں نے کسی معاملے میں ایرانیوں سے ناک پکڑ کے معافی مانگنے کا مطالبہ کیا۔ ایرانیوں نے جان بل سے فریاد کی۔ ......

جان بل نے فرمایا کہ ابھی معافی مانگنا تو بڑی ذلت ہے۔

ایرانی تن گئے۔ روسیوں کی جانب سے تشدد شروع ہوگیا۔ [illegible] کا مکالمہ قابل غور ہے

ایرانی "دوست جان بل۔ اب تو روسیوں نے ناک میں دم کردیا"

جان بل "افسوس ہے۔ یہ تو ہمیشہ کے وحشی ہیں"

ایرانی۔ اب تو آپ کو اسلحہ اور زر علیہ السلام سے مدد کرنی چاہیئے۔

جان بل "اوہ مشکل ہے"

ایرانی "ابھی آپ کے آگے کچھ مشکل نہیں"

جان بل "آخر معاملہ کیا ہے"

ایرانی "معاملہ یہ ہے کہ روسی تاوان مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہاتھ باندھ کے ہم سے معافی مانگو"

جان بل "تو پھر؟"

ایرانی "ہم لڑ نہیں سکتے۔ اندرونی بغاوتوں کے اندر مبتلا ہیں"

جان بل۔ "اچھا تو پھر آپ جھنجھٹ میں کیوں پڑتے ہیں۔ یہ مشکل آسان ہوسکتی ہے"

ایرانی "بھلا کس طرح؟"

جان بل "ابھی آپ معافی مانگ لیجیے اور تاوان ادا کردیجیے۔ دیکھیے کیسی آسان بات بتائی۔ لائیے ہاتھ"

ایرانی "کیا کہنا۔ مگر بہت ذلت ہوگی"

جان بل "اچھا تو اس ذلت کو تقسیم کردیجیے"

ایرانی "یعنی چہ؟"

جان بل "روسیوں کو تاوان ادا کردیجیے۔ اور ہمارے جنگی جہازوں کو بھی روسی جہازوں کے ساتھ سلامی دیجیے تاکہ اکیلا روس ملعون مونچھوں پر تاؤ نہ دے سکے۔ کیوں کیسی کہی؟"

راوی کہتا ہے کہ سلامی کی ذلت دو نیم یعنی دو حصے ہوگئی۔ اگر آغا دام اسلامیہ کے مشورے پر عمل کیا جائے تو یہاں بھی ذلت دو نیم ہو جائیگی والسلام۔

معذرت

خاکسار اڈیٹر کی طبیعت باغی ہے لہذا اس ہفتہ سے بات چیت معمول بر صحت سوء تحریر مختصرات بھی مختصر۔ قناعت عمدہ چیز ہے فقط

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے بیچ بیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا۔

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے لیفدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نازیعنی آپ کو ہر کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ ۱ ۔۔۔ مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۱۷

مضامین ۔۔۔

۲۴ مئی سنہ ۱۹۳۱ء

تباہی کو دیکھ کر

(از بدر الدین صاحب ہلال ۔ پرتاب گڈھی)

میری غریب اُردو میری شہید اُردو — دشمن ہوا ہے تیرا دورِ جدید اُردو
کیا کیا ہوئے ہیں تجھ پر ظلم شدید اُردو — مارا اکیڈمی نے بن کر ۔۔۔۔ اُردو

ہے ہے غریب اُردو ہے ہے شہید اُردو

کچھ ڈاکٹر جو آئے لندن سے لے کے ڈگری — ناموں کے آگے جنکے حرفوں کی دُم لگی تھی
کوئی تھا ان میں ڈی لٹ کوئی تھا ایم ۔ اے ۔ بی ۔ ٹی — سب نے غرض کہ مل کر تیری تباہی کر دی

ہے ہے غریب اُردو ہے ہے شہید اُردو

زندہ اگر سمجھتے تجکو ترے اطبا — کرتے نہ پھر تباہی ہوتا نہ تیرا تیجا
سمجھے کہ تو ہے بائیس برساں ہے کون تیرا — چپکے سے زہر دے کر بے وجہ مار ڈالا

ہے ہے غریب اُردو ہے ہے شہید اُردو

ہندی تری بہن تھی اک چھوکری ذرا سی — سوکن تری بنا کر اُس کی بھی پت اُتاری
سمجھے کہ ہو گی دونوں میں مُفت کی لڑائی — بڑھیا کو مار ڈالو جھگڑا رہے نہ باقی

ہے ہے غریب اُردو ہے ہے شہید اُردو

"پچو بولے"

(رباعی ۱۲)

کہو غالب زباں کا ہے بہت دشوار بار — آپ کرتے تھے جدائی کی شکایت باربار
سال میں دو بار ہوتی تھی جدائی آپ کی — آجکل اُردو کی ہوتی ہے تباہی چار بار

للہ باندہ کے ڈی ۔ لٹ کا سپاہی نکلا — غل پڑ گیا سامان تباہی نکلا
مدت میں اکیڈمی کو آیا جب جوش — اُردو کے مٹانے کو تباہی نکلا

تم غور سے بھارت کی تباہی دیکھو — اور اُس پہ اکیڈمی کی شاہی دیکھو
انگریزی کی بندش میں نرالی اُردو — گر دیکھنا چاہو تو تباہی دیکھو

یہ لوگ اکیڈمی کے کیا کرتے ہیں — اُردو کے مٹانے میں دغا کرتے ہیں
کیا خوب تباہی کا او پٹر چپاشا — لڑکے جیسے چیلنج دیا کرتے ہیں

راقم — عذاب الشعرا

بے میل اُردو

بے میل اُردو نرمل اُردو اس بولی کو کہتے ہیں جس میں عربی کی پٹ اور فارسی کی ملونی نہ ہو ۔ یہ نرمل اور اچھوتی اُردو تو نہیں کہلا سکتی اس کارن کہ اس نرمل اُردو کو بھی آپ دھیان سے پڑھیں تو اس میں عربی اور فارسی کے بول نہ سہی، پر اس میں سنسکرت کا میل تو ہونا چاہیے ۔ تعجب بھول نہ جائیے نرمل اور بے میل اُردو کوئی اُردو ہی نہیں ہے کیا آپ نہیں جانتے اُردو اسی لیے اُردو کہلائی کہ وہ سپاہیوں کی بولی ہے نہ کسی ایک دیس کا رہنے والا اسکا دھنی اور نہ کسی دیس کے رہنے والے کی داسی، یہاں تو وہ کہاوت ہے کہ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا ۔ بولی کا ہے کو ہے کسی منگتے کے ٹھیکرے کے بھیک کے ٹکڑے ہیں ۔ اور جس دیس میں وہ بولی جاتی ہے وہ دیس کا ہے کو ہے چڑیا رتولا ہے !

اس سے یہ دھوکا نہ کھانا چاہیے کہ اس بے میل کہلانے والی اُردو کو میں بُرا سمجھتا ہوں ۔ نہیں ایسا تو نہیں ہے میں تو کہتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ آپ کے لکھنؤ میں دو چار لکھنے والے ایسی اچھی اُردو لکھتے ہیں ۔ میں کہہ نہیں سکتا کہ یہ بھائی ہندی جانتے ہیں کہ نہیں ۔ نہ جانتے ہوں، تو انھیں سیکھ لینا چاہیے ۔ ساتھ ہی ان کو اس بات کا بھی دھیان رکھنا چاہیے کہ یہ نرمل بولی ایسی نہ ہو جس سے اپنی بولی بگڑ جائے اور اُردو اُردو ہی نہ رہنے پائے ۔

ایک بات اور نہ بھولنا چاہیے کہ کوئی سی بولی کیوں نہ ہو، وہ ایک تو دایا (بیوی) سکھاتی ہے دوسرے لائف (رہنے سہنے) سے آتی ہے ۔ کہنا میرا یہ ہوتا ہوں کہ جنھیں کوئی بولی سیکھنا ہو، وہ اسی کے بولنے والوں کے ساتھ رہیں سہیں اُٹھیں بیٹھیں، چلیں پھریں کھیلیں کودیں ۔ اپنی کہیں ان کی سنیں ۔ جو سنیں اسے بھولیں نہیں، پھر دیکھیں کہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ بولی آجاتی ہے یا نہیں؟

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۸۱۰ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت بابو مہابیر پرشاد ورما صاحب بہادر فرسٹ اڈیشنل جج خفیفہ لکھنؤ

کیشن لال ولد طوطا رام اگروال مالک فرم دی لکھنؤ کول [illegible] کمپنی صدر بازار لکھنؤ

بنام

پنڈت مہابیر پرشاد — مدعا علیہ

بنام ۔ پنڈت مہابیر پرشاد عمر ۵۰ سال دوکاندار کوئلہ ساکن اسٹیشن روڈ متصل الہ آباد بنک سامنے بریلی ۔ ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دلاپانے ۔/۔/۹۹۵ کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۸ ماہ مئی سنہ ۱۹۳۱ء بوقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پیش یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز اُن کو پیش کرو ۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا ۔

آج بتاریخ ۱۸ ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ۔

دستخط [illegible] کرشنا اگروال ریڈر

مہر عدالت

پنچ:- حال اگر یہی رہا کہ آپ کے بچے آپس میں کٹ مرے تو سمجھوتے کی پینگ رنگ لائے گی۔

شکریہ ان حضرات کی مخلصانہ ہمدردی کا جنھوں نے ناچیز مینجر کی استدعا پر اودھ پنچ کی توسیع اشاعت فرمائی اور اس طرح ادارہ ہذا پر احسان عظیم فرمایا
جن بزرگوں نے ابھی توجہ نہیں فرمائی ہے یا جو احباب وعدہ فرما چکے ہیں خاکسار انھیں یاددہانی کراتا ہے توقع ہے کہ جلد توجہ مبذول ہوگی

احمد حسین باروی

اور چھوٹے چھوٹے آدمیوں سے کون جلے اب جو میں
تم کو مخاطب کرتی ہوں مجھے یہ معلوم ہے کہ تمھارا اثر مسلمانوں
پر کم ہے اور جس وقت سے کہ حاجی صاحب کا ہاتھ تمھاری
لنگوٹی پر پڑا ہے اس وقت سے اکثر بے وقوف مسلمان تمھیں
ماننے لگے ہیں۔ پھر بھی تم اُن ہندوستانیوں
کو جو تمھاری باتوں پر کان دھرتے ہیں علانیہ سرزنش
کر سکتے ہو تمھاری بات ضائع نہ ہوگی اسکا میں ذمہ
لیتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر مونجے اور
پرمانند کے سے مفسدوں کے منہ پر تم لگام چڑھاؤ اور
اُن اخبار نویسوں کے نتھنوں میں بھی نکیل ڈال دو
جو محض اس وجہ سے کہ قابل اعتراض فعل یا قول ہمارے
ہم مذہب سے سرزد ہوا ہے سون کھینچ جاتے ہیں۔
اگر کچھ کہتے بھی ہیں تو زبان دبا کے دانت بھینچ کے ایسی
آواز نکال کے جیسے وہ خود سنیں یا اُن کا [illegible]۔
میں تو یہاں تک دعوی کرتی ہوں کہ بجز مولانا اودھ پنچ
کے دوسرا کوئی اخباری کاغذ بمشکل ہی ایسا نظر آئیگا
وہ کسی غلط کار کی رعایت خواہ وہ کسی مذہب کا
ہو نہیں کرتے خطاکار کی رعایت سے اور صلاح
بگڑتی ہے۔ جب تک رعایت پر دار و مدار ہے
اُسوقت تک ہرگز جھگڑا کرنے والوں میں ملاپ نہیں
ہو سکتا۔ تم تو خیر مگر میں جانتی ہوں کہ جس بچے کی
بیجا چک (پرورش) لینے والے موجود ہوتے ہیں اُنکی
عادتیں کبھی درست نہیں ہوتیں۔

چند روز اُدھر مولانا پنچ نے "[illegible]" لاہور کو
سمجھایا تھا کہ وید سے گھٹنوں کی طرف جھکانے کا
محل نہیں۔ آج میں تم کو بھائی پرمانند کی زبان تقریر
اور میاں ڈاکٹر مونجے کی یاوہ گوئی پر توجہ دلاتی ہوں۔
ان تقریروں پر بعض مجھے قومیت کے حامی اخباری
کاغذوں نے (جو ہندوؤں کے قبضے میں ہیں) مضمون
لکھے ہیں ان مضامین سے بیجا حمایت پر انصاف پسندی
کی نقاب ڈالنی مقصود ہے۔

ایک طرف تو یہ اخبار نویس ان تقریروں کو زیادتی
پر محمول کرتے ہیں اور دوسری طرف کہتے ہیں اُنہیں کہی
کو ٹھیک۔ ان کے اصلی الفاظ پر غور کرو۔ فرماتے ہیں۔
"مجھے بھائی پرمانند سے اتنا اختلاف ہے کہ انھیں کانگریس

اعتماد نہیں اور وہ مہا سبھا کو کانگریس کے مقابل کھڑا
کرنا چاہتے ہیں لیکن بھائی جی کی تقریر کی کانٹ چھانٹ
کی جائے تو وہ قوم پرستی سے لبریز ہے۔ اور اسکی قوم پرستی
سطحی ہے؟ اے کیوں نہ ہو۔ اگر بھائی جی کی تقریر کوئی
جلی ہے تو قوم پرستی کوئی کپڑا ہے جو اس جلی سے
چھلک کے گر رہی ہے۔ انکی تقریر متضاد باتوں سے مرکب ہے۔
وہ کہتے ہیں کہ قوم متحد الخیال افراد کے مجموعے کو کہتے
ہیں۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ ہندوستانی متحد الخیال
نہیں ہیں لہذا وہ مجموعاً "قوم" نہیں۔ اب جماعتوں کو
دیکھنا چاہیے جو اپنے ہم خیالوں سے مرکب ہیں۔
پس ہر مجموعہ بجائے خود قوم ہوا اور ان مجموعوں کا مجموعہ
مختلف الخیال ہونے کی وجہ سے قوم نہ ہوا یعنی ایک
ایسا کل ہے جسکے اجزا قوم ہیں اور خود قوم نہیں لاحول
ولا قوۃ۔ ہیں کوئی ایک گھر ہی بتا دے جس کے
رہنے والے ایک قوم کہلاتے ہیں یہی حال ہندوستان
کا ہے۔ مسلمانوں پر ایک بہت بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ عرب
عجم ترکستان افغانستان سے تعلقات رکھتے ہیں
اسوجہ سے اُن پر بھروسا نہیں کیا جاسکتا۔ بھلا یہ
اعتراض بھی کوئی اعتراض ہے۔ اول تو ان کی
عبادت گاہیں زیارت گاہیں ہندوستان میں نہیں
ہیں اور وہ مذہباً اپنے تعلقات ان مقامات سے
رکھنے پر مجبور ہیں۔ دوسرے اُنکے مذہب کی تعلیم یہی
ہے کہ مسلمان خواہ کہیں کا رہنے والا ہو اپنا بھائی ہے۔
بھائی چارہ کوئی عیب نہیں۔ بھائی چارے میں فرق
اُسوقت ضرور پڑ جاتا ہے جب آپس میں زر، زمین،
زن۔ کا جھگڑا برپا ہو جائے۔ اگر ہندوستان کے
مسلمانوں کو ہندوستان میں رہتے سہتے پاؤں پھیلانے
کا پورا موقع ملا اور بیرونی مسلمانوں میں سے کسی طاقت
نے ان مسلمانوں کی املاک جائداد پر لالچ کا ہاتھ
لگایا تو کیا یہاں کے مسلمان اپنی آزادی اپنا گھر بار
اپنی دولت اُن بھائیوں کے حوالے کر دینگے؟ ارے
توبہ ہرگز نہیں۔ مال دل کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ مسلمان
ایسے ہی رنگریز ہوتے تو پہلے اپنی داڑھی کیوں
نہ رنگتے۔ تاریخ اٹھا کے دیکھو مسلمان بادشاہ آپس
میں دست بگریباں ہوئے یا نہیں؟ سلطنت ہی

ہوتی آئی ہے۔ یہاں تک تو ہوا کہ بنی عباس نے
بنی اُمیہ کو عرب و عراق سے بالکل نکال باہر کیا
اُنھیں ایشیا میں نہیں یورپ (سپین) میں اپنے
واسطے نیا گھر بنانا پڑا پوری قوم کی قوم وطنیت کی
نعمت سے محروم ہو گئی۔

مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں کے بیرونی تعلقات
ہندوستان کی قومیت میں بادھا نہیں لگا سکتے۔
یہ خیال بعض ان خود غرض ہندوؤں کا پھیلایا
ہوا ہے جو عقل کے پیچھے لاٹھی لیے پھرتے ہیں کہ
آ تو لنگوڑی۔ ہمارے پاس ہو کے نکلی تو کچومر
نکال دینگے۔

دوسری بات جو مسلمانوں کے خلاف دل میں نفرت کا
پیدا کروانے کے لیے تراشی گئی ہے جہاد کا مسئلہ ہے
جہاد کے اصلی معنی ہیں دین حق کی طرف دعوت دینا
دینی دعوت میں تلوار کھینچنے اور خون بہانے کا موقع
اُسوقت تک نہیں ہوتا جب تک قصاص اور انتقام
کسی وجہ سے واجب نہ ہو جائے۔ اسلامی بادشاہوں
نے ہمیشہ لوگوں کو دھوکا دے کے جہاد پر آمادہ کیا
دینی دعوت کو ان لڑائیوں سے رتی بھر لگاؤ نہ تھا
اصلی مقصد فتوحات میں اضافہ تھا وہ بہرصورت
حاصل ہوا۔ اب وہ زمانہ ہے نہ وہ لوگ ہیں اب تو
جمہوریت کا بھوت ہر ایک دماغ میں سما گیا ہے
دنیا بھر میں ایک شخصی سلطنت ہے جسکے سر میں
خونریزی کا خناس گھسا ہوا ہے۔ تو وہ مسلمانوں کے
حق میں بھی ویسا ہی مضر ہے جیسا کہ دوسرے
مذہبوں کے حق میں۔ اب کسی مذہبی لڑائی کا امکان
ہی نہیں۔ اور ہے بھی تو وہ آپس ہی میں ہوگی۔
غیروں تک اُسکا اثر پہونچنا بھی ممکن ہے مگر کب جبکہ
مجاہدین اپنی قوم کا صفایا اپنے ہاتھوں کرکے [illegible]
ہو جائیں۔ اور یہ کبھی نہ ہوگا۔ جنت کی ہوس میں
گردن کٹانے کی ہوا اب نہیں چلتی۔ آجکل تو وطنی
جنت ہے وطن کی حفاظت میں جان کی قربانی
شہادت کا مرتبہ رکھتی ہے۔ میں نے ایک پنڈت جی
سے سُنا کہ ہندوؤں کے اصول سے جو ہندو کسی
مسلمان یا ملیچھ کے ہاتھوں مارا جائے وہ دوزخی ہے

اور بہوت کا نمبر لیتا ہے یعنی کسی ناپاک ہاتھ سے مرنا بدنصیبی ہے خواہ وہ مظلوم ہی کیوں نہ ہو مگر اگر کسی مذہبی پیشوا یا راجہ کے ہاتھ سے جسکو خدا کی جان لینے کا حق ہے واقع ہو تو وہ پاک موت ہے اور وہی مردے کی مکتی اور نجات کا باعث ہوگی اگر یہ صحیح ہے تو ڈاکٹر مونجے اور بھائی پرمانند پردہ کھچوں کے ہاتھوں پاک ہندوؤں کی جان لینے کا سامان کر رہے ہیں۔ اخبار نویس انکی پیٹھ ٹھونکتے ہیں اور کہتے ہیں "بھائی جی مسلم فرقہ پرستی کے مقابلے میں ہندو فرقہ پرست ہیں۔ اگر مسلمان قومی نقطۂ نگاہ اختیار کریں اور ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم کرنے کا خیال چھوڑ دیں تو بھائی جی ہندو مخالفت کا مظاہرہ ترک کر دینگے" لے بھلا دیکھو تو یہ جملہ تعریف کے قابل ہے؟ ہم تھوڑی دیر کے لیے مانے لیتے ہیں کہ مسلمان ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالنے کی کھلی جگہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جو اول الذکر "خلافت" کی صدا بلند کر چکی اول تو یہ ممکن ہی نہیں دوسرے ممکن بھی ہو تو اس باہمی اختلاف کے حلقوں مضبوطی نہیں رکھتی۔ تیسرے اسلامی حکومت قائم کرنے کی خواہش کس دلیل سے ثابت ہوتی ہے۔ جھگڑا وطنی حقوق کی زیادتی اور کمی کا ہے یا مسلم حکومت قائم کرنے کا؟ مگر ہندو کیوں اسکا جواب دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ انھیں بکنے دیں بکتے بکتے آخر کبھی تھک ہی جائیں گے۔ ہیں تو اس عجیب و غریب فقرے میں یہی آواز سنائی دیتی ہے "کام بھائی پرمانند جی نہیں، کا ہندو حکومت گر ہو اور ہندو اخبار نویس حکومت سازی کے نئے کارخانے کا اشتہار شائع کرنے والوں کے شمار میں ہیں۔

بڑے میاں اسوقت تمہارا منہ میں گھنگھنیاں بھر کر گھروں میں بیٹھے رہنا قوم کے حق میں ستم ہے۔ پہلے ان اخبار نویسوں کے منہ پر چھپا لگاؤ خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان، جو محض اس وجہ سے کہ تقریر کرنیوالا ہندو یا مسلمان ہے جتنا جھک مارے اسکی پیٹھ ٹھونکنی چاہیے جھگڑے کو کسی طرح ماند نہیں پڑنے دیتے مسلمان ہیں پرانے جہادی ہندو ہیں نئے جہاد کے شوقین مسلمان مجاہدین کے دو لے بڑھانے لگے تو بڑے میاں تمہارا کام ہرگز نہیں چل سکتا۔ چاہیے نئے لاٹ صاحب سے ملو چاہے چکر گھنی کانفرنس میں اپنا حصہ برابر لے کے شریک ہو۔

بڑے میاں! مذہبی دشمنی پولیٹیکل دشمنی کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتی مذہبی عداوت باپ اور بیٹے بھائی بہن میں شاذ و نادر ہوتی ہے لیکن پولیٹیکل عداوت کا دور دیکھنا ہو تو فرانس کی انقلابی تاریخ دیکھو۔

افسوس ہے کاغذ ختم ہو گیا اور ابھی میرے خط کی پوری تمہید بھی تمام نہیں ہوئی۔ میری یہ تحریر ایسے امور کی طرف ہدایت کر رہی ہے جنکا سد باب بغیر کسی قومیت کی صورت بندی امکان سے خارج ہے۔ ہوں تو میں مضبوط مگر اسوقت ہنسی دل لگی سے کام نکلنے والا نہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ چند کلمے تم دیکھو گے۔ اخبار نویس دیکھ کے اپنی روش بدلیں گے۔ آیندہ میں مذہبی اور ملکی جنگ پر تبصرہ کروں گی۔

راقمہ

منطق آرا بیگم

مولانا پنچ کی نوٹ بک

"پیغام"

ایک ہفتہ وار جریدہ بمبئی سے نکلا ہے۔ حجم کم ہے یعنی صرف دو ورق۔ طولانی پیغام کس کام کا جسکو سنتے سنتے آندھی روگ آئے۔ اسکے ایڈیٹر محمد ہاشم صاحب ہیں۔ ہم بھی دو لفظی تبصرہ کرتے ہیں کہ یہ پیغام اتحاد ہے۔ اسلیے اسکی سننا چاہیے۔ سالانہ قیمت معلوم نہیں۔ دو پیسے فی پرچہ کچھ گراں نہیں۔ ۵، ۴ کمہار واڑہ اسٹریٹ بمبئی۔

آزاد

یہ ہفتہ وار۔ پٹنہ (بہار) سے شائع ہوا ہے۔ نام ہی کا آزاد نہیں خیالات کے اعتبار سے بھی آزاد ہے۔ یہاں وہ مقام ہے جہاں یہ دوست خیالات کمتر ہیں۔ اردو کے ہمدرد اپنی دانائی کا ثبوت دینگے اگر اسے خریدیں سالانہ چار روپیہ قیمت۔ مراد پور پٹنہ میں دفتر ہے۔

تلاشی

یہ کوئی اخباری بیپ نہیں بلکہ خبر ہے اور ہم نے خود سنتے ہیں کہ دہلی میں ایک سارجنٹ نے دھوتی اور پائجامے کے اندر کی چیزوں کی بھی تلاشی کے قابل سمجھیں۔ لالہ بہر داری لال گپتا ملزم کے پیچھا کی دھوتی کھلوا کے ایک ایک رگ و ریشہ اس خیال سے دیکھا کہ کہیں گولی طمنچہ یا بم نہ ہو۔ توبہ۔ بم بم ہندوستان ٹائمز کے رپورٹر کے پائجامے میں ہاتھ ڈال دیا۔ دھجی دھجی کو لیاں ایک کارتوس کی بو پائجامے سے آتی ہے۔ سارجنٹ کا نام مسٹر کسٹن ہے ہیں آدمی جسکی دوسرا ہوتا تو شرما جاتا یا ڈر کے مارے برا حال ہوتا۔ ہماری رائے ہے کہ جو تماشائی پولیٹیکل مقدمہ کی کارروائی دیکھنے کچہری جاتے ہیں وہ سارجنٹ کی بیجا پکڑ دھکڑ سے بچنے کے لیے دھوتی اور پائجامے کی قید سے آزاد ہو کے جایا کریں۔

یہ لو بھائی دیکھ لو اگر ریوالور ہے تو یہ۔ بم ہے تو یہ۔ بہرحال بی بی کا مال اور اس کے استعمال کی مخصوص چیز ہے۔ احتیاط سے چھونا۔ امید ہے کہ اس طرح سارجنٹ صاحب کی چوٹ سے قابل رحم اعضا محفوظ رہیں گے۔

معذرت

کاتب ر۔ یسین اور احقر ایڈیٹر کی بیماری نے اشاعت کو بھی تعویق کی تپ میں مبتلا کر دیا۔ فصبر جمیل۔

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھیے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ منیجر

رجسٹرڈ نمبر اے ۸۳

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر ... جو ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جز و علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کر سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نازیہی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسی میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No 783
LUCKNOW
OUDH PUNCH
۱۹۳۱ء
1931
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

جلد ۱۶ نمبر ۱۸

مضامین

۲۱ مئی ۱۹۳۱ء

تضمین بر نظم مدیر الجمعیۃ دہلی

دوستی گوروں سے کالوں سے انھیں پرہیز ہے | انکی نظروں میں تو جو کچھ ہے انگریز ہے
پھر شرارت ریزیاں ہیں یا مدد ریز ہے | اجنبی سے میل ہے بھائی پہ خنجر تیز ہے
آہ ان کی جو ادا ہے اشتعال انگیز ہے

اک ریاست سے وظیفہ بارہ سو پاتے ہیں وہ | مفت کا کھاتے ہیں اور توند سہلاتے ہیں وہ
قوم سے اپنی ہی لڑنے بھڑنے جاتے ہیں وہ | صلح کی جو گفتگو ہو اس سے گھبراتے ہیں وہ
ان کو گویا اتحاد قوم سے پرہیز ہے

قوم کا چندہ اڑانے کے لیے آمادہ ہیں | حشر میں دفتر دکھانے کے لیے آمادہ ہیں
قوم کو اُلّو بنانے کے لیے آمادہ ہیں | ریڈر کے پاس جانے کے لیے آمادہ ہیں
معتمد ان کا جو کوئی ہے تو وہ انگریز ہے

کیسی کھائی ہے قلا دیکھو تو انکے ہتھکنڈے | دھوئے منہ کو سی میں جوان یا بازی گر بنے
جو نہ ان کو جانتا ہو اسکو کہنے دیجیے | وائے ناکامی کہ اپنا دوست سمجھے ہیں اُسے
جو فلسطین و عراق و مصر میں خوں ریز ہے

ان کو لونا جس نے یہ اسکے بنے ہیں پاسباں | اس پہ مرتے ہیں کبھی جوان یہ تھا نامہرباں
جو عدو ان کا تھا اسکے آج ہیں یہ میہماں | جسکے ہاتھوں زندگی سے تنگ ہے ہندوستاں
جس کا ہر فرمان ہر وعدہ فریب آمیز ہے

قوم مرتی ہے مرے مطلق نہیں انکو قلق | بل نہ پیشانی پہ آئے قوم اگر ہو سینہ شق
یہ تو ثابت کرتے ہیں سچ جھوٹ کو باطل کو حق | دے رہے ہیں اپنی ملت کو غلامی کا سبق
رہنماؤں کی یہ ذہنیت تعجب خیز ہے

راقم نفس علم

انظر الی ما قال | نیاز مند قدیم

ٹھوکریں

یار لوگ سمجھتے ہیں اور خاص کر وہ حضرات جو اہل زبان کہلاتے ہیں کہ شاعری کے لیے صرف چمک بند ہونے کی ضرورت ہے۔ جس چار دیواری میں تولد ہوئے۔ جہاں آنکھ کھولی۔ جہاں گھٹنیوں چلے جہاں پرورش پائی وہی ان کی دنیا ہے اور اس چار دیواری میں جو چکی چولھا۔ ہولا لٹکیا۔ شکی۔ ہانڈی۔ ڈوئی۔ گھڑا۔ ماحصل ہے

پامال۔ اُگالدان ہے اس کا شمول انتہا ہیں ہے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک صحبت میں علامہ میرزا ہادی رسوا مدظلہ العالی کے ایک سوال پر ایک مولانا بہت جھگڑ لیے علامہ موصوف نے ان سے کہا کہ مولانا جب آپ کیمسٹری کے فن سے واقف نہیں تو آپ کو فتویٰ دینے کا کیا حق ہے۔ دخل در معقولات گستاخی تو تھی اور گناہ کی حد تک پہونچی ہوئی گستاخی مگر میں نے ملا کی جھائیں جھائیں اور آمیں بائیں شائیں پر اسے ترجیح دی اور علامہ ممدوح کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ بات گئی گذری ـ ورنہ مولانا کو معلوم ہو جاتا کہ ع یہاں پگڑی اُچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں۔

مضمون کو خواہ مخواہ طول دینے کا میرا ارادہ نہیں ہے۔ اس لیے ان دو چار ٹھوکروں کے نمونے پیش کرتا ہوں جو بڑے مشہور فارسی شعرا نے کھائی ہیں۔ اور اسلیے کھائی ہیں کہ وہ اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کے اصول سے واقف نہ تھے۔ اب تو حالت اس سے بھی بدتر ہے کہ بدقسمتی سے ایسے ٹکو بھی آپ کو ملیں گے اور کثیر تعداد میں ملیں گے جو خود اپنے ہی مذہب سے واقف نہیں ہو اوروں کے مذہب رسم و رواج کی بھلی چلائی لیکن مجبور ہیں وہ پرانوں کی تقلید سے جن کی شاعری کے اجزائے اعظم مذہب کی تضحیک و استخفاف۔ بتوں کی پرستش دوسرے مذاہب کی تحسین و توصیف وغیرہ ہے۔ یہ شعر ملاحظہ ہو غالب ؎

زنار باندھ سبحہ صد دانہ توڑ ڈال
رہرو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر

لیکن وہ جو بڑی بوڑھیاں کہتی ہیں نا کہ کسی کام میں بھدرک نہیں، یعنی ان شعراء کی تعریف بھی "تحسین ناشناس" کی مصداق ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو یہ شعر، شیخ فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں ؎

بگسلانم سبحہ و زنار بروم بر میاں
عشق ترسا بچہ خواہم کہ صنعانم کند

ہو گئی اسلام کی تخفیف تو ہو گئی۔ اور ضرور ہو گئی لیکن غور سے پڑھا آپ نے اس شعر کو؟ اس سے حضرت عطارؒ کی دوسرے مذاہب کے متعلق ناواقفیت بھی ظاہر ہو گئی۔ اب پوچھیے وہ کس طرح۔ اس شعر سے پتا یہ لگتا ہے کہ شیخ نہ زنار باندھنے والوں کے دین سے واقف ہیں اور نہ ترسا بچوں کے مذہب سے آگاہ ہیں۔ انھیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ترسا کے بچے یعنی یہودی زنار نہیں باندھا کرتے۔ البتہ زنار یا گبر باندھتے یا ہندو لیکن پھر گبروں اور ہندوؤں کی زنار بندی میں بھی فرق ہے۔ مگر اسکے بیان کرنے کا یہ موقع نہیں انشاء اللہ اگر ہماری چاہا تو کسی آئندہ صحبت میں عرض کروں گا معاف!!

اب آئیے مولانا عرفی شیرازی مرحوم کا ایک شعر پڑھیے جن کا دعویٰ ہے اور لائق تسلیم دعویٰ ہے کہ ؎

تفرجے کہ سخن از سر روح ساز دہم | نہ انوری نہ فلانی و نہ بہمانی

اور تعلّی یہ ہے کہ میرا کلام وہ ہے جس سے عالم پُر ہے گر سوخت خاقانی۔ ہاں تو وہ فرماتے ہیں ؎

اگر با میرِ محفل رمزے از پیرِ مغاں گویم
جرس بشتابد و ناقوس بر بندد محملہا

آپ کے میر محفل (حاجی صاحب حاجی شوکت علی نہیں) کا اُٹھل کی یقین ہونا تو ضرور ثابت ہوا۔ لیکن عرفی کی ... سے ناآگہی بھی ثابت ہو گئی یعنی عرفی غریب کو یہ معلوم ہی نہیں کہ پیرِ مغاں کو ناقوس سے کوئی غرض اور واسطہ نہیں۔ ناقوس کی ضرورت اکثر ہندو معبدوں ہی کو ہوتی ہے۔ پارسیوں یعنی (مریدانِ پیرِ مغاں) ناقوس و ناقوس کا جھول نہیں پاتے

❊ ❊ ❊

آئیے اگر آپ جاننا چاہیں تو میں بتاؤں کہ "مریدانِ پیرِ مغاں" کے معابد میں ہوتا کیا ہے۔ اس مضمون کے پڑھنے والوں میں سے تو شاید ہی کوئی ایسا خوش قسمت ہوگا جسے آتشکدہ میں جانے کا اتفاق ہوا ہو۔ مگر......

ہاں تو خیر جس طرح اہلِ اسلام نیز عبادت کے پانچ وقت ہیں اسی طرح پارسیوں میں بھی "بندگی" کے لیے "پانچ گاہ" ہیں جو آپ "پنجگانہ" کہتے ہیں نا۔ تو یاد رکھیے کہ "گانہ" کو کہیں لغات سے نہ سمجھیے گا۔ یہ "پنج گاہانہ" کا مخفف ہے۔ بہرحال گاہ یا گہ کے معنی وقت کے ہوتے ہیں۔ اگر میں ان کی تفصیل لکھوں تو آپ کو چنداں فائدہ نہ ہوگا بہرحال جب "گاہ" بدلتا ہے تو پارسیوں کے آتشکدے میں

جرس بجتا ہے۔ اب فرمائیے اگر مولانا عرفی اس سے واقف ہوتے تو وہ کبھی نہ کہتے کہ ؏

جرس بکشاید و ناقوس بر بندد محمل ہا؟!

❊ ❊ ❊

آپ سے کہنے کی ضرورت نہیں کہ اگر ...

کسی ہندی نژاد کو شاعر مانا ہے تو وہ لاریب حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور آپ میں سے اکثر حضرات کو یہ معلوم کر کے تعجب ہوگا کہ مانا بھی تو اس طرح مانا کہ بعض اوقات حضرت خسرو کی شاعری نے انھیں یعنی ایرانیوں کو کامیاب فریب دیا ہے۔ اس اجمال کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ میں

دو وقت کشی (Killing the time کا ترجمہ) کر رہا تھا یعنی فرہنگِ انجمن آرائے ناصری دیکھ رہا تھا۔ یکایک ورق گردانی کرتے میری نظر "کتارہ" کی لفظ پر پڑی (اس کے معنی صاحب نے لکھے ہیں قسمے از شمشیر") سند میں امیر خسرو کا شعر پیش کیا ہے جو اب تک مجھے یاد نہیں اور نہ میرے پاس وہ فرہنگ ہے۔ بڑی خیر گزری کہ حضرت خسرو نے "شیریں لبوں" کی تعریف میں "کتارہ" والا شعر نہیں لکھا ورنہ صاحب فرہنگ ضرور لکھتے "قسمے [illegible]!!"
آپ جانتے ہیں [illegible] ہے کیا بلا؟ [illegible]
[illegible]
[illegible]

❊ ❊ ❊

بات کہیں کی کہیں جا پڑی۔ عرض میں یہ کر رہا تھا کہ امیر خسرو کا مرتبہ دنیائے فارسی میں بہت بلند ہے۔ اب ان کا بھی ایک شعر سنیے ؎

کلیسیائے مغانم نشان ہمید کجاست
(دوسرا مصرعہ بھول گیا)

بہرحال دیکھیے (ردیف "ت") مضائقہ نہیں مطلب براری کے لیے یہی ایک مصرعہ کافی ہے۔ اب ملاحظہ ہو۔

اس میں کسی کو کلام نہ ہوگا کہ "مغاں" یا "پیرِ مغاں" کہتے ہیں یزداں پرستوں کے پیشوا کو۔ اور یہ بات بھی کہنے کی ضرورت نہیں کہ "کلیسا" کہتے ہیں عیسائیوں کے معبد یعنی گرجا کو یہ مصرعہ تو آپ کو یاد ہی ہوگا ؏

الٰہی خانۂ انگریز گرجا

لکھتا ہوں اسے پھر نہیں پڑھتا۔

لکھنے والا

"دیوانہ کہ نماند"

پنچ - بدل معنی تغیر (صدقہ بگا ہندی نہیں) اور یہ خود ہے عربی "بدل" سے جسکے معنی "عوض" کے ہیں تغیر و تبدل کے مرادف نہیں - یہ سچ ہے کہ بعد اخذ یہ لفظ بالکل اُردو بن گیا یہاں تک کہ "بدلنا" اُردو مصدر سمجھا جاتا ہے - درحقیقت اینجانب نے تعریضاً حاشیہ آرائی نہیں کی تھی - ابھی اسے چھیڑ سمجھیے - آپ بدلنا کو عربی کہیے اور ہم اسی کے متجانس لفظ "بدلو" کو (کہ انھوں نے بدل ڈالے) اُردو سمجھیں سب اب تو راضی ہوئے؟ شکنجہ کے پیچ میں پڑے ہاں؟

رامپور میں استقبال محرم

ریاست رامپور کا شاندار محرم ہندوستان میں خاص شہرت رکھتا ہے - چنانچہ اس سال بھی ریاست کی جانب سے محرم کا اہتمام ابتدائے ذی الحجہ سے شروع ہو گیا تھا ۲۹ ذی الحجہ کو ضریح مبارک نہایت شاندار طریقہ سے امام باڑہ سرکاری تک لائی گئی ریاست کی تمام فوج رسالہ توپ خانہ فرسٹ انفنٹری و سکنڈ انفنٹری گورکھا اور سپلیس گارڈ کے علاوہ پولیس کے سوار و پیادہ بھی جلوس میں شریک تھے اس سال کا جلوس تمام سالہائے ماسبق سے کئی حصہ زیادہ اور خوشنما تھا -

ضریح مبارک کے ساتھ تمام اہل اسلام کا مجمع تھا ریاست کے عہدہ داران و باشندگان کے علاوہ قریب قریب کے شہروں کے اصحاب بھی مشتاق ہوکر آئے ہوئے تھے - لکھنؤ شاہجہانپور بریلی بدایون مرادآباد امروہہ اور سہارنپور تک کے لوگ موجود تھے - حضور پر نور دام اقبالہم و ملکہم کے ساق پا میں دانہ نکل آیا تھا اور صبح ہی کو ڈاکٹر انصاری صاحب نے اسکا اپریشن کیا تھا مگر پھر بھی حضور پرنور دام اقبالہم و ملکہم نہایت جرات و استقلال کے ساتھ قلعہ معلٰی کے پھاٹک پر سیاہ لباس عزا میں تشریف لائے اور ضریح مبارک کو اپنے کاندھے پر اٹھایا تمام شرکاء حضور پرنور دام اقبالہم و ملکہم کی اس جوش و جمات پر بیع سر اُٹھے امام باڑہ اور مجلس کا اہتمام نہایت اچھا تھا جسکے لیے مسٹر بشیر حسین زیدی صاحب بہادر ہاؤس ہولڈ منسٹر قابل صد شکریہ ہیں -

۳۰ ذی الحجہ سے ۹ محرم تک برابر مجالس ہونگی اور سید الواعظین مولانا سید اولاد حسین صاحب واعظ دربار رضوی بیان فرمائینگے -

نامہ نگار

ہم زن و ہم مرد

یہ حکایت تو آپ نے سنی ہی ہوگی کہ ایک خنثی بنیے کی دکان پر بیٹھا چنے کے چھلکے اتار رہا تھا اور وہ دھوتی کچھ اسطرح بندھی ہوئی تھی کہ علامت تانیث و تذکیر کا اجتماع لا یعنی بنیے کی نظر کو اپنے مرکز سے کسی طرح ہٹنے نہ دیتا تھا -

ایک جانب یہ دلکش نظارہ دوسری طرف چنے کے مفت رائگاں ہونے کا خیال پھر ان دونوں پر طرہ عنوان تخاطب میں ترجیحی لفظ کی تلاش - آخر بنیا تھا - نقصان کا پلہ بھاری پڑا اور کہنے لگا: - "کیا کرتی ہے - کیا کرتا ہے - سارے چنے چاب گئی - چاب گیا - بس چلی جا - چلا جا"

خنثی ہے ضرور متحیر کر دینے والی ایجاد الٰہی - اسکے میراث میں نقہا کو بہت سی دقتوں کا سامنا ہوتا ہے - اور وہ بھی بنیے کی طرح حیران ہو جاتے ہیں کہ ان حضرت کو مرد قرار دیں یا زن -

حضرت علیؑ کے عہد خلافت میں بھی ایک واقعہ عجیب گزرا ہے - کہتے ہیں کہ دارالقضا میں ایک انسان عورتوں کے لباس میں آیا اور کہنے لگا سُنا آپنے شوہر کا پیٹ کو اس ہندی کو رہا اور اُس ہندی کا پیٹ لونڈی کو ہو گیا - ہندی ان لوگوں میں ہے جنکو شوہر و زوجہ کی ساتھی ساتھ حاجت ہوتی ہے -

راوی مسعودی بھی حیران کہ کیونکر جوابِ تشخیص کے واسطے تذکیر کے سامان جمع کر سکا تانیث کے - بہرحال قضیہ پسلیوں کے شمار کرنے پہ ملے ہوا کہ اگر دونوں طرف کی پسلیاں مساوی ہیں تو یہ وجود مؤنث قرار پائے گا ورنہ مذکر - چند عورتیں بلائی گئیں کہ پسلیاں گنیں - شوہر برخوردار نے عذر کیا کہ حضرت معاملہ ذری احتیاط کا ہے ایسا نہو کہ تنہائی میں یہ وجود اپنے مذکر ہونے کا عملی ثبوت ان عورتوں کے ساتھ پیش کردے - علٰی ہذا القیاس کوئی مرد بھی پسلیاں شمار کرنے کی خدمت انجام نہیں دے سکتا - یعنی کہ یہ وجود عورت بھی ہے - مبادا تنہائی میں نسوانی قوت مرد کی بو سونگھ کے بھڑکے یا سینے کے تجسس میں مؤنث حقیقی کی علامت طالب زوج ہو -

عذر معقول تھا قبول کیا گیا اور یہ خدمت حضرت دینار خواجہ سرا کے سپرد ہوئی حضرت دینار نے پسلیاں گنیں اور بقول پولیس والوں کے رپورٹ بولی کہ پسلیوں کے خزانے میں ایک ڈھیری طاق ہے دوسری جفت - لہذا حکم دیا گیا کہ جاؤ تم مرد ہو مردانے کپڑے پہنو اور خبردار بی بی بن کے جنے کا نامعقول کام اختیار نہ کرنا - ایک طرف سے مہر و نفقہ حاصل کرنا دوسری طرف اسی آمدنی کو اسی کام میں لگا دینا اچھا نہیں - میاں صاحب یا بی بی صاحب یا دونو صاحب (در پیکر واحد) نے قمیص عصابہ چادر و مقنع اتارا - عبا قبا عمامہ زیب جسم فرمایا اور عصا ہاتھ میں لے کے روانہ ہو گئے ہو گئیں -

یہ تو تھا اگلے زمانے کا قصہ مگر آپ جانیے لوگ کہتے ہیں کہ تاریخ اپنے اوراق الٹتی رہتی ہے یعنی سرے پر جو کچھ گزرا آخر میں بھی اکثر وہی کچھ دکھائی دیتا ہے - بالفعل ایک قضیہ نامرضیہ سیاسیہ اسلامیہ بھی اسی کش مکش اور کشاکش میں پڑ گیا ہے - نہ دار کھے ہندوستانی مسلمانوں کو ان کے جملہ مسائل خنثیٰ ہیں اور ہمیشہ وہم میں پھنسے رہتے ہیں - ہر ایک منصف کو اپنی رائے ظاہر کرنے میں تامل ہوتا ہے - یہ جھلا بتایئے تو سہی بسم ہشلٹ کانفرنس نے کو ظاہر کیا کہ مخلوط انتخاب بصورت

مرد ہے۔ علامت مردی جس کا جی چاہے ٹٹول کے دیکھ لے۔ اسمیں پیٹ سکڑوانے کی قوت بدرجہ اتم موجود ہے۔ یہ مہر بھی ادا کر سکتا ہے نان نفقہ کا بار بھی اچھی طرح اٹھا سکتا ہے اور ایسے بچے جنوا سکتا ہے جو اتفاق و اتحاد کی فوج میں بھرتی ہونے کی پوری صلاحیت رکھتے ہوں۔ برعکس اسکے مسلم کانفرنس "مدعی ہے کہ میں صاحب "جداگانہ انتخاب" مؤنث حقیقی ہے۔ مہر اور نفقہ لینا بہ نسبت ادا کرنے کے زیادہ سودمند ہے۔ ان کو کمبخت دیکھیے اور آپ جس طرح بنے اس عروس کو پیراستہ کرکے جلسے میں لائیے آپ اسے "بانجھ بھوتی شیطان کی لنگوٹی" نہ پائینگے۔ اور خدا نے چاہا تو نویں مہینے بچہ کھلا دینگے آقا ظفر علیخاں نے فیصلہ کیا دس برس تک عورت ہی کا حکم اسپر جاری رہنے دیجیے کہ جھگڑا ختم ہو۔ بھوپال کے نواب نے دونوں حیثیتیں پسند کر لیں کہ ہاں بھئی یہ کیا ہے مرد کا ہے بلکہ ہمہ وقت زن و ہمہ وقت مرد۔ ہم زن و ہم مرد۔ نہ مرد نہ زن۔

سُنا جاتا ہے کہ یہ عمدہ مشورہ جناب نواب صاحب کو ایک قدیم سائیس (حال مقرب بیٹس) نے دیا جو انھیں پسند آیا اور شاید اسی مشورے پر معاملہ طے ہو جائیگا یعنے انتخاب جداگانہ بھی ہو اور مخلوط بھی۔ نہ انھیں شکایت نہ انھیں مخاصمت۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو یہی مشورہ پسند آیا تو انکی نفاست اور یکجائی میں کوئی شبہ نہیں۔

طرفہ ماجرا یہ ہے کہ بعض اخبار نویسوں کی محنث رائے بھی اس مخنث تجویز پر صاد کرتی اور بغلیں بجاتی نظر آتی ہے۔ ہاں کیوں نہ ہو

> اگر ما با کمر تزویج کردند
> ازیں دو بچہ شد کا "شکلے" نام

آپ تعجب نہ فرمایئے یہ مسئلہ دس برس میں طے ہو جائیگا کہ غالب کونسی چیز ہے تذکیر یا تانیث اختلاط یا افتراق۔

حکایت ہے کہ اگلے زمانے میں کسی قاضی اسلام کے اجلاس میں ایک جانور پیش کیا گیا جسکے مالک نے بیان کیا کہ یہ کتے اور بکری کے میل سے پیدا ہوا ہے

فرمایئے اس کا ذبح کرنا اور کھانا جائز ہے یا نہیں۔

قاضی: "یہ ٹانگ اٹھا کے پیشاب کرتا ہے یا چاروں ہاتھ پاؤں زمین پر قائم کرکے"

مالک: "یوں بھی اور دوں بھی"

قاضی: "بھونکتا ہے یا میں میں کرتا ہے"

مالک: "کبھی بھونکتا ہے کبھی میں میں کرتا ہے"

قاضی: "گھاس چرتا ہے یا گوشت کھاتا ہے"

مالک: "گھاس بھی گوشت بھی اور اگر ترکاری کا سالن دیا جاتا ہے تو بہت رغبت سے کھاتا ہے"

قاضی: "پانی چاٹ کر پیتا ہے یا چوس کے"

مالک: "ہر طرح"

قاضی: "کتے اور بکری کی نشست میں فرق ہوتا ہے۔ یہ کس طرح بیٹھتا ہے"

مالک: "کبھی کتے کی طرح کبھی بکری کی طرح۔ اسی طرح چلنے میں بھی کبھی ساتھ ساتھ چلتا ہے کبھی پیچھے پیچھے"

قاضی: "کھاتے وقت غصہ کرتا ہے یا گردن جھکا کے کھاتا ہے"

مالک: "دونوں علامتیں وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی ہیں"

سوالات کا سلسلہ بڑھتا گیا۔ آخر قاضی نے حکم دیا کہ اسے ذبح کرو اور دیکھو کہ پیٹ میں اوجھڑی ہے یا نہیں۔ بچہ کی شامت۔ مالک نے پچھاڑ کے "واللہ اکبر" کہا۔ پیٹ چاک قصہ پاک۔ اوجھڑی کے وجود نے طے کر دیا کہ سگ نیست اگر کتے کا جزو غالب ہوتا تو معدے کی جگہ صرف آنت ہوتی۔

اس مولود نے بکری کے رحم میں نشو و نما پائی تھی اسلیے بکری کے خواص غالب ہو گئے ہیں یہی امید ہے کہ دس برس کے بعد جب اس خلاف فطرت تزویج کے نتیجے کا پیٹ چاک ہوگا تو فائدے اور نقصان کا حال کھل جائیگا مگر اس دس برس کی طویل مدت میں کونسل کا اسلامی جزو مساقبت باہمی کے پھیر میں مبتلا رہے گا۔ اور کوئی عجب نہیں کہ آپریشن میں معدہ اور ہولی آنت دونوں برآمد نہ ہوں۔ کہیے حضرت اسوقت جناب کیا فتویٰ صادر کرینگے؟ کیا اسوقت حکم کیمونی ہو جائے گی۔ ابھی لاحول ولا قوۃ بس آپ

نواب بھوپال وہیں است حاجی ایمان فروش ہست حسرت موہانی وہمین است لاحبہ سلیم پوریہ "مہربان" یہ مسلمان ہیں۔ اور مسلمان کبھی متفق نہیں ہوتے۔ بضرورت اتحاد و اتفاق کا اظہار زبان سے بار بار کرتے رہتے ہیں یہی اُن کا قدیمی پیشہ ہے۔

اچھا فرض کر لیجیے کہ ہمارا قیاس صحیح ٹھہرا تو یہ بھی یقینی ہے کہ نساد ساختہ لیڈر اُسوقت بھی یہی مطالبہ کرینگے "اجی حضرت دس برس اور دیکھ لیجیے انشاء اللہ اگلی جو بچہ پیدا ہوگا تو وہ یا نر ہوگا یا مادہ۔ خنثیٰ ہوگا یا سگ ہوگا یا بز۔ تخلخل درمیان این و آن ہوگا خدا کی مار ان نیشلسٹ نام نہاد مسلمانوں پر۔ تمام خرابی انھوں نے ڈالی ورنہ آپ جانیے ہم تو گائے کا گوشت کھانے والوں میں ہیں۔

ادھر مخلوطی منتر چلا دینگے کہ اے قوم ہم تو ان نساد ساختہ لیڈروں اور ممبروں کی وجہ سے اپنا کرتب دکھا نہ سکے انھوں نے مختلف مسائل میں ہمارا ساتھ نہ دیا ہماری قوت ادھوری رہی۔

الحاصل انتخاب کا یہ طرز آدھا تیتر آدھا بٹیر ہے نہ قہقہہ لگائے گا نہ فٹ فٹ بولے گا۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

یہ کھلا اب تو کہ نوبت بہ گریبان آئی

اے خدا کی شان اے خدا کی قدرت گاندھی مع اللنگوٹی والا لنگوچیا کو دیکھیے اور شملہ میں موٹر کی سواری۔

شاید اکثر لوگوں کو یہ معلوم نہو گا کہ شملہ میں صرف کمانڈر انچیف یا وایسرائے موٹر کے استعمال کا حق رکھتے تھے دوسروں کی اتنی مجال نہ تھی۔ اگلی مہاتما گاندھی نے یہ قانون بھی توڑ ڈالا۔ اسپر لندن کی پارلیمنٹ میں غوغا مچ گیا۔ اور مسٹر بین (وزیر ہند) پر سوالات کا مینہ برسنے لگا۔

کیوں جی یہ کیا؟۔

ہائیں یہ غضب؟۔

کیا اب یہ سواری عام ہو گئی؟۔

بتاؤ تو سہی کیا صوبوں کے گورنر۔ ریاستوں کے والی۔ مسلم لیڈر اور دیگر سربر آوردہ اشخاص بھی اب یہی بدعت اختیار کرینگے "

مسٹر بین یہ بین سُن کے پریشان تو ہوئے مگر بول سے نکیل یوں چھڑائی کہ یہ معاملہ ہندوستان میں افسروں کی مرضی پر چھوڑنا چاہیے

آپ اس بارے میں انگلستانی کنزرویٹیو پارٹی سے پوری ہمدردی ہے۔ فی الواقع ہندوستانیوں کا بنا پاک نظاہر گز اُن گورے مقدس سریلوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا جنکے لیے شملہ میں موٹر کی سواری مخصوص ہے۔ کنسرویٹیو پارٹی کا یہ ارشاد سے

جوتیوں ہی موٹر اترواڑی رہیگی
تو کاہے کو ننگیا لنگوٹی رہے گی

بالکل بجا ہے۔ گاندھی کا موٹر پر بیٹھنا وجہ ہے ہیلڑے ٹُٹنے یورپین اور ہندوستانی کی تخصیص اڑ جانے کی۔

آہ بے اختیار یہ شعر اینجانب کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے سے

گاندھی نے کیوں سواری موٹر کی اختیار
اب آبروئے لندن اتر گئی

خدا جانے اہل انگلستان کس خواب میں مبتلا ہیں بے شک کسی زمانے میں ہندوستان اس قسم کی امتیازی روش رکھتا تھا جو حاکم و محکوم کے درمیان فارق کا حکم رکھتی تھی مگر اب زمانہ بدل گیا خیالات بدل گئے مہتر اور چمار انتظامی مجالس میں بازو بہ بازو پہلو بہ پہلو بیٹھتے ہیں۔ یہی امتیاز تھا جس نے ہندوستانی حکومتوں کی خاک بادفنا کے نذر کی۔ اور اگر یہی امتیاز باقی رکھا جائے تو نتیجہ پہلا ہی سا ہوگا۔

ایک خبر یہ بھی ہے کہ والسرائنی صاحبہ (لیڈی ولنگڈن) نے کستوربائی سے عند الملاقات عمدہ قسم کے کھدر کی اپنے لباس کے واسطے فرمائش کی ہے۔ دیکھیے اس خبر سے لندن والوں کے پتلونوں میں ڈھیلا گھستی ہیں یا نہیں۔ کیا معنی کہ لیڈی ولنگڈن اور کھدر۔ ع

کھدر اور لیڈی ولنگڈن ع
انچہ می بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب

رفیق طریق

کہتے ہیں کہ فسانہ عجائب والے جانعالم طوطے کی رہنمائی سے اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے تھے پھر عجب کیا ہے کہ مسٹر چارلس سکاٹ نے مرتے وقت اپنے ساتھ اپنے طوطے کے دفن کیے جانے کی وصیت کی۔ مسٹر چارلس سکاٹ ایک جہاز کے کپتان تھے آپ نے ہندوستان میں تیس برس ہوئے صرف ایک طوطا خرید کے پالا تھا طوطا ہندوستانی اور انگریزی بولی بولتا تھا۔ ناچتا تھا مسٹر سکاٹ کا دل بہلاتا تھا۔ صاحب اسے ایک لمحہ کے لیے پاس سے جدا نہ کرتے تھے۔

اگر یہ صحیح ہے کہ مرنے والا جسم عنصری خالی کرکے جسم مثالی اختیار کرتا ہے تو مسٹر سکاٹ نے اچھا کیا جو گردن مروڑ کے مٹھو میاں کو اپنے ساتھ لیا۔ اب طوطا بھی عالم مثال میں ؛نبی جی بھیجو مٹھو میاں۔ ڈیر اسکاٹ۔ آٹا کھاؤ ۔ کی ہانک لگائے گا اور طوطے کا مالک بھی ٹُٹے ٹُٹے فرمائینگے۔ قبر کی تنہائی اسی شغل میں بسر ہو جائیگی اور اگر مسلمانوں کے اعتقاد کے بموجب نکیرین سے مڈبھیڑ ہوئی سوال جواب کا وقت آیا تو عجب نہیں جو طوطا اس امتحان میں صاحب کی مدد فرمائے۔

تعزیت

کسی کے مرنے پر آنسو بہانا ہمارے عہدۂ فرائض سے بعید ہے مگر پروفیسر شیخ مہدی حسین ناصری ایم اے گورنمنٹ ہائی اسکول علیگڑھ کے ہیڈ ماسٹر کا مرنا ایسا نہیں جو دل نہ دکھائے۔ پروفیسر مرحوم انگریزی کے ایم اے فارسی کے منشی فاضل عربی کے مولوی فاضل اور عبرانی زبان کے اچھے ماہر تھے۔ شعر خوب کہتے تھے۔ حدیث خوانی میں بھی پوری شہرت رکھتے تھے نہایت مرنجاں مرنج خاموش آدمی تھے۔ صاحب تصنیف بھی تھے۔ مرحوم کا زمانہ ہے اس وجہ سے ہم اس مرگ بے ہنگام

کی اطلاع شائع کرتے ہیں۔ رنج کی ضرورت نہیں رنج وہ کرے جسے مرنے سے سابقہ نہ پڑے مرینگے سب ہی اور جب مرنا ہی پیدائش کا انجام مقدر ہے تو پھر سے

رونیے زار زار کیا کیجیے ہائے ہائے کیوں

دعا ہے کہ مرحوم دنیائے اصلی زندگی میں خوش و خرم رہیں یہ تو نقلی زندگی تھی اگر اللہ میاں ہم سے پوچھیں گے کہ یہاں کی دنیا کیسی جگہ ہے اور زندگانی دنیا کیسی ؟ تو ہم صاف صاف کہدینگے بس پیچ ہی اور ہزار نعمت کھائی۔ دکھی تیری کالی باولی پونے اُجاڑ۔ کون و فساد کا تماشا بھی کوئی دلچسپ شے ہے۔ جس چیز سے دل لگاؤ وہ بھی چھن جاتی ہے تو پھر لطف کا سوال ہی بیکار ہے۔ بچے تھے بچپنے سے خوش تھے وہ بھی چل بسا۔ جوان ہوئے جوانی میں دیوانے رہے وہ بھی غائب غلہ۔ بوڑھا آیا روگ ساتھ لایا اب موت موت پکارنے لگے زندگی اجیرن ہوگئی۔ اجی لاحول ولا قوۃ گستاخی معاف۔ ایسے وجود سے عدم بہتر "

نوٹ :- جو لوگ ادیب نہیں ہیں وہ مذاق سلیم و سلیم میں تمیز نہیں کر سکتے۔ صرف نام سلیم مذاق کا یاد کر رکھا ہے واقعہ بھی اگر قلش ہو تو واقعہ نگار لفظی حسن تری کے اس کا کہنا کر تا ہے یہی ادنیٰ بدذوقی کیا خدا کی شان ہے کہ جناب حقیقت ہی ان کو غیر حقیقی ادیب ناظرین (اکثر الحقیقۃ۔ کوئی ہوں) ہم اور حقیقت کی بحث کو مذاق سلیم کے مطابق خیال کرتے ہیں اس وجہ سے پنچ کو کسی مضمون کا عکس آئندہ درج خواہ شد فقط مہتمم

چرچل

نیشنل کانگریس

حاجی مٹھو

چرچل :- ہاں میرے مٹھو باندکاٹ کے جھلنگا بنادے تو چارپائی کی چرچوں مٹے گی ۔

متواتر گزشتہ ۴۰ سال کا آزمودہ گورنمنٹ ہند و جرمنی سے رجسٹری شدہ

سدھا سندھو

حسب ذیل امراض کی تیر بہدف دوا ہے۔ جو گرہست گھروں میں ہر وقت پیدا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ہیضہ۔ کھٹ۔ کھانسی۔ دمہ۔ قولنج۔ سنگرہنی۔ نیند کا۔ پیٹ درد۔ قے۔ دست۔ جی متلانا وغیرہ ایسے ہی امراض کی بغیر کسی اطبا کے دوا ہے قیمت فی شیشی ۸؍ محصول ایک سے دو تک ۶؍ بچوں کا تندرست و خوش و خرم رہنا والدین کے فخر و تسلی کا باعث ہے اسلیے آپ اپنے بچوں کو۔

بال سدھا

پلائیے۔ ایسی میٹھی و خوش ذائقہ دوا کے پینے سے بچے موٹے تازے تندرست اور طاقتور رہتے ہیں چہرہ پر سرخی اور رونق آ جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲؍ محصول ۸؍

دد روغ کیسری

یعنی داد کی دوا

بغیر کسی قسم کی جلن و تکلیف کے داد کو جڑ سے نیست و نابود کرنے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۴؍ محصول ایک سے دو تک ۶؍ ایک دم ایک درجن خریدنے پر قیمت ۳؍ محصول معاف۔

ہماری ادویات سب دوا فروشوں کے پاس ملتی ہیں

منگوانے کا پتہ۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات دھائی نسخہ جات اور مغرور طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت سے صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشورہ سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ تمام خط و کتابت بصیغۂ راز رہتی ہے۔

المشتہر۔ منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

چونکہ یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں اور نہایت ہی آسان ہے اسلیے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے یا ٹائپ رائٹر کا قطعاً بلا خرچ صرف ایک منٹ میں تنہا خود چھاپ سکتا ہے ہر محکمے کے حکام بالا کے مفصل سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ ممکن ہے دکالت کے امتحان کے پرچے۔ نوٹس خطوط لیبل وغیرہ کے چھاپنے کے لیے نہایت مفید ہے:-

لیٹر سائز - نوٹ پیپر سائز - فلسکیپ سائز - ڈبل فلسکیپ وغیرہ

۳-۵×۸ انچ	۷×۱۰ انچ	۸×۱۳ انچ	۱۳×۱۶ انچ
۶ روپیہ	۱۲ روپیہ	۱۷ روپیہ	۳۴ روپیہ

پرائس یا مفصل سرٹیفکیٹ پتہ ذیل سے طلب فرمائیے

پتہ:- منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ

فرشتۂ بہشت کا پیغام

بیماری اور کمزوری کی زندگی بھی دوزخ کی سی تکلیف رساں ہے۔ اگر آپ بیمار اور کمزور ہیں تو آتنک نگرہ گولیاں کا استعمال کریں۔ یہ گولیاں فرشتۂ بہشت کا کام کرتی ہیں جیسے ہی ایام قبض اور بد ہضمی۔ خون اور منی کی خرابی۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال۔ رقت منی وغیرہ کی تکلیف سے نجات دلا کر اعلیٰ درجے کی طاقت و توانائی و قوت مردمی عطا کر کے لذت و نیو[illegible] سے مالا مال کر دیں گی۔

قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولیاں صرف ایک روپیہ پانچ ڈبیہ چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک

وید شاستری جام نگر کاٹھیاواڑ

[illegible]

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پریمی بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

اس سرمہ میں عجیب و غریب صفت ہے کہ تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور آنکھوں کے ہر قسم کے مرض کو دور کرتا ہے۔ تھوڑا سا لگا کر آزمائیے قیمت فی شیشی ۱۲؍ آدھ درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔

ملنے کا پتہ:- سری سہج سہائے سوامی نگر نمبر ۲۸ دریال باغ۔ آگرہ

سوراجیہ مل گیا

تو بھی اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک ملک کی تجارت اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے اسلیے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی سامان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد برٹش ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک حصہ مالیتی پانچ روپیہ خریدنے سے پورا ہو گا جو پانچ سال میں قابل ادا بھی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول مفت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت منظور ہو تو طلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

برٹش ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۳۱ء مع نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیے۔

المشتہر۔ مقتدا خاں افتخار احمد تاجر تمباکو لکھنؤ

برانچ کلکتہ

دفتر ...		نومبر سنہ ۱۹۳۱ء		رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۳		جلد شانزدہم

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جز وعلمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ ملنے کا پتہ: مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

پانچسو روپیہ انعام

ہاتھ پاؤں کی نیلی پیلی سفید لوڑھ یعنی برص کی عجیب دوائی تین دن میں پورا آرام۔

اگر سینکڑوں حکیموں۔ ڈاکٹروں۔ ویدوں۔ اشتہار بازوں کا علاج کرکے مایوس حاصل کرچکے ہوں۔ تو اس دوائی کا استعمال کرکے صحت حاصل کریں۔ اسکو بے فائدہ ثابت کرنے پر پانچسو روپیہ انعام جنہیں یقین نہو۔ ایک آنہ کا ٹکٹ لگوا کر خط لکھوا لیا۔ قیمت صرف دو روپے (عہ)

اکمل کتھوہام نمبر ۲۱ پوسٹ کتری سرائے گیا

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب دلچسپ نظم ہے ہنسیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ر ٹکٹ بھیجد بھیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ع

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالامال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے۔

"مینجر"

چند دلچسپ نظم کتابیں

ان کتابوں کی زبان عام فہم سلیس دلچسپ اور مضامین پاکیزہ و نیک کے قابل ادیبوں نے بہت تحسین کی ہے۔ اگر آپ اپنی اولاد کو با ادب مہذب عمدہ خصائل سے متصف دیکھنا چاہتے ہیں تو جلد منگائیے۔

بچوں کے کام ۴۸ صفحہ کا رسالہ ہر صفحہ پر ایک نظم قیمت ۲ر

بچیوں کے کام یہ بھی ۴۸ صفحہ کی کتاب ہے اور بنات و آداب بچیوں کو سکھلائے گئے ہیں قیمت ۲ر

دبستان (۱۳۶) صفحات کا مجموعہ مختلف بحروں میں اخلاقی نصائح ہیں مالامال۔ قیمت ۱۲ر

دلچسپ نظمیں۔ بچوں کا دل بہلاوا اسطرح کرانکا دل لبھائے [illegible]۔ قیمت ۲ر

سلیس نظمیں یہ بھی اسی مضمون کی نظمیں ہیں۔ قیمت ... ۵ر

[illegible] طلب کرنیوالے کو محصولڈاک معاف۔

جن معزز ماہران تعلیم نے ان کتابوں کو مفید تسلیم کیا ہے اُن کے نام یہ ہیں ۱۔ جناب مولانا عبد الحق بی اے مرتب نظام اردو و معارف محروسہ نظام دکن ۲۔ جناب مولانا شیخ محمد سیٹھ ماسٹر انجمن اسلام [illegible] بمبئی نمبر ۹ ۳۔ جناب سید مسعود حسن رضوی صدر شعبہ فارسی و اردو لکھنؤ یونیورسٹی ۴۔ جناب لسان القوم مولانا صفی لکھنوی ۵۔ جناب منشی سید مقبول حسین ظریف ۶۔ جناب سید شفیق لکھنوی مدیر عصر ۷۔ جناب سراج لکھنوی رکن ادارۂ عصر ۸۔ عالیا خدیجہ شفیع طیب جی صاحبہ رکن سکولز کمیٹی و آمیلی سررشتہ تعلیم بمبئی ۹۔ جناب لسان الملک مولانا عزیز لکھنوی ۱۰۔ جناب حکیم محمد دائم صاحب آنریری سکرٹری انجمن اسلام بمبئی ۱۱۔ اڈیٹر اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری الیویا ملجٹ ناگ تارد یو بمبئی نمبر ۷

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ بھی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس منصبی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور اگرچہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلیے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت ہے کی اصابت بے روئے و رعایت نکتہ چینی صحیح تاریخ واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی دادلی پر نظر رکھیے انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کم مایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اسطرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروائیں۔ دام درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مہذب یا نادار ہی [illegible] کا و[illegible] خلاف قیمت ہے۔

(۴) [illegible] ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزار دن خریداروں کے دوستانے پر بنیاز مند مینیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے [illegible] دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہو۔

نوٹ: جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط و منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُنکے نام کی چِٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

دم تھا۔ دن بھر بڑبڑاتی رہتی، گالیاں کوسنے دیتی اور غریب موچی کی بچیہ اُدھیڑتی رہتی۔ کسی وقت دانت اُن کی بلیبر کے ٹانکوں کی طرح بند نہ ہوتے۔ موچی غریب صلواتیں سنتا اور ہونٹ سیے بیٹھا رہتا بھلا ساتھی ایسا ملے تو برکت کہاں سے ہو؟ کسی دن معاش زیادہ مل گئی تو بی بی نے تمام کمائی چٹوری زبان کے نذر کر دی دوسرے دن کے لیے ایک دانہ گھر میں نہ رہنے دیا اور جو اتفاق سے آمدنی کم ہوئی تو لے میرا بھائی تسلوں کی گھر میں افراط۔ اٹھائے اور سر پر جوتا کام کرنا شروع کر دیا "تڑا تڑ تڑ تڑا تڑ" کی صدا بلند ہو گئی ہفتہ بھر کے لیے چندیا حجام کے آگے جھکنے سے مستغنی۔ میدان یا فوج۔ تیلیے راستے کی طرح نقل کفش سے منبت۔ موچی صاحب کو کیسے کی لاج شرم کیسی ہوتی مگر جورو کی کفش زمان آرزدہ (منہ) میں سلو کی سلائی نہ کرتے۔ جو ایک دفعہ بھی منہ میں کترن کی بھرتی اور کومتن کا عمل ہو جاتا تو شاید روز روز ایسا نہ ہوتی ہار صاحب غیرت دار کی طرح مر رہتے۔

ایک روز بی عزہ نے فرمائش ٹھونک دی کہ میں تو گیہوں کا دلیا کھاؤں گی۔ سنتے ہو۔ آج دکان سے پلٹنا تو دلیا اور شہد لیتے آنا۔

میاں معروف حسب عادت بولے کہ اللہ مالک ہے وہی اس مشکل کو آسان کرے گا۔ کا بی بی خدا جانتا ہے آج میری جیب میں جھنجھی کوڑی بھی نہیں بی بی دیسی انگار جھڑے کی طرح چیخ کے بولیں یہ آگ لگے تیرے منہ کو میں یہ کھیڑا نہیں جانتی جو آج بغیر میری فرمائش لیے تو لے گھر میں قدم رکھا تو وہ درگت کروں گی کہ چہرا کیفیت ہو کے رہ جائے گا۔ جہان بنے میرا من مناؤ نہیں تو پچھتاؤ گے۔ میاں سر جھکائے "اللہ کریم" کہتے دکان پر آئے اور دوپہر تک دعا مانگتے رہے کہ عزہ کے شر سے خدا بچائے۔ مگر اللہ میاں کی مشیت میں کون دخل دے سکتا ہے نہ کوئی گاہک آیا نہ مال بکا۔ مجبوراً اٹھے دکان میں قفل لگایا۔ ڈر کے مارے برا حال تھا۔ دلیے والے کی دکان راستے میں پڑتی تھی وہاں پہونچتے ہی

بے اختیار آنسو نکلنے لگے۔ اس نے پوچھا کیا ہے اُستاد معروف۔ کیوں روتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ بھائی تم نے عزہ کا نام سنا ہی ہوگا کیسی لڑاکا اور بدمزاج ہے۔ آج اُس نے دلیے اور شہد کی فرمائش کی میں تہی دست ہوں۔ روح لرز رہی ہے۔ دلیے والے نے دلاسا دیا کہ روتے کیوں ہو گھبراؤ نہیں میں ابھی دلیا تیار کیے دیتا ہوں مگر افسوس میرے پاس گھی بھی عمدہ موجود ہے اور قند بھی شہد کی کسر رہے گی۔ بجز کچھ ہرج نہیں قند اور شہد میں کوئی ایسا فرق نہیں شاہ و شہر یار کے دسترخوان پر قند کھایا جاتا ہے اور ہاں میں خیال کرتا تھا کہ تم کو پنیر اور نان خمیری کی ضرورت بھی ہوگی تو لو یہ سیر بھر کی روٹی اور یہ پنیر کی ٹکیتی۔ دیکھو داموں کی فکر نہ کرنا جب تمھیں خدا اتنا دے کہ روز مرہ کے صرف سے بچ رہے تو مجھے دینا۔ معروف نے یہ سامان لیا اور خوشی خوشی گھر آئے عزہ دیر ہو جانے پر کتیا کی طرح غرا رہی تھی انکو دیکھتے ہی چھپٹے جھاڑو لے

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

ابتدائے خفیفہ

مقدمہ نمبر ۱۳۹ خفیفہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب سید حسن [illegible] صاحب بہادر جج خفیفہ مقام اکبرپور ضلع فیض آباد

سید صادق حسین .... مدعی

بنام

شیخ عبدالکریم مدعا علیہ

بنام شیخ عبدالکریم ولد الٰہی بخش ساکن موضع [illegible] پور پرگنہ و تحصیل [illegible] ضلع فیض آباد

ہرگاہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت دعوے دلا پانے مبلغ مالیتی [illegible] مع سود کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۳ ماہ جولائی ۱۹۳۱ء بوقت دس بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمھارے حاضر کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۳ ماہ مئی ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

نمبر مقدمہ

بعدالت جناب حاجی چودھری محمد علی صاحب بہادر آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ضلع بارہ بنکی۔

مرزا بہادر جعفر علیخاں ساکن شہر لکھنؤ

بنام

مہادیو ولد [illegible] قوم برہمن ساکن و کاشتکار موضع فیروز پور پرگنہ رودولی .... مدعا علیہ

ہرگاہ کہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت بیدخلی بقایا لگان ضمن [illegible] کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۴ ماہ جون ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے بمقام رودولی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو اور تم کو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات پیش کرو جن پر تم تائید میں جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو۔

تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۶ ماہ مئی ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

آرڈر ۵ قواعد ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء

باجلاس سید محمد عبدالصمد صاحب بہادر اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل قائم گنج ضلع فرخ آباد۔

نمبر مقدمہ ۲۷۵

بعدالت مال بمقام قائم گنج ضلع فرخ آباد

مسماۃ سیتا دیبی زوجہ سردار سنگھ قوم کوری ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] زمیندار موضع رجلامی محال خالصہ پرگنہ شمس آباد بہم مدعی

گلاب

بنام گلاب ولد لالو قوم کسان ساکن نگلا سیلے پرگنہ شمس آباد بہم حال مقیم مالا سنگھ کا اسٹریٹ تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری ڈاکخانہ جھنگ پور احاطہ پنجاب ...... مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت لگان کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۳ ماہ جون ۱۹۳۱ء وقت ۱۰ بجے صبح بمقام تحصیل قائم گنج اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمھاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم تائید جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۳ ماہ مئی ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

سر ہو رہی ہے۔

"اوموئے فاسق تبا اتنی دیر کہاں لگائی۔ لا یا میری فرمائش؟" معروف نے تمام سامان سامنے رکھا۔ دلیے پر قند سیاہ کا بھوا دیکھ کے بی عزہ کا مزاج بگڑ گیا "ارے خدا تجھے ناپید کرے۔ تیری لاش بچ جاتی جائے۔ تیرا حلوا کھاؤں۔ تیری ہڈیاں چباؤں تجھے بے بے کروں۔ میں نے شہد کو کہا تھا تو قند سیاہ کو لا یا۔ جب دیکھو کلیجہ واجان جلا دیتا ہے۔ آگ لگاؤں تیرے منہ کو" یہ کہا اور طباق اُٹھا کے میاں کے منہ پر کھینچ مارا۔ میاں نے لاکھ لاکھ سمجھایا کہ بی بی یہ بھی قرض کے ذریعے سے پوری ہوئی ورنہ آج تو آمدنی کی جگہ صرف فضل الٰہی شامل حال تھا۔ بھلا بی بی کس کی سنتی ہیں۔ ایک گھونسا کنپٹی پر دوسرا مُکا منہ پر رسید کیا۔ سر چکرایا آگے کے دو دانت سڑی ہوئی کیری کی گٹھلی کی طرح منہ سے نکل پڑے۔ آج میاں معروف کو بھی تھوڑا سا غیظ آگیا اُنھوں نے چندیا پر ہلکی سی چپت رسید کر دی۔ یہ چپت نہ تھی شامت تھی۔ پھر تو بی عزہ نے لپک کے داڑھی تھامی اور لگیں داڑھی کی رسی میں جھول جھول کے گالیاں گانے "ارے تیرا ستیاناس جائے۔ تجھے موت آئے۔ موئے رو سیاہ۔ کُتے۔ حرامی۔ ہائے محلے والو دوڑیو ارے میں مری۔ میری ہڈیاں ٹوٹیں۔ میری جان نکلی" محلے والے غل غپاڑا سُن کے دوڑے۔ ریشم سی داڑھی اس کے آہنی پنجے سے چھڑائی۔ واقعہ سُنا اور معروف کی حمایت میں زبان کھولی "خدا سے ڈر کمبخت۔ اس بیچارے نے کوئی قصور نہیں کیا۔ جسکی تعزیر میں داڑھی نوچی۔ ہم سب دلیا اور قند کھاتے ہیں۔ اسکے علاوہ معروف ایک مفلس فقیر آدمی ہے۔ اس نے اتنا بھی کیا تو بہت کیا" محلے والے سمجھا بجھا کے کنارے ہوئے مگر عزہ پر ایسا شیطان چڑھا تھا کہ ان لوگوں کے جاتے ہی اس نے پھر چھیڑ نکالی یعنی دلیے اور روٹی کے عوض قسم کھائی کہ اگر اس کھانے میں سے ایک دانہ بھی زبان پر رکھوں تو سور مردار کے برابر۔ معروف بھوک کی وجہ سے بے تاب تھا جب اتنی منت سماجت کرنے پر بھی عزہ نے کھانا نہ کھایا تو اس نے دل میں کہا "جا جہنم میں۔ تو نہیں کھاتی تو میں نگلتا ہوں۔ ارے ہاں مُفت کا مال تو ہے نہیں" ادھر معروف نے یا رزاق کہہ کے نوالہ بنایا ادھر بی عزہ نے گنا شروع کیا "زہر مار۔ ٹلّا۔ انتی سار۔ سنکھیا۔ آکھی ہیضہ ہو" ان الفاظ کی حقیقت ہی کیا ہے جو معروف کے کھانے میں حرج کرتے وہ کھاتا اور ہنستا رہا۔ اور یہ بھی وعدہ کیا کہ انشاء اللہ کل گھی میں بھنا ہوا دلیا اور شہد اپنی بی بی کے لیے مہیا کروں گا۔ خدا کے لیے میری جان بنج نہ کر۔ غرض رات بھر جلی کٹی کو سم کاٹے رگڑے جھگڑے میں تیر ہوئی صبح کو معروف دُکان کی جانب روانہ ہوا ابھی اچھی طرح بیٹھا بھی نہ تھا کہ قاضی کا پیادہ آیا اور اُس نے حکم دیا کہ چلو قاضی صاحب یاد فرماتے ہیں تمھاری بدکردار چڑیل جورو نے تمھاری شکایت کی ہے چل کے جواب دو۔ بیچارہ حکم حاکم سے مجبور۔ کار بار چھوڑ کے نالش کی پیروی کو اُٹھا۔ قاضی کی کچہری میں طرفہ تماشا نظر آیا۔ بی عزہ ہاتھ پر پٹی لپیٹے گلبند ڈھے میں ہاتھ لٹکائے کھڑی تھیں برقع پر خون کے چھلکتے پڑے ہوئے آنکھوں میں کٹوروں آنسو جھلکو جھلکو رو رہی ہیں۔ یا اللہ یہ نیا شگوفہ کون سا پھولا۔ قاضی نے معروف کو دیکھتے ہی ڈانٹ بتائی کہ بندۂ خدا خدا سے ڈر یوں بھی کوئی اپنی بی بی کو مارتا ہے کہ لہو لہان کر دیا۔ ہاتھ توڑ ڈالا دانت اُکھاڑے۔ قرآن میں اس قسم کی مار دھاڑ ممنوع ہے۔ اگر تو نے فی الواقع یہ حرکت کی ہے تو ابھی قصاص کا حکم دوں گا ساری ہیکڑی بھول جائے گا"

معروف نے ہکا بکا ہو کے جواب دیا۔ حضور اگر میں نے یہ افعال کیے ہوں تو جو جی چاہے سزا دیجیے۔ واقعہ بالکل اسکے خلاف ہے۔ اسے دیکھیے کیسی کل سے سوچی ہوئی ہے۔ ملاحظہ ہو منہ کی چکلی ہیں کھندا نہ پڑا ہوا ہے۔ اس مردمار عورت کو بھلا میری کیا مجال جو کچھ کہہ سکوں۔ مارنا تو بڑی بات ہے"

پھر تمام قصہ دُہرایا۔ قاضی نہایت رحم دل تھا۔ جیب سے ایک اشرفی نکال کے دی کہ لے اور اس بے حیا بد زبان مکار عورت کی فرمائش پوری کر کے پیچھا چھڑا۔ ہو گیا۔ عزہ بیگم گھر کی راہ لی اور معروف دُکان کی جانب چلے راستے میں قاضی کے پیادوں نے آگھیرا "لاؤ میاں ہمارا حق۔ سیدھی طرح دو ورنہ ابھی کھڑے کھڑے ہم خود حاصل کر لینگے" معروف نے لاکھ

"بندہ تو یوں ہی اس کشتی پر سوار ہو کے گول میز تک پہونچے گا۔ دیکھوں تو کون روکتا ہے"

[illegible] حاجت کی کہ میں فقیر آدمی ہوں تم نے دیکھ لیا
[illegible] قاضی صاحب نے رحم فرما کے ایک اشرفی اپنی جیب سے
مجھے دی بھلا میں تمہیں کہاں سے دوں۔ مگر تو بلیس
قاضی کے پیادے اور کچہری کے بھوت رحم کرتے ہیں
ایک نے داڑھی پکڑی دوسرے نے پگڑی آ اسکی
سر بازار ایک نیا تماشا رو بکار ہوا۔ آخر معروف نے دکان
اونار دو اشرفیوں پر بیچ کے پیادوں کا جھگڑا چکایا!
سچ کہا ہے نحوست اکیلی نہیں آتی معروف اس
فکر میں تھا کہ کسی طرح دھندا چلے اتنے میں دو بھال
کے کرتے شیطان صورت پھر دکان پر آ دھمکے
اور کہنے لگے چلو جی قاضی صاحب یاد کرتے ہیں۔
معروف نے کہا کہ ابھی تو میں قاضی کی زیارت سے
مشرف ہو کے آیا ہوں اب کیوں بلایا ہے۔ وہ بولے
کہ ہم دوسرے قاضی کی سرکار سے آئے ہیں تمہاری
شیطان سیرت جورو نے تم پر دعوے کیا ہے۔ ناچار
میاں معروف قاضی کے سامنے حاضر ہوئے۔ اور
عرض کی کہ حضور ابھی فلاں قاضی صاحب نے
ہم دونوں میں صلح کرادی یہ عورت بڑی لڑاکا ہے
خدا اسکی شر سے بچائے یا ور نہ کو کسی کو بھیج کے
پوچھوا لیجیے۔ قاضی صاحب نے پوچھوایا تو معلوم ہوا
کہ معروف سچ کہتا ہے اب تو قاضی صاحب نے
عُرّہ پر آنکھیں نکالیں "کیوں چڑیل مکار یہ
کیا ہتھکنڈے ہیں قاضیوں کی جناب میں تمسخر
کرتی ہے۔ ہے شرط کہ ابھی چوب سیاست استادہ
کر کے دُرّوں سے خبر لوں۔ دیکھو میاں معروف۔
معروف کے معنی "نیکی" کے ہیں تمہیں نیکی کرنی
چاہیے۔ عورت مرد کی "حرمت" کہلاتی ہے اپنی عزت

اپنے ہی ہاتھوں ضائع نہ کرو۔ جاؤ خبردار میں دوبارہ
شکایت نہ سنوں" بی عُرّہ نے دُہائی دی کہ حضور
ابھی ابھی اس نے قاضی صاحب کی کچہری سے
نکل کے مجھے دوبارہ مارا ہے خدا کے لیے انصاف
کیجیے مگر بی عرہ کی زبان قاضی کے سامنے بھی
گالیوں کی بوچھار سے باز نہ رہی اسوجہ سے قاضی
بدگمان ہو گیا اور شنوائی نہ کی۔ البتہ کچہری کے
پیادوں کا حق خدمت قاضی کے حکم سے میاں
معروف کو یہاں بھی ادا کرنا پڑا۔ اب دکان میں
خاک اُڑنے لگی۔ بیٹھے تو مگر جان جسم میں نہ تھی کہ
قوت لایموت کیونکر دستیاب ہوگا۔ یہ قوت اور
قوت کی فکر میں تھے اور مقدر اپنی فکر میں جس جگہ
بیٹھے تھے ابھی وہ گرم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ
"باب عالی" (ہائیکورٹ) کا پیادہ جبر کرتا نازل
ہوا اور حکم دیا کہ چلو میاں معروف تمہاری بدبختی
(جورو) اب عدالت عالیہ تک پہونچ گئی۔ قرق آیا
کو حکم مل چکا ہے کہ تمہاری دُکان قرق کرے۔ شام
ہو گئی تھی میاں معروف نے پیادے سے کہا "تو
چل میں آتا ہوں" اور خود کمر میں کپڑا لپیٹ کے
اُٹھے دُکان میں قفل لگایا اور سیدھے باب النصر
(مصر کی شہر پناہ کا ایک دروازہ) کی جانب چل کھڑے
ہوئے۔ کمر میں صرف پانچ درہم جوتوں کے قالب
بیچنے اور پیادوں کا حق خدمت ادا کرنے کے بعد
بچے تھے اُسکی روٹیاں مول لیں۔ دل میں طے
کر لیا کہ اب اس چڑیل کا منہ نہ دیکھوں گا۔
میاں معروف منہ اُٹھائے بلا ارادہ بھاگے چلے
جاتے تھے کہ کیان کے قریب بارش کے آثار نمودار

ہوئے عادلیہ تک پہونچتے پہونچتے غلافت [illegible]
موسلا دھار مینہ برسنے لگا۔ کپڑے بھیگے۔ جائے پناہ
کی تلاش ہوئی ایک دھنڈھار پرانی عمارت معلوم
نہیں کب سے خراب خستہ حالت میں پڑی ہوئی
تھی اُس کے ایک گوشے میں نا بدان سے کچی [illegible]
کی قطع سے کھڑے ہو رہے اور اپنے حال زار پر
آنسو بہانے لگے ؎

چشم تر یوں اشک برساتی رہے
آبرو برسات کی جاتی رہے

کوئی سُننے والا نہ تھا پھر بھی آواز سے بلند یوں بین
کرنے لگے "اے خدا کی مار اس چڑیل بیسوا
عُرّہ پر جس نے مجھے یوں در بدر کر دیا۔
کہاں جاؤں کیا کروں کچھ بس نہیں چلتا۔ خدایا
کوئی تو ایسی صورت نکال دے کہ میں کسی دور دراز
مقام تک پہونچ جاؤں اور اس بیسوا کے ظلم کا
ہاتھ میرے دامن سے علیٰحدہ رہے"
دفعتہً دیوار شق ہوئی اور ایک بلند بالا شخص سامنے
آن کھڑا ہوا جس کے دیکھنے سے بدن کے رونگٹے
کھڑے ہو گئے۔ آنے والے نے مہیب آواز سے
کہا "اے مرد کیوں عورتوں کی طرح رونا اور بین کرتا
ہے۔ میں دو سو سال سے اس مکان میں رہتا ہوں
آج تک کوئی انسان یہاں نہیں آیا۔ تیرے بلکنے
تڑپنے پر دل پسیج گیا۔ اپنی حاجت بیان کر میں

تفریق در جمع

(حاجی)

حکومت

(بیسٹ صاحب)

سوراج

(گاندھی جی)

سرگوشی

حاجی کا کاکوا :- ٹے ٹے۔ میاں مٹھو۔ مٹھو۔ آٹا۔ آٹا۔ آٹا۔ الگ۔ الگ۔ الگ

حکومت :- "سنتے ہو جو یہ کیا کہتا ہے؟"

سوراج :- "پھر بھی میں گول کانفرنس میں شریک ہوں گا۔"

اُسے بولا کرنا ہوگا۔ معروف نے اپنی بی بی کی کہانی
دہرائی جن بولا کہ اچھا میں تجھے رات ہی رات ایسے
مقام پر پہونچا دوں گا کہ غرہ کی رسائی وہاں تک
نہ ہوسکے گی میرے کندھوں پر بیٹھ جاؤ آنکھیں بند کرلے۔"
معروف نے حکم کی تعمیل کی۔ جن اُڑا اور شب بھر اُڑتا
رہا۔ سوم سحر ایک پہاڑ کی چوٹی پر اُترا اور انھیں
ہدایت کی کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک عظیم الشان
شہر آباد ہے۔ تم جاؤ اور اسی میں بود و باش اختیار
کرو غرہ کی مجال نہیں جو یہاں تک آئے۔ وہ تمہیں
خدا کو سونپا۔ جن آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوگیا
اور معروف نے شہر کی راہ لی۔ شہر واقعی نہایت آباد
و معمور تھا۔ فضا سے طبیعت خوش ہوئی مگر ان کے مصری
لباس کو ...... وہاں کے رہنے والے عجیب نگاہ
سے ...... دیکھتے تھے۔ چلتے چلتے بازار ملا۔ بازار والوں
نے جو ایک عجیب غریب ہونق آدمی دیکھا تو سب نے
گھیر لیا اور ہر ایک نے پوچھ گچھ کا تار باندھ دیا۔
کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ کب آئے۔ کیوں آئے۔
کب جاؤ گے۔ معروف نے کہا میں آج ہی وارد ہوا
ہوں۔ مرد غریب ہوں۔ مصر وطن ہے۔ شب کو روانہ
ہوا۔ صبح کو یہاں پہونچا۔ اے دیکھو مصر کی پکی ہوئی
تازی تازی روٹیاں میرے پاس ہیں جو اب تک
سڑی گلی نہیں۔ سننے والوں نے قہقہہ لگایا کہ واہ
صاحب آپ تو عجیب شخص ہیں کہاں مصر کہاں یہ شہر
ایک برس کی راہ آپ نے ایک شب میں طے کی۔
اجی "یا ہو" کی تسبیح پڑھیے۔ فصدیں کھلوائیے
ہیں تو آپ سڑی سودائی معلوم
ہوتے ہیں۔" معروف کو غصہ آیا
اور زبان لڑانے لگا کہ سڑی ہونگے
آپ اور آپ کی ہفت پشت۔ ذری
زبان سنبھال کے بات کیجئے شاید
انسانیت آپ کے شہر میں جنس نایاب ہے
جو غریب کو بناتے ہیں۔ غرض لڑنے
آنے کی شہرت ہوئی اور خلقت
ہر تماشا چلی۔ کوئی انکی باتوں پر
ہنستا کوئی انگلیاں مٹکاتا [illegible]

ڈھیلے بازی کی مشق کرتے۔ جوان عورتیں نظر بچا کر
مسکراتیں۔ جان پڑا ہوا تو جن میں پھنسی ہوئی تھی کہ
ایک سوداگر گھوڑے پر سوار نمودار ہوا۔ بھیڑ کو ہٹا کے
ان کے پاس آیا مجمع کو ڈانٹا کہ مسافر سے اس قسم کا
برتاؤ مناسب نہیں۔ خدا سے ڈرو۔"
سوداگر کے ڈرانے دھمکانے غیرت دلانے سے لوگ
کنارے ہوئے۔ میاں معروف کی جان میں جان آئی
ورنہ غرہ کی قربت یہاں کے ورود سے زیادہ بھلی
معلوم ہونے لگی تھی اور پچھتاتے تھے کہ کہیں گھر چھوڑ
پردیس میں آئے بلا سے غرہ کو بدکاری کرتی تھی
یہاں تو سیکڑوں غرہ زادے اس کی نیابت کا
حق ادا کرنے پر مستعد ہیں۔ سوداگر نے حال پرسی کی
مصافحہ ہوا بعد ازاں معذرت کی کہ یہ لوگ بازاری
بے شرم بے حیا غیر مہذب ہیں ان کے برتاؤ سے آزردہ
نہ ہو میرے ساتھ آؤ تم میرے مہمان ہو۔ اتنا کہکے
انھیں ہمراہ لیا۔ گھر پہ آیا خاطر تواضع سے بٹھایا۔
حمام کروایا۔ کپڑے بدلوائے۔ کھانا کھلایا۔ اب جو
میاں معروف نکھرے تو شہزادے معلوم ہونے لگے
آدمی تھے صورت دار۔ غرہ چڑیل نا قدری تھی
جس نے ایسی صورت کی پروا بھی نہ کی۔ جب
اطمینان سے بیٹھے تو سوداگر نے نام پوچھا۔ کہا معروف
اس حقیر کا نام ہے۔ مصر مسکن۔ پیشہ موچی یعنی
پرانی جوتیاں بھی ٹانکتا ہوں۔
سوداگر "مصر کے کس محلے میں رہتے ہو؟"
معروف "درب احمر میں"

سوداگر "شیخ احمد عطار سے واقف ہو؟"
معروف "بہ اچھی طرح۔ وہ تو میرے پڑوسی ہیں
دیوار درمیان ہے"
سوداگر "وہ بخیریت ہیں؟"
معروف "الحمد للہ"
سوداگر "اور ان کے بال بچے؟"
معروف "ان کے تین صاحبزادے ہیں مصطفےٰ
محمد۔ علی۔ ان کا نام ہے۔ مصطفےٰ ایک عالم ہیں
شاگردوں کو درس دیتے ہیں۔ محمد نے عطاری کا
پیشہ اختیار کیا ہے اور اپنے باپ کی دکان کے
پاس ہی دکان کھولی ہے۔ ان کی شادی بھی ہوگئی
ان کے بچے کا نام حسن ہے۔ رہ گئے چھوٹے صاحبزادے
میاں علی تو وہ میرے ہم سن تھے اور ہم دونوں بچپن
میں ایک ساتھ کھیلا کرتے تھے آپ جانئے طفلی کا
عالم تھا۔ اونچ نیچ سمجھنے کی تمیز نہ تھی ہم لوگ
کھیلتے کھیلتے عیسائیوں کے گرجے میں جاکے ......
وہاں سے کتابیں چرا لاتے اور انھیں بیچ کے صرف
کرتے۔ ایک مرتبہ گرجے کے محافظوں نے دیکھ لیا۔
...... مال مسروق سمیت پکڑے گئے۔ ایک عیسائی
علی کو شیخ احمد عطار کے پاس پکڑ لے گیا اور شکایت
کی کہ دیکھیے اپنے صاحبزادے کی حرکتیں یہ چوری
کرتے ہیں آج تو ہم آپ کے پاس پکڑ لائے مگر اب
جو انھوں نے ایسی حرکت کی تو ہم بادشاہ تک فریاد
لے کے جائینگے۔ شیخ احمد آدمی منصف مزاج ہیں انھوں نے
عیسائی سے معذرت کی اور علی کو لٹکا کے خوب مارا۔

علی اسی دن سے غائب ہو گیا آجتک مفقود الخبر ہے۔ خدا جانے زندہ ہے یا مر گیا۔ بیس برس گزر گئے۔ آنکھیں اُسے ڈھونڈھتی ہیں۔ ماں باپ نے بہت کوشش کی جب کہیں پتہ نہ لگا تو مایوس ہو کے بیٹھ رہے"

سوداگر:- "بھلا علی کو دیکھو تو پہچان لو گے؟"

معروف:- "زمانہ بہت گزر گیا مگر تم میں اسکی شکل بہت ملتی ہے"

سوداگر:- "وہ تمہارا مفرور دوست تمہارے سامنے ہے؟"

دونوں گلے ملے۔ معروف نے اپنا تمام قصہ کہہ سنایا۔ سوداگر نے بیان کیا کہ جس وقت میری عمر سات برس کی تھی جب مجھ پر غصہ کا غلبہ ہوا تو میں بھاگ کھڑا ہوا۔ دنوں ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ قضا ہماس سرزمین میں لے آئی جس کا نام اختیان مختن ہے۔ یہاں آکے میں نے اپنے کو تاجر مشہور کیا اور کہا مال تجارت عنقریب آجائے گا۔ ایک کوئی جو میرے اعتبار پر ہزار اشرفیاں مجھے دے۔ ایک بے وقوف راضی ہو گیا اور میں نے تجارت شروع کی خدا کی عنایت سے تھوڑے ہی دنوں میں مال دار ہو گیا۔ بھائی تم اب یہ نہ ظاہر کرنا کہ تم موچی ہو۔ فقیر ہو۔ مجبور کے مزدور ہو۔ جن تم کو اٹھا لایا۔ فقیر مفلس کی قدر یہاں نہیں۔ اور اگر جن کے ساتھ تمہاری دوستی ظاہر ہوئی تو یہاں کے ڈرپوک آدمی تمہاری صورت سے بیزار ہو جائیں گے۔ کل میں تمہیں ایک ہزار اشرفی دوں گا۔ تم گھوڑے پر سوار ہو کے چوک میں جانا اور میری دکان فلاں مقام پر ہے۔ میرا غلام تمہیں میرے پاس لے آئیگا۔ میں تمہیں دیکھتے ہی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہونگا اور تم سے پوچھوں گا کہ جناب سوداگر صاحب آپکے پاس کمخواب کے تھان ہیں۔ تم کہنا بہت۔ میں کہوں گا زربفت۔ تم کہنا بہت۔ غرض میں ایک ایک جنس کا نام لونگا تم اسی طرح جواب دینا۔ میں لوگوں کی نگاہ میں تمہاری وقعت بڑھاؤں گا تم کہنا کہ میرا مال تجارت پیچھے رہ گیا ہے عنقریب انشاء اللہ داخل شہر ہو گا۔ پھر میں دعوت کر کے تمام سوداگروں کو تم سے ملواؤں گا۔ تم بھی میری طرح دکان کھول کے تجارت شروع کر دینا آئینہ صفا کا۔ ساری بات بن جائے گی۔ تم سے کچھ پردہ نہیں بھائی۔ تب یہی کیا تھا۔ میاں معروف نے اپنے پرانے دوست کا مشورہ قبول کر لیا۔ دوسرے دن گھوڑے پر سوار غلام زریں کمر ہمراہ رکاب۔ ہمیانی میں اشرفیوں کا توڑا۔ شبو بھو کا غل مچتا ہوا اس شان سے علی کی دکان پر وارد ہوئے۔

علی:- "آخاہ جناب عظمت مآب گردوں قباب ہلال کلاہ تاجر محتشم امیر معظم مولانا معروف صاحب ہیں صبحکم اللہ بالخیر (گوڈ مارننگ)"

یہ کہہ کے دست بوسی کی اور پلکوں سے جاروب کشی کرتا ہوا مقام صدر پر لا بٹھایا۔ جو لوگ وہاں حاضر تھے سب مستفسر حال ہوئے۔ علی نے کہا بھائیو یہ بہت بڑا تاجر ہے اسکے مال و دولت کی تھاہ نہیں۔ تمام خاندان کئی پشت سے تمول میں شہرت رکھتا ہے۔ ہند سندھ چین لندن کونسا مقام ہے جہاں انکی تجارت کی شاخ نہیں ایسی دولت ہے کہ نہ مارے مرتی ہے نہ کاٹے کٹتی ہے اور میں تو بھئی اسکا نمک خوار ہوں۔

علی تاجر تھا۔ اسکی ساکھ بندھی ہوئی تھی اس نے جو تمول کی تصدیق کی تو تمام اہل صحبت ملک التجار سمیت تعظیم کے ساتھ ملے۔

علی:- "کہیے حضور آپ کا مال تجارت کہاں ہے"

معروف:- "پیچھے رہ گیا ہے چند روز میں آجائے گا"

علی:- "اس مال میں زربفت بھی ہے؟"

معروف:- "بہت۔"

علی:- "کمخواب؟"

معروف:- "ہزاروں تھان"

علی:- "اطلس؟"

معروف:- "بے گنتی بے شمار"

علی:- "[illegible]؟"

معروف:- "سینکڑوں گٹھر"

علی:- "مشجر [illegible] تاش۔ بادلہ۔ مجوری۔ شال؟"

معروف:- "بہت۔ بہت۔ بہت۔ بہت منوں گٹھروں بھجوائے"

ایک صاحب صحبت:- "کیوں بھائی علی۔ تمہارا شہر سوداگر ہزار بوجھ چوخ اصفر (ایک قسم کا کپڑا) فراہم کر سکتا ہے؟"

علی:- "ہزار بوجھ کیا مال ہے۔ ابھی ہزار بوجھ تو اسکے گودام سے معہ مزہ دوسرے شہروں کو روانہ ہوتے ہیں اور گودام کا کونا بھی خالی نہیں ہوتا"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک سائل کوڑی کوڑی مانگتا جھولی لیے معروف کے پاس آیا اور ہاتھ پھیلایا۔ میاں معروف نے مٹھی بھر اشرفیاں سائل کے حوالے کیں۔ اہل صحبت یہ سخاوت دیکھ کے متحیر ہوئے اور بھک منگوں نے جو چاندی سونے کی بو سونگھی تو دوڑے۔ معروف صاحب نے اشرفیاں لٹانی شروع کر دیں۔ مال مفت دل بے رحم۔ کانے کھترے لولے لنگڑے فقیر فقیرنیاں لونڈے بڈھے دکان کے گرد جمع ہو گئے۔ جب تھیلی میں خاک اڑنے لگی تو معروف صاحب نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کف افسوس مل کے ہاتھوں کی لکیریں مٹانے لگے۔

ملک التجار:- "کیوں جناب معروف خیر تو ہے؟"

معروف:- "جی ہاں کیا کہوں۔ اگر میں جانتا کہ یہ شہر مفلسوں سے آباد ہے تو اپنے ہمراہ زیادہ دولت لاتا افسوس اس بات کا ہے کہ اب جو کوئی فقیر کچھ مانگے گا تو کیا جواب دوں گا"

ملک التجار:- "کہہ دیجیے۔ برکت ہے۔ بابا پھر مانگو۔ سائیں آگے بڑھو۔ خدا رزاق ہے۔ شاہ جی معاف کیجیے۔ یہی الفاظ ہیں"

(باقی آئندہ)

مترجم ——— [illegible]

متواتر گزشتہ ۴۰ سال کا آزمودہ گورنمنٹ ہند و جرمنی سے رجسٹری شدہ

سدھا سندھو

حسب ذیل امراض کی تیر بہدف دوا ہے جو گرہست گھر میں جا ہے جس وقت پیدا ہو سکتے ہیں مثلاً ہیضہ۔ کف۔ کھانسی۔ دمہ۔ شول۔ سنگرہنی۔ نیند نہ آنا۔ پیٹ درد۔ قے۔ دست۔ جی متلانا وغیرہ ایسے ہی امراض کی بغیر کسی انوپان کے دوا ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ایک سے دو تک چھ آنہ (۶/)

بچوں کا تندرست و خوش و خرم رہنا والدین کے فخر و تسلی کا باعث ہے اسلیے آپ اپنے بچوں کو

بال سدھا

بلائیے۔ ایسی میٹھی و خوش ذائقہ دوا کے پینے سے بچے موٹے تازے تندرست اور طاقتور رہتے ہیں چہرہ پر سرخی اور رونق آجاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ محصول ۸

دور رنگ کیسری

یعنے داد کی دوا

بغیر کسی قسم کی جلن و تکلیف کے داد کو جڑ سے نیست و نابود کرنے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۴ محصول ایک سے دو تک ۴ ایک درجن خریدنے پر دو روپیہ چار آنہ (۲/۴) محصول معاف۔

ہماری ادویات سب دوا فروشوں کے پاس ملتی ہیں

منگوانے کا پتہ۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

برانچ کلکتہ — براںچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء معہ نمونہ تمباکو خوردنی بہ ذیل پتہ مفت طلب فرمائیے۔

المشتہر:۔ مقتدا خان افتدا خان تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی ڈاک فوراً روانہ کر دیا جائیگا
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چار آنہ کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔
(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پریم بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ کل ادویات داخلی سے بلحاظ پے گیا ہے نہایت آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایت آنکھ مثلاً سرخی پھیلا جالا۔ بال۔ ککرے۔ آشوب چشم نزلہ۔ دھند پیشہ شروع موتیا بند۔ دھوے۔ سوزش وغیرہ کے لیے انتہا مفید اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۶ ماشہ ۴ آنہ محصول ۔ درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش ہلدی سنہابی اے ۴۸ سوامی نگر دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات جاہل خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر: منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں ہے اور نہایت ہی آسان ہے اسی وجہ سے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھکر یا ٹائپ رائٹر کا بعینہ نوراً تمنا خود چھاپ سکتا ہے۔ حکمنامے وکالت نامے امتحان کے پرچے۔ نوٹس۔ خطوط۔ بیل وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمہ کے حکام بالا کے سرٹیفکٹ موجود ہیں۔ نیز دفتر "ہمت" میں بھی عرصہ سے موجود ہے حال میں لکھنؤ کونسل میں بھی پسند کر کے لیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ اگر اس سے آسان جلد و خوشنما کام کر نہ الا آپ کوئی اور پریس ثابت فرماوینگے تو یہ بے تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

سائز	نوٹ پیپر	فلسکیپ سائز	ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ وغیرہ
۴×۷ انچ	۸×۱۰ انچ	۶×۱۳ انچ	۱۳×۱۶ انچ
قیمت ۶ روپیہ	۱۲ روپیہ	۱۸ روپیہ	۳۴ روپیہ

پر بیل یا مفصل اشتہار دفتر طلسمی پریس شہر میرٹھ سے طلب فرمائیے

فرشتہ بہشت کا پیغام

بیماری اور کمزوری کی زندگی بھی دوزخ کی سی تکلیف رساں ہے۔ اگر آپ بیمار اور کمزور ہیں تو ..... گولیوں کا استعمال کیجئے گولیاں فرشتہ بہشت کا کام کریں گی جلدی ایام میں ..... سرعت انزال ..... اعلیٰ درجہ کی ..... دنیوی سے مالا مال کر دیں گی۔

قیمت فی ڈبیہ ۴۰ گولیاں ..... ایک روپیہ ..... چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ویدیہ شاستری جام نگر کاٹھیاواڑ

ایجنٹ ..... کوچوک لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے کیلئے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے علمی پہلو پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُن سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ ۶ ‌ـ ۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
قیمت پیشگی
سالانہ ...... پانچ روپیہ
ششماہی ...... تین روپیہ
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M. B. KHAN ARTIST LUCKNOW

جلد ۱۶ نمبر ۲۰

مضامین

۱۴ر جون ۱۹۳۱ء

معروف اسکافی کا قصہ

(بسلسلۂ گزشتہ)

معروف ۔ "جناب مجھے تو اس طرح سائل کو مایوس کرنے کی عادت نہیں"

ملک التجار ۔ "تو پھر؟"

معروف ۔ "تو پھر یہ کہ میں ہوں غریب الوطن علی (بوجہ مال تجارت) ابھی نہیں آیا ہزار اشرفی کی حقیقت ہی کیا ہے اگر کوئی شخص میرا اعتبار کرے تو حمل آجانے کے وعدے پہ ہزار اشرفیاں قرض دے۔ جب حمل آجائے گا تو ایک کی جگہ ہزار دینے کا میں وعدہ کرتا ہوں۔ چاہے کپڑا لیجیے چاہے جواہر لیجیے چاہے چاندی لیجیے چاہے سونا لیجیے"

علی سوداگر کی ساکھ پہ شاہ بندر (ملک التجار) نے ہزار اشرفیوں کا توڑا حوالے کیا اور وہ بھی شام تک نذر فقرا ہو گیا۔ شام کو علی نے دعوت کی تھی تمام سوداگر محفل میں بیٹھے ہوئے تھے باتیں ہو رہی تھیں۔

ایک سوداگر ۔ "ہمارے بادشاہ کے خزانے میں سو مثقال وزن کا ایک ہیرا ہے"

معروف ۔ "ایسے ایسے ہیرے تو میرے پاس بافراط ہیں۔ میرے سائیس کی ٹوپی ایک طول ہیرے کی ترشی ہوئی ہے۔ حمل آنے دیجیے۔ میں آپ کو ایک بڑا تخت ہیرے کا دکھاؤں گا۔ حمل آنے کی کسر ہے۔"

دوسرا سوداگر ۔ "ہم سبھوں نے جارنج مرنج کلیک نمرود کیا"

معروف ۔ "میری کنیز کی کھڑاؤں ایک طول زمرد کی ترشی ہوئی ہے اور عالم مرحوم کے منہ دھونے کا طشت مسلم یاقوت رمانی کا تراشا ہوا تھا۔ حمل آنے دیجیے"

دنیا احمقوں سے خالی نہیں سمجھو کہ میں روز تک ہمارے دوست میاں معروف بازار کے تاجروں سے ساٹھ ہزار اشرفیاں قرض لے کے سخاوت کا دریا بہاتے رہے۔ حمل نہ آج آتا ہے نہ کل۔ علی سوداگر کا حال ابتر کہ بیٹھے بٹھلائے کیا آزار مول لیا۔ سوداگروں میں سرگوشی ہونے لگی کسی نے دو ہزار اشرفیاں قرض دی تھیں کسی نے چار ہزار غرضہ ماجرا یہ کہ جب علی سوداگر نے میاں معروف کو اس بے اعتدالی سے روکا تو اس بھلے مانس نے علی کو بھی یہی جواب دیا۔ "کچھ پروا نہیں حمل آنے دو سب ادا کر دوں گا۔ حتی یجئ الجمل"

علی سوداگر ۔ "دیکھو تم مجھے بھی فقرہ دیتے ہو۔ کیسا مال اور کیسا حمل۔ کیا تم نے مجھ سے اقرار نہیں کیا تھا کہ اپنی جورو کے ڈر سے تم بیک بینی و دو گوش یہاں بھاگ کے آئے"

معروف ۔ "او نہہ۔ حمل آنے دو۔ ان ساٹھ ہزار اشرفیوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ ابھی میں کو شہر بھر کو سونے چاندی جواہر سے بھر دوں گا۔ حمل آنے دو"

علی ۔ "تو کیا واقعی تمہارے پاس مال بھی ہے؟"

معروف ۔ "بہت"

علی ۔ "تمہیں نے پڑھایا اور ہمیں کو سبق دیتے ہو؟"

معروف ۔ "بک بک نہ کرو۔ حمل آنے دو"

علی کو غصہ آیا کہ عجب واہی آدمی ہے کہنے لگا۔ "رہو بچا۔ دیکھنا کیا تماشا دکھاتا ہوں" مگر دل نے کہا کہ تو ہی نے تو ان تاجروں کو معروف کے صاحب مال ہونے کا یقین دلایا تھا۔ اب کس منہ سے کہے گا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور بندہ بھی اسکے جھوٹ میں شریک تھا۔ دہرا جھوٹ مناسب نہیں۔ جب قرض خواہوں نے بہت عاجز کیا تو اس نے سمجھایا کہ "سنو بھائیو اس مرد مسافر کے ذمہ ایک ہزار اشرفیاں میری بھی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہے یہ اپنے وقت کا قارون۔ میں نے تم سے کبھی قرض دینے کی سفارش نہیں کی تھی جو تم میرا دامن تھامتے ہو۔ اگر تمھیں صبر نہیں تو کچہری کا دروازہ کھلا ہوا ہے جاؤ بادشاہ کے حضور میں عرضی دو وہ انصاف کرے گا۔ آخر سوداگروں کا جتھا شاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ "مرادہ ہے بیداد ہے فریاد ہے" کا غل سن کے جہاں پناہ نے سامنے طلب کیا واقعہ پوچھا۔ حال سن کے منہ میں حضرت کے بھی پانی بھر آیا سوچے کہ تاجر کی یہ ہمت نہیں کوڑی کوڑی جوڑ کے روپیہ جمع کرنے والے کا اتنا حوصلہ نہیں ہو سکتا کہ مٹھیاں بھر بھر کے زر سرخ

اُٹھائے اور افسوس نہ آئے۔ ہو نہو یہ کہیں کا خانزاد ہے قافلے سے آگے بڑھ کے خود یہاں چلا آیا۔ لاؤ لشکر مال منال پیچھے آتا ہوگا۔ اگر مفلس کنگال ہوتا تو روپے کے لیے ہوکے مال نہ لٹاتا۔ مہاجن یا تاجر ہوتا تو سوداگری کا ڈھیر پھیلاتا۔ دوسرے یہ کہ سکا آتنا مطمئن نہیں ہوتا جتنا یہ مطمئن ہے۔ لوگ قیمتی مال کا ثمن لینے میں [illegible] وہ جواب دیتا ہے [illegible] یہ بہت ممکن ہو سکتا ہے کہ خادم کے آنے میں کسی وجہ سے دیر ہو گئی ہو۔ اچھا آج نہیں تو کل سہی پرسوں سہی۔ بیس دن میں حال کھل ہی جائیگا۔ اگر اس کا مال تجارت شہر میں آگیا تو قرضخواہ ایک ایک کے چار چار وصول کرینگے۔ دانائی یہ ہے کہ اسوقت اس مرد غریب الوطن کی مدد کروں اور جو منفعت قرضخواہوں کو پہونچنے والی ہے وہ خزانۂ سرکاری کو پہونچے غرض واقعات سُن کے شاہ نے وزیر سے مشورہ کیا۔ وزیر نے سب سے عرض رسا ہوا کہ خداوند کیسا مال کہاں کا مال۔ یہ شخص فریبی حیلہ ساز مکار ہے۔ تنہا آیا ہے دوسروں کے برتے پر سخاوت دکھا کے تاریک شب میں ایک روز منھ کالا کرے گا۔ اسوقت قرضخواہ سر پر ہاتھ رکھ کے روئیں گے مفت میں حضور بدنام ہونگے حقیر کی رائے ناقص تو یہ ہے کہ اس مکار کو بندی خانے بھیجیے کاٹھ میں پاؤں ڈلوا دیجیے۔ اگر حال آگیا اور نتیجہ خاطر خواہ ظاہر ہوا تو عذر کر لیا جائے گا۔ ورنہ کمبخت کیے کی سزا پائے گا۔"

حضور کے سر پر لالچ کا جن سوار تھا۔ بگڑ کے فرمایا۔ کیا جھک مارتا ہے۔ مکار کی یہ صورت نہیں ہوتی۔ انسان بے فائدہ مکر نہیں کرتا۔ بھلا لوز [illegible]

کنگلوں کو قرض دے کے مال دار بنانا بھی کوئی کرے۔ انجناب نے تو یہانتک ارادہ کر لیا ہے کہ شہزادی کی شادی بھی اسی کے ساتھ کر دیجائے صورت شکل بھی اچھی ہے سیرت بھی نیک ہے۔

یو غاک [illegible] حاضر دربار ہوئے بادشاہ نے اپنے پاس تواضع کے ساتھ بٹھایا اور یوں کلام کی ابتدا کی

شاہ:۔ "معروف آپ ہی کا اسم گرامی؟"

معروف:۔ "جی ہاں یہی خانہ زاد کا معروف نام ہے"

شاہ:۔ "اہلاً و سہلاً۔ کیا یہ سچ ہے کہ آپ نے ساٹھ ہزار اشرفیاں یہاں کے سوداگروں سے قرض لیں؟"

معروف:۔ "جہاں پناہ کو جو خبر پہونچی وہ بالکل صحیح ہے"

شاہ:۔ "تو پھر یوں اتنی خطیر رقم آپ نے ابھی ادا نہیں کرے"

معروف:۔ "مال آنے دیجیے [illegible] انشاء اللہ اس کے عوض چار ادا کروں گا۔ ان لوگوں نے مجھ غریب الوطن پر یہ احسان کیا ہے کہ مساکین اور فقرا کے سامنے مجھے کھسیانہ اور ذلیل نہیں ہونا پڑا۔ مگر ابھی تک مال نہیں آیا"

شاہ:۔ "خیر انشاء اللہ وہ دن بھی قریب ہے۔ میں نے آپ کے اوصاف حمیدہ کا حال سُنا تو آپ کو سامنے طلب کیا۔ اصل غرض یہ ہے کہ میرے پاس ایک موتی ہے۔ اسے دیکھیے اور اسکی قیمت کا اندازہ لگائیے۔"

شاہ نے چڑیا کے انڈے کے برابر ایک موتی نکالا۔ موتی بظاہر نہایت خوش قد گول آبدار تھا مگر میاں معروف کے نزدیک اسکی حقیقت ہی کیا تھی انھوں نے بے اعتنائی کے چٹکی میں موتی پکڑ کے اس زور سے مسلا کہ پانی کے بلبلے کی طرح وہ چکنا چور ہو گیا۔

پھر عرض کی "خداوند یہ ہرگز موتی نہیں بھلا موتی اور اتنا بودا؟ درحقیقت یہ ایک چیز قدرتی ہے جسے لوگ موتی کے دھوکے فخر کے ساتھ ذخیرہ کرتے ہیں۔ اسکی قیمت زیادہ سے زیادہ ایک ہزار اشرفی ہے۔"

اشک در چشم و طپانچہ در دست چرچل

"ہو ہو ہائے ہائے۔ مار ڈالا اب میں مار ڈالوں گا"

وزیر نے یہ سُن کے گردن جھکائی مگر نمک حلالی کی راہ سے کہنے لگا [illegible] بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند۔

بادشاہ سلامت نے ارشاد کیا "خیر بیٹا اُس کا ابھی امتحان لیتا ہوں ارے کوئی ہے۔ ذری اس [illegible] بلا [illegible] میاں معروف قیمتی

بادشاہ نے وزیر کی جانب متوجہ ہو کے فرمایا: "اجی ٹھیک میں نے بھی اس کی قیمت اکیس لاکھ دی ہے مگر افسوس آپ نے اُسے نہ دیکھا۔"

معروف: "تو پھر آئینۂ خاطر اس بے حقیقت گرد سے کیوں مکدر ہوا۔ حضور میرے نزدیک وہ موتی ہی نہیں جس کا قد چلغوزہ یا اخروٹ سے کم ہو۔ خیر حمل آنے تو دکھاؤں گا کہ موتی اسے کہتے ہیں۔ ہو نہ ہو واقعی فقرا کی نگاہ نہایت کوتاہ ہوتی ہے۔ وہ بیچارے معذور ہیں جو دیدوں کی طرح ایک حقیر و ذلیل معدنی چیز کو دیکھتے اور کلیجے سے لگائے رہتے ہیں۔ ایسے ایسے معدنیات میرے یہاں عقوروں میں پڑے سڑتے ہیں۔ میرے غلام بھی نہیں پوچھتے۔ لاحول ولا قوۃ موتی اور چڑیا کے انڈے کے برابر! ہنش۔ میری نگاہ میں تو وہ موتی سما سکتا ہے جس کا قد کم سے کم خربوزے کے برابر ہو۔ حضور یقین نہیں۔ موتی تو خیر مگر خربوزے کے مانند میرے گھر میں کئی پارچہ ہائے یاقوت و زمرد و الماس و فیروزہ موجود ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اگر میں نے ستیاگرہ کر لی تو بیضۂ مرغ کے برابر کئی دانے مروارید کے مہیا کر لونگا۔ وزیر صاحب حقارت سے نگراں ہیں "حمل" کا انتظار ہے۔ انشاء اللہ یہ تحقیر توقیر سے بدل جائے گی یعنی تجی الحملہ (اسباب تجارت کے گٹھر آ لیں)۔"

اس بے باکی سے میاں معروف نے گفتگو کی کہ بادشاہ کی رگ طمع بن پانی کی مچھلی کی طرح پھڑ پھڑانے لگی کئی مرتبہ اُگالدان میں کلیاں تھوکیں۔

بادشاہ: "تو کیا میں امید رکھوں کہ چند جفت مروارید نایاب آپ مجھے مناسب قیمت پر عنایت کرینگے؟"

معروف: "حمل آ لینے دیجیے۔ قیمت کا ذکر ہی کیا ہے میں بھی حضور کا اور میری ملک بھی۔ دل تو جب آ گا پچھا کرے جب کوئی چیز بافراط موجود نہ ہو۔ سو دو سو موتی نکال ڈالنے سے میرا خزانہ کم نہیں ہو سکتا ہے

تسی پیچھن کے پیچے گھٹے نہ سرتا نیر
کہیں چڑیوں کے چونچ ڈبونے سے دریا گھٹتا ہے۔ استغفر اللہ"

بادشاہ: "اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی۔"

پھر بادشاہ سلامت نے وعدے دار سوداگروں کو گوشمالی بتائی "دیکھو جی زیادہ بے صبری ٹھیک نہیں قرآن میں تنگ طلبی کی سخت مذمت اور ممانعت ہے۔ ایک مرد شریف کی زبان کا اعتبار کرو تمہیں قبل معاملت کے یہ امور سمجھ لینے چاہیے تھے۔ اب ساتھ کھا کے ذات پوچھنا بیکار ہے۔ ارے حمل آ لینے دو پھر انشاء اللہ تم بھی خوش ہو جاؤ گے اور بھی میں بھی خوش ہو جاؤں گا۔" بادشاہ نے وعدہ کیا معروف نے قرض کا اقرار کیا۔ مدت گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے دو سالہ عطائے ترقی کی طرح کوتاہ محسوس ہوئی تھی مگر حقیقت یہ ہے کہ طویل تھی اور اتنی طویل جس کی دُم قیامت کی دُم سے بندھی۔ وہی حمل (بوجھ) اور ہوسک (رجاء حمل کے مثل ایک بیماری) میں فرق ہی کیا ہے۔ بوجھ یا ذخیرۂ تجارت کچھ ہوتا تو اب تک آ جاتا۔ ہوسک میں اگر کچھ حقیقت کا شائبہ نظر آتا تو دو چار ماہ میں ٹیں ٹیں ہوں ہوں کرتا ہوا بچہ نہالچے پوتڑے پر ہاتھ مارتا اور انگوٹھے چوستا ہوتا۔ لاحول ولا قوۃ بندۂ فلاسفر بھی عجیب شے ہے کہاں تو غیر معین جگہ کا وہمی اور خیالی قصہ اور کہاں لندن کی گول میز کانفرنس یا دو راز کار امیدوں کا بوجھ۔

قرضخواہ گھروں کو پلٹ گئے۔ بادشاہ سلامت نے وزیر کو حکم دیا "سنتا ہے۔ اس مرد غریب کی خاطر داری کر خبردار خدمت میں قصور نہ ہونے پائے۔ حمل آیا اور تو بھی قارون بنا۔ میں بھی انعام دوں گا اور معروف بھی نہال کر دے گا۔ اور ہاں جہاں تک ہو سکے شاہزادی کے ساتھ نکاح کرنے پر اسے راضی کر۔"

وزیر: "ہائے خداوند۔ کیونکر عرض کروں۔ اپنی جان کی قسم یہ شخص مکار ہے فال کھلوا کے دیکھ لیجیے دیکھیے جیوتش شاہ کا فالنامہ کیا حکم دیتا ہے۔"

شاہ اختیان ختن کے صاف دیوان میں ایک ہی سوتی تھا جس طرح شاہ انگلستان کے تاج حکومت میں ہندوستان کا جوہر فرد۔ پہلے وزیر نے اپنی درخواست دامادی پیش کی تھی جسے اختیان ختن کے بادشاہ نے منظور کیا نہ شہزادی نے۔ اب جو وزیر نے معروف کی نسبت بُری رائے ظاہر کی تو شاہ اختیان ختن نے اُسے حسد پر حمل کیا۔ اور کہا "بے ایمان روباہ اور نمک حرام تو چاہتا ہے کہ شاہزادی یا تو بن بیاہی بیٹھی رہے یا پھر تیرا محل آباد کرے۔ بس بہتر یہی ہے کہ حکم کی تعمیل کر۔ دیکھا تو نے! موتی کو دیکھتے ہی معروف نے کیونکر اور کتنی جلد اُسے پہچان لیا۔ سچ ہے

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

خیر وہ جوہری ہے اس میں کلام نہیں اور جوہری ہے تو جوہر شناس بھی ضرور ہوگا۔ شہزادی اس کے پہلو میں بیٹھ کے یقیناً خوش ہو گی۔ دیکھ اب جو تو نے معروف کے خلاف زبان ہلائی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں۔"

وزیر دل ہی دل میں ہنسا اور کہنے لگا۔ "ابھی مجھے کیا جو آگ کھائے گا انگارے ہگے گا۔"

میاں معروف اپنے دوست علی سوداگر کے گھر سے اُٹھ کے شاہی مہمان بن گئے۔ وزیر کو میزبانی کی خدمت سپرد کی گئی۔ مگر اللہ رے معروف! کبھی ہمت نہ ہارا وہی داد و دہش وہی چتون وہی اطمینان وہی سکون۔ وہی "حتی تحی الحملہ" کا ورد وہی "بہت بہت بہت" کا وظیفہ۔ گویا زمین و آسمان کے خزانے کی کنجی اسی شخص کے ہاتھ میں ہے۔ یا نظر درحقیقت کیمیا اثر ہو گئی ہے۔ کہ مٹی کی جانب دیکھتا ہے تو سونا اور ہیرا بن جاتی ہے دو چار دن مہمانی و ضیافت میں گزر گئے۔ چند روز کے بعد وزیر نے موقع دیکھ کے معروف سے کہا:۔

"سوداگر صاحب۔ آپ جانتے بھی ہیں کہ جناب شاہی کو آپ کی ذات سے کس درجہ الفت ہے۔ حق تو یہ ہے کہ جو شخص اتنے بڑے "حمل" کا مالک ہو اُس کا محبوب مطلوب نہ ہونا تعجب ہے!"

معروف: "جناب کا ارشاد کسیقدر مبہم ہے۔ ایک غریب الوطن تازہ وارد کی طرف ایسا التفات جناب شاہی کے انتہائی حسن خلق کی دلیل ہے۔ جن کو خدا نے مرتبہ دیا ہے اُن کا خلق ایسا ہی ہونا چاہیے۔ انشاء اللہ جب "حمل" وارد ہوگا تو میں بھی ایسے تحائف پیش کروں گا کہ چشم فلک خیرہ ہو جائے گی۔ آنے دو میرا حمل"۔

مسٹر پنچ

بھوپالی شیر

کانگریس

کجا شخصیت کجا جمہوریت

مسٹر پنچ: "دیکھنا ذری صاحبزادے کی لستانی سے بچنا"

نیک مشورہ

بیگم صاحب! میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر

پائدار خوشبو کے عمدہ عطر درکار ہیں تو

"اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ"

سے طلب فرمائیے اُن کے ٹیلیفون کا ۱۳۹

اور تار کا پتہ "حنا" لکھنؤ ہے

معروف نے صاحب ملازم رکھے تین ہی کام تھے باہر بیٹھے تو روپیہ بانٹتے یا شطرنج گنجفہ چوسر کھیلتے اندر جاتے تو شاہزادی صاحب کے پہلو میں آرام کرتے خود نچی کا ناک میں دم ہو گیا۔ لاؤ روپیہ۔ لاؤ روپیہ وزیر کا دل وسواس کے مارے بیٹھا جاتا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے حالانکہ جناب وزارت مآب کی جیب میں اطاف معروف سے بوجھل تھی مگر حسد اور بدگمانی بلا ہے۔ حلی سوداگر نے کئی مرتبہ معروف کے کان میں کہا "ارے خدا سے ڈر یہ کیا ڈھیر تو نے پھیلا یا ہے قرضخواہ تاجروں کا دعوے اور بادشاہ کا دعوے برابر نہیں۔ بچا پکڑے جاؤ گے۔ وہ گت بنے گی کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔" مگر حسب معمول معروف نے یہی جواب دیا کہ جب بھی رمہ اس خزانے کی حقیقت کیا ہے آنے دو جس اس نے ہو گن مال خزانے میں بھر دو نگا۔ دو جس کے انتظار میں چالیس روز گزر گئے آخر وہ دن جشن زفاف بپا ہوا اور میاں معروف نے شاہی خزانہ زفاف پر دل کھول کے صرف کیا۔ عروس کے پاس منہ لٹکائے پہونچے شہزادی نے کہا "یہ کیوں صاحب یہ منہ کیوں سوجا پھولا ہے" جواب دیا کیا کہوں۔ تمہارے باپ نہ کچھ سمجھتے ہیں نہ بوجھتے ہیں۔ کیا یہ غضب کی بات نہیں کہ رمہ حمل ابھی نہیں آیا۔ اور مجھے خالی ہاتھوں جشن زفاف میں تم تک آنا پڑا۔ واللہ جو حمل آچکا ہوتا تو میں اس شان سے آتا کہ سو غلامان زریں کمر کے سر پر خوانہا ے پر از گوہر و زر ہوتے۔ تمہاری کنیزیں سونے میں زرد موتیوں میں سفید نظر آتیں۔ تمہارا نازک جسم الماس و یاقوت زمرد و مروارید کی کان بنا ہوتا۔"

دولھن "تو پھر اس کا غم ہی کیا جب حمل آجائیگا یہ خفت دور ہو جائے گی سے اوٹھیو۔ ناچ دیکھو۔ کھانا کھاؤ۔ بار اور مزدور گئے اپنی ایسی تیسی میں۔" (باقی آئندہ)

مترجم ——— م قلا سفر

میں قائل ہوں سہارنپور کے لفظ مشدّد کا

(۱) ارے لونڈے تجھے کیا ہو گیا؟ موت کے جلنے پلنگ سے اٹھتے ہی سویرے سے ڈیٹے دے رہا ہے۔ کٹاؤں لگاؤں اکمہ تو رہی ہوں چولھے پر روٹی رکھی ہے بوٹی سے کھالے۔ تجھے ڈھائی گھڑی کی بن جا۔ میں تجے کو دودھ پلا رہی ہوں مشکلوں سے کھٹا ہے۔ روتے روتے میری جان ہلکان کر دی۔ نگوڑے اور کیا ہے کا تیا کو تو کھا چکا اب بابا کو نگل۔ چھنکانی ہوتا آٹھوں لوں چھٹے سے خبر۔ انہوں کو بھی بالوں اور براے جنے جناؤں کو بھی۔ سوکن مرگئی آنکھ پھوڑ گئی باؤلی کھاٹ کے باڈلے پاے۔ کس مصیبت میں پھنس گئی گورما ان کیڑے پڑیں ماٹوں کے جن نے مجھے اس دوزخ میں ڈھکیل دیا۔ اور تو نہیں ساری عمر کی بھرن بھی آدمی کیونکر ہیوے۔ ایسی سہاگن سے رانڈ بھلی بھیٹ گیر وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان۔ ان بیٹے کٹڑوں پہ موت بھی تو نہیں آتی۔ گڑوی بھلی کے لڑوے بیچ باوا کا وہ مجاج (مزاج) اور لا دو وہ کچھ۔ وہی کہاوت ہے بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ! کس کس کے نخرے اٹھاؤں۔ نا بابا دوہائی خدا کی یہ دکھنی ہوا جاتا۔ ایک دکھ ہو تو آدمی بھگتے۔ ناداری مال برخورداری۔ روز کہوں ہوں کوئی دھندا کرو جو چاہیے آدیں گھر میں برکت ہو۔ مگر میاں ہیں اس کان سنی اُس کان اوڑا دی۔ سارا دن بھلے بازی میں گزار دیا۔ ادھر بیٹھ ادھر بیٹھ اٹھے جا رہے جا۔ سانجھ ہوئی تو گھر میں قدم رکھا چلی دھور دھتی کھا کھاٹ پر سوار۔ نہ نماز نہ روزہ اللہ کے نہ رسول کے۔ جو کچھ کہوں تو مونڈی کاٹا ناک چوٹی کاٹنے کو تیار اسی کی چشم علی اولاد ہے۔ سانپ کے سنپولیے ہی ہونگے اور کیا!

(۲) کیا ہو گیا کا ہین کا رو لاڑ کا ٹوے رکھاوے سکھا ہے۔ پردہ کی بو تبو۔ بہو بوتی مات ماں آواز گئی ہاے ماں۔ ایسی ہی عورتاں بدنام کر دیتی ہیں۔ بھٹیاریوں کو بھی مات کر دیا۔ جب تیری آواز ان باہر جاویں ہیں تو مجھے بڑی شرم آتی ہے۔ یوں جی چاہے ہے کہ ڈوب مروں نہ خدا رسول کا ڈر نہ شرافت اور برادری کا لحاظ۔ اللہ پناہ میں رکھے ایسی منہ پھٹ دیدہ دلیل عورتوں سے۔ پہلے وقتوں ماں تو ایسی عورتاں نہیں ہوتیاں تھیں اب یہ نئی نبیمہ چلی ہے۔ آزادی کا زمانہ انگریزی سلطنت چودھویں صدی جو نہو سو تھوڑا ہے۔

(۳) میں نامراد تمھیں کچھ کہہ رہی ہوں۔ گھر میں آئے بات بے بات رودانے لگے۔ بس میرے منہ نہ لگو خدائی خوئی تیھاد کھانے لگے۔ کسی لائق ہوتے تو خدا جانے کیا کہتے جینے بھی نہ دیتے۔ وہ تو اللہ میاں نے گنجے کو ناخن نہیں دیے۔ اللہ کے بندو دو دو جوان لونڈیاں بیٹھی ہیں تمھیں تو یہ فکر بھی نہیں انکی گت موگت کرو۔ اللہ بخشے میرے بابا تو چودو کان میرے نام کر گئے تھے جو آج آرام سے بیٹھی اسکا کرایہ کھا رہی ہوں تو ریکھے سے پھول پڑ رہے روپے آجاویں ہیں نہیں تو کوئی کوڑی کو نہ پوچھتا۔ اور کردوٹ کڑوٹ جنت ہو میرے سوہرے کے حویلی دے گئے ہونگی بہو کی بچوں کو لیے عزت سے کونڈے میں سر چھیڑے چین سے پڑی ہوں نہیں تو در بدر ماری پھرتی۔ اللہ نہ کرے تم سر کیے جو خصم ہوں تو دنیا کیونکر آباد ہو۔

OTTO DILBAHAR

پھولوں کا جیبی گلدستہ کیا آپ نے

آٹو دل بہار رجسٹرڈ

کی شیشی کو دیکھا جس کے ایک قطرہ میں تمام قسم کے تازہ پھولوں کا خزانہ بھرا ہوا ہے گویا گلزار سے ابھی توڑ کر لائے گئے ہیں۔ یہ یاد رکھیں۔ کہ اوٹو دل بہار سنٹ میں (ا ییر سٹ) وغیرہ ہرگز ہرگز نہیں ہے اسکے لیے سب بلند اور تمام عبادت کاموں میں لگا کر جانے سے کوئی حرج نہیں ہے۔ قیمت فی باٹلی نصف اونس دو روپیہ چوتھائی اونس عہ ایک ڈرام ۱۲ نصف ڈرام ۱ محصول ڈاک ۶

اوٹو دل بہار خوشبودار کارڈ قیمت ا سنیل سائز۔

ایک آنہ کا اسٹامپ آنے سے اوٹو کا کارڈ فری روانہ ہوگا۔

اینگلو انڈین ڈرگ اینڈ کیمیکل کمپنی جامع مسجد پوسٹ نمبر ۲ بمبئی

گذشتہ ۴۰ سال کا آزمودہ گورنمنٹ ہند و جرمنی سے رجسٹری شدہ

سدھا سندھو

حسب ذیل امراض کی بے حد مفید دوا ہے جو گرہست گھر میں جا ہے جس وقت پیدا ہو سکتے ہیں مبتلا ہیضہ۔ کف۔ کھانسی۔ دمہ۔ شول۔ سر درد۔ نیند نہ آنا۔ پیٹ درد۔ قے۔ دست۔ جی متلانا وغیرہ ایسے ہی امراض کی بغیر کسی انوپان کے دوا ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ایک سے دو تک چھ آنہ (۶)

بچوں کا تندرست و خوش و خرم رہنا والدین کے فرزند سلی کا باعث ہے اسلیے آپ اپنے بچوں کو

بال سدھا

پلائیے۔ ایسی میٹھی و خوش ذائقہ دوا کے پینے سے بچے موٹے تازے تندرست اور طاقتور رہتے ہیں چہرہ پر سرخی اور رونق آجاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ محصول ۸

دوبل گج کیسری

یعنے داد کی دوا

بغیر کسی قسم کی جلن و تکلیف کے داد کو جڑ سے نیست و نابود کرنے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۴ محصول ایک سے دو تک ایک درجن خریدنے پر دو روپیہ چار آنہ (۲/۴) محصول معاف۔

ہماری ادویات سب دوا فروشوں کے پاس ملتی ہیں

منگوانے کا پتہ۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

برانچ کلکتہ — برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ہمارا جدید فہرست ۱۹۳۱ء معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیے۔

المشتہر: مقتدا خان قندا خان تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ختم ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف رہا

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور رحیم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچہ واپس لیے جا

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ کل ادویات سے ہمیں مرتبہ بنایا گیا ہے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایات آنکھ مثلاً سرخی پھولا جالا۔ پڑبال۔ ککرے۔ آشوب چشم نزلہ۔ دھند بشروع موتیا بند۔ روہے۔ سوزش وغیرہ کے لیے از حد مفید و اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۶ ماشہ ۴ آدھ درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہلری سنہا بی اے ۴۸۰ سوامی نگر دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے!

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات جاہل خوردہ طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر: منیجر دواخانہ معدن الادویہ گنگور یا ہسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں ہے اور نہایت ہی آسان ہے اسی وجہ سے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر یا ٹائپ رائٹر کا بجنسہ فوراً تنہا خود چھاپ سکتا ہے۔ عکس نامے وکالت نامے امتحان کے پرچے۔ نوٹس۔ خطوط۔ بیبل وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمہ کے حکام بالا کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ نیز دفتر "ہمت" میں بھی عرصہ سے موجود ہے۔ حال میں لکھنؤ کونسل میں بھی پسند کر کے لیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ اگر اس سے آسان جلد و خوشنما کام کرنے والا آپ کوئی اور پریس ثابت فرماوینگے تو یہ بلا تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

سیٹر سائز۔ نوٹ پیپر۔ فلسکیپ سائز۔ ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ وغیرہ

۴×۸ انچہ — ۱۰×۷ انچہ — ۸×۱۳ انچہ — ۱۳×۱۶ انچہ

۶ روپیہ — ۱۲ روپیہ — ۱۸ روپیہ — ۳۴ روپیہ

پریس کا مفصل اشتہار مع نمونہ منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ سے طلب فرمائیے

فرشتۂ بہشت کا پیغام

بیماری اور کمزوری کی زندگی بھی دوزخ کی سی تکلیف رساں ہے۔ اگر آپ بیمار اور کمزور ہیں تو اتنگ نگر و گولیوں کا استعمال کریں یہ گولیاں فرشتۂ بہشت کا کام کریں گی۔ ضعف ... تنفس اور بدہضمی خون اور منی کی خرابی۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال۔ رقت منی وغیرہ کی تکلیف سے نجات دے کر اعلیٰ درجہ کی طاقت و توانائی و قوت مردمی عطا کر کے لذت دنیوی سے مالامال کر دیں گی۔

قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولیاں صرف ایک روپیہ ... چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ویدشاستری جام نگر کاٹھیاواڑ

ایجنٹ: اندر جیند ڈیپو کرچوک لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اس کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد ہوری کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد و ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح بلا راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت ہی ... ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ ملنے کا پتہ: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No. 783
1931
LUCKNOW
OUDHPUNCH
۱۹۳۱ء
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
قیمت پیشگی (اندرون ہند)
سالانہ ...... پانچ روپیہ
ششماہی ... تین روپیہ
M B KHAN ARTIST LUCKNOW

پانچسو روپیہ انعام

مہاتما کی بتائی ہوئی سفید کوڑھ یعنی برص کی عجیب دوائی تین دن میں پورا آرام۔

اگر سیکڑوں حکیموں۔ ڈاکٹروں۔ ویدوں۔ اشتہار بازوں کا علاج کر کے نراش حاصل کر چکے ہوں۔ تو اس دوائی کا استعمال کر کے صحت حاصل کریں۔ اسکو بے فائدہ ثابت کرنے پر پانچسو روپیہ انعام جنھیں یقین نہو۔ ایک آنہ کا ٹکٹ لگوا کر شرط لکھوا لیں قیمت صرف دو روپے (عـ۲)

اکمل کشور رام نمبر ۱۲ پوسٹ کٹری سرائے گیا

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب دلچسپ نظم ہے ہنسیے اور شاعری کی شاعرانہ اُستادی سے فائدہ اُٹھائیے قیمت فی جلد ۶/ مع محصول ڈاک بھیجد بھیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

نیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اُٹھائیے۔

”منیجر“

چند دلچسپ نظم کتابیں

ان کتابوں کی زبان عام فہم سلیس دلچسپ اور مضامین پاک ہیں ملک کے قابل ادیبوں نے انکی تحسین کی ہے۔ اگر آپ اپنے لڑکوں کو باادب مہذب۔ عمدہ خصائل سے متصف دیکھنا چاہتے ہیں تو جلد منگائیے۔

بچوں کے کام ۴۸ صفحہ کا رسالہ ہر صفحہ پر ایک نظم قیمت ۲/

بچیوں کے کام یہ بھی ۴۸ صفحہ کی کتاب ہے اور زنانہ آداب بچیوں کو سکھائے گئے ہیں قیمت ۳/

دبستان۔ (۱۴۶) صفحات کا مجموعہ مختلف بحروں میں اخلاقی نصائح سے مالا مال۔ قیمت ۱۲/

دلچسپ نظمیں۔ بچوں کا دل بہلاؤ اصلاح کرانکا دل ابچاٹ نہ ہونے پائے۔ قیمت ۱۰/

سلیس نظمیں یہ بھی اسی مضمون کی نظمیں ہیں۔ قیمت ... ۵/

پانچوں کتابیں یکمشت طلب کرنے والے کو محصول ڈاک معاف جن معزز ناظرین اہل تعلیم نے ان کتابوں کو مفید تسلیم کیا ہے اُن میں سے چند یہ ہیں ۱۔ جناب مولانا عبدالحق بی اے سکریٹری انجمن ترقی اردو ممالک محروسہ نظام دکن ۲۔ جناب مولانا فتح محمد صاحب سٹر انجمن اسلام سیکنڈری سکول بمبئی نمبر ۹ ۳۔ جناب سید مسعود حسن رضوی صاحب ادیب لکھنؤ یونیورسٹی ۴۔ جناب لسان القوم مولانا صفی لکھنوی ۵۔ جناب منشی سید مقبول حسین ظریف ۶۔ جناب شفیق لکھنوی ۷۔ جناب سراج لکھنوی رکن ادارہ ۸۔ علیا حضرت شفیع طیب جی صاحبہ رکن سکول کمیٹی و تعلیمی سر رشتہ کمیٹی بمبئی ۹۔ جناب لسان الملک مولانا عزیز لکھنوی ۱۰۔ جناب حکیم محمد دائم صاحب آنریری سکرٹری انجمن اسلام بمبئی ۱۱۔ اڈیٹر اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری الیو پابلڈنگ تاردیو بمبئی نمبر ۷

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بازاری خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منھ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں بڑھائیے اسلیے کہ ہر ہر حرف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت رائے کی اصابت پر روئے رعایت نکتہ چینی صحیح تاریخ واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کم مایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان علم اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ جو سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اسطرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ باقیمت جاری کروائیں۔ دام درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا نادار یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہر اعلٰی خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں۔ ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین ”اودھ پنچ“ کی مصلحت کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہو۔

نوٹ۔ جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُنکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

بربط بزم حوادث سادہ عنابی کی ہمیل
ہمت آہنگ فطرت موج شلتاق ہے
دیکھ اور محبوس لطف آب و رنگ بوئے گل
آئینہ تیرا تنگ تاب سر پر عاق ہے
نغمۂ مضراب وحشت بستۂ زنجیر عقل
محو دیبائے فراق سیلی و شلاق ہے

اصافہ ہی کہہ دیا کہ صاحب جلالی کے سوا کوئی شخص ان مطالب عالیہ کو سمجھ نہیں سکتا۔ باسواد سامعین بیچارے حرامی ہونے کا ذہن اپنی ذات پر کس طرح گوارا کریں انھوں نے بھی کہا "واہ کیا مقامات عالیہ ہیں اسے کہتے ہیں فلسفیانہ شاعری اسے کہتے ہیں روح اسلام" ہمارے نزدیک آرزو صاحب نے "اقل القیمین" کی راہ اختیار کی ہے۔ اسے شاعرانہ تفنن سمجھیے۔ تمسک و تمسخر کی صورتیں اس وادی میں بھی انشاء اللہ نکلیں گی گھبرائیے نہیں۔ انھوں نے تلاش الفاظ کی مشق کے طور پر یہ راہ پہلے اختیار کی ہوگی۔ جب اطلاع کامل ہو جائے گی تو غالباً بیہودہ تمتد و تکلف جاتا رہیگا۔ اسے چلنے دیجیے اور پروا نہ کیجیے فلسفیانہ غزل گوئی کا جو نمونہ اوپر درج ہوا اس کی تقلید ہر شخص کا درنا اور تیر لگا سکتا ہے کہ حلالی ہو تو سمجھے "آرزو صاحب کے عنوان طبیعت کی تقلید کیجیے تو سوجھ سے محجوب نہیں کہ ضرورت ہی کیا ہے۔ اور کچھ سوجھ سے کہ مشکل ہے۔ اگر آرزو صاحب کو فارسی عربی سے نفرت ہوتی تو شاید اپنا تخلص بدل ڈالتے۔

معروف اسکافی کا قصہ

(دنبالۂ ماقبل)

حتی یجیٔ الحلہ

مغب کو دولہا دلھن نے آرام کیا۔ صبح کو دولھا کے حمام کیا۔ میاں معروف پہلے دربار میں سسر کے سلام کو گئے آواز دی "ارے کوئی حاضر ہے" نوکر چاکر غلام خدمتگار دوڑے حکم دیا خزانچی کو بلاؤ۔ خزانچی لرزتا کانپتا تھر تھراتا دعائیں پڑھتا

حاضر ہوا۔ اسلیے کہ خزانے میں "برکت" کے سوا اور کچھ نہ تھا مگر یہاں حکم کی تعمیل واجب داماد صاحب نے حسب معمول۔ خلعت جوڑے باگے انعام اکرام تقسیم کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ "دیکھو یہ وزیر اعظم صاحب تشریف رکھتے ہیں انکے لیے نشتر پارچے کا خلعت ہونا چاہیے شمشیر مرصع سرپیچ جیغہ کلغی بھی ہو اور جواہر خانہ بھی۔ یہ ہیں دستور ثانی بھلا انھیں کم سے کم پچاس پارچے کا تو خلعت ملے۔ یہ بھی کیا دیا کریں گے" جشن زفاف کی تقریب میں علی قدر مراتب انعام کی بخشش نے رہا سہا خزانہ خالی کر دیا۔ معروف صاحب تو اپنے حباب کی صحبت میں تشریف لے گئے خزانچی حضور شاہی میں دست بستہ عرض رسا ہوا کہ "خداوند نعمت اب صرف دس روز کے مصارف داد و دہش سے بچ رہے ہیں بعد ازاں خالی کوٹھریوں میں قفل لگا دیا جائے گا اور تمام کاروبار معطل ہو گا" اب تو جناب شاہی کو بھی کسیقدر تردد پیدا ہوا۔ وزیر سے فرمایا "نواب صاحب میرے داماد کا مال تو ابھی تک نہیں آیا۔ ذری اطراف و جوانب میں سواروں کو بھیجو تو سہی۔ واقعی اگر دس روز کی اور دیر ہوئی تو بہت مشکل کا سامنا ہو گا۔"

وزیر مسکرایا اور کہنے لگا "خداوند بھلا معدوم چیز بھی تلاش کی محتاج ہوتی ہے قبلۂ عالم کے نمک کی قسم یہ بالکل مکر و فریب ہے"

بادشاہ: "کیا تمھیں کوئی تدبیر ایسی معلوم ہے جو اس مکر و فریب کا راز کھل جائے؟"

وزیر: "ہاں ایک تدبیر ہے۔ اگر شاہزادی صاحب چاہیں تو خلوت کے وقت بحیلۂ تدبیر نسوانی (فخر سے کرکے) اپنے شوہر کا راز پوچھ سکتی ہیں"

بادشاہ: "دیکھو میں شہزادی سے کہتا ہوں"

شہزادی صاحب طلب ہوئیں وزیر پس پردہ کھڑا ہوا۔

شہزادی: "حضور نے کنیز کو کس لیے یاد فرمایا ہے"

بادشاہ: "تم سے کچھ نواب صاحب عرض کرنا چاہتے ہیں"

وزیر: "عالیجاہا! حضور بخوبی واقف ہیں کہ آپ کے شوہر نے خزانۂ سرکاری تلف کر دیا اور اب دولت کی دوپہر ڈھل چکی عنقریب اندھیرا ہوا چاہتا ہے۔ داماد معلے القاب کا یہ حال ہے کہ نہ ہاتھ روکتے ہیں نہ اپنے مال کا پتا نشان ہی دیتے ہیں کہ اطمینان ہو۔ عالم بھر انگشت حیرت برلب ہے کہ بغیر مہر و صداق کے یہ رشتہ کیوں ایک اجنبی کے ساتھ باندھا گیا۔ کیا شہزادوں کی ملک میں کمی تھی"

شہزادی: "اچھا پھر اس سے مطلب؟"

وزیر: "مطلب یہی ہے کہ حضور آج کی رات خلوت میں

ادارہ شیخ گلکتہ جلد ۔۔۔

جلد ۔۔۔ نمبر ۲۱

مضامین

۲۲ - جون ۱۹۳۱ء

خالص اُردو

سخن راست صادقاں گویند
گر نظیری نہ گوید از سخن برگ

"ادب" ۱۵ جولائی ۱۹۳۰ء صفحہ ۔۔۔ ملاحظہ فرمایئے خالص اُردو کے عنوان سے مختصر نوٹ کے ساتھ جناب آرزو لکھنوی کی ذیل کی غزل درج ملے گی۔ اس قسم کی چند غزلیں "ادب" کے صفحات پر آ چکی ہیں ان غزلوں میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ فارسی و عربی کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا ہے اور اس کا نام مدیر "ادب" نے خالص اُردو رکھا ہے۔ گویا عربی و فارسی کا اُردو میں جب تک اشتراک ہے زبان غیر خالص ہے۔

میں نے جہاں تک غور کیا یہ دماغی جد و جہد فرہاد کی تیشہ آزمائی سے کچھ زیادہ بہتر نہیں۔ ان قیود کے ساتھ غزل کا ترتیب دینا ایسا ہے جیسے ایک مسافر منزل پر پہونچنے کے لیے دانستہ وہ راستہ اختیار کرے جس میں کوہستانی علاقوں کا ناہموار سلسلہ، گھاٹیاں اور خار زار بکثرت موجود ہوں اور وہ دوچار منزل کے بعد اپنے مجروح تلوے اور شکستہ ہمت لے کر بیٹھ رہے۔

وہ تمام قیود جو ابتک شعرا نے اُردو نظم کرنے کے لیے لازمی قرار دی ہیں اظہار خیالات و انشراح جذبات کیلئے کچھ کم ستد راہ نہیں کہ ان پر یہ طرز نو مستزاد کر کے زبان کے دائرہ کو تنگ اور اسکی خوبیوں کو کم کیا جائے۔

بھاشا - پوربی - بنگالی - مارواڑی - انگریزی ترکی - پشتو وغیرہ اور خاصکر فارسی و عربی اُردو کا جزو لاینفک ہیں۔ فارسی و عربی الفاظ کا ترک کر دینا جن کا توی عنصر اُردو زبان میں شامل ہے اور جن سے زبان میں طرح طرح کی دلکش آرائشیں بدنما ہوئی ہیں۔ ایسا ہے جیسے ایک حسین کا فاخرہ لباس اور عمدہ زیور اتار کر اسکو میلے اور بوسیدہ کپڑے پہنا دیے جائیں۔

یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جناب آرزو کی طبع نازک پر عربی و فارسی الفاظ ہی خصوصیت کے ساتھ کیوں گراں ہیں کہ انکے متروک کرنے کے لیے کمر ہمت باندھی ہے کیا اس میں دیگر زبانوں کے بھدے اور ثقیل الفاظ شامل نہیں ہیں؟ اگر انکے نزدیک اُردو میں ہی کا جھگڑا چکانے کی یہی کامیاب تدبیر ہے کہ آئندہ اُردو زبان سے فارسی و عربی الفاظ بالکل نکال دیے جائیں تو باقیماندہ سیاسی عقدے غیر ملکی اقوام کے ہجرت کرنے یا خارج البلد ہو جانے سے بآسانی حل ہو سکتے ہیں ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ذرا غور تو فرمایئے کہ عربی و فارسی الفاظ نکال کر اُس زبان میں کیا باقی رہ جائے گا جس میں دیگر زبانوں کے معدود الفاظ کے باوجود ابتک یہ صلاحیت پیدا نہ ہوئی ہو کہ اسکو علمی زبان کہا جا سکے۔

کیا جناب آرزو یا جو صاحب اس خالص اُردو کے حامی ہیں کوئی خاص عنوان لے کر چار صفحے کی نثر یا پندرہ بند کا مسدس آزادی کے ساتھ لکھنے پر قادر ہو سکتے ہیں؟ میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ ہرگز قادر نہیں ہو سکتے اور اگر بالفرض محال ایکبار کسی نے دماغ کو بیجا تکلیفوں کا آماجگاہ بنایا بھی تو اُسکا مآل "کوہ کندن و کاہ برآوردن" کا مصداق ہوگا۔ دلیل کے لیے اس غزل کے مقابلہ میں جناب آرزو ہی کی اُن غزلوں کو رکھا جائے جو موصوف نے غیر خالص اُردو میں تصنیف کی ہیں تو اسکے سمجھنے میں کچھ دقت باقی نہ رہے گی کہ خالص اُردو میں جو خیالات بہزار جانکاہی و تکلف ادا کیے گئے ہیں وہ اُنکے ہم پلہ نہیں ہیں جو غیر خالص اُردو میں بے تکلف و بے ساختہ نکل گئے ہیں۔ اگر ملک میں اس خالص اُردو کو رواج دیا جائے تو تصنیف و تالیف تو بڑی چیز ہے باہم گفتگو اور تبادلۂ خیالات کے وقت گونگوں اور بچوں کی طرح اشاروں سے کام لیا جائے گا بادل کی دل ہی میں لے کر ایک دوسرے سے رخصت ہو جائینگے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جناب آرزو کا اس خالص اُردو کی ایجاد سے کیا مقصد ہے۔

تمام مہذب ممالک کے ادیب و شاعر اپنی اپنی زبانوں کی ترقی و وسعت کیلئے رات دن کوشاں ہیں۔ ہمارے ادیب و شاعر جن سے اُردو کی خدمت

"گہے زیر و گہے بالا" کی پالیسی

"واہ رے بہادر"　　"بھوپالی تماشا"　　"اے شاباش"

کو قریب کی بدولت قتل ہو گیا اُسکے بعد بہت مشکل ہے کہ کوئی برابر واہ کچھ پوچھ خبر اسکی تو مجھے پروا نہیں۔ دنیا ایک طرف ہو جائے تب بھی میں خدا سے کسی مرد کی صورت نہ دیکھونگی اب جو میں کہتی ہوں تم اسپر عمل کرو۔ وقت ضائع کرنا ٹھیک نہیں تم ابھی اٹھو اور گھوڑا تیار کرواؤ۔ پچاس ہزار اشرفیاں میرے پاس ہیں وہ تم اپنے ساتھ لو۔ اور بھاگ کھڑے ہو۔ اگر زندگی ہے تو پھر مل رہیں گے ورنہ جو قسمت میں لکھا ہے پورا ہو کے رہے گا کسی مخفی ذریعے سے مجھے اپنے حال کی خبر دیتے رہنا میں برابر تمھیں خرچ بھیجتی رہونگی سوا اللہ جل کے میرے سوا اور کوئی اولاد نہیں رکھتے۔ بعد اُنکے میں ہی وارث ملک ہونگی تمھیں کسی نہ کسی تدبیر سے بلا لونگی۔"

معروف :- اچھا بیگم اب میں تمھاری پناہ میں ہوں اتنا احسان کرو کہ صبح کاذب تک مجھے اپنی نزدیکی سے شاد کام ہو لینے دو پھر میں آپ تو پیر پر عمل ہو کر "شاندۂ شب" کو لیلے اور اسکی ظلمت کو گیسو سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اچھا یوں ہی سہی۔ زلف لیلیٰ شب کو تو پہلے ہی پہونچ چکی تھی تھوڑی دیر میں کوہوں سے نیچے اُتر گئی۔ صبح کاذب کے قریب میاں معروف نہائے دھوئے کپڑے بدلے خدا حافظ کہہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک طرف چل کھڑے ہوئے۔ "بولتا پپیہا لیتا تیرا نام" یا مد | ند حتی تجی (المحلہ ")دھل آپ اپنے دھو کیا جائیگا)۔ صبح کو بادشاہ سلامت شہزادی سے ملنے آئے اور استفسار فرمایا۔ کہو بیٹی تمھارے شوہر کے بارے میں وزیر کا جو

خیال تھا وہ صحیح ہے ؟"

شہزادی :- باباجان خدا اس لنگوڑے وزیر کا منہ کالا کرے۔ بھلے کو میں نے اُنھیں (شوہر کو) کوئی سخت بات نہیں کہی تھی ورنہ غضب ہو جاتا۔ شب کو وہ آئے میں وزیر کی باتیں کہنے ہی کو تھی کہ اتنے میں جلدار آئی۔ اُس نے اُنکے ہاتھ میں خط دیا اور کہا محل کی دیوار کے نیچے دس غلامان زرّیں کمر کھڑے ہیں اُنھوں نے یہ عرضی حضور کی خدمت میں بھیجی ہے اور کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے دست بوسی کے بعد عرض کر دینا کہ امانت حضور کی عنقریب وارد شہر ہوگی۔" میں نے اُنکے ہاتھ سے عرضی لیکے پڑھی تو

معلوم ہوا کہ راہ میں ان غلاموں سے اور بدوؤں سے لڑائی ہوئی اُنکے راہ روکنے کے باعث دوسری راہ اختیار کرنی پڑی مہینہ بھر کی تاخیر کا یہ سبب ہے۔ اس لڑائی میں دو سو گٹھریاں کپڑے کی تباہ ہو گئیں پانچسو غلاموں میں سے پچاس غلام کام آئے۔ اس خط کو پڑھ کے اُنھوں نے زمین پر مارے غصے کے پھینک دیا اور کہنے لگے "خدا ان سے سمجھے۔ دو سو گٹھریوں کی بھی یہ حقیقت تھی کہ اُنکے لیے میرے پچاس نمک پروردہ غلاموں کو مروا ڈالا۔ ارے لے گئے تھے تو لے جانے دیا ہوتا۔ میں سمجھتا کہ میں نے اپنے غلاموں کا صدقہ دیا۔ لاحول ولا قوۃ۔ دو سو گٹھریوں کی قیمت ہی کیا دھری ہے۔ ابھی ہیں کوئی ساٹھ ستر ہزار اشرفی بس اتنے کے لیے مجھے اس شہر کے سوداگروں کا قرضدار کروا دیا۔ نہ سمجھے کہ مجھے خرچ کی ایذا ہوگی۔ نہایت احمق لوگ ہیں" یہ کہہ کے اُنھوں نے مجھ سے اجازت باہر جانے کی طلب کی اور مسکراتے ہوئے اپنے غلاموں کے پاس چلے گئے۔ حضور میں نے بھی جھروکے سے جھانک کے دیکھا تھا ایسے خوبصورت غلام تو شاید دنیا بھر میں کسی کو میسر ہونگے نہایت چست چالاک قوی ہیکل۔ زرہ و جوشن میں سر سے پاؤں تک غرق۔ اور گھوڑوں کی تعریف نہیں ہو سکتی ایسی خوبصورت تھو تھنی تو بڑے حاجی صاحب کی بھی نہ ہوگی جسوقت وہ ہنہناتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ لیے ڈاکٹر مونجے تقریر کر رہے ہیں

بادشاہ :- دیکھا اور وزیر بدتمیز میں نہ کہتا تھا کہ میرا داماد خداوند زر و مال ہے۔

وزیر :- درست ہے حضور جو کچھ فرماتے ہیں بلا شبہ داماد صاحب تشریف لائینگے تو بندہ اُنکے قدم کو بوسہ دے گا۔ حضور ایسے کہاں وہ اور کہاں

بادشاہ :- خاموش"

گاندھی جی

کانگریس

وہ اختلافات کی غشی طاری ہے تو بلا سے۔ میں تمھیں اسی حالت سے لندن لے جاؤں گا"

بدست عوام گردشت کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

نمبر مقدمہ

بعدالت جناب حاجی چودھری محمد صاحب بہادر آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ضلع بارہ بنکی

مرزا بہادر جعفر علیخاں ساکن شہر لکھنؤ

بنام

مہادیو ولد ستیشر قوم برہمن ساکن و کاشتکار موضع فیروزپور پرگنہ ردولی — مدعا علیہ

ہرگاہ کہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت بیدخلی نقایا لگان ضمن ہیچ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۳۰ ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے بمقام ردولی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے کی کرو اور تم کو لازم ہے کہ اُسی روز جملہ دستاویزات پیش کرو جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو۔

تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۱ جون سنہ ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم عدالت انگریزی

وزیر:۔ "چپ رہنے میں قباحت ہے"
بادشاہ:۔ "ارے وہ آتا ہی ہوگا"
وزیر:۔ "حضور خواب تو میں نے بھی دیکھا ہے۔ اب تعبیر حضور کی زبان سے سُنی"
بادشاہ:۔ "کیا بکتا ہے"
وزیر:۔ "وہی جو تقدیر میں آپ کی اور آپکی صاحبزادی کی لکھا ہے"
بادشاہ:۔ "دیکھو جتنی چاہے اسوقت گستاخی کرلو۔ ادھر حمل آیا اُدھر تمہاری شامت بھی آئی تمام گستاخیوں کا ایسا بدلہ لیا جائیگا کہ ساری وزارت بھول جاؤگے"

وزیر صاحب اپنے دل میں ہنستے ہوئے وزارتخانے تشریف لیگئے اور پیٹ پکڑکے خوب ہنسے" بات نرے گدھے کی دُم میں تھا۔ لاکھ سمجھاتا ہوں مانتا ہی نہیں۔ چیچک کی لی ہوئی آنکھ بھی پھر واپس ملتی ہے۔ خیر دیکھو اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔ (باقی آیندہ)

مترجم فلاسفر

نقد النقد

روزنامہ "ہلال" بمبئی

بمبئی سے ایک آزادخیال روزنامہ جاری ہوا ہے۔ "آزادخیال" کہہ دینے سے ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے پوری تعریف کردی اب اور کیا کہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ آزادی کا خیالی پلاؤ پکانے والے اور کچھ نہیں تو اپنے خیالات ہی کی قدر کریں" آداب غلامانہ کے بعد عرض پرداز ہوں کہ سائل کی منشا دیشت سرکار کی خیرخواہی میں گرم رہی" لکھنے والوں کا یہاں ذکر نہیں۔ اسلئے کہ اب ہوا بدل چکی انکی تعداد روز بروز گھٹ رہی ہے اور شاید صدی کی ایک ماہی گزرنے کے بعد ایک آدھ "قدوی قدیم" ڈھونڈھنے سے مل گیا تو سارا قیاس ہے کہ لوگ اسکی ممی بنا کے عجائب خانہ میں رکھ چھوڑینگے۔ بہرحال پیامعاصر کام کا آگے خدا جانے۔ سالانہ بارہ روپیہ قیمت ہے مسٹر غلام احمد خاں آرزو اسکے ایڈیٹر ہیں۔ پتے پر ہمارے نام کی چٹھی چپکی ہوئی ہے مکمل نشان ہم نہیں بتا سکتے یہ پوچھیے اسی چٹھی سے۔ مگر اخباری کاغذوں کے نام ڈاک خانے میں رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ لہٰذا چٹھی سے پوچھنا بھی ضروری نہیں۔

سالار

یہ نقطہ پہچم بھی بمبئی سے نکلتا ہے۔ ہفتے میں ایکبار شائع ہوتا ہے۔ لیغ اسلامیت کی بجائے پیپ ہورہے ہے۔ مگر ہے مہذب چنانچہ ایک مضمون میں لکھتا ہے "مہاراجہ محمود آباد فوت ہوگیا" ذیل میں بہت سی ضروری باتیں بھی ہیں مثلاً :۔

"مہاراجہ محمود آباد کی وفات مسلم نیشلسٹ پارٹی کے لیے ایک نہ سہ سکنے والا دھکا ہے۔ جس مہاراجہ محمود آباد کو ساتھ مذہبی اور سیاسی تعلقات رکھتا تھا سلطان ابن سعود کے خلاف انکی کوششوں کو نہایت ضعیف سمجھتا تھا۔ ان کا خاندان صدیقی ہے..... تعجب کی بات ہے کہ صدیقی خاندان شیعہ بن گیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ شاید لعروسہ کے قیام اور اثر کا نتیجہ ہو۔ ایک نوجوان مہاراجہ..... ہمارے کے گول میز کانفرنس میں جانے کے سوال پر مجھ سے تبادلۂ خیالات کر رہے تھے۔ اس ضمن میں سلطان ابن سعود کے خلاف اور کانگریس کے متعلقات پر بھی بحث ہورہی تھی میں نے انھیں کہا کہ مہاراجہ گول میز کانفرنس میں نہیں جائینگے اور اگر وہ گئے تو واپس نہیں آئینگے..... خدا کی قدرت ہے کہ جس تذکرہ پر ابھی دو ہفتے بھی نہیں گزرے مہاراجہ کی وفات کی پیش گوئی بن گیا.........۱۹ الخ"

قہر ہے اگر دُنیا ایسے افادات کی قدر نہ کرے اور ایسے مستجاب الدعوات پرچہ کی طرف بے مہری سے دیکھے۔

تعجب نہیں کہ یہ بھی بڑے حاجی صاحب کی عنایتوں سے جو اسلام کے حال پر اکثر مبذول رہتی ہیں ایک عنایت ہو بہرحال ہم سالار صاحب کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ مجال ہے کسی کی جو خیر مقدم سے منہ چرائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا بھی نہ فرمائیں۔ صوفی فضل الٰہی ربانی صاحب عبدالعقوب علیہ ما عرفانی اسکے بانی مبانی ہیں۔ پانچ روپیہ سالانہ قیمت ہے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

تعزیر جدید

اُس بیچ کی کیا بات ہے۔ اُس بیچ کا دخل کہاں نہیں۔ بس تعزیرہ یعنے کیفر کردار یا پاداش میں اُس بیچ نہ ہونا یعنی چہ؟

اگلے ستم ایجادان وہم رندوں کے رزاق بن بیٹھے۔ لیلا و مجرم کو بھوکے شیر سے کشتی لڑوادی بعض اوقات سارے مجرم کی کھال ترکاری کی طرح چھیل ڈالتے تھے پھر گوشت پر نمک مرچ لگاتے اور جب تک وہ غریب زندہ رہتا اسی نمکین گوشت کا لقمہ دیتا رہتا حصہ کاٹ کے کھلا دیتے۔ عرب میں مُثلہ کا رواج تھا۔ مُثلہ عموماً ناک کان کی حد کے معنی میں مشہور ہے مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ مُثلہ کسی زندہ آدمی کا اسطرح کیا جاتا تھا۔ پہلے کھوپڑی کے ترپوز میں چیند یا کے اوپر تھوڑی سی ٹانکی لگاتے پھر نوک خنجر سے اُس گول پارچۂ استخوان کو اُبھارتے۔ ایک بہت لمبا گھمایا جال رگوں کا سر میں ہے اور یہ رگیں تمام جسم کے سوراخ پھیلی ہیں۔ گول ٹکیتی کے اُبھرتے ہی پھرکی کی طرح اسکو گردش دیتے۔ رگیں فتیلے کی طرح بل کھاجاتیں اور زور سے کھینچی جاتیں۔ زندگی تک یہ عمل جاری رہتا پھر سر کاٹ لیا جاتا۔ واہ کیا رحیم مزاج لوگ تھے۔ خیر جانے دیجیے اس دردناک ذکر کو۔ دو تعزیریں نئی سُن لیجیے :۔

(۱) شیخ احمد بخش صاحب رئیس لکھنؤ صدرالمہام وزارت خانۂ شاہی تھے (بعہد امجد علی شاہ) حضرت غصہ ور ہونے کے ساتھ رحیم بھی تھے۔ خدمتگاروں سے قصور ہونا بنی بنائی بات ہے مطلق العنان رئیس کے خادم ہروقت قصوروار ہی رہتے ہیں۔ فرض کیجیے خادم نے قصور کیا اور شیخ صاحب کو غصہ آیا۔ اب ارشاد ہے "اور بندہ لے" "بلاؤ۔ بارہ خدمتگار"

"حاضر ہیں حضور" — "باندھو اس مردود کو" — "حضور باندھ دیا" — "چومو اس کا منہ۔ چومو باری باری۔ آدھے آدھے گھنٹہ تک چومو۔ اب سے دوپہر تک" — اتنا نہ سینگیاں کھینچنے لگیں۔ چومنے والوں اور چوموانے والے دونوں کو سزا۔ دونو پریشان۔ آخر توبہ اور سفارش پر قصور معاف۔ معاملہ ختم۔ نہ مار نہ دھاڑ۔ نہ زخم نہ بدھی۔

(۲) حال میں اودھ کی حکومت نے سابق کلکٹر کا نپور کو بربنائے غفلت از کار سرکاری و منصبی (الزام بموجب تحقیق کمیشن) مفت خواری (الزام بموجب تجویز پنچایت) و دشمنی از اہل ہند (الزام بموجب شرح اہل انقلاب) کیا اچھی سزا دی ہے کہ دل خوش ہوگیا۔ ہاں غفلت کی مفت تنخواہ لیتے رہے۔ لوگوں کا خون کروایا۔ اچھا کوئی ہے کپڑو انکو تمسے۔ "کپڑ لیا حضور" — "انکو ان سے رخصت کی درخواست دیں" — "حاضر ہے یہ درخواست" — "اچھا دو انھیں ڈیڑھ سال کی تنخواہ بلا خدمت"

متواتر گزشتہ ۴۴ سال کا آزمودہ گورنمنٹ ہند و جرمنی سے رجسٹری شدہ

سدھا سندھو

حسب ذیل امراض کی تیر بہدف دوا ہے جو گرہست گھر میں جاہے جس وقت پیدا ہو سکتے ہیں مثلاً ہیضہ۔ کھانسی۔ دمہ۔ شول۔ سنگرہنی۔ نیند نہ آنا۔ پیٹ درد۔ قے۔ دست۔ جی متلانا وغیرہ ایسے ہی امراض کی بغیر کسی انوپان کے دوا ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصول ایک سے دو تک چھ آنہ (۶ر) بچوں کا تندرست وخوش وخرم رہنا والدین کے فرحت وتسلی کا باعث ہے اسلئے آپ اپنے بچوں کو

بال سدھا

پلائیے۔ ایسی میٹھی خوش ذائقہ دوا کے پینے سے بچے موٹے تازے تندرست اور طاقتور رہتے ہیں چہرہ پر سرخی اور رونق آجاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر محصول ۸ر

دور رنگ کیسری

یعنے داد کی دوا

بغیر کسی قسم کی جلن وتکلیف کے داد کو جڑ سے نیست ونابود کرنے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۴ر محصول ایک سے دو تک ۸ر ایک درجن خریدنے پر دو روپیہ چار آنہ (۲؍) محصول معاف۔

ہماری ادویات سب دوا فروشوں کے پاس ملتی ہیں

منگوانے کا پتہ۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

برانچ کلکتہ | برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیے۔

المشتہر: مقتدا خان اقتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی بھیج کرنا ہوگا۔
(۲) رقم بھیج شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف ہو جائیگی
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
(۵) علاوہ [illegible] حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لئے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(دریافت کردہ بڑی بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ عمل اور ریاضت [illegible] بہ حقیقت کے گیا ہے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے۔ ہر قسم کی شکایت آنکھ مثلاً سرخی پھولا جالا۔ پربال۔ نکرے۔ آشوب چشم۔ نزلہ۔ دھند۔ شروع موتیابند۔ روہے۔ سوزش وغیرہ کے لیے انتہا مفید اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۶ ماشہ ۴ر آدھے درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت ومحصول ڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہاری سنہا بی اے ۴۸ سوامی نگر
دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات وعطائی نسخہ جات جاہل خوردہ طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت صحت حاصل کرنا یا سچا ومخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن وحذاق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ تمام خط وکتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر: منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں ہے [illegible] سے ہر شخص جس [illegible] کاغذ پر [illegible] لکھکر یا ٹائپ رائٹر کا بجنسہ فوراً تنہا خود چھاپ سکتا ہے۔ حکمنامہ وکالت نامے امتحان کے پرچے۔ نوٹس۔ خطوط اپیل وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمہ کے حکام بالا کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ تیز دفتر "ہمت" میں بھی عرصہ سے موجود ہے۔ حال میں لکھنؤ لوکل میں بھی پسند کرکے لیا گیا ہے۔

نوٹ: اگر اس سے آسان جلد [illegible] تمام کر [illegible] آپ کو ملی اور یہ پریس ثابت نہ ہوئے تو بے تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

سائز: نوٹ پیپر۔ فلسکیپ۔ ڈبل فلسکیپ۔ [illegible] وغیرہ

۶ روپیہ | ۱۲ روپیہ | ۱۸ روپیہ | ۳۴ روپیہ

پریس کا مفصل اشتہار [illegible] منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ سے [illegible]

فرشتہ بہشت کا پیغام

بیماری اور کمزوری کی زندگی بھی دوزخ کی ہی حقیقت رسان ہے۔ اگر آپ بھی [illegible] کمزور ہیں تو آفتاب [illegible] گولیوں کا استعمال کیجئے یہ گولیاں فرشتہ بہشت کا کام کریں گی چند روز میں قبض اور بدہضمی۔ خون اور منی کی خرابی۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال۔ رقت منی وغیرہ کی تکلیف سے نجات دلا کر اعلیٰ درجہ کی طاقت وتوانائی وقوت۔ مردمی عطا کرکے لذت دنیوی سے مالامال کر دیں گی۔

قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولیاں صرف ایک روپیہ۔ پانچ ڈبیہ چار روپیہ علاوہ محصولڈاک

وید شاستری جام نگر کاٹھیا وار

ایجنٹ: [illegible] چوک لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

1931
LUCKNOW
1931
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

پانچسو روپیہ انعام

مہاتما کی بتائی ہوئی شفیہ کو ڈرہ یعنی برص کی عجیب و غریب دوائی

تین دن میں پورا آرام۔

اگر سیکڑوں حکیموں، ڈاکٹروں، ویدوں، اشتہار بازوں کا علاج کرکے نراش حاصل کر چکے ہوں تو اس دوائی کا استعمال کرکے صحت حاصل کریں۔ اسکو بے فائدہ ثابت کرنے پر پانچسو روپیہ انعام۔ جسمیں یقین نہو۔ ایک آنہ کا ٹکٹ لگوا کر لکھوائیں

قیمت صرف دو روپے (عدد ۲)

اکھل کشور رام نمبر ۲۰ پوسٹ کتری سرائے گیا

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب دلچسپ نظم ہے پڑھیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶؍ ٹکٹ بھیجد بھیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

نیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنا چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے۔

منیجر

چند دلچسپ نظم کتابیں

ان کتابوں کی زبان عام فہم سلیس، بہت ہی دلچسپ اور ہنسا ہنسا کر اک نیک سبق دینے والی ہیں۔ قابل ادیبوں نے انکی تحسین کی ہے۔ اگر آپ اپنی اولاد کو با ادب مہذب عمدہ خصائل دیکھنا چاہتے ہیں تو ضرور منگائیے۔

بچوں کے کلام ۴۸ صفحہ کا رسالہ ہر صفحہ پر ایک نظم قیمت ۱؍

بچوں کے کام یہ بھی ۴۸ صفحہ کی کتاب ہے اور بتاتا ہے بچوں کو سکھائے گئے ہیں قیمت ....

دبستان (۱۳۶) صفحات کا مجموعہ مختلف بچوں کی اخلاقی نصائح ہے ناول قیمت .... ۱۲؍

دلچسپ نظمیں۔ بچوں کا دل بہلانے اور ذہانت بڑھانے والی قیمت .... ۲؍

سلیس نظمیں یہ بھی اسی مضمون کی نظمیں ہیں۔ قیمت ... ۵؍

یا بچوں کی کتابیں یکمشت طلب کرنے والے کو محصول ڈاک معاف۔

جن معزز ماہران تعلیم نے ان کتابوں کو مفید تسلیم کیا ہے ان کے نام یہ ہیں ۱۔ جناب مولانا عبد الحق بی اے مرتب نظام اردو ملک محروسہ نظام دکن ۲۔ جناب محمد نافع محمد ہیڈ ماسٹر انجمن اسلام ہائی اسکول بمبئی نمبر ۹ ۳۔ جناب سید مسعود حسین رضوی صدر شعبۂ فارسی و اردو لکھنؤ یونیورسٹی ۴۔ جناب لسان القوم مولانا صفی لکھنوی ۵۔ جناب منشی سید مقبول حسین ظریف ۶۔ جناب آغا شفتہ لکھنوی مرحوم ۷۔ جناب سراج لکھنوی رکن ادارہ [illegible] ۸۔ علیا حضرت شفیع طیب جی صاحبہ ممبر اسکول کمیٹی و کمیٹی سر رشتۂ تعلیم بمبئی ۹۔ جناب لسان الملک مولانا ناطق لکھنوی ۱۰۔ جناب حکیم محمد دائم صاحب آنریری سکریٹری انجمن اسلام بمبئی ۱۱۔ ایڈیٹر اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری ایوپا بلڈنگ تاردیو بمبئی نمبر ۷

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں جرائم کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ مذہبی جھگڑے ہوتے ہیں۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی اور اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر شبہ نہ کیجیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں بڑھائیے اسلئے کہ ہر حرف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت اور اصابت کی رعایت کیجیے۔ صحیح تاریخ واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کرایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری خرچ ہے۔

(۳) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اسطرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروا لیں۔ دام دردم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں۔ ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔

نوٹ: جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۲۲

مضامین

۳۰ جون ۱۹۳۱ء

معروف اسکافی کا قصہ
حتی تجی الحملہ

(ؔ بقیہ ماقبل)

نالہ مکرم کو سمجھا بجھا کے شہزادی صاحب تو محل میں گئیں اور فراق شوہر پر آنسو بہانے لگیں فقرہ چل گیا۔ شوہر کو تعاقب سے نجات ملی یہی غنیمت ہے۔ مگر ہمارے دوست میاں معروف جو گھوڑے پر بیٹھ کے "تلاش حل موہوم" میں گھر سے نکلے تو گھوڑے کی مرضی پر اپنا سفر چھوڑ دیا "چل بھائی جہاں تیرا جی چاہے" عیش و عشرت کے خواب جو دوسروں کی بدولت نظر آتے تھے سب نگاہ سے اوجھل ہوگئے۔

صورتیں امید کی خواب پریشاں ہوگئیں
سامنے آنکھوں کے آئیں اور نہیاں ہوگئیں

وطن نے گو انکے ساتھ کوئی بھلائی کی نہ تھی جو یاد آتی ہاں جدید بنے بنائے گھر کے اجڑنے کا غم آنسوؤں کی صورت میں امنڈ امنڈ کے طوفان دکھانے لگا۔ دو گھڑی رات رہے سے چلے تھے ظہر تک ڈلکی پوئی سرپٹ لنگوری پھدکے کی چال دیکھتے رہے۔ اب آنتیں قل ھواللہ پڑھنے لگیں معدے نے "لاؤ لاؤ" کا تقاضا شروع کیا۔ حلق نے بہت دیر تک "سائیں برکت سے بھر مانگو" پر ٹالا مگر پھیلا بستروں سے کام کیا چلتا۔ دور سے ایک کسان ہل جوتتا دکھائی دیا۔ باگ اسی طرف موڑ دی "السلام علیکم۔ علیکم السلام"

کسان "شاید جناب غلامان شاہی میں سے ہیں"

معروف "ہاں بھئی۔ مگر بھوکا بہت ہوں"

کسان "اہلاً و سہلاً۔ تھوڑی دیر اس درخت کے نیچے دم لیجیے۔ گاؤں تھوڑی فاصلے پر ہے۔ میں ابھی جو کچھ میسر ہے حاضر کرتا ہوں"

معروف "واہ بھئی تم تو یہاں خالی ہاتھ کھڑے ہو پھر کس برتے پر مہمان بناتے ہو"

کسان "خداوند آپ تھوڑی دیر صبر کریں۔ قریہ قریب ہی ہے۔ میں ابھی آپ کے واسطے دانہ اور گھوڑے کے واسطے گھانس لے کے حاضر ہوں گا"

معروف "اگر قصبہ قریب ہی ہے تو پھر تمہاری نسبت میں خود جلدی پہونچ سکتا ہوں تم کیوں زحمت اٹھاؤ"

کسان۔ خدا کے لیے مجھ غریب کسان کی آس نہ توڑیے گاؤں والے مجھے طعنہ دینگے کہ ایک مہمان کا پیٹ نہ بھر سکا۔ دوسرے گاؤں کوئی بہت بڑا آباد مقام نہیں چند گھر ہیں۔ نہ بازار ہے۔ نہ لین دین بنج بیوہار آپ وہاں پہونچ بھی گئے تو کسی نہ کسی کے یہاں مہمان بننا پڑے گا۔ پھر مجھ میں کیا کیڑے پڑے ہیں"

کسان بیل اور ہل چھوڑ کے گھر کی طرف روانہ ہوا میاں معروف نے دل میں کہا "بیٹھے سے بیگار بھلی" آؤ ذری زمین جوتنے کا تجربہ بھی کریں۔ بھوک بھی بہلے گی اور کسان بیچارے کا حرج ہوا ہے اسکا کام بھی ہوجائے گا "پنیا" دکو رڈا اٹھایا۔ ناتھ کی رسی ہاتھ میں پکڑی ہل کی لکڑی پر ایک پاؤں جمایا۔ ہاتھ سے دم تھامی اور فرمانے لگے "تک تک تک بیل۔ توری بٹیا کی۔ توری بہنی کی..... ہاؤں ہاؤں..." کبھی دُم مروڑی کبھی "پنیا" مارا بیلوں نے نئے آدمی کی حکومت سے اعراض کیا۔ اینڈی بینڈی چال چلنے لگے۔ چند لمحہ گزرنے کے بعد ہل کی پھار خدا جانے کس چیز میں اٹک گئی کہ بیل اپنے مقام پر جم گئے۔ یہ لاکھ لاکھ دُم مروڑتے ہیں مگر بیل صرف سینے جھکا کے گردن ہلاتے اور کھڑے ہوجاتے ہیں۔ آخر سبب کی تلاش پر میاں معروف مجبور ہوئے۔ نرم مٹی پھار کے پاس سے ہٹائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ پھار ایک بڑے آہنی حلقے میں اٹک گئی ہے۔ لاحول ولاقوۃ کمبخت پھار نے کہاں شادی کی۔ اب جستجو کے شوق سے پیٹ میں چوہے چھوٹے کہ یہ کیا چیز ہے۔ بیلوں کو ایک جانب ٹھہرایا۔ مٹی نرم تھی بآسانی اکھڑنے لگی غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سنگ مرمر کی چٹان میں وہ حلقہ پیوست ہے چٹان چکی کے پاٹ کی طرح گول تھی اور زیادہ بوجھل نہ تھی۔ ہل کی لکڑی کی مدد سے اسکا کونا ابھرا انھوں نے بیلوں کی رسی کھول کے حلقہ میں باندھی اور دوسرا سرا اسکا بیل کی گردن میں باندھ کے ہنکایا۔ پتھر اپنے مقام سے ہٹ گیا اور ایک غار نظر آیا جسمیں نیچے جانے کو سنگ مرمر کی نہایت صاف شفاف سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں میاں معروف غار میں اترے اور ڈرتے ڈرتے آخری زینے تک پہونچ گئے۔ دھوپ ڈھل چکی تھی آفتاب کی ترچھی کرنیں غار کو روشن کیے ہوئے تھیں۔ انھوں نے دیکھا کہ یہ ایک حمام نما کوٹھری ہے جسکے ایک جانب چھوٹا سا دروازہ لگا ہے بہت موٹی زنجیر ہے۔ ران شتر کے برابر قفل پڑا ہوا ہے۔ ایک پتھر سے زنگ خوردہ قفل کو [illegible] اپنی قسمت بد سمجھ کے توڑا دروازہ پاٹوں پاٹ کھل گیا۔ ایک چہار گوشہ کمرا ظاہر ہوا۔ دیا نصیب کہہ کے اندر قدم بڑھایا دیکھتے کیا ہیں ایک طرف موتی ہے دوسرے کونے میں زر سرخ تیسرے میں زر سفید چوتھی جانب کنکر پتھر کی طرح زمرد و یاقوت الماس فیروزہ نیلم کے ڈھیر ہیں وسط مکان میں ایک بڑا بھاری صندوق ہے جسکے پٹرے کسیقدر بوسیدہ ہوگئے۔ اچھا ہوا کہ تختے سڑ گئے ورنہ ہمارے دوست کو دوسرے کی مدد کی ضرورت ہوتی یا اوزار بہم پہونچنے تک انتظار کرنا پڑتا تختے دور کرنے کے بعد اسکے اندر سے ایک تو ال بلور کا ترشا ہوا ایک صندوقچہ ظاہر ہوا جسمیں چونے کے برابر موتی بھرے ہوئے تھے اسی صندوقچے میں ایک چھوٹی سی ڈبیا رکھی تھی۔ انھوں نے ڈبیا اٹھا کے کھولی اسمیں سے ایک سیاہ نگینہ کی انگوٹھی نکلی جسپر کچھ طلسمی نقوش کندہ تھے۔ نقش پڑھنے کے لیے کرتے سے گھسا کر رگڑا۔ رگڑتے ہی رعد کی سی آواز آئی "حاضر ہوتا ہوں حضور۔ جو کہیے بجا لاؤں کوئی لشکر ہو تو اسے فنا کروں کوئی شہر ہو تو اسے آپ کے حکم سے اجاڑ دوں۔ کوئی نئی نہر بنوانا ہو تو ابھی جاری کردوں۔ کوئی پہاڑ راستے سے ہٹانا ہو تو اسے اکھاڑ پھینکوں" پہلے تو میاں معروف کو ملمے دار کے پاجامہ بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی

سمجھ گئے مگر آدمی تھے بے جگر طلسم کے معنی - انھوں نے پوچھا "اے بندۂ خدا تو کون ہے جو آواز دیتا ہے مگر دکھائی نہیں دیتا" طلسمی مخلوق نے جواب دیا "خداوند اگر حکم ہو تو یہ غلام اپنی طلعت جہاں آرا دکھائے مگر شاید حضور صورت دیکھ کے خوش نہ ہوں اس لیے طالب اجازت ہوں۔ غلام اس طلسمی انگوٹھی کا موکل ہے اپنی قوم کا بادشاہ ہے مگر جس کسی کے پاس انگوٹھی ہو اسکا غلام ہے ستر ہزار جن اس غلام کے تابع فرمان ہیں اور ان میں سے ہر فرد ایک ہزار جن کا افسر ہے اب حضور کا جو حکم ہو وہ بجا لاؤں۔ ورنہ رخصت ہوں۔ جس وقت انگوٹھی کے تھپکے کو رگڑ دیجیے گا پھر حاضر خدمت ہونگا۔ مگر اتنا یاد رہے کہ انگوٹھی ایک ہی رگڑ دیجیے گا اگر دو گھِستے کرارے پڑ گئے تو نیچا نب اسکا ڈھیر ہو جائیگی پھر حضور اس غلام کی خدمت سے محروم ہو جائیں گے۔

معروف "خیر میں تمھاری ہدایت پر عمل کروں گا مگر یہ تو بتاؤ یہ کونسا مقام ہے اور یہ خزانہ کیسا ہے"

موکل "حضور یہ خزانہ شداد بن عاد کا ہے۔ بندہ اسکا خادم تھا۔ اسی نے رمالوں سے یہ انگوٹھی بنوائی تھی۔ اب یہ آپ کی ہے"

معروف "کیا تمھارے امکان میں ہے کہ اس خزانے کو سطح زمین پر نکال کے رکھو اور جہاں میں حکم دوں وہاں پہونچادو"

موکل "یہ کتنی بڑی بات ہے"

معروف "اچھا تو نکالنا شروع کردو"

موکل نے اشارہ کیا زمین پھٹی اور ننھے ننھے سے جن نکلے جنکے ہاتھوں میں ٹوکریاں تھیں آناً فاناً تمام خزانہ صاف ہو گیا۔ پھر معروف صاحب نے حکم دیا کہ اب بار برداری لاؤ اور صندوقوں میں اسے بھرو۔ تھوڑی دیر میں آٹھ سو صندوق زر و جواہر سے بھر گئے۔

معروف "اب نچر اور گھوڑے باسازو یراق خاطر خواہ درکار ہیں"

موکل نے اپنے ماتحتوں کو اشارہ کیا سب لوٹ پوٹ کے خچر اور گھوڑوں کی شکل میں آ گئے۔

موکل "اب کیا ارشاد ہے"

معروف "ایک خیمہ اسی زمین پر پھیلا دو اور چند خادموں کو آدمی کی صورت میں خدمت کے لیے مقرر کرو"

موکل "منظور"

شوکت حکومت رعیت

چہ کنم

"وہ کہتے ہیں ادھر عاشق ادھر عاشق کدھر جاؤں"

معروف "اب دنیا بھر میں جتنے نفیس کپڑے تیار ہوتے ہیں انکی سو سو گٹھریاں بار برداری سمیت حاضر کرو"

موکل "خداوند اسکے لیے تھوڑی مہلت درکار ہے"

معروف "کسقدر"

موکل "بس شب بھر"

معروف "منظور"

جناب معروف مسند تکیہ لگا کے بیٹھے۔ دسترخوان جنوں نے بچھایا۔ سونے چاندی کی مرصع قابیں سامنے رکھیں ابھی ہاتھ کھانے میں ڈالا تھا کہ کسان ایک گٹھرے میں ابلی ہوئی مسور اور ایک انگوچھے میں موٹی موٹی روٹیاں لیے اپنے کھیت میں آیا یہاں تمام زمین کو گھوڑوں خچروں نوکروں غلاموں سے بھرا پایا دل میں چکرایا کہ یہ کیا آفت آ گئی میں یہ جانتا کہ سلطان عالم کی سواری ہے تو وہ چار چوزے بھی ذبح کر لیتا اب کیا کروں۔ یہ اسی فکر میں تھا کہ معروف کی نگاہ اس پر پڑی۔ آمانہ دی کہ اس کسان کو جلد با بدولت کے حضور میں پیش کرو۔ کیوں ہوا کا ہے" کسان حاضر ہوا زمین بوسی کے بعد مسور کی دال اور روٹیاں ایک کنارے رکھیں۔ اور کہنے لگا خداوند نعمت مجھے علم تھا کہ خود بنفس نفیس سلطان عالم نے اس جنگل کو رشک ارم بنایا ہے ورنہ غذا میں حتی الامکان زیادہ تکلف کرتا" معروف نے کہا بھائی میں بادشاہ نہیں اسکا داماد ہوں بگڑ کے چلا آیا تھا اس نے میرے پیچھے خیمہ و خادم روانہ کیے جو ابھی یہاں وارد ہوئے مجھے قسم ہے کہ میں تیری مخلصانہ ضیافت پر اس طعام نفیس کو ترجیح نہ دوں گا۔ اسی مسور کی دال سے پیٹ بھروں گا۔ پھر اس گٹھرے کو اپنے سامنے رکھا اور جنوں کی لائی ہوئی غذا کسان کو دی۔ بہتوں نے تن تن کے لقمے پیٹ میں اتارے۔ بعد ازاں دسترخوان بڑھانے کا اشارہ کیا۔ جھٹ نیچے بھی بھوکے تھے انھوں نے تھوڑی دیر میں سینیاں اور قابیں صاف کر دیں۔ کسان اپنا گٹھرا لے کے جانا چاہتا تھا مگر معروف نے اسکو طلائے خالص سے بھر دیا اور کہا بس جاؤ اگر کوئی وقت پڑے تو بلا تکلف میں آنا اور مجھے پوچھ لینا انشاء اللہ مطلب تمھارا پورا ہو سکے گا۔ کسان دعائیں دیتا ہوا بیلوں کی ناتھ ہاتھ میں لے کے گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ میاں معروف نہایت اطمینان سے خیمہ میں آرام فرما ہوئے صبح کو بہ اسعاد

مال تجارت کی کھوئی گئیں ردا آنکھوں سے اتنا بڑا سامان دیکھا حیرت ہوگیا۔ بادشاہ نے فوراً اپنے خزانہ کھلوا دیئے۔ تھوڑی دیر میں خزانچی نے عرض کیا کہ حضور اب خزانے میں جگہ نہیں رہی اور کوئی محفوظ مقام تجویز ہو۔ فوراً دوسرے مکان خالی کیے گئے۔ علی سوداگر نے معروف کے کان میں جھک کر کہا: "تو بڑا مکار! اگر تیری نیت بخیر ہے تو اس وجہ سے خدا نے تجھ پر نوازش کی۔ خدا مبارک کرے" معروف ہنسنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد معروف نے اہم سعادت کو ارشاد کیا کہ شہزادی کے واسطے ایک ایسا جوڑا لباس کا حاضر کرے کہ دنیا بھر میں جس کی نظیر نہ ہو۔ جن نے فوراً تعمیل کی مجلس میں داخل ہونے سے قبل معروف نے آواز دی کہ جس کسی کو مجھ سے قرض کا مطالبہ ہو آئے اور اپنا مال واپس لے ہر ایک قرض خواہ کو چوگنا مال دے کے رخصت کیا۔ پھر شہزادی کے پاس چلا۔ ہزار لعل وستہ ہائے لباس مرق بجواہر والماس کنیزوں کے واسطے ہمراہ لیے۔ شہزادی نے ان کی صورت دیکھتے ہی سرو قد تعظیم کی۔ بذل وعطا وسخا کے بیان میں اب کچھ لطف نہیں کہاں تک لوگ سنیں گے (جھوٹ بولنے پر آئے تو صرفا کاہے کا) راوی کہتا ہے کہ وزیر پرتزویر نے اب یہ کہنا شروع کیا: "خداوند ملک کی خیر ہو۔ داماد صاحب لوگ کے مالک بن بیٹھے ہیں ادنی ادنی سپاہی ان کے فیض سے مالک زر وجواہر ہوگیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ملک یکایک متصرف ہو بیٹھیں تو پھر کچھ بنائے نہ بنے گی" بادشاہ نے فرمایا کہ یہ بھی تیرا سوء ظن ہے وہ چاہے تو ایسے کئی ملک اپنے مال سے خرید سکتا ہے دوسرے یہ ملک اسی کا تو ہے بجز شہزادی کے میں اور کوئی اولاد نہیں رکھتا۔ آج بھی ملک اسکا ہے کل بھی اسی کا ہوگا۔ خوف تو جب ہو جب مجھے کوئی انکار ہو۔ وزیر نے پھر نیش زنی سے کام لیا کہ خداوند یہ سب کہنے کی باتیں ہیں خدا نہ کرے جو کسی صاحب اختیار سے اسکے اختیارات سلب ہوں۔ کون ہے جو داماد کی روٹی پر قناعت کریگا۔ داماد آستین کا سانپ ہوتا ہے۔ آج بگڑ بیٹھے تو سر پہ ہاتھ دھر کے رونا پڑے۔ بادشاہ جھنجھلایا مگر وزیر کسی طرح نمازی سے باز نہ آیا۔

(باقی آئندہ)

فلاسفر

ادبی استفسار

ادیب الہند۔ علامہ زمان۔ مدظلہ العالی مشیر پنچ بہادر!

اخبار حقیقت مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر سر محمد اقبال کے شعر "کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں ... جبین نیاز میں" کی جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب نے شرح فرمائی ہے۔ جو شاید نظر اقدس سے گذری ہوگی شرح کے آخر میں جناب سید صاحب نے ایک نوٹ بایں الفاظ تحریر کیا ہے "کہ سجدوں کا تڑپنا غیر مانوس محاورہ ہے مگر اصولاً درست ہے" براہ کرم (۱) "اصولاً درست" کی تشریح فرمائیے اور شعر مذکورہ کی سلیس اردو میں توضیح کر دیجیے۔

(۲) اقبال "جلاتا ہے مجھے ہر شمع دل کو سوز پنہاں سے
تری ظلمت میں بھی روشن چراغاں کر کے چھوڑوں گا"

شعر مذکور میں "روشن چراغاں کرنا" کہاں کا محاورہ ہے؟ کیا یہ بھی اصولاً درست ہے؟

(۳) نفحات سحر میں شعاع آفتاب سے حضرت اقبال کا خطاب

"صبح جب میری نگہ سودائی نظارہ تھی
آسمان پر اک شعاع آفتاب آوارہ تھی"

تشریح "نگہ سودائی نظارہ" اور لفظ "آوارہ" کے معنی نیز "استعمال محل" پر آپ کی رائے مطلوب ہے۔

حضرت تاریخ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ان سطور کو پڑھکر اس عریضہ کو ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیں کیونکہ آجکل آپ کو سیاست کی بری طرح ہوا لگی ہے۔ اور ادبی بحث وتحقیق سے آجکل آپ اسطرح بھاگتے ہیں جس طرح نام نہاد مسلم نیشلسٹ پارٹی جداگانہ انتخاب سے یا ہندو مسلم اتفاق سے۔ آخر میں ملتمس ہوں کہ آنجناب ہمیشہ کے لیے اودھ پنچ کے چند کالموں کو کشش ادبی ہمات و خدمت زبان کے لیے وقف کر دیں۔ فقط والسلام۔

آپ کا۔۔۔ عبدالرشید خاں بلیلیگنوی۔ آئی۔ پی۔ ٹی۔ ای۔ (?)

پلیچر۔ ساینجناب نے حقیقت میں یہ مضمون نہیں لکھا۔ سید مرتضیٰ حسین صاحب سے واقف ہیں۔ سجدوں کا تڑپنا ہرگز محاورہ نہیں ہے نامانوس ہے نیز ناقص محاورہ ہے کمال کا ایک غیر مطبوع اجتہاد ہے۔ اگر مضمون نگار صاحب کے نزدیک "اصولاً درست" ہے تو انہیں سے تفصیل پوچھیے وہ آپ کو بتائینگے۔ سہوا اسکے معنی گذشتہ مجلدات اودھ پنچ میں لکھے جا چکے۔ آپ کی فرمائش سے مختصراً یہاں بھی لکھے جاتے ہیں۔

شاعر حقیقت منتظر (یا یہ حقیقت جسکے نظارے کی دنیا منتظر ہے) سے فرمائش کرتا ہے کہ کبھی لباس کے مجازی صورت قبول کرلے۔ کیوں؟ اسلیے کہ بے دیکھے سجدہ کرتے بن نہیں پڑتی اور جبین نیاز کے خشک انداز میں بانتظار صورت مجازی ہزاروں سجدے بجلی کی طرح تڑپتے پھڑکتے دم ہلاتے ہیں۔

یہاں کے ایک حدید الذہن ظریف شاعر نے آپ کی تقلید میں یہ مطلع نظم کیا ہے ؎

کبھی اے حسین کشادہ رو نظر آ مسہری ناز میں

سمن لغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۲ ۱۹۳۱ء

بعدالت سکنڈ اڈیشنل جج صاحب بہادر خفیفہ لکھنؤ

مجھن لال ولد نرائن داس رستوگی ساکن رستوگی ٹولہ تھانہ چوک شہر لکھنؤ ۔۔۔ مدعی

بنام

۱۔ بیچپال سنگھ ولد پرتھی سنگھ ۲۔ بادین ولد رام پال سنگھ ۳۔ بینیٹر سنگھ ولد جوالا مکھی سنگھ	اقوام ٹھاکر ساکنان چوہرا پرگنہ بچھراوان ضلع رائے بریلی

۔۔۔ مدعا علیہم

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابتہ ... کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۵ پندرہ ماہ جولائی ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوی مدعی مذکور کی دو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو ان کو پیش کرو۔ مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۸ مئی ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بحط انگریزی

مہر عدالت

حکومت

رعیت

"تفکر"

"دیکھیے نیچہ کیا ہوتا ہے؟ بیل تو منڈھے چڑھتی نہیں معلوم ہوتی۔"

"آمادہ بسفر"

"بندہ بہرحال خوش۔ جو آج ہے وہی کل بھی ہوگا۔"

نیک مشورہ
بیگم صاحب! میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر
پائدار خوشبو کے عمدہ عطر درکار ہیں تو
"اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ"
سے طلب فرمائیے اُن کے ٹیلیفون کا نمبر ۱۳۹
اور تار کا پتہ "حنا" لکھنؤ ہے

کہ ہزاروں بوسے پھدکتے ہیں ترے لب گلفام میں
اگر مجدد صاحب پھدک سکتے ہیں اور انکا ترمیم اصولاً درست ہے" تو بوسے بھی مینڈک کی طرح پھدک سکتے ہیں اور یہ بھی اصولاً درست ہے۔

دوسرے شعر کے بارے میں اسی قدر عرض کر سکتا ہوں کہ "چراغاں" کرنے کے معنی چراغ روشن کرنے کے ہیں "روشن" یہاں حشو ہے۔ ممکن ہے کہ دوسروں کے نزدیک اصولاً درست ہو۔

تیسرے شعر پر بھی اودھ پنچ میں قبل ازیں رائے ظاہر کی جا چکی ہے۔ نگاہ کا سودائی نظارہ ہونا بھی ایک اجتہاد ہے اور ایک شعاع کا زمین پر نکلیں "آسمان پرد آوارہ" پھرنا بھی اجتہاد ہے۔ نگاہ نظارہ کی سودائی تھی اسلیئے اسے ایک آوارہ شعاع مل گئی۔ "جوئیندہ یابندہ" مشہور ہے۔ اگرچہ نگاہ اور شعاع دونوں مؤنث ہیں تاہم انکا مل بیٹھنا۔ بیٹھے سے بیکار بھلی پر قیاس کر کے غنیمت ہے۔ جناب اندازی نہ فرمائیں۔ ورنہ گناہ ہوگا۔

آپ فرمائش کیجیے یا نہ کیجیے اگر کوئی ادبی مسئلہ سامنے آجاتا ہے تو بغیر روو رعایت قول فیصل سے حتی الوسع ہم گریز نہیں کرتے۔ بشرطیکہ متخاصمین سے کوئی صاحب ہم سے استصواب فرمائیں ورنہ دفتر میں نام لکھوانا اپنا شیوہ نہیں۔ رہا یہ کہ پولیٹکل اصلاحات پر ادبی اصلاح مقدم رکھی جائے یہ دشوار ہے ادبی مباحث ہیں لفظی اور پولیٹکل مباحث ہیں عملی لفظی خصومت کا ضرر ہے کم اور پولیٹکل کشمکش جتنا میں نوبت لیباڈ گی تک آجاتی ہے لوگ اسپتال جیلخانے بلکہ قبر کی سیر کرتے ہیں۔ فافہم۔

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

"آب حیوۃ"

کیمیاگروں میں ایک دوہا مشہور ہے ؎
شہد سہاگا گھی۔ موئی دھات کا جی

یعنے اگر کسی کشتے کو زندہ کرنا مقصود ہو تو ان تینوں چیزوں کو گھیپو اور کشتہ دھات اسمیں ڈال دو بس وہ اپنی اصلی صورت پر آجائے گی (اسے اصطلاحاً آب حیوۃ کہتے ہیں)۔ اور اگر اس عمل سے کشتہ زندہ نہو سکے تو سمجھ لو کہ مسیحائی اعجاز کے اثر سے یہ کشتہ مردہ ہوگیا۔

اخبار نویس (یعنے ہماری برادری والے) بھی کیمیاگر ہیں اور ان میں سے اکثر ہندوستانی ریاستوں کے کشتہ بنانے میں ید طولےٰ رکھتے ہیں۔ مگر انکا بنایا ہوا کشتہ کسی دوسرے کے عمل سے زندہ نہیں ہوتا۔ یہ کشتہ اسلیئے بناتے ہیں کہ ریاست کی جانب سے آب حیوۃ کے اجزا ان کی خدمت میں پیش کیے جائیں۔ دلو سیئے دولت کا شہد مصفّے کھلوایئے تر ترا تے گھی کا پلاؤ۔ سہاگا ہم اپنے پاس سے ملا دینگے۔ ورنہ قبول کیجیے کشتہ ہونا۔ اس کشتے کی پہلی آنچ "دھرینگوں" کے پنواکنڈوں سے شروع ہوتی ہے۔ مثلاً:-

(۱) خاص نامہ نگار رہی کبوتر خیال کے گلے میں نامہ باندھ کے اطلاع دیتا ہے کہ فلاں ریاست کی انتظامی حالت بہت سقیم ہے بکثرت اخبار اس قسم کے پہونچ رہے ہیں جنکا افشا اسوقت خلاف مصلحت ہے لیکن اگر ہماری اس تنبیہ پر رئیس نے توجہ نہ کی (یعنی شہد اور گھی کا ہمارے واسطے انتظام نہ کیا) تو وہ دن دور نہیں جب ہم بد انتظامی کی چڑیل کے روئے سیاہ سے نقاب خفا دور کرنے پر مجبور ہونگے۔

(۲) سُنا ہے کہ فلاں رئیس کا برتاؤ اپنے بھائی بندوں کے ساتھ نہایت نادرست ہے یہ بالکل خلاف انصاف ہے کہ رعایا کی گاڑھی کمائی تنہا ہز ہائینس فلاں اپنے تلاعون میں صرف کریں اور بھائیوں کو ششکا بتائیں۔ حکومت برطانیہ کو توجہ کرنی چاہیے ؎

ستم ہے قہر ہے اندھیر ہے قیامت ہے
کہ ہم ترس میں اوبالی رئیس کھن کھائے

(۳) تازہ اخبار کی بہم رسانی کا اعلیٰ انتظام

ہم نے اخبار کے ناظرین یا تمکین کو جلد سے جلد خبر پہونچانے کا نہایت اعلیٰ انتظام کیا ہے آپ جانتے "وائرلیس ٹیلیگرافی" کا سامان تو ہمیں پہلے ہی سے حاصل تھا مگر اسکے ماہر بالفعل ہندوستان میں بہت کم ہیں اسلیئے اکثر خبروں کی فراہمی میں تعویق و تاخیر ہو جاتی تھی

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن ابرض انفصال مقدمہ

آرڈر ۵ قواعد ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء

نمبر مقدمہ [illegible]

بعدالت جناب حاکم تحصیل مسافرخانہ ضلع سلطانپور مقام سلطانپور

لال بیر سنگھ پرتاب بہادر سنگھ ساکن و تعلقدار شاہ مئو پرگنہ موہن گنج تحصیل مہراج گنج ضلع رائے بریلی .... مدعی

۱- بجرنگ بلی } پسران } برہمنان معرساکنان پورہ دوساہو
۲- سام برکھ } بھیم تیواری } اختیاران اسیپی پرگنہ گوساجان
۳- شیو دلارے ولد بھگ ہو } تحصیل مسافرخانہ ضلع سلطانپور

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۱ ماہ جولائی ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن بمقام سلطانپور اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم تائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہو گے تو مقدمہ بلا حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۳ ماہ جون ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

سمن لغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۸۰۴ ۳ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب سکنڈ ایڈیشنل جج صاحب بہادر خفیفہ لکھنؤ

رادھے رتن ولد نتھے لال رستوگی ساکن رستوگی ٹولہ تھانہ چوک شہر لکھنؤ مدعی

بنام

پیشی ۱۰ جولائی ۱۹۳۱ء

رحمن خاں وغیرہ .... مدعا علیہ

بنام رحمن خاں ولد کلو خاں ساکن ملکی پرگنہ و ضلع رائے بریلی

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۰ ماہ جولائی ۱۹۳۱ء بوقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہو گے تو مقدمہ بغیر حاضر تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۱ ماہ اپریل ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری بدفتر ۲ بجے سے ۴ بجے تک

لہٰذا اب ہم نے یہ انتظام کیا ہے کہ بموجب قاعدہ سالم الانسان کے گز ھوں پر کبھی نہ لکھنے والے رو بحویز ثنا ... کی افعال ... ادارے کو ... جب لکھتے ہیں تو انکی رپورٹ کی ایک نقل تیر بھی مل جاتی ہے۔ ہمارے کاندھوں کے فرشتوں سے اور ہز ہائینس کے کاتبان اعمال سے کہہ رکھا ہے اتنی بے تکلفی ہے کہ اب اوقات دھول دھپت کی دل لگی ہونے لگتی ہے یہ اُن کا نوشتہ چھین لیتے ہیں وہ ان کا۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہز ہائینس اس مادہ انتظام خبر رسانی کے نتائج سے غفلت نہ اختیار فرمائینگے اور اپنی ریاست کی مالی حالت جلد درست فرمائینگے (تاکہ ہمیں ہمارے لیے کچھ اور ... کی گنجائش نکل سکے) "اِن اُرِیدُ اِلّا الاِصلاحَ مَا استَطَعتُ" بجز اصلاح کے ہمارا اور کوئی مقصد نہیں حتی الامکان ہم اصلاح کی سعی کرینگے۔

(۴) ہم نے اپنے کسی مقالے میں خان بہادر نواب خیانت جنگ خیانۃ الدولہ ذلیل الدین خاں کے متعلق لکھا تھا کہ اگر ہز ہائینس والی حماقت پور انکو اپنا صدر المہام مقرر فرمائیں تو نہایت مناسب ہے کیا معنی کہ جناب خیانت مآب کو امور ریاست میں کافی تجربہ ہے۔ جناب موصوف نے ایسے گرہ کشا ناخن پائے ہیں جنھوں نے بارہا اُلجھی ہوئی ٹڈر کی گتھیاں سلجھائی ہیں۔ ہز ہائینس چیپٹ پور اسکی تصدیق فرما سکتے ہیں اور والی سٹرانگر سے بھی ہمارے قول کی تائید بوجہ احسن ممکن ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ہم جناب موصوف تک رسائی رکھتے ہیں۔ سمجھ لیجیے کہ اگر ہماری رائے پر عمل ہوا تو ہمیں ... ضرور مل جائیگا بس یہی اصلاح ہے۔

(۵) سُنا گیا ہے کہ نواب لٹاؤ پورنے پونے چھ کرور روپیہ صرف آبدست میں صرف کردیے (ریاست کی آمدنی کچھ کم تین سو کی ہے) یہ آبدست نواب صاحب کو ایک دوشیزہ یوروپین عورت نے لوایا تھا۔

الغرض ان نیواکنندوں کی آنچ کے بد بودار دھوئیں نے فضا کو خراب کیا۔ اگر ہمیں یہ قوت ہوتا تو اس سے ... ناک بند کرلی اور مطلق توجہ نہ کی۔ اور اگر خدا نخواستہ پانی مرتا ہوتا تو پھر شہد سہاگا تھی سونے وہاں سہاگا تھی"

ان پیشگوئیوں کے ساتھ ہی مخفی درخواستیں بھی ہز ہائینس کی خدمت میں بایں عنوان پہونچتی رہتی ہیں کہ نیاز مند پولیٹیکل سیکرٹری سے بخوبی واقف ہے بربنائے اطلاعات جو بورڈ اتیار ہوا ہے اسکی تمام دعاتیں عمل تحصیل سے اب بھی علحدہ ہوسکتی ہیں بشرطیکہ "ہمراناں بہ کفش بر سر بزن"

ہمارے ایک نامہ نگار صاحب نے لکھنؤ کے ایک اخباری کاغذ پر نکتہ چینی کی ہے جسے طوالت کی وجہ سے ہم نے درج نہیں کیا۔ اس پرچے کا نام ہم نہیں لیتے اگر لوگوں کو جاننے کا شوق ہے تو وہ خود ہی سمجھ لیں کہ کُھٹے کے نام کتنے ہیں۔

چونکہ جُھٹے کو یہ لب معشوق بھی کہتے ہیں اور ایشیائی معشوق کا کام ہے جھوٹ بولنا۔ اسلیے کوئی مواخذہ اس بات پر نہیں ہوسکتا کہ اس نے کیوں یہاں کے ایک سرکاری عہدہ دار کو ہز ہائینس والی ... اور انکے برادران عزیز کے درمیان واسطۂ صلح قرار دیا اور خبر مشہور کردی کہ وہ شملے اسی غرض سے گئے تھے یہ سہو ادہ ہوا۔

نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں کہ خبر بالکل غلط ہے شاید کسی افیونی کے دماغ سے نکلی ہو۔ بھلا ان امور سے ایک سرکاری عہدہ دار کو واسطہ ہی کیا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہاں بھائی افیوں کی دکان ایک زمانے میں وہیں تھی اور شفا خانہ جزو افیوں ہے۔ ہمارے نامہ نگار دوست براہ نوازش جب تک ظریفانہ پہلو نہ پائیں مضمون کو طول نہ دیں تو بہتر ہے۔ دیگر واقعات جو اس مضمون میں ہیں ... ظرافت کی غازہ کاری کے محتاج ہیں۔

"ہائے شہد سہاگا تھی" ہائے "آب حیوۃ آلسوڈ" میں السیڈ مل جانے سے دونوں کے اثر کا باطل ہونا۔

ہمارے نزدیک ریاستیں اگر اخبار نویسوں کے دھینگیوں سے اور انکی گشتہ سازی سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہیں تو خود ہی اپنی ریاست کی صحیح خبروں کی اشاعت کا ذمہ لیں ورنہ "آب حیوۃ" ہم پہونچانے کی فکر ہر وقت دامنگیر رہے گی۔

خط مرسلہ عالیجناب شاہزادہ مرزا محمد منعم بخت بہادر

جناب اڈیٹر صاحب اودھ پنچ زاد عنایۃ تسلیم

اخبار ہمدم مورخہ ۱۸ جون ۱۹۳۰ء میں ایک خبر میرے متعلق یہ چھاپی گئی کہ میں نے برادران ہز ہائینس رامپور اور نواب صاحب کے درمیان میں صلح کرانے کی کوشش کی یہ خبر بالکل غلط ہے اسکی بھی کوئی اصلیت ابھی تک نہیں ہے کہ میرا تقرر بعہدۂ جج ہائیکورٹ رامپور میں ہونے والا ہے میں نے اس خبر کو نہایت تعجب سے دیکھا اور ایک خط اڈیٹر صاحب ہمدم کو بھیجا کہ وہ اپنی اس اطلاع کا ذریعہ بتلائیں جس کا جواب اُنھوں نے ابتک نہیں دیا اور نہ میرا خط شائع کیا براہ مہربانی آپ میرے اس خط کو شائع فرما دیجیے تاکہ غلط فہمی دور ہو فقط

(نقل دستخط مرزا منعم بخت)

مرگ نو

بیچارے شریف حسین! کون؟ اجی وہی صید دروغ بافی سرکار انگریزی! چل بسے۔ آدمی صاحب دم تھے۔ ترکوں پر مصیبت آئی تو اُنھوں نے سوچا کہ لاؤ اپنا چراغ الگ جلائیں سنتے ہیں کہ شامی صاحب نے کہا "اجی تم لڑو ہم تمھیں آزادی کی نعمت دلوائینگے" جب لڑ چکے تو آزادی جو انکے ہاتھ تک نہ تھی صاحب کے پتلون کی جیب سے چہرہ دکھلا رہی تھی اپنی قیمت مانگنے پر اُدھر ہوئی "دلواؤ دو بڑے بڑے اچھے اچھے مقام" ادھر انکاری گردن ہی اُدھر بی آزادی نے منہ پتلون کے اندر چھپا لیا اور پہونچ گئیں میاں ابن سعود سے مل لگ اپنی کرنے۔ یہاں کیا تھا ؎

نہ خسرو نہ شہزادی نہ والا سری

تمام شرائط منظور اگرچہ آزادی ابھی تک ان کے ہتھے بھی نہیں چڑھی تاہم ؎

این مراد نیست کہ بر تمت آں ہم حسد است

بہرحال ؎

چل بسے اہل جنوں خالی بیاباں ہوگیا

متواتر گزشتہ ۴۴ سال کا آزمودہ گورنمنٹ ہند و جرمنی سے رجسٹری شدہ

سدھا سندھو

حسب ذیل امراض کی تیر بہدف دوا ہے جو گھر میں رکھنا چاہیے جس وقت پیدا ہو سکتے ہیں مثلاً ہیضہ۔ کف۔ کھانسی۔ دمہ۔ شول۔ سنگرہنی۔ بدہضمی۔ آنا پیٹ درد۔ قے۔ دست۔ جی متلانا وغیرہ ایسے ہی امراض کی بغیر کسی انوپان کے دوا ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ایک سے دو تک چھ آنہ (۶) بچوں کا تندرست و خوش و خرم رہنا والدین کے فخر و تسلی کا باعث ہے اسلئے آپ اپنے بچوں کو

بال سدھا

پلایئے۔ ایسی میٹھی و خوش ذائقہ دوا کے پینے سے بچے موٹے تازے تندرست اور طاقتور رہتے ہیں چہرہ پر سرخی اور رونق آجاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ محصول ۸

دو رنگ کیسری

پینے داد کی دوا

بغیر کسی قسم کی جلن و تکلیف کے داد کو جڑ سے نیست و نابود کرنے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ایک سے دو تک ۶ ایک درجن خریدنے پر دو روپیہ چار آنہ یعنی محصول معاف۔

ہماری ادویات سب دوا فروشوں کے پاس ملتی ہیں

منگوانے کا پتہ: سکھ سنچارک کمپنی متھرا

برانچ کلکتہ | برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء

معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمایئے۔

المشتہر: مقتدا خان اقتدا خان تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی شروع کر دی جائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چار م کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

٭ علاوہ جملہ حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ ہونگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(دستیاب کردہ بڑی بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ مثل ادویات دافع جن پر مقدمات کے گیا ہے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایات آنکھ مثلاً سرخی، پھولا، جالا، بربال، ککرے، آشوب چشم، نزلہ، دھند شروع موتیا بند، رو ہے، سوزش وغیرہ کے لیے انتہا مفید و اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۲ ماشہ ۸ آدھ درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہاری سنہا بی اے ۴۸۰ سوامی نگر دیال باغ آگرہ

فرشتۂ بہشت کا پیغام

بیماری اور کمزوری کی زندگی ہی دوزخ کی سی تکلیف رساں ہے۔ اگر آپ بیمار اور کمزور ہیں تو انمول کولیوں کا استعمال کریں یہ گولیاں فرشتۂ بہشت کا کام کریں گی چند ہی ایام میں قبض اور بدہضمی، خون اور منی کی خرابی، جریان، احتلام، سرعت انزال، رقت منی وغیرہ کی تکلیف سے نجات دلا کر اعلیٰ درجہ کی طاقت و توانائی و قوت مردمی عطا کر کے لذت دنیوی سے مالا مال کر دیں گی۔

قیمت فی ڈبیہ ۴۸ گولیاں صرف ایک روپیہ۔ پانچ ڈبیہ چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک

وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

ایجنٹ۔ اندر جیسا نیڈ کو چوک لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات جاہل خوردہ طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن و حاذق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھایئے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچایئے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر: منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا بیان نہیں ۲ انتہائی آسان ہے اسی وجہ سے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر بلا کسی ٹائپ رائٹر کا بعینہ فوراً تنہا خود چھاپ سکتا ہے۔ علماء وکلاء، ناصح، امتحان کے پرچے، نوٹس، خطوط، لیبل وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمہ کے حکام بالا کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ نیز "مقتضی" "مقتدا" میں بھی عرصہ سے موجود ہے حال میں لکھنؤ کونسل میں بھی پسند کر کے لیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ اگر اس سے آسان جلد خوشنما کام کرنے والا آپ کوئی اور پریس ثابت فرما دینگے تو یہ بے تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

سائز:۔ نوٹ پیپر، فلسکیپ، ڈبل فلسکیپ، ڈبل کراؤن وغیرہ

۴ × ۶ انچ، ۸ × ۱۰ انچ، ۱۳ × ۸ انچ، ۱۶ × ۱۳ انچ

۶ روپیہ، ۸ روپیہ، ۱۰ روپیہ، ۳۴ روپیہ

پرسپیکٹس مفصل اشتہار: منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ سے طلب کیجئے

غذاے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ کو ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتداے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار ۱ ... منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

EGISTERED No. 783
LUCKNOW
1931
OUDHPUNCH
قیمت پیشگی
سالانہ ...... پانچ روپیہ
ششماہی ... تین روپیہ
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
W.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

پانچسو روپیہ انعام

مہاتما کی بتائی ہوئی سفید کوڑھ یعنی برص کی عجیب دوائی تین دن میں پورا آرام۔

اگر سیکڑوں حکیموں۔ ڈاکٹروں۔ ویدوں۔ اشتہار بازوں کا علاج کرکے نراش ہو گئے ہوں۔ تو ہماری دوائی کا استعمال کرکے صحت حاصل کریں۔ اسکو بے فائدہ ثابت کرنے پر پانچسو روپیہ انعام۔ جسپر یقین نہو۔ ایک آنہ کا ٹکٹ لگوا کر فوٹو لکھوائیے قیمت صرف دو روپے (عہ/)

اکھل کشور رام نمبر ۲۱ پوسٹ کٹری سرائے گیا

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب دلچسپ نظم ہے۔ سنیے اور شاعری کی شاعرانہ اُستادی سے فائدہ اُٹھائیے قیمت فی جلد ۶/ ٹکٹ بھیجئے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

نیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اُٹھائیے۔

"منیجر"

چندرسی نظم کتابیں

ان کتابوں کی زبان علم و تہذیب سے مملو ہے بعلاوہ پاکیزگی کے قابل ادیبوں نے انکی تحسین کی ہے۔ اگر آپ اپنی اولاد کو با ادب مہذب عمدہ خصائل سے متصف دیکھنا چاہتے ہیں تو جلد منگا لیجیے۔

بچوں کے کام ۸۰ صفحہ کا رسالہ ہر صفحہ پر ایک نظم قیمت ۸/

بچیوں کے کام یہ بھی ۸۰ صفحہ کی کتاب ہے اور زنانہ آداب بچیوں کو سکھائے گئے ہیں قیمت ....

دبستان (۱۲۰) صفحات کا مجموعہ مختلف بحروں میں اخلاقی نصائح ہیں الاماں۔ قیمت ۱۲/

عجیب نظمیں۔ بچوں کا دل بہلانے کا آلہ۔ کھیل کود کی نظمیں قیمت ....

سائنس کی نظمیں یہ بھی اسی مضمون کی نظمیں ہیں۔ قیمت .. ۵/

پانچوں کتابیں یکمشت طلب کرنے والے کو محصولڈاک معاف۔ جن معزز ماہران تعلیم نے ان کتابوں کو مفید تسلیم کیا ہے اُن کے نام یہ ہیں ۱۔ جناب مولانا عبدالحق بی اے مرتب نظام اردو ممالک محروسہ نظام دکن ۲۔ جناب مولانا نفیع محمد ہیڈ ماسٹر انجمن اسلام سنیڈرسٹ بند بمبئی نمبر ۹۔ ۳۔ جناب سید مسعود حسن رضوی صدر شعبۂ فارسی و اردو لکھنؤ یونیورسٹی ۴۔ جناب لسان القوم مولانا صفی لکھنوی ۵۔ جناب منشی سید مقبول حسین ظریف۔ ۶۔ جناب آشفتہ لکھنوی مرحوم۔ ۷۔ جناب سراج لکھنوی رکن ادارہ بصیرہ ۸۔ علیا قدر شفیع طیب جی صاحبہ رکن سکول کمیٹی و کمیٹی سررشتہ تعلیم بمبئی ۹۔ جناب لسان الملک مولانا [illegible] لکھنؤ ۱۰۔ جناب حکیم محمد دائم صاحب آنریری سکریٹری انجمن اسلام بمبئی ۱۱۔ اڈیٹر اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری الیویا بلڈنگ تاردیو بمبئی نمبر ۷

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے سمجھے مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس نفسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلیے کہ ہر حرف میں فرق ہے بلکہ افادات کی صحت رائے کی اصابت بے رو رعایت نکتہ چینی صحیح تاریخ واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کم مایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اسطرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کروا لیں۔ دام درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں ورنہ ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو شکایات پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے بس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تخصیص اُن میں نہو۔

نوٹ: جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۲۳

مضامین

۷ ماہ جولائی ۱۹۳۱ء

منظوم آسکیم بنام برکلاٹ صاحب (از لیسر آ)

اے لاٹ صاحب! میں کہتی ہوں یہ دنیا میں "گاندھی اروِن سمجھوتے" کا جو شہرہ ہے یہ آخر ہے کیا بلا؟ اگر ہندوستانی رعایا کے ذیل میں شامل ہیں تو رعیت کا اور بادشاہ کا مقابلہ ہی کیا؟ یہاں تو کام حکم احکام سے چلتا ہے۔ حاکم نے حکم دیا رعایا نے قبول کیا۔ چلو ہو گیا سمجھوتا۔ اور اگر خدا نخواستہ ہندوستانیوں کو برابری کا درجہ مل گیا ہے تو سمجھوتے کی شرطوں میں اُس برابری کا سرے سے وجود نہیں۔ پھر اُسے "سمجھوتا" کہنا بھی ایک لغو بات ہے۔

میں ہوں عورت ذات جو کچھ گھر میں گزرتی ہے اُسی پر تمام عالم کے قضایا کو قیاس کر لیتی ہوں۔ یہ قیاس کبھی غلط ہوتا ہے کبھی [illegible] صاحب یورپ میں یا ظاہر "سوت" کا وجود نہیں۔ ہوتی ہیں تو بھی سوتیں۔ مگر وہ چوری کی مٹھائی ہے۔ وہاں کا قانون سوتوں کے حق میں قہر ہے۔ اے اللہ کیا اچھا ملک ہے۔ واہ۔ ایک یہ ملک ہے جس میں ہر گلی کوچہ "سوت" سے بھرا پڑا ہے۔ مجھے بھی اللہ نے نہیں۔ میاں نے ایک سوت دے رکھی ہے۔ تم جانو جسے پی چاہیں وہی سہاگن۔ میرا مرتبہ اس وجہ سے بڑا سمجھا جاتا ہے کہ میں سہرے جلوے سے بیاہ کے آئی۔ ساس سسرے سر پہ ہاتھ رکھ کے بیاہ لائے۔ سسرالی عزیز سب مجھے بیاہتا سمجھ کے قدر کرتے ہیں۔ یہ بی نئی صاحب جو آئیں تو خالی خولی میاں کی چاہت کے بہتے پڑکیں میرے منہ لگنے۔ بھلا مجھے کہاں تاب؟ میں بھی آمادہ ہو گئی کہ آمال زادی کمیل میرے سامنے چالیں۔ دیکھوں تو کتنے پانی میں ہے؟ بات بڑھی لوگوں نے "سمجھوتا" جسے ہم لوگوں کی اصطلاح میں "بیچ بچاؤ" کہتے ہیں کروا دیا۔ کچھ حق حقوق کا جھگڑا تھا نہیں۔ وہ بیچاری میرے مقابلے پر بھلا کیا داعیہ رکھتی تھی۔ زبانی لڑائی اور قدرتی حسد کی پیدا کی ہوئی لڑائی تھی چلو تو ختم ہو گئی۔

مگر حکومت انگریزی اور ہندوستانی رعیت میں بات کی لڑائی نہیں بلکہ حق حقوق کی لڑائی ہے اور گاندھی اروِن سمجھوتے میں ابھی تک مجھے حق حقوق کے متعلق کوئی نشان نہیں ملتا۔ نہ گاندھی کو معلوم ہے کہ ہمیں کیا ملے گا نہ انگریز منہ سے قبولتے ہیں کہ ہم کیا دیں گے۔ انگریزوں کا بڑا طبقہ با اثر طبقہ بھلا سا نام ہے "ڈکن سنتو" اے تو بہ کنسرویٹو ہے یہ دل میں کہتا ہے "ہم کچھ نہ دیں گے"۔ ہندوستانیوں کا بڑا گروہ "کن رسیا" اے توبہ "کانگرسیا" کہلاتا ہے اس کا قول ہے کہ ہم سب کچھ لیں گے اور یوں نہ ملے گا تو چھین کے لیں گے۔ بیچ بچاؤ کرنے والوں میں اور عطا [illegible] ریمزے میکڈانلڈ اور گاندھی ہیں۔ لڑائی بیچ بچاؤ کرنے والوں میں تو ہے نہیں۔ لڑائی ہے کن رسیوں اور کن سنتوں میں۔ یہاں کن رسیوں کی سرکوبی اچھی طرح ڈپٹی کمشنر اور کمشنر اور پولیس والے کر رہے ہیں مگر ولایت کے کن سنتوں کی سرکوبی کس کی مجال ہے جو کر سکے۔ دونوں کی تقریروں سے آگ بھڑکتی ہے تو اب بتاؤ کہ اس "سمجھوتے" کا جو نہ لڑنے والوں میں ہوا ہے اثر ہی کیا ہوگا؟ اگر ولایت کے کن سنتے اپنی جو بیچ بند رکھیں تو شاید یہاں کے کن رسیے بھی للو سنبھال لیں۔ کن رسیوں کی زبان کوئی روک نہیں سکا۔ انھوں نے جب سینوں پر گولیاں کھانے کا پورا ارادہ کر لیا تو اب قانونی گیدڑ بھبکیوں کی پروا انھیں کیوں ہوگی؟ جب حال یہ ہے تو سمجھ لو کہ نہ کوئی سمجھوتا ہوا نہ لڑائی تھمی۔ نہ تمھارے اس خوش ہے میں دیانتداری سے کوشش کروں گا کہ گاندھی اروِن سمجھوتے پر بخوبی عمل ہو"

اور وہ سمجھوتا حقیقت ہی کیا رکھتا ہے۔ یہی نہ؟ کہ کچھ دنوں کے لیے جو ہاتھا پائی ہو رہی تھی وہ معطل ہو جائے۔ بھلا اس سے کیا ہوگا مثل مشہور ہے "چور جاتے رہے نہ اندھیاری" معطل رہنے کے بعد لڑائی بنی بنائی بات ہے۔ کن سنتو کچھ دینگے نہیں۔ کن رسیے بِن لینگے نہیں۔ پھر وہی اُدھم مچے گا۔ ابھی تک یہ شکایتیں بھی زبان پر جاری ہیں کہ سمجھوتے پر حکومت نے عمل نہیں کیا۔ دیکھو فلاں شخص بلا وجہ قید ہے۔ فلاں مقام مالگزاری وصول کرنے میں سختی ہو رہی ہے۔ حکومت بھی گلہ شکوہ کر رہی ہے کہ وہ دیکھو فلاں مقام پر بم پھٹا فلاں مقام پر پولیٹیکل ڈاکا پڑا۔ فلاں مقام پر سعیاگرہ ہو رہی ہے۔ فلاں جگہ بدیسی مال پر پہرا بیٹھا ہے۔ کیوں میاں لاٹ ولنگڈن اسی کو کہتے ہیں سمجھوتا؟ ارے یہی سمجھوتا ہے تو لڑائی کے لیے کوئی دوسرا نام تجویز کرنا چاہیے۔ سچ پوچھو تو نہ تمھاری حکومت کے چیلے چاپڑ سمجھوتے کے شرائط پر عمل کرتے ہیں نہ کن رسیے۔

میں تھوڑی دیر کے لیے مانے لیتی ہوں کہ کن رسیوں میں اور حکومت میں سمجھوتا ہو گیا۔ اور اس پر عمل بھی ہو رہا ہے مگر ذری یہ تو بتاؤ کہ چلتے چلاتے لارڈ اروِن اپنی حماقت کا اظہار۔ آرڈیننس نمبر ۴ ۱۹۳۱ء کی صورت میں جو کر گئے ہیں یہ آرڈیننس اس سمجھوتے کو باقی بھی رہنے دے گا یا نہیں؟ دیکھو الٹی نے طرابلس کے مسلمانوں پر ظلم کیا وہ مسلمان جو انتخاب کے جھگڑے میں کانگریس سے علٰحدہ ہو گئے تھے وہ بھی اٹلی کے مال کو بائیکاٹ کرنے پر تل گئے۔ حال ہی میں لاہور کے روزنامہ اخبار کا غذہ "زمیندار" کو نوٹس دیا گیا ہے کہ دیکھو جی اب جو اٹلی کا نام بری طرح لیا تو پھر ہم آرڈیننس سے تمھاری خبر لینگے "زمیندار" ایک باعزت پرچہ ہے۔ مسلمانوں میں اس کی بات ایک حد تک مقبول ہے اور اکثر پڑھا جاتا ہے مسلمانوں کے دل اُس کشت و خون پر جس کا ارتکاب اٹلی کی جانب سے ہوا ہے خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ آرڈیننس اس غصے کو دل میں گھونٹ کے رکھنے پر مجبور کرتا ہے مسلمانوں میں کسی قدر غیرت بھی ہے۔ بائیکاٹ کے علاوہ مسلمانوں کے پاس انتقام کا اور کوئی ذریعہ بھی نہیں۔ ایسی حالت میں اگر مسلمان اس آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے پر آمادہ ہو گئے

خدا جانے کون مداری لے جائے اور اُنہیں بندر کا تماشا ڈگڈگی بجا کے شہروں شہروں دکھاتا پھرے۔ یا کوئی بزاوے مالا پاے اور انہیں لادے۔ یا کوئی دھوبی پکڑ کے میلے کپڑوں کی لادی لادے۔ یا کوتوال مجرم کو بیٹھ پر سوار کر کے شہر بھر میں ڈھنڈورا پٹوائے اور قدم قدم پر ڈنڈے لگائے۔ ہائے اُس وقت سرکار شاہی کا کیا حال ہوگا۔

اگلے بادشاہ ذری بھولے ہوتے تھے کہانی والوں نے کسی بادشاہ کو عقلمند قرار نہیں دیا تو ہم کیوں ان بادشاہ سلامت کو خواہ مخواہ فلاسفر و فلطون بنائیں۔ بادشاہ سلامت دم جھانسے میں آ گئے۔

بادشاہ: بات تو نے دل میں لگتی ہوئی کہی۔ اب بتا کہ حال کیونکر کھلے۔

وزیر: یہ کتنی بڑی بات ہے۔ سوداگر صاحب کو عقل سوز آتش سیال (شراب) کے دو چار جام پلائیے۔ کیا کہنا اس چیز کا ہندوستانیوں کی عقل اسی بادۂ خوشبوار نے کھوئی۔ کوئی بڑی چیز نہیں سو صاحب تک پہنچے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ ہندوستانی ہیں کم ظرف اپنی عقل کھو بیٹھتے ہیں۔ برخلاف صاحب بہادر کے وہ نشے کی ترنگ میں دور کی کوڑی لاتے اور بیچے مچر مُن بن جاتے ہیں۔ سچ ہے ؎

مے کہ بدنام کند اہلِ خرد را غلط است
بلکہ مے می شود از صحبتِ ناداں بدنام

دیکھیے گا ذہبی نے جو اس چیز کی مذمت کی اور اس پر سر اٹھایا ہے تو کچھ اسوجہ سے نہیں کہ یہ شے حرام ہے جی نہیں اُنکا یہ خیال ہے کہ ہندوستانی دماغ اس شئے لطیف کا بوجھ سنبھال نہیں سکتا۔ جو پیئے سو [illegible] (جیسے ضبط کا یارا ہو وہ شراب پیئے) ان میں ضبط کا مادہ نہیں۔ جام دو سے کے دیوانے بن جاتے ہیں۔

بادشاہ: بھلا میں کیونکر اُسے شراب پلاؤں؟

وزیر: حضور یہ ایک "گارڈن پارٹی" کا انتظام کیجیے۔ اُس میں داماد صاحب کو بھی شرکت کی دعوت دیجیے پس پھر میں کام بنا لوں گا۔

....

....

....

....

بادشاہ: اچھا تو کوئی باغ تجویز کرو اور مے نوشی کا سامان وہاں مہیا رکھو۔

وزیر نے فوراً ایک نہایت نفیس باغ جسکے آگے دہلی کے گورنمنٹ ہاؤس کی نزہت مات کھا جائے تجویز کیا۔ سامان کی تیاری میں دیر ہی کیا لگتی ہے۔ مال مفت صرف کرنے میں دل ہی کب دُکھتا ہے۔ دیکھیے ہندوستان کے حاکم کیسی مزے داریاں بہاڑوں پر کرتے ہیں اور انکے ساتھ ہی ہندوستان کے رئیس کیونکر لنگوٹی میں پھاگ کھیلتے ہیں۔ یہ ہے مہذب زمانہ ہر قسم کی عیاشی قانون و آئین سے ہوتی ہے اسوجہ سے جائز ہے۔ معروف کا عہد غیر مہذب تھا۔ وہاں صرف حاکم یا بادشاہ کا فرمان کافی تھا۔ باغ آراستہ ہو گیا۔ سامانہ سج دیا گیا۔ ابھی دعوت کی نوبت نہ آئی تھی۔ بادشاہ سلامت دربار میں جلوہ افروز تھے کہ اصطبل کا داروغہ لیسورتا ہوا آیا اور یہ حرف زبان پر لایا کہ خداوندِ نعمت دامادُ السلطان کے جتنے غلام باوفا تھے وہ شب کو خچروں سمیت اصطبل سے غائب ہو گئے۔ خدا جانے زمین کھا گئی یا آسمان۔ بادشاہ سلامت کو اپنے ملازمین کی اس غفلت پر غصہ آیا۔ فرمایا حرامزادو ایک ہزار خچر اور پانسو غلام زریں کمر یوں الوپ ہو گئے اور تم تماشا دیکھا کیے۔ وزیر نے آنکھ کا اشارہ کیا۔ اب بادشاہ سلامت سمجھے کہ یہ جادو کی بو نابود ہے۔ مگر داماد کو خبر دینا ضروری تھا اسلیے جب میاں معروف حرم سرا سے باہر تشریف لائے تو اُن سے نہایت ندامت کے ساتھ حال بیان کیا گیا۔

معروف: اونہہ ہوگا؟ مردود چلے گئے تو جائیں جہنم میں۔ معلوم ہوتا ہے اُن کو وطن کی محبت نے گھیرا مجھ سے اجازت نہ لی ورنہ ہر ایک کو مالا مال کر کے رخصت کرتا۔ بدنصیب کمبختوں نے شاہی گارڈن پارٹی کا تماشا بھی نہ دیکھا۔

پارٹی کی تاریخ آ گئی۔ حالی موالی مصاحب ندیم وزیر و امرا بڑے ٹھاٹھ سے شاہی باغ میں حاضر ہوئے دور چلا۔ وزیر صاحب نے دامادُ السلطان کو جام پر جام پلانا شروع کیا۔ دل غم عشاق و دماغ عقل سے تہی ہوا۔ جب معروف صاحب ہوش و حواس سے دست بردار ہو چکے تو دربار برخاست کر دیا گیا اور وزیر نے میاں معروف سے تمول کا تمام راز پوچھ لیا۔ یہ بھی کھل گیا کہ حضرت نہ تاجر ہیں نہ شہزادے۔ موچی ہیں۔

وزیر نے کہا حضور ذری مجھے بھی اس انگوٹھی کی زیارت کرنے دیجیے۔ اس میں تو عجب کرامات ہے۔ یہاں مصلحت اندیشی کی قوت پہلے ہی زائل ہو چکی تھی انگوٹھی وزیر نے ہاتھ میں لی اور پوچھا کہ اگر میں اسکو رگڑوں تو کیا موکل فوراً حاضر ہو جائے گا؟

معروف: ہاں رگڑو۔ اور جناب سلطنت آب کو بھی اس کا تماشا دکھاؤ۔

ارے توبہ رگڑتے ہی رعد کی سی گرج سنائی دی "کیا حکم ہے؟"

وزیر: او موکل یہ شخص جو مرغ زریں بنا بیٹھا ہے قوم کا موچی ہے مگر شاہ کا داماد بن بیٹھا ہے اسکو کسی ایسے جنگل میں پھینک آ کہ پھر یہاں پلٹ کے نہ آ سکے۔ اور بھوک پیاس سے مر جائے۔ یا کسی درندے کا لقمہ بنے۔ ہات تیرے کی زمانہ موچی کا موچی۔

موکل نے چھپکلی کی طرح معروف کی گردن تھامی اور لے اُڑا۔ راہ میں معروف نے لاکھ لاکھ منت سماجت کی قدیم آقا ہونے کا رشتہ جتایا مگر کون سنتا ہے؟ میاں ابو السعادت نے فرمایا کہ بھائی معروف تمھیں تو معلوم ہی ہے کہ بندہ انگوٹھی کا غلام ہے جس کے پاس انگوٹھی ہو اُسکے قبضے میں میری جان ہے۔ وہ کمبخت کرارے اگر لگا دے تو ابھی جانب راکھ کا ڈھیر ہو جائیں۔ پھر بھلا میں اسکی اطاعت سے کیونکر سرتابی کروں۔ اسمیں شبہ نہیں کہ تم ہوا تو بھلا ایسی نایاب چیز کو اسطرح بے احتیاطی اور غفلت کے ساتھ دوسرے کے حوالے کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ میرا جی چاہتا ہے کہ آسمان سے تمھیں نیچے پھینک دوں کہ زمین تک پہونچتے پہونچتے جسم کی کھال پارہ پارہ ہو جائے۔

مسافت ختم ہوئی میاں معروف ایک نہایت بیہڑ جنگل میں پھینک دیے گئے۔ ادھر بادشاہ سلامت

چہ خوش

حاجی "ہیں ہیں ہیں - یہ ہے فرزندانِ نفاق کی صدا"

حکومت "با ایں ہمہ قابل غور ہے"

تم ابھی شناخت یوں آئی کہ وزیر نے انگلی فرشتہ کی ارشاد فرمایا "ہو گیا؟ میں نہ کہتا تھا کہ یہ شخص کوئی ایسا ویسا آدمی ہے اور ساحر ہے؟"

بادشاہ "بے شک - خدا تمہاری عمر دراز کرے تم بڑے عقلمند ہو - اچھا اب ذرا انگوٹھی مجھے بھی دکھاؤ - ماشاء اللہ یہ تو عجب چیز ہے"

وزیر صاحب نے کڑوے تیور سے بادشاہ سلامت کو گھور کر دیکھا اور منہ پر ایک لوندا تھوک دیا "واہ بے مسخرے کیا میں پھر تیری غلامی کا طوق گردن میں ڈالوں - اپنی حد میں رہ - آج سے تو غلام ہے اور میں تیرا آقا ہوں - اچھا رہ میں تیرا بھی جھگڑا طے کیے دیتا ہوں - میاں ابو السعادت ذرا لینا تو اس بڈھے کی گردن - اسے بھی اسکے موچی داماد کے پاس پہونچا دو - کمبخت نے مجھ پر اس اجنبی کو ترجیح دی - شہزادی کا بیاہ میرے ساتھ نہ کیا" ابو السعادت نے جھرے میاں کی گردن تھامی اور روانہ ہوئے راہ میں بادشاہ نے کہا "بھائی میں بے گناہ ہوں" غول نے کہا "تو پھر میری جوتی سے"

ادھر بادشاہ سلامت اپنے داماد کے پاس پہنچے ادھر وزیر صاحب بادشاہ کی خاص سواری پر بیٹھ کے دار الامارۃ کی طرف چلے اور افسران لشکر سے کہہ دیا کہ آج سے میں بادشاہ بھی ہوں اور معروف کا حقیقی جانشین بھی - خبردار جو کسی نے سرتابی کی تو اپنی سزا اپنے کنارے میں دیکھے گا - جو میرا حکم نہ مانے گا وہ سب کو ٹھکانے لگا دے گا - افسران فوج کی مجال ہی کیا تھی - قہراً وجبراً مطیع ہوئے - پھر نئے بادشاہ سلامت نے شہزادی کے پاس کہلا بھیجا کہ "بی بی بن سنور کے بیٹھو تمہارا نیا دولہا تمہارے گلشن حسن کی گلچینی کرنے آتا ہے" - شہزادی حال سے مطلع ہو چکی تھی اس نے فوراً باندیوں اور کنیزوں کو حکم دیا -

"نئے دولہا کے استقبال کی تیاری کرو - دیکھو مسہری کے پردے بدلو - تکیوں میں عطر لگاؤ - کھانا کھلاؤ - شراب لاؤ - نئے دولہا صاحب کسی شریعت کے پابند نہیں - عدت کے دن بھی پورے نہیں ہونے دئیے -

ایسے دولہا قسمت سے ملتے ہیں - میں تو ان پر پہلے ہی سے جان دیتی تھی - اب تو وہ دنیا بھر کے مالک ہیں بھلا میں انکے حکم سے کیونکر باہر ہو سکتی ہوں دیکھو خبردار کوئی بے ادبی نہ ہونے پائے"

تیاری ہونے لگی - نئے بادشاہ سلامت کو جو معلوم ہوا کہ شہزادی خود ہی ان پر جان دیتی ہے - باغ باغ ہو گئے - ابتک خاموش تھی بس پھول کے کپا ہو گئے - مونچھوں پر تاؤ دیا اور تاج سر کج فرما کے محلسرا کی طرف قدم بڑھایا - یہاں شہزادی زیور و لباس سے حسن کی تکمیل کرکے بخندہ پیشانی استقبال کے لیے آمادہ تھی - دیکھتے ہی تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑی ہوئی - "آئیے آئیے تشریف رکھیے - لاؤ کشتیاں شراب ناب کی تابیں کباب کی - گانے والیوں کو بلاؤ حضور کا دل بہلائیں - اے حضور دور کیوں بیٹھے ہیں - ادھر تشریف لائیے - پہلو خالی نہ چھوڑیے - بدشگونی ہو گی" رعب حسن سے نئے بادشاہ سلامت مرعوب تھے کانپتے تھرتھراتے قریب آئے -

شہزادی "یہ کہیے حضور - ان دونو بدنصیبوں کو حضور نے کہاں بھیج دیا"

بادشاہ "ابھی ان دونوں کو میں نے ابو السعادات مردک کے ہاتھوں جیتے جی جہنم میں بھجوا دیا ہے کمبخت اب تک مر گئے ہونگے"

شہزادی "خوب کیا - تھے اسی قابل - اب بے کھٹکے عیش و نشاط کی داد دیجیے"

الغرض ہنسی دل لگی شروع ہوئی - دور سے دو چلا ہوس نے ہاتھ پاؤں پھیلائے - شہزادی نے شرما کے عرض کی "دیکھیے حضور انگوٹھی کے تھیوے میں سے کوئی جھانک رہا ہے - اے ہے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے - یہ نگوڑا جن مجھے کھا جائے گا"

بادشاہ "کیا؟ کون جھانکتا ہے"

شہزادی "میں کیا جانوں کون نگوڑا ہے"

بادشاہ "گھبراؤ نہیں - یہ جن ما بدولت کا خادم ہے"

شہزادی "خدا کی مار جنوں پر - خدا کے لیے اس نگوڑی کو اتار کے مجھ سے دور رکھیے میں مارے ڈر کے مری جاتی ہوں"

اتنا کہہ کے شہزادی نے ایک چیخ ماری "ہے ہے منہ پھیلا کے دوڑا"

نشے اور مستی کا زور تھا وزیر سابق و شاہ حال نے انگوٹھی اتار کے گاؤ تکیے پر رکھی اور جھوم کے شہزادی کی طرف جھکے - شہزادی نے زور سے ایک لات ماری کہ حضرت چھپرکھٹ کے نیچے دھم سے آ رہے - لپک کے شہزادی نے انگوٹھی اپنی چھنگلیا میں پہنی اور خادموں کو حکم دیا کہ "پکڑو نگوڑے کو"

(باقی آئندہ)

سمن بغرض قرارداد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۶۷ سنہ ۱۹۳۱ء

عدالت جناب منصف صاحب بہادر مسافر خانہ مقام سلطانپور
بابو رود ربتاب سنگہ وکیل وغیرہ — مدعی

بنام

رام رتن پٹواری وغیرہ — مدعا علیہ

بنام
۱- دیوراج عرف عکلنی ولد گوری پٹواری
۲- ورنگا ہی مراؤ ولد نا معلوم
} ساکنان موضع امبور عرف چراتے ڈیہہ پرگنہ بروسہ تحصیل و ضلع سلطانپور

۳- مسماۃ دولھن بیوہ جاگی اہیر ساکن موضع سبدس پور پرگنہ بروسہ تحصیل و ضلع سلطانپور

۴- رام سندر
۵- رام لاکھ
۶- رام ٹہلے
} پسران شیونانتھ

۷- مسماۃ ٹھکرائن بیوہ مقرا
۸- شیو بالک ولد گنیش
۹- ستیا [illegible]
۱۰- نرسنگہ نرائن
} پسران کلو
} ساکنان موضع امبور عرف چراتے ڈیہہ پرگنہ بروسہ تحصیل و ضلع سلطانپور

۱۱- رام سیوک ولد رام سہل
۱۲- مسماۃ راجی بیوہ لا معلوم
۱۳- مسماۃ [illegible] بیوہ لا معلوم
۱۴- رام سمجھ ولد متھرا
۱۵- مسماۃ [illegible]
} ساکنان موضع سبدس پور پرگنہ بروسہ تحصیل و ضلع سلطانپور — مدعا علیہم

واضح ہو کہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابت دعوی دلا پانے [illegible] اصل معہ سود کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۶ ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء وقت ۱۰ بجے بالاصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مذکور کی کرو اور تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جملہ دستاویزات کو جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ تمہاری غیر حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲ ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

مولانا پنچ کی نوٹ بک

"اُستاد غالب"

فاضل معاصر زمیندار کے "م - ف" صاحب (مدیر نکاہات) ہم سے استاد غالب مرحوم دہلوی کی شاعری کے متعلق استفسار کرتے ہیں کہ ہماری کیا رائے ہے۔ یہ سوال ہے تو ٹیڑھا مگر ہم چند الفاظ میں جواب کا حق ادا کیے دیتے ہیں:-

"غالب مرحوم ایک بلند خیال نغز گفتار شاعر تھے فارسی میں تو اُنکے کلام پر اُنگلی نہیں رکھی جا سکتی اسلیے کہ اُنھوں نے شدت کے ساتھ اساتذۂ قدیم مثلاً سعدی و حافظ کی تقلید کی ہے۔ پہلے ان اساتذہ پر کوئی اعتراض کرے پھر غالب کے کلام پر نکتہ چینی کرے ظاہر ہے کہ سعدی و حافظ اہل زبان بھی تھے اور کامل الفن بھی ادنی سا کمال یہ ہے کہ فارسی کی شاعری میں صدہا انقلاب ہوئے مگر ان دونوں کی زبان کو انقلاب کی ہوا سے کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ وہی زبان آجتک مروج ہے۔ اُردو میں غالب نے مرزا عبدالقادر بیدل کا وہ رنگ اختیار کیا جو اہل زبان کے نزدیک نہ کبھی مقبول تھا نہ آج ہے۔ (یہ دوسری بات ہے کہ تمام شعرا نے ان کے مضامین سے استفادہ کیا اور اسکا اقرار نہیں کرتے کہ ہم نے بیدل سے مضمون چرایا) ریختہ گوئی کو طرز بیدل سے کوئی علاقہ نہیں اور یہی غلطی تھی جسے انھیں تباہ کیا۔ تفصیل کے لیے وقت درکار ہے۔ اور وقت ہمارے پاس ہے نہیں۔ ان کے اردو کلام میں مثل مرزا دبیر مرحوم کے عالی خیالی کے نمونے کافی موجود ہیں مگر چھتے کی انگوٹھی میں نگینے جڑنے کے وقت وہ چھوٹے چھوٹے جواہر کے ساتھ بڑا سا ڈھیلا "مدید" کا بھی جڑ دیتے ہیں جس سے جواہر کی چمک دمک ماند پڑ جاتی ہے۔ دیکھنے والے کی نگاہ اُسی کالے کالے نگینے پر جم بیٹھتی ہے انکی تخئیل کی زنجیروں میں اکثر کڑیاں جوڑنے سے رہ جاتی ہیں جب تک سمجھنے والا اور سننے والا اپنی طرف سے اُن کڑیوں کو نہ ملائے وہ قصد شاعر سے بہت حال ہی تما یدہ جو شعر فاضل مدیر نکاہات نے

مثال میں پیش کیا ہے یعنی ؎

شمار سبحہ مرغوب بت مشکل پسند آیا
تماشائے بیک کف بردن صد دل پسند آیا

اسکا مطلب واضح ہے۔ غالب مرحوم نے بت کی سبحہ گردانی کی علت بیان کی ہے پروانہ ایک دل ہے اور بت صاحب تھے جنگل میں سو دل دبوچنا چاہتے ہیں بت کا تسبیح پڑھنا ایک غرابت مشکل پسندی (یعنی ایک ہی دل کا سنبھالنا مشکل ہے سو دلوں کی مٹھی میں لینے کی ہوس بیکار ہے) دوسری غرابت۔ یہ خیال صاف اردو میں بھی نظم ہوسکتا تھا مگر وہی "طرز بیدل" کا تتبع جسمیں کوئی لطف نہیں میر تقی مرحوم کو بھی بعض تصورات خیال میں اُردو الفاظ کے قحط کی مصیبت برداشت کرنی پڑی مثلاً کہتے ہیں ؎

دل تو کرنے لگا طپیدن ناز
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز

مگر یہ مجبوری اور بے بسی ہے اسلیے کہ "طپیدن ناز" یا ناز طپیدن کا خیال اُردو میں ادا ہی نہیں ہوسکتا علی ہذا القیاس مرزا دبیر بھی کبھی اسکی پروا نہیں کرتے تھے اول تو اُنکا کلام جسقدر چھپا ہے وہ جاہل کاتبوں اور بے سواد سوز خوانوں کی بدولت مسخ ہو گیا ہے جنھوں نے مشکل الفاظ کو غلط نقل کیا (پڑھ نہ سکے) اور سلسلۂ انتخاب کی کڑیاں ملانے کے لیے سیکڑوں بند تصنیف بھی کر ڈالے۔ دوسرے نولکشور پریس کے اکثر مصحح اس زمانے میں "انیسیے" (مقلد انیس) تھے انھوں نے جان بوجھ کے اُسے مسخ ہونے دیا۔ (انیس کے مرثیوں کی جلد اور دبیر کے مراثی کا مجموعہ مقابلہ کر کے دیکھو صحت کے اہتمام کا راز کھل جائے گا) خیر تو مرزا دبیر مرحوم بلند خیالی اور مضمون آفرینی کے اعتبار سے جوہر فرد تھے مگر بے پروائی کی بدولت اور غریب ترکیبوں کے جلیتوں اپنی مرحیت قائم نہ رکھ سکے۔

لکھنؤ کے بعض دیگر اساتذہ بھی طرز ادائے مطلب میں دبیر و غالب کے متبع تھے مثلاً مرحوم مولوی علی میاں کامل کہ باوجود عالی خیالی و قدرت نظم مقبول نہ ہو سکے فرماتے ہیں سوزان تر ابود فن نمود شت گرم میں کا تکمید موم ہتم غزالہ میں نہو شعر ہے ؎

ماسدہ نہ میرے زمعا تاریک کے لہجے میں بات میں اسکا رنگ خط لتے ہیں ؎

شب کو کس کی بزم میں یہ ہمزبان چنگ تھا
شور نغمے کا نمک ریز سے آہنگ تھا

اس شعر کی تضمیں کسی ظریف شاعر نے کر دی ہے عرض کر جاتا ظاہر کیا آپکی حضرت نے اوہ کیا تھا یہ شعر جتنا اسیر بنا شیشہ دیکھا حسن سے بزم شعر میں ایک کلمہ سنگ تھا "شب کو کس کی ...... اگر"

بہر حال ہماری ذاتی رائے ہے کہ جب تک اپنی بلاغت اور مطلب میں قاصر نہ ہو اسوقت تک دوسروں کے (مثل میر تقی میر مرحوم) بیگانی زبان سے کچھ بھی نہ لینا چاہیے جو کوئی ایسا کرتا ہے وہ اپنی زبان کو ضرر پہنچاتا ہے۔* بہ نسبت دوسروں کے غالب مرحوم نے اس گناہ کا اُردو کلام میں زیادہ ارتکاب کیا ہے سیدھی فارسی میں سیدھی بات کو ٹیڑھا کیے بغیر نہ لکھتے تھے تو اہل عجم کے نقش قدم پر چلنے کے۔ پھر اردو میں سیدھی سادی بات کیوں کہتے۔ تکلف و تحشم قوانین فصاحت میں عیب ہم بات صاف کہی گئی ہے۔ کوئی صاحب خفا ہو جائیں تو ہمکو خوشی۔ جناب "م - ف" سوال کا جواب صاف سننے کے بعد اگر اسجانب سے کوئی بحث چھڑ گئی تو کیا آپ ساتھ دینگے؟ یا اسلیے پوچھا کہ اب تک ہمارا ساتھ کسی نے نہیں دیا۔

نوٹس نسبت کھانے وجہ کے (نمونۂ عام)

بعدالت جناب پنڈت شیام منوہر تیواری صاحب بہادر منصف اُترولہ مقام گونڈہ

مقدمہ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۳۱ء ابتدائی معمولی

گنگارام و گنیش دت و ایشر دت وارثان گشنت متولی ساکن موضع ساج پور معافی پرگنہ اترولہ ضلع گونڈہ مدعیان سائلان

بنام

راج بہادر وغیرہ .... مدعا علیہم

شیام ساج بہادر ولد کنہیا لال قوم کائستھ ساکن قصبہ اترولہ محلہ علاول پور پرگنہ اترولہ ضلع گونڈہ

ہرگاہ مسمی گنگارام وغیرہ ڈگریداران مذکوران نے درخواست اس عدالت میں گذرانی ہے کہ ڈگری ابتدائی قطعی کیجاوے لہذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ۱۰ بجے تاریخ پچیس ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء اس عدالت میں حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ۔ اگر ایسا نہ کروگے تو درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری میں سماعت کی جائے گی۔

بتاریخ ۴ ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بحروف انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری بذریعہ منصفی اترولہ مقام گونڈہ ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

مجرب اکثر گزشتہ ۴۰ سال کا آزمودہ گورنمنٹ ہند و جرمنی سے رجسٹری شدہ

سدھا سندھو

حسب ذیل امراض کی بیحد مفید دوا ہے جو گھر میں ہر وقت رکھنا چاہیے جس وقت پیدا ہو سکتے ہیں مثلاً ہیضہ۔ کھانسی۔ دمہ۔ سول۔ سنگرہنی۔ نیند نہ آنا۔ پیٹ درد۔ قے۔ دست۔ جی متلانا وغیرہ ایسے ہی امراض کی بغیر کسی انوپان کے دوا ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ایک سے دو تک چھ آنہ (۶)

بچوں کا تندرست و خوش و خرم رہنا والدین کے فرحت کا باعث ہے اسلیے آپ اپنے بچوں کو

بال سدھا

جو عرق ذائقہ دوا کے پینے سے بچے موٹے تازے تندرست اور طاقتور رہتے ہیں چہرہ پر رونق آجاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ محصول ۸

دور رنج کیسری

لینے داد کی دوا

بغیر کسی قسم کی جلن و تکلیف کے داد کو جڑ سے نیست و نابود کرنے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۴ محصول ایک سے دو تک ۴ ایک درجن خریدنے پر دو روپیہ چار آنہ ۔ محصول معاف۔

ہماری ادویات سب دوا فروشوں کے پاس ملتی ہیں

منگوانے کا پتہ۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

برانچ کلکتہ — برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیے۔

المشتہر:۔ مقتدا خان افتدا خان تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی شروع کر دیجائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) بحساب [illegible] آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

• علاوہ جلد جلتوں کے پرانے پرچہ واپس لیے جائینگے۔

منیجر پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پریمی بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ کل ادویات دافع جملہ امراض چشم سے تیار کیا گیا ہے۔ تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور مرض کی شکایت آنکھ مثلاً سرخی۔ جالا۔ پربال۔ ککرے۔ آشوب چشم۔ نزلہ۔ دھند۔ شروع موتیا بند۔ دھوپ۔ سوزش وغیرہ کے لیے از حد مفید و اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۱ ماشہ ۴ آنہ ڈھائی درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہاری سنہابی اے ۲۸۰ سوامی نگر دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ تہماری ادویات و عطائی نسخہ جات بازاری خوردہ طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حاذق اطباء کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر: منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں ہے اور نہایت ہی آسان ہے اسکے ذریعہ سے ہر شخص جس زبان میں چاہے تحریر [illegible] اپنے ہاتھ سے لکھکر یا ٹائپ رائٹر کا عکس فوراً تنہا خود چھاپ سکتا ہے۔ حکم نامہ وکالت نامہ امتحان کے پرچے نوٹس خطوط لیبل وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمہ کے حکام بالا کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ نیز دفتر "ہمت" میں بھی عرصہ سے موجود ہے۔ حال میں لکھنؤ کونسل میں بھی [illegible]

نئی [illegible] اگر اس سے آسانی و جلد [illegible] کوئی اور [illegible] ذرا بھی نکلے تو بے تکلف واپس کر دیا جائے گا۔

[illegible] پیپر [illegible] وغیرہ

۸×۱۰ انچ ۱۰×۱۲ انچ [illegible]

۶ روپیہ ۱۳ روپیہ ۱۸ روپیہ ۳۴ روپیہ

پرسپیکٹس مفصل اشتہار مفت طلب فرمائیے منیجر طلسمی پریس [illegible]

فرشتہ بہشت کا پیغام

بیماری اور کمزوری کی زندگی بھی دوزخ کی سی طرح سے ہے۔ اگر آپ بیمار اور کمزور ہیں تو آنند نگر گولیوں کا استعمال کریں۔ یہ گولیاں فرشتہ بہشت کا کام کریں گی۔ جن بیماریوں میں قبض اور بدہضمی خون اور منی کی خرابی جریان احتلام سرعت انزال رقت منی وغیرہ کی شکایت سے نجات دلا کر اعلیٰ درجہ کی طاقت و توانائی دو قوت مردمی عطا کر کے لذت دنیوی سے مالا مال کر دیں گی۔

قیمت فی ڈبیہ ۴۰ گولیاں صرف ایک روپیہ۔ پانچ ڈبیہ چار روپیہ علاوہ محصولڈاک

وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

ایجنٹ۔ [illegible] چوک لکھنؤ

عدد ۱ روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا لگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز ہیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے ہنسیے اور شاعری کی شاعرانہ اُستادی سے فائدہ اُٹھائیے قیمت فی جلد ۶/ ٹکٹ بھیجد بھیجیے وی پی اور منی آرڈر بھیجئے ہے۔

المشتہر

نیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالامال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے۔

"منیجر"

چندوسی نظم کتابیں

ان کتابوں کی زبان عام فہم [illegible] اور ہر ایک کتاب چھوٹے چھوٹے کے قابل ادیبوں نے ان کی تحسین کی ہے۔ اگر آپ اپنی اولاد کو با ادب مہذب۔ عمدہ خصائل سے متصف دیکھنا چاہتے ہیں تو جلد منگائیے۔

بچوں کے کلام ۔ ۴۸ صفحہ کا رسالہ بچوں کے لیے ایک نظم قیمت ۱/

بچیوں کے کلام دیکھی ۴۸ صفحہ کی کتاب ہے اور زنانہ آداب بچیوں کو سکھائے گئے ہیں قیمت ۲/

دبستان ۔ (۲۳۹) صفحات کا مجموعہ مختلف بحروں میں اخلاقی نصائح ہے ۱۱ وال۔ قیمت ۱۲/

دلچسپ نظمیں ۔ بچوں کا دل بہلاوا اسطرح کرانکا دل اچاٹ نہ ہونے پائے۔ قیمت ۲/

سلیس نظمیں ۔ یہ بھی اسی مضمون کی نظمیں ہیں۔ قیمت ۵/

پانچوں کتابیں یکمشت طلب کرنے والے کو محصول ڈاک معاف۔ جن معزز ماہرین تعلیم نے ان کتابوں کو مفید تسلیم کیا ہے انمیں کے نام یہ ہیں ۱۔ جناب مولانا عبد الحق بی اے مرتب نظام اُردو [illegible] نظام دکن ۲۔ جناب مولانا شیخ محمد بیلیا [illegible] انجمن اسلام [illegible] بمبئی نمبر ۹ ۔ ۳۔ جناب سید مسعود حسن رضوی صدر شعبۂ فارسی اردو لکھنؤ یونیورسٹی ۴۔ جناب لسان القوم مرزا اصغی لکھنوی ۵۔ جناب نظمی سید مقبول حسین ظریف ۔ ۶۔ جناب [illegible] لکھنوی مدیر [illegible] ۔ ۷۔ جناب [illegible] لکھنوی رکن ادارہ [illegible] ۸۔ علیا حضرت [illegible] صاحبہ رکن [illegible] کمیٹی سررشتہ تعلیم بمبئی ۹۔ جناب لسان الملک مرزا [illegible] لکھنؤ ۱۰۔ جناب حکیم محمد ناظم صاحب آنریری سکریٹری انجمن اسلام بمبئی ۱۱۔ ایڈیٹر اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری الیوپا بلڈنگ تاردیو ممبئی نمبر ۷

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ ہی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس کی تقلید بھی کرتے ہیں اور اگر یہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں پڑھائیے اسلیے کہ ہر حرف میں فرق ہے بلکہ افادات کی حد ہے کی اصابت ہے رد و رعایت نکتہ چینی صحیح تاریخ واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کمایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اسطرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروائیں۔ دام عدم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو لتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں۔ ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا اعادہ تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ نوٹ۔ جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جبکہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ — نمبر ۲۴

مضامین

مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۱ء

معروف اسکافی کا قصہ

حتی تجئی الحملہ

(دنبالہ ما قبل)

لے میرا بھائی۔ اب تو لات کی گھونسا ٹھیر جوتے سلیپر میں دیجئے چھکنیاں ترکاری کی ٹوکریاں یہی لئے جھوڑے سیج نہد کے کوڑے کوئی چیز ایسی نہ رہی جو حضرت سلطنت مآب پر بھی نہ داڑھی تو مر ڈالی گئی یعنی ہی قابل۔ سر کے بال نوچ ڈالے گئے داڑھی کے واسطے کوئی کام رہا۔ تاج شاہی گدے۔ دھڑکا ہو گیا۔ سو تھیں آنکھیں نیچی گئیں کہ چودہ برس کے جھوکرے بن گئے دہائی ہے تہائی منہ فریاد الغیاث مگر سننے والا کوئی تھا۔ کیوں سنتے؟

ادھر جناب شاہی کی مدارات ہو رہی تھی ادھر شہزادی نے ابو اسحاق کو حکم دیا کہ بادشاہ اور معروف کو جہاں پھینک آئے تھے وہاں سے اُٹھا لاؤ۔ جن، بہت خوب ابھی حاضر کرتا ہوں، کہہ کے دونوں کو اُٹھا لایا۔ مارے بھوک پیاس کے دونوں کا عجب حال تھا۔ شہزادی کی رائے اور عقل پر دونوں خوش ہوئے۔ ابھی محل سے یہ واقعہ باہر شائع نہیں ہوا تھا۔ لوگ قاضی القضاۃ صاحب کو لعنت کا طوق پہنا رہے تھے کہ تم نے کیوں نہ بادشاہ کو اس غیر شرعی جرأت سے باز نہ رکھا۔ جناب حجۃ الاسلام فرما رہے تھے کہ یارو میں کیا کروں اول تو وہ کافر ہو گیا دوسرے کمبخت کے پاس طلسمی انگوٹھی موجود ہے بھلا میں سوا زبان سے روکنے کے اور کیا بنا سکتا تھا۔ اسی اثنا میں بادشاہ اور معروف دربار میں آئے

انھیں دیکھتے ہی درباریوں نے مبارک سلامت کا غل مچایا۔ الٹی توپیں سیدھی ہوئیں۔ صدقے چلے اترے۔ نذریں گزریں۔ جناب و زنات آب بحال خراب شکیں بندھی ہوئیں جو تھیلہ کا ہار زیب گلوئے مبارک ...... زنداں بانوں کے جھرمٹ میں سامنے لائے گئے۔ اہل دربار جلتے ہوئے تھے بادشاہ جہاں پناہ ہر شخص نے اپنا اپنا وار کر کے ثواب کمانا شروع کیا مرکاروز رات سید ہے دارالبوار سدھارے۔

بادشاہ اس عظیم الشان انقلاب سے اتنا مضمحل ہو گیا تھا کہ اس نے اپنی زندگی ہی میں تخت و تاج معروف کے حوالے کر دیا اور چند ہی روز میں سفر آخرت اختیار کیا۔ شہزادی بھی زیادہ زمانے تک زندہ نہ رہی پانچ برس کا ایک بچہ چھوڑ کے مر گئی۔ مرتے وقت انگوٹھی معروف کے سپرد کر دی کہ اب تم جانو تمہارا کام جانے میرے بچے کو اچھی طرح رکھنا۔

شہزادی کے مرنے کے چھ سات سال بعد ایک روز دربار سے فراغت کر کے میاں معروف شاہ حرم سرا میں تشریف لے گئے۔ آدھی رات تک رقص و سرود کا جلسہ رہا۔ پھر اُٹھ کے خوابگاہ میں گئے۔ لونڈیوں نے چھٹی کی۔ آنکھ لگ گئی۔ کنیزیں بھی علیحدہ ہوئیں۔ یہ سو ہی رہے تھے کہ انھیں اپنے کان کے پاس سانس لینے کی آواز اور ہوا محسوس ہوئی گھبرا کے آنکھ کھولی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بی عزہ خانم ہم پہلو ہیں۔ استغفر اللہ کہہ کے آنکھیں بند کیں سمجھے کہ خواب پریشاں دیکھ رہا ہوں مگر نہیں شامت موجود تھی۔ اتنے دنوں میں بی عزہ کی صورت اور بھی نحس ہو گئی تھی۔ پہچان نہ سکے۔ کہنے لگے تو کون؟

عزہ "اوئی مردوئے ڈرتا کیوں ہے میں ہی ہوں تیری بیاہتا بی بی۔ نگوڑے خوب چھپ کے بیٹھا منہ اُڑا سے"

بی عزہ خانم کا حلیہ شاید پہلے مجمل بیان ہو چکا

اب مفصل سنئے۔ گراز نما دندان ہونٹوں سے ایک انچ باہر نکلے ہوئے۔ سیاہ رنگ دارچینی بالکل بوٹ بنانے کے قابل۔ چہرہ شمیم مگر تمام دل (؟) آنے کی طرح بہا ہوا۔ بڑے بڑے کھن (؟) چرس طنبورے کے تونبے کا غلاف۔ دانتوں کی رونق چھوٹی سکھ (گھونگھے) کو شرماتی پیٹ کا جھوجھ جہان ہستی کا تھیلا۔ ہاتھ پاؤں بدنما ایک پاؤں میں فیل پا۔ آنکھوں میں ناسور کیچڑ بہتا ہوا۔ نتھنے گلگلی کی طرح پھیلے۔ ایک کان کٹا یا ہوا۔ افلاس کی وجہ سے تمام کپڑے بوسیدہ اور سڑے ہوئے۔ ہمارے دوست معروف اس دہلی کے پنجے سے بہت دنوں جدا رہے۔ تقدیر نے ایک نفیس مزاج وفادار خوبصورت شاہزادی عنایت کی تھی اب جو اس چڑیل نے سایہ ڈالا تو بوکھلا گئے اور ناک پر رومال رکھ کے کہا یہ بی بی زری ہٹ کے بیٹھو سر چڑھ۔

عزہ۔ ہاں موئے اب یہ دن لگے جیسے کہیں کے شہزادے۔ کچھ شامتیں آئی ہیں۔ یہ شاہی لباس

بست عوام فروخت کے لیے

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

نمبر مقدمہ

عدالت جناب حاکم تحصیل صاحب بہادر ... ضلع رائے بریلی

مسماۃ ... قوم ... ساکن ... پرگنہ و ضلع رائے بریلی ...... مدعی

بنام

سید ... ساکن ... پرگنہ ... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعیہ نے تمہارے نام ایک نالش بابت دعویٰ حسب ذیل کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ... ماہ جولائی ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے بمقام رائے بریلی بذات خاص یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعویٰ کی کرو اور تم کو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات پیش کرو جن پر تم تائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو۔

تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہو گا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ... ماہ جولائی ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم ... ۔۔۔ ... ۔۔۔

با امید نفع اپنے پیے مختص کرنے کے خلاف ہیں مگر شاید
مولانا پنچ اسے کتابی صورت میں شائع فرما کے تجارتی
منفعت حاصل کرنا چاہیں اس لیے اعلان کرتے
ہیں کہ بجز مطالعہ کر لینے کے اگر کسی صاحب نے
نقل خواہ وہ کسی نوع کی ہو (مثلاً ڈراما بنایا یا
متحرک تصاویر کی فلم تیار کی) تو پھر انھیں مولانا
کے حضور میں جوابدہی کرنی ہوگی۔ تمام حقوق
بحق مولانا اودھ پنچ محفوظ ہیں وہ جانیں اور
اُن کا اسٹاف۔

سُنا ہے کہ مولانا کے دفتر میں اس قسم کے بہت سے
خطوط موصول ہوئے ہیں کہ ابھی عربی الف لیلہ
ختم نہیں ہوئی آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جو حصہ ترجمہ
نہیں ہوا ہے وقتاً فوقتاً بعد ترجمہ شائع کرینگے۔
تو بھائیو یہ بات فرصت سے تعلق رکھتی ہے والسلام

راقم
فلاسفر

نقد النقد

نصیحت

یہ ہفتہ واری کاغذ اخبار ہے تو اچھا۔ مگر کلکتے سے
نکلا ہے۔ کلکتہ کی زمین اردو کے لیے ابھی نہیں آج تک
کوئی کاغذ اخبار پھولا پھلا نہیں ایک آدھ ہے بھی تو
خدا جانے کتنی دشواریوں سے اپنے وجود پر قائم ہے۔
ایک تو اردو میں ہونے کی شامت۔ دوسری خرابی
یہ ہے کہ اسلام کا نام لیوا ہے۔ بھلا مسلمان بھی
اپنے نام کی کسی چیز کی پروا کرتے ہیں؟ ایسا کریں
تو نرے عیسائی نہ ہو جائیں۔

بہر کیف اس نئے معاصر کی عمر دراز ہو یہی التجا ہے۔
مسٹر قمر فردوسی اسکے ایڈیٹر ہیں نمبر ۹ راجہ ونعدرا
اسٹریٹ کلکتہ سے شائع ہوتا ہے۔ منگا کر دیکھیے۔

رنگین

کوئی صاحب ارجن سنگھ نفیر ہیں انھوں نے
دو ورق رنگین کاغذ کے سوشیل سدھار کی نسبت

ایک پیسہ قیمت پر امرتسر سے شائع کیے ہیں۔ ۲۶×۲۰
کے آدھے تختے کی قیمت چھ روپیہ سالانہ رکھی ہے۔
ساتواں نمبر ہمیں ملا ہے اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا
کہ آپ ہفتہ وار جلوہ افروز ہونگے یا ماہوار۔ کچھ بھی ہو
آپ کا یہ مقصد کہ زیارت گاہوں کو فحاشی کے بدنما
عیب سے پاک فرمائیں ایک مبارک مقصد ہے۔ غالباً
وہ مہنت جو اپنے مذہبی فرائض سے غافل ہو کے مطرب
اور بندروں کی آمدنی تماشبینی میں صرف کرتے رہتے
ہیں ضرور اپنے نامۂ عمل کو غیر کے ہاتھ میں دیکھ کے
خفا ہونگے۔ اور بہر طور مُنہ بند کرنے کی سعی کرینگے۔

انصاف

کانپور سے ایک روزانہ جریدہ بنام انصاف شائع
ہوا ہے بحیثیت جرائد کی قدر افزائی کے وہی ایک
کاف ہے جو کانپور اور کلکتے میں مشترک ہے۔ کاف
اور قاف "الف بے میں قریب قریب لکھے جاتے ہیں
اسلیے ہمارے دوست قاف بہ سر قتیل (سید شبیر حسن صاحب)
اگر اسکے ایڈیٹر ہیں تو کچھ بعید نہیں۔ قتیل کی شہرت
اور کہنہ مشقی سے یہ امید تو ضرور ہے کہ جملہ محاسن جو
ایک اخباری کاغذ میں ہونے چاہئیں اس میں موجود
ہونگے بشرطیکہ قاف قسمت اور قاف قتیل میں جو
پُرانی اَن بن ہے وہ سد راہ نہ ہو۔ کانپور کے
کاف کی کمبختی ہی کیا کم ہے دیکھیے مستقل کس زور
شور سے نکلا اور کیونکر بعدہٗ مستقبلیا" ہونے کے
اقل قلیل ہوا۔ پھر اقلیت کی انتہا یہاں تک پہونچی
کہ اب قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے حضرت حسرت
کو منع کیا تھا کہ بھائی تم کن قابوجی اور غیر مستقل مزاجوں
کے پھیر میں پھنسے ہو۔ مگر اُنھوں نے ایک نہ سُنی عاشق
میں عزت سادات" بھی کھو بیٹھے۔ خدانخواستہ اگر
انصاف بھی کسی ایسی جماعت یا فرد کی گرم طبیعت
کا اُبال ہوا تو بُری ہوگی۔ سنا تو ہے کہ انصاف کے
مرتبی و محسن کے پکّے اور مستقل مزاج آدمی ہیں۔
ایک دھڑکا اور ہے۔ وہ کیا؟ اے حضرت انصاف
اور عنقا ایک ہی باپ کے دو بیٹے ہیں جن کا اسم موجود
اور مخفی ندارد۔ اگر کبھی میاں انصاف دُنیا میں ہوں

بھی تو انگریزی زمانے میں وہ مستطرفات یا معجز
قدیم جانوروں کی طرح مفقود ہو چکے۔ انگریزی سی
خراب اور بد نام چیز کو بھلا اپنی حکومت میں کیوں
شامل کرنے لگے تھے؟۔ انصاف مجہول ہے۔ ہاں
مطلب کے قانون اور قانون سازی کے کارخانے
ہیں جن کا "عرف" ہے انصاف پس انصاف کے
سستی کا طبعی "نقصان" ہوتا کیا اندیشے کی بات نہیں
ہم نے یہ غلط نہیں کہا کہ قتیل ایک تجربہ کار
اور حاذق اخبار نویس ہیں۔ دوسرا نمبر ہمیں آج ہی
ملا ہے اور اس میں ہر ضروری بحث جس کا موضوع
آجکل بطبع خلائق ہے موجود ہے۔ امید کہنی چاہیے
شاید کہ ہمیں بقیہ برابر رہے۔ بالفعل گرد
۲۶×۲۰ پیمانے کے ڈیڑھ تختے پر یہ اخباری کاغذ
شائع ہوتا ہے اور ۵ روپیہ سالانہ قیمت مقرر ہے۔

ناخدا

مولوی حامد علی صاحب ندوی نے ایک مفلٹ
بالا ہی محمد علی بھیجا ہے جس کے سرسری مطالعہ سے
معلوم ہوا کہ موصوف ایک بلا قیمت اخبار نکالنا
چاہتے ہیں جو مسلمانوں کی اصلاح مفت کرے گا
کچھ اجرت نہ لے گا اور جس کا نام ناخدا ہوگا تمہید
میں اتنی دماغ سوزی سے کام لیا ہے کہ اگر اس
دماغ سوزی کا نصف حصہ بھی عمل میں لایا جائے
تو دُنیا تیر جائے۔

(۱) مسلمانوں کی مالی حالت کی اصلاح یعنی اقتصادی
و معاشرتی امور میں انکی صحیح رہنمائی کرنا۔ (۲) مذہبی
و سیاسی معاملات میں مسلمانوں کو افراط و تفریط کے
خطرناک راستے سے محفوظ رکھنا اور انکو معتدل مشورہ دینا۔
(۳) قرض کی حیرت انگیز رسم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا۔
(۴) بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دلانا اور
بچوں کے خیالات و معلومات میں وسعت پیدا کرنا۔
(۵) ہنگامی معاملات اور ضروری احتیاجات کے
وقت تا بہ امکان مالی و قلمی اعانت کرنا۔
یہ تمام کام تو خدا کے ہیں ناخدا کے نہیں ہوسکتے
تقلب القلوب ... ہونے کا دعوی بایں الفاظ

جان بل

باغی برما

ہندوستانی

"رقص خونریز"

پال پال تیرے جی کا کال

(برما کے غضب کا وقت آیا تھا تو ہمارے جان بل نے اسے ہندوستان کے سر منڈھا تھا۔ مگر اس تحفہ کا فائدہ ہندوستان کو نہ پہنچا اب اولٹی آفتیں گلے پڑیں۔ میاں ہندوستان اس روح فرسا دم سے دیکھیے کیونکر بچتے ہیں۔)

مجرب تر گزشتہ ۴۴ سال کا آزمودہ گورنمنٹ ہند و جرمنی سے رجسٹری شدہ

سدھا سندھو

حسب ذیل امراض کی تیر بہدف دوا ہے جو گرہست گھر میں جاہے جس وقت پیدا ہو سکتے ہیں مثلاً ہیضہ۔ کف۔ کھانسی۔ دمہ۔ شول۔ سنگرہنی۔ نیند نہ آنا۔ پیٹ درد۔ قے۔ دست۔ جی متلانا وغیرہ ایسے ہی امراض کی بغیر کسی انوپان کے دوا ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ایک سے دو تک ۶ آنہ (۶)

بچوں کا تندرست و خوش و خرم رہنا والدین کے فرحت و تسلی کا باعث ہے اسلیئے آپ اپنے بچوں کو

بال سدھا

پلایئے۔ ایسی میٹھی و خوش ذائقہ دوا کے پینے سے بچے ہر وقت تازے تندرست اور طاقتور رہتے ہیں چہرہ پر رونق آجاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ محصول ۸

دور رنج کیسری

یعنے داد کی دوا

بغیر کسی قسم کی جلن و تکلیف کے داد کو جڑ سے نیست و نابود کرنے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۴ محصول ایک سے دو تک ۶ ایک درجن خریدنے پر دو روپیہ [illegible] محصول معاف۔

ہماری ادویات سب دوافروشوں کے پاس ملتی ہیں

منگوانے کا پتہ:۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

ہرا ینج کلکتہ　　　　ہرا ینج امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمایئے۔

المشتہر: مقتدا خان اقتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) ستر سیع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی بلانگی [illegible] روانہ کیجائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) بحساب ۱۰ آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔

- عدم فروخت پرانے پرچے [illegible] جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پرمپ بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ [illegible] آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایت آنکھ مثلاً سرخی پھولا جالا۔ پربال۔ ککرے۔ آشوب چشم نزلہ۔ دھند۔ شروع موتیا بند۔ درد۔ سوزش وغیرہ کے لیے از حد مفید اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۱۶ آنہ ۳ آدھ درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہاری سنہا بی اے۔ ۴۸ سوامی نگر دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات جاہل خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حاذق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھایئے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچایئے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر: منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں ہے اور نہایت ہی آسان ہے اسی وجہ سے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر یا ٹائپ رائٹر کا بعینہ فوٹو تنہا خود چھاپ سکتا ہے۔ حکمنامہ وکالت نامے امتحان کے پرچے نوٹس خطوط اپیل وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمہ کے حکام بالا کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ نیز دفتر "حقیقت" میں بھی عرصہ سے موجود ہے۔ حال میں لکھنؤ کونسل میں بھی پسند کر کے لیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ اگر اس سے آسان عمدہ خوشنما کام کرنیوالا آپ کو ملے اور یہ پریس ثابت نہ ہو تو بے تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

سائز۔ نوٹ پیپر۔ فلسکیپ سائز۔ ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ وغیرہ

۸×۱۰ انچ　۱۰×۱۴ انچ　۱۳×۱۶ انچ　۱۲×۱۶ انچ

۶ روپیہ　۱۱ روپیہ　۱۷ روپیہ　۳۴ روپیہ

پریس یا مفصل اشتہار درخواست منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ سے طلب فرمایئے

فرشتہ بہشت کا پیغام

بیماری اور کمزوری کی زندگی بھی دوزخ کی سی تکلیف رساں ہے۔ اگر آپ بیمار یا کمزور ہیں تو توانائی گولیوں کا استعمال کریں یہ گولیاں فرشتہ بہشت کا کام کریں گی چند ہی ایام میں قبض اور بدہضمی۔ خون اور منی کی خرابی۔ جریان۔ احتلام سرعت انزال۔ رقت منی وغیرہ کی تکلیف سے نجات دلا کر اعلیٰ درجہ کی طاقت و توانائی و قوت مردمی عطا کر کے لذت دنیوی سے مالا مال کر دیں گی۔

قیمت فی ڈبیہ ۴۰ گولیاں صرف ایک روپیہ۔ پانچ ڈبیہ چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ویدشاستری جام نگر کاٹھیاواڑ

ایجنٹ:۔ [illegible] لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔ ا [illegible]: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے جس سے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد ۶ر ٹکٹ بھیجیے یا وی پی اور منی آرڈر بھیجئے ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ اس کے سوا دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اس میں اشتہار دے کے فائدہ اٹھایئے۔

"منیجر"

کون ایسا ہے جس کو فائدہ نہیں ہوا
فوراً فائدہ پہنچانے والی ۴۰ سال کی آزمودہ دوا

سدھا سندھو

کف۔ کھانسی ہیضہ۔ درد شول سنگرہنی۔ اتیسار پیٹ کا درد۔ دست۔ بچوں کے ہرے پیلے دست وغیرہ کی آزمودہ دوا قیمت فی شیشی ۸ آنہ۔

دور و گج کیسری
داد کی دوا

بغیر جلن اور تکلیف کے داد کو جڑ سے کھونے والی دوا قیمت فی شیشی ۴ آنہ

محصول بذمہ خریدار

کون ہے جس کو فائدہ نہیں ہوا
فوراً اثر دکھلانے والی ۴۰ سال کی آزمودہ ادویات

بال سدھا

بچوں کو طاقتور۔ خوبصورت اور تندرست بنانے کے لیے میٹھی دوا قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۹ آنہ

دراکشاسو

جسم میں فوراً قوت بڑھانے والا قبض بدہضمی کمزوری کھانسی اور زکام کو دور کرتا ہے۔

قیمت بڑی بوتل ۲ روپیہ چھوٹی بوتل ۱ روپیہ
سب دوا فروشوں سے ملتا ہے دھوکہ سے نقلی دوا نہ خریدیے

منگانے کا پتہ: سکھ سنچارک کمپنی متھرا

چند دلچسپ نظم کتابیں

ان کتابوں کی زبان عام فہم سلیس [illegible] قابل ادیبوں نے ان کی تحسین کی ہے۔ اگر آپ اپنی اولاد کو باادب مہذب عمدہ خصائل سے متصف دیکھنا چاہتے ہیں تو ضرور منگایئے

بچوں کے کام ۴۸ صفحہ کا رسالہ ہر صفحہ پر ایک نظم قیمت ۲

بچیوں کے کام یہ بھی ۴۸ صفحہ کی کتاب ہے اور [illegible] آداب بچیوں کو سکھائے گئے ہیں قیمت ۲ر

دبستان (۱۲۰) صفحات کا مجموعہ مختلف بحروں میں اخلاقی نصائح سے مالا مال۔ قیمت ۱۲ر

دلچسپ نظمیں۔ بچوں کا دل بہلاوا اصلاح کرکے اخلاق اچھا بنانے والے۔ قیمت ۲ر

سلیس نظمیں یہ بھی اسی مضمون کی نظمیں ہیں۔ قیمت ۵

پانچوں کتابیں یکمشت طلب کرنے والے کو محصول ڈاک معاف۔

جن معزز ماہران تعلیم نے ان کتابوں کو مفید تسلیم کیا ہے ان کے نام یہ ہیں ۱۔ جناب مولانا عبد الحق بی اے مرتب نظام اردو [illegible] نظام دکن ۲۔ جناب مولانا [illegible] ہیڈ ماسٹر انجمن اسلام [illegible] بمبئی نمبر ۹ ۔ ۳۔ جناب سید مسعود حسن رضوی صدر شعبہ فارسی و اردو لکھنؤ یونیورسٹی ۴۔ جناب لسان القوم مولانا صفی لکھنوی ۵۔ جناب سید مقبول حسین ظریف ۶۔ جناب آشفتہ لکھنوی [illegible] ۷۔ جناب سراج لکھنوی رکن ادارہ مبصر ۸۔ علیا حضرت شفیع طیب جی صاحبہ رکن سکول کمیٹی و کمیٹی سررشتہ تعلیم بمبئی ۹۔ جناب لسان الملک مولانا [illegible] لکھنؤ ۱۰۔ جناب حکیم محمد [illegible] صاحب آنریری سکریٹری انجمن اسلام بمبئی ۱۱۔ اڈیٹر اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری ایوپالیڈ نگتار دیو بمبئی نمبر ۲

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ ہی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس کی ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور اگرچہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اس لیے کہ گو ہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت رائے کی اصابت پہ رو رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کم مایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرا لیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو لکھانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں جو پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔

نوٹ: جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر پر نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶　نمبر ۲۵

مضامین

۲۳ جولائی ۱۹۳۱ء

کوے جاناں سے خاک لائیں گے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

"سیدھا گھر خدا کا"

مسلمانوں میں ایک حدیث مشہور ہے "اکرموا الضیف ولو کان کافرا" مہمان اگر کافر بھی ہو تو اس کی عزت کرو یعنی خاطر مدارات میں کوئی قصور نہ ہونے پائے۔ کیا کریں اتفاق سے ہم بھی مسلمان ہیں اس حدیث پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہاں ٹھیک ہے مگر یہ مشہور کلیہ ہے "ما من عام الا و قد خص" کوئی عام چیز دنیا میں ایسی نہیں جو بعض حالتوں میں خاص نہ ہو گئی ہو۔ اسی وجہ سے نظر کرنی پڑی کہ آخر مہمانوں میں بھی تخصیصی حالت نکلتی ہے یا نہیں۔ اگر اپنے گھر میں ہر ایک وارد کو ہم مہمان سمجھیں تو اہا ہا کیا معنی کہ جو بھی ہو رات کو بارہ بجے مہمان کسی طرح آتے ہیں دو سوتا سنسار جاگتا پاک پروردگار" ہو کا عالم۔ آئے کمند لگائی چھت پر چڑھے۔ جھانپوں کے کھمبے نکالے اور نیچے اتر آئے۔ یا نقب لگائی اور سانپ کی طرح بل سے منہ نکال کے مال پر جھپٹ کرنی شروع کی۔ یا پٹ کا باز دکھو دا گنڈی کھولی اور غڑاپ سے باپ کے گھر کی طرح وقت افروز ہوگئے علیٰ ہذا القیاس ڈاکو مشعل جلتی ہوئی آگے ڈھول تاشا پیچھے۔ ولایتی بندوقیں ہمراہ۔ محلے بھر کے دروازوں پر پہرا بٹھا یا جو گھر جانا ہے اسکا دروازہ چیراب فنکار کیں ہے ہیں اور میزبان صاحب کا یہ حال ہے کہ چارپائی میں چھپے بندھے پڑے ہیں تعذہ اور سختی کی بدولت خود ہی گھر کی قیمتی چیزوں کا پتا بتا رہے ہیں۔ کیا کریں بیچارے "اکرام ضیف" کا کریں تو جان سے ہاتھ دھوئیں۔ یا اللہ سلامت رکھے ہماری پولیس کو آتی ہے سرکاری ضرورت سے اور بن جاتی ہے گھر کی مختار خصوصاً کسی قریے میں نزول اجلال ہوا تو بس میزبان کی شامت ہی آگئی۔ چارپائیاں لاؤ۔ سایے میں بچھاؤ۔ چوکیدار کو بلاؤ گھی اور برنج منگاؤ۔ مٹن تلے کا دودھ پلاؤ۔ نقدی کی صورت دکھاؤ۔ اور زری چندیا تو کھولو۔ دیکھیں وہیا نتالا تمہاری کھوپڑی پر کیسا بجتا ہے۔ اپنا نام بتاؤ۔ اپنے باپ کا دادا کا لڑکے کا لڑکے کی ماں کا۔ بہن کا۔ سب کی عمریں لکھواؤ۔ پیشہ کیا ہے۔ ایک ایک چیز لو کے سامنے رکھو۔ یہ صندوقچہ کہاں سے لائے وہ پتیلا تو شستہ معلوم ہوتا ہے۔ دیکھنا تو نندلال جی یہ زیور شاید ۱۹۲۸ء کی ڈکیتی کا ہے جس کا حلیہ رجسٹر نمبر ۵ میں لکھا چلا آتا ہے۔

کہیے جناب اگر مہمان کے اکرام کے یہی معنی ہیں تو کیا آپ اس اکرام پر عمل کرنے کو آمادہ ہیں؟ — بھئی ہمیں شک ہے۔

ان کے علاوہ ناگوار مہمانوں میں سے ایک قسم پیشہ ور مہمانوں کی ہے جو ہمیشہ "ضیف اللہ" بنے پھرتے ہیں آئے اور دوست کے دروازے پر دھونی دی اب نہ آج ٹلتے ہیں نہ کل۔ انھیں میں سے وہ مہمان بھی ہیں جو کھانے پینے اور نقد لینے پر قناعت نہیں کرتے بلکہ میزبان کی جورو بہن ماں کو بھی طعام ضیافت میں شمار کرنا چاہتے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو انھوں نے مذکور الصدر ہر قسم کی مہمانی کا لطف اٹھایا طرابلس میں اٹلی والے اور شام میں یہودی بھی ایسے ہی مہمان ہیں۔ اور ابھی اگر ہمارے جان بل مل گئی میں برا نہ مانیں تو انھیں بھی اسی فہرست میں لکھ لو یعنی یہ بھی پیشہ ور مہمان ہیں۔ جہاں مہمان گئے پھر وہی مثل اصل ہو جاتی ہے:

"پک رہی ہنڈیا چھپتے چھپا ہے۔ جم رہے جو تو بارہ ہی"

اس دعوے کی دلیل نو آبادیاں ہیں۔ یہ مہمان زبردست مہمان ہیں۔ اسلیے ان کا ٹھینگا میزبان کے سر پر رہتا ہے۔ خیر یہ تو ہے مزاح۔ مگر آجکل چند اخباری کاغذوں میں ایک افواہی خبر مشہور ہوئی ہے کہ حیدرآباد دکن میں چند مہمان میہمانی دوامی کی درخواست دینے والے

نوٹس دیوالیہ سکشن ۱۴ (الف) ایکٹ ۱۹۲۰ء

بعدالت جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب ہردوئی

درخواست دیوالیہ نمبر ۲ سنہ ۱۹۳۱ء

بلدیو۔ اشرفی لال۔ چھوٹے لال وانت رام قوم حلوائی ساکنان گون پرگنہ گنڈوا تحصیل سندیلہ ضلع ہردوئی۔ کی درخواست دیوالیہ کے سلسلہ میں بلدیو وغیرہ دیگر اشخاص کی اس درخواست پر جو ۱۹ جولائی ۱۹۳۱ء کو دیوالیہ قرار دیا گیا اور دیوالیہ کے چال چلن اور حالات کے متعلق افیشل رسیور یا رسیور کی رپورٹ اور درخواست پر غور کرنے کے بعد یہ طے کیا گیا کہ انسالونٹ ڈسچارج کیا جائے۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

اجلاس جناب مولوی احمد رضا صاحب منصف بجنور

مقدمہ قابل فوجداری

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ا و ۵)

نمبر مقدمہ ۱۲۶۳ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت منصفی بجنور ضلع مراد آباد

عمر جی سنگھ ولد بھوپ سنگھ قوم رمیہ ساکن خاص پورہ پرگنہ علاپور　　مدعی

بنام

چندن سنگھ ولد سنتا سنگھ قوم رمیہ ساکن خاص پورہ پرگنہ علاپور مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے آپ کے نام ایک نالش بابتہ ۵۰/ کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۲۵، ۱۰ اگست ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہوں اور جوابدہی دعوے کی کریں اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہان کو جن کی شہادت پر و نیز تمام دستاویزات کو جن پر آپ اپنی جوابدہی کی تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہوں پیش کریں۔ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہو سکتا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۷ ، ا جولائی ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

شیخ محمد حسین … لکھنؤ

ہیں۔ یہ مہمان مذکورہ اقسام میں سے کسی قسم میں شمار ہونے کے قابل نہیں۔ ایسی ہم عجب نہیں کہ آگے چل کے "ناگوار مہمان" بن جائیں۔

ان کا ارادہ ہے کہ جیسے آبادی قلمرو میں سے کوئی ٹکڑا زمین کا اپنے بسنے کے لیے مانگیں۔ اور وہاں جھونپڑے یا کوٹھیاں بنا کے رہیں۔ ہمیں یہ زمین ہے خدا کی۔ اس پہ بنی آدم کے واسطے وقف ہے جس کا جہاں جی چاہے۔ ہے مگر اس پڑوس کو ان کے ناجنس ہونے کے باعث کچھ نہ کچھ دھڑکا ضرور ہوگا۔ اس اندیشے سے خالی کوئی دل نہیں۔ اللہ میاں نے جب حضرت آدم کو خلیفہ روے زمین بنانے کا قصد ظاہر فرمایا تو فرشتے بول اٹھے "تو وہی حضرت وہاں خلافت فرمائیں گے جن کی نسل کے خمیر میں فساد کی پُٹ شامل ہے؟"

پوچھیے تو کہ فرشتوں کو خدائی انتظام میں کیا دخل تھا آخر وہ کیوں بولے؟ اور یعنی اگر انھیں حق تھا ہمیں بھی ہے۔ ہم بھی پوچھ سکتے ہیں کہ جب خدا کی زمین وسیع ہے تو اس ریاست پر یہ عنایت کیوں ہے کہ "مان نہ مان تیرا مہمان" زمین کے بڑے بڑے قطعات آبادی کے قابل حکومت کے قبضے میں ہیں اگر حکومت ہند سے اس بارے میں مدد مانگی جائے تو وہ ضرور اس پر غور کرے گی اور چمگادڑ کی طرح فرد رکھے گی کہ "آؤ بھینا لٹک رہو" اس مہمانی میں بھی کوئی دخل نہ دے سکے گا۔

ملائی کی طرح بود و باش بھی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ دوامی۔ عارضی۔ پُرامن۔ پُرفساد۔ ایسے ناجنس سے دور رہنا جن پر یہ اعتراض ہو کہ نہ ان کے یہاں قانون ہے نہ قاعدہ۔ نہ یہ مہذب ہیں نہ شریف۔ عقل کے نزدیک درست نہیں ؎

نخست موعظۂ پیر مےفروش این بود
کہ از معاشر ناجنس احتراز کنید

جب بڑی بڑی سلطنتوں کو جو خود مختار اور قوی تھیں غیر مہذب ہونے کی بنیاد پر کیپیچولیشن قبول کروایا گیا تو یہ پھر بھی ایک ریاست ایشیائی ریاست ہندوستانی ریاست ہے۔ اگر ان کے نامہذب قوانین کے تحت میں رہ کے بود و باش کرنا پڑی تو وہ ضرور کبھی نہ کبھی ناگوار ہوگی۔ اور اگر یہ ہوا کہ اتنے نئے گڑھے بن موہوم رول چلایا گیا تو اس سے رئیس اور اصلی باشندوں کے حقوق میں خلل پڑے گا۔ دہلی بنے وہاں ہمارے گھر ہے افریقہ کی نو آبادیوں میں ہندوستانی آرام سے نہیں ہیں۔ اخبار کی کاغذوں میں برابر صداے استغاثہ و فریاد بلند ہوتی رہتی ہے

حکومت ہند

بھیگے ہوئے کوٹ پتلون کے سوکھنے کا انتظار

یہ دو ڈرو ہماری زمینیں چھین گئیں۔ ہمیں دودھ کی مکھی بنا رکھا ہے۔ ہمیں نکالا ملا۔ ہائے مرے۔ ہائے قتل ہوے۔ یہ بھی صحبت ناجنس کا ایک چلتا ہوا کرشمہ ہے ؎

صحبت ناجنس گرند آورد

اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہماری دانست میں یہ سکیم نہ حیدرآباد کے لیے قرین مصلحت ہے نہ ان دوستوں کے لیے جو ساری مہذب دنیا چھوڑ کے ایک ایشیائی ریاست کا جوار طلب کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ ہندوستان کی پھوٹ مشہور ہے۔ ہندو مسلمانوں پہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ میاں بارہ برس میں عرب کی جاتی تم عجب طرح کے شریف ہو کہ سو برس میں بھی ہندوستانی نہ بنے جب دیکھو عرب عجم ترک و روم کی امنگ تمہارے دل میں گھسی ہوئی ہے۔ سچ ہے "اونٹ جب بھاگتا ہے تو پچھم کی طرف۔ دیدے جھکتے ہیں تو گھٹنوں کی جانب۔ یہ اعتراض ہمارے ان دوستوں پر بھی بارہا کانگریس کی طرف سے عاید کیا گیا کہ تم جب دیکھو ملکی ترقی و آزادی کی راہ میں کانٹا بن جاتے ہو۔ تمہیں ہمارا اعتبار نہیں ہمیں تم پر بھروسا نہیں۔ کوئی مطالبہ ہندوستان کی طرف سے حکومت کے مقابلے میں کبھی پیش ہوتا ہے تو سب سے پہلے اپنی ہم قوم حکومت کی ہاں میں ہاں ملاتے اور ہندوستانیوں کے بارے میں طرح طرح کے اوہام و شکوک بیان کرتے رہتے ہو۔ تار و رسے میں بھالے نظر آتے ہیں "بھلا ہم اور نیم وحشی ادھ کچری تعلیم والوں کی سنگتی؟" ہر بات میں امتیاز موجود ہے۔ ریل کی سواری گاڑیاں الگ۔ معاشرتی کلب جداگانہ مکان اور مسکن ہندوستانیوں کے محلے سے دور۔ تقریروں تحریروں میں برابر یہ اعتراضات دہرائے جاتے ہیں لیکن ناممکن ہے کہ یہ پھوٹ اس نئی اولو کمی تجویز پر بھی موثر نہو۔ آج نہیں تو کل سہی۔ دنیا کی بنیاد یہی اعتراض پہ قائم ہے۔

طرفہ ماجرا یہ ہے کہ اس قسم کے اعتراضات دفع کرنے کی سعی نہ ہندوستان کے مسلمان کرتے ہیں نہ یہ ہمارے "آبادی خواہ" دوست۔ جو دور رہ کے اور ایک دوسرے سے گھل مل کے رہے۔ ہندوستانی مسلمانوں میں اور ان دوستوں میں تھوڑا سا فرق ہے مسلمان بے نیازی کا اظہار نہیں کرتے اور ان دوستوں کی طرف سے تو ایسی بے پرواہی ملکی معاملات میں ظاہر ہوتی ہے جیسے ان تلوں میں تیل ہی

"خدا بچائے"

"قومیت تو گئی اپنی ایسی تیسی میں اب تو یہی دونوں ہیں بس با ایں مرداں بباید ساخت"

نہیں" یا یہ کوئی اعتراض ہی نہیں۔ اچھا اعتراض بجا سہی۔ پھر باشد۔ بنا کیا لوگے۔

اس مضمون سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم اپنے دوستوں کے فوائد میں رخنہ ڈالنا چاہتے ہیں یا ہمیں اُنکی خواہش سے ہمدردی نہیں۔ مگر کسی تجویز پر عمل کرنے سے پہلے بقول لو نصیبیں "اپنا اکم اندیشہ" دیکھنا ضروری ہے۔

اگر ہمارے دوستوں کو حیدرآباد کی معتدل آب وہوا پسند ہے اور وہ ؎

کوئے جاناں سے خاک لائیں گے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

پر ہمہ تن عمل کرنے کو تیار ہیں تو "جاناں" اور "کعبہ" کا احترام پہلے اپنے دل میں قائم کرلیں۔

اگر حیدرآبادی جاناں "کعبہ سازی" کے لیے "دشت خاک" دینے پر آمادہ ہے تو اُسے بھی ضرور غور کرلینا چاہیے کہ ؎

آوارۂ غربت نتواں دید صنم را
خواہم کہ دگر بتکدہ سازند حرم را

پر عمل کرنے سے کوئی خرابی تو نہ پیدا ہوگی یعنی تو بت اور خدا میں عنگیدن کی صورت آگے چل کے نہ پیدا ہونے پائے۔ ایسے شرائط باہم طے ہونے چاہئیں کہ "دشمن چپن" اور طلب حمایت از غیر کا امکان جڑ پیڑ سے جاتا رہے۔ پھر لشوف حمیت اور مہمانی کا لطف دونوں اُٹھاتے رہیں کسکی مجال ہے کہ اس دست سوانست کو نیلور کی طرف پھیلا کرسکے۔ دونوں ہاتھ مل کے چھُد کیں (مصافحہ) اور لوگ خوش ہوکے تماشا دیکھیں کہ ہاں عجیب دونوں وقت ملے اور ساچھی طرح ملے۔ ان دو کے میل ملاپ سے جھنڈیلا بچہ پیدا ہوگا۔ جسے نہ دن کہہ سکیں نہ رات۔ "اکر سوالضیف" پر عمل کرنے سے نہ میزبان پشیمان ہو نہ مہمان شرمائے۔

تعجب ہے کہ یہ خبر دہلی کے معززہ "ریاست" میں نہیں دیکھی گئی اور اسی وجہ سے اس خبر پر ہمیں اعتماد نہیں۔ یقین کا خمیر ہو جلا ہے۔ والسلام

راقم [illegible]

پنچ۔ حضرت! ہر خواب سچا نہیں ہوتا۔ اور اگر سچ ہو بھی تو ہمارا چہ؟ ریاستیں خود اپنے امور کو اچھی طرح سمجھتی ہیں۔

ہم نے یہ افواہی خبر لکھنؤ کے "حقیقت" اور بمبئی کے "سالار" میں ملاحظہ فرمائی۔ غالباً آپ کا ذریعہ "کعبہ سازی" بھی انھیں میں سے کوئی محترم ہوگا۔

خاکسار ادبا بنام مولانا نامہ فیض آف سنیاک

حضرت! التسلیم قبول ہو۔

غالب مرحوم کے بارے میں آپ کی اور ڈاکٹر صاحب اودھ پنچ دام اقبالہ کی مکاتبت نظر فروز ہوئی دل کلبلایا کہ تو بھی کچھ لکھ۔ بات یہ ہے کہ کلام اقبال کے متعلق جو کچھ "پنچ" میں شائع ہوا اُسکا بڑا حصہ انیجانب کے افادات عالیہ کا منت گزار ہے۔ لہذا مجھے مداخلت کا حق حاصل ہے۔

سنیے جناب! آپ کی رائے میں اور ڈاکٹر صاحب اودھ پنچ کی رائے میں کوئی زیادہ فاصلہ نہیں اسلیے توافق کا حصہ لہ الفت۔ اب دو تین باتیں جنمیں دو نوں صاحب مختلف ہیں انھیں پر اس تحریر کی بنیاد قائم کی جاتی ہے۔

گر قبول افتد۔ فہو المراد

آپ فرماتے ہیں کہ غالب اور اقبال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دُنیا کے شعرا میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ہم اس قول کو تھوڑی دیر کے لیے مانے لیتے ہیں۔ بایں معنی کہ اکثر شعرائے دنیا میں ممتاز حیثیت کے مالک ہوچکے ہیں۔ مگر ہم اس سے متفق نہیں کہ حضرت اقبال غالب کا طرز سخن اختیار کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ پس کامیاب اور ناکام کا تقابل ہی کیا۔ انکا نام ساتھ ساتھ کیوں لیا جائے۔

غالب اگر اردو کے نہیں تو فارسی کے متبحر شاعر تھے۔ جناب اقبال کا فارسی کلام ہم نے دیکھا اور سکی دو

خامیاں بھی نظر آئیں۔ "پنچ" ہے اُردو کا پرچہ فارسی کی غیر مطبوع بحث اسلیے ابھی تک ناظرین کے معرض ہونے خیال سے چھیڑی نہیں گئی۔ غالب کا اُردو کلام دو طرح کا ہے ایک سادہ۔ دوسرا "بیدل" والا۔ سادہ جہاں تک ہے بےمثل ہے اور "بیدلیت آمیز" جتنا ہے وہ صاحب مقامات بدیعی کے اس قول کے مطابق ہے "لعرلوا فقۃ ھذ الماء" (انھیں اس ملک کا پانی راس نہیں آیا) فارسی کی غریب ترکیبیں اسوقت تک مقبول عام نہیں ہوسکتیں جب تک ہندوستان میں فارسی کا رواج عام نہ ہو فارسی کی غریب ترکیبیں اسوجہ سے نظم میں لائی گئیں کہ "غزل" کو اعلے بنانے کے لیے تفلسف کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بس یہیں سے ہمیں اختلاف ہے۔ اصناف کلام میں یہیں سے خلط مبحث پیدا ہوتا ہے۔ منطق فلسفہ کلام صرف نحو، تصوف کے منظوم رسالے غزل کے دیوان میں کبھی شامل نہیں کیے گئے۔ میاں انشاء اللہ خاں نے منطق نظم فرمائی تو خیر اچھا کیا لیکن اگر غزلوں کے ساتھ یہ نظم مخلوط کردی جاتی تو ہم اسے ایک دل لگی خیال کرتے۔ غزل میں تو معشوق کے ساتھ چوچلے اور نخرے نظم کیے جاتے ہیں۔ اس معشوق کو انسان ہی رہنا چاہیے۔ اگر وہ فلسفی متکلم فقیہ نحوی صرفی صوفی بنادیا گیا تو واللہ ہمارا دل کبھی اُس سے بات کرنے کو نہ چاہے گا۔ غالباً کہ اس منطقی معشوق پر جو بوسہ کی درخواست پر قضیہ بسیطہ و مرکبہ وطبیعہ حصر عقلی واستقرائی کی بحث چھیڑ دے۔ ہم معبود کو بھی مادی معشوق کا نائب یا عوض بنانا پسند نہیں کرتے اُسکے سامنے منطقی یا فلسفی "غمزۂ عاشقانہ" ایک بیہودگی ہے جسکی جزا خدا ہی جانے کیا ہے۔ متصوفین نے مثنویاں اس موضوع پر لکھیں خوب کیا لکھیں۔ اور لکھیں تو ہم خوش۔ مگر غزل میں اُنھوں نے بھی "ہیولے" اور "صورت" کے ذکر سے اجتناب کیا اگر کوئی اصطلاح کہی بھی جو مجازی اور حقیقی معشوق میں فارق نہ ہو یا کسی تصوف کے مسئلہ پر محمول ہوسکے تو اسمیں اصطلاح خاص کے استعمال سے پرہیز کیا ہاں اصطلاح کی توضیح سے کام رکھا۔ اسکی وجہ بجز

اسکے کیا ہو سکتی ہے کہ صنف غزل کو اس سے تعلق نہیں اور اگر علاقہ پیدا کیا جائے تو وہ بے ترتیب ہوگا۔ اچھی مشرق تو پھر بھی ایک جداگانہ حیثیت رکھتا ہے اپنی اولاد کے نطفے کی صورت سے بے محل صرف اصطلاح پر انسان کو نفرت ہو جاتی ہے۔

چنانچہ ایک نحوی صاحب، جو تمام ملنے والوں سے گفتگو لفظ اعراب نحو زبان کے عادی تھے ان کے لڑکے انکی صورت سے بیزار تھے۔ جب وہ مرنے لگے تو لوگوں نے سمجھایا کہ لڑکے کو بلا لو۔ مرنے والے نے کہا کہ بلا تو لوں مگر وہ کمبخت پھر نحو بگھارے گا۔ لوگوں نے اقرار کیا کہ نہیں بھلا نحو چھانٹنے کا یہ کون محل ہے۔ صاحبزادے تشریف لائے دیکھا کہ باپ کے ہونٹوں پر دم ہے۔ دل میں سوچا کہ یہ وقت عقائد کے ذکر کا ہے۔ فرمایا:-

یا ابت قل لا الہ الا اللہ بالرفع وان شئت فقل بالنصب الا ان الاول اوفق عند سیبویہ۔

(ابا کہو لا الہ الا اللہ۔ تم اللہ کی کو پیش دے کے پڑھو اور چاہو جی چاہے تو زبر بھی کہہ سکتے ہو مگر سیبویہ نحوی کے نزدیک پہلی صورت کو ترجیح ہے)

غریب بڈھے نے چیخ کے لوگوں سے فریاد کی۔

اخرجوا عنی ابن الزانیۃ۔ فنفس روحی قبل عزرائیل وان لم یخرج من منزلی لا قولن المسیح ابن اللہ۔

(ارے اس حرامزادے کو یہاں سے نکالو۔ اس نے تو موت کے فرشتے سے پہلے ہی میری روح قبض کر لی یارو اگر یہ یہاں سے نہ نکلا تو میں عیسائی ہو جاؤنگا)

دوسرے نحوی کے والد بزرگوار شیخ ہونے والے تھے نحوی صاحب کو باپ کی عیادت میں [illegible] عذر فرمانے لگے:-

[illegible] فلان [illegible] فالا [illegible] سکبجا وفرخ وابعض [illegible]

(فلاں دوست نے مجھے کل بلایا [illegible] کی دال کھلائی۔ سکباج یعنی گوشت [illegible] میوہ ڈال کے سالن پکایا۔ مرغ کے چوزے کھلائے پیاز کھلائی۔ [illegible] کھلایا [illegible])

ابھی یہیں تک سخن پہونچا تھا کہ باوا نے قے کی۔ نکالو اس حرامی کو یہاں سے علمی اصطلاحات رہے درکنار اکثر شعرائے حال (مگر کم مایہ) صرف علامہ ہونے کے لیے غرائب و نوادر لغات عمداً اپنی غزل میں ٹھونس دیتے ہیں جو کبھی اردو کے ساتھ میل کھانے کے لائق نہیں ہوتے۔ اس بوسیدہ کا تذکرہ ہم کئی بار فرما چکے ہیں۔ باصطلاح فن فصاحت اس قسم کے کلام کو "تنفیع التوحش" (یعنی وحشت پیدا کرنے والی لفظ پر رسوائی) ختم ہو کہتے ہیں۔ عرب کا محمد بن علقمہ تمیمی اسی قسم کے شعرا میں سے تھا آپ فرماتے ہیں (ترجمہ نہ کروں گا) سے

افرخ احا کاب و [illegible] افرخ
[illegible] فی [illegible]

اسی طرح [illegible] آخر [illegible]

کیا خوب خونیا نے ہیں سے

[illegible] الصما لیخ صباح الاصلح

ان اشعار کے معنی خود عربوں کے نزدیک درست نہیں صرف غیر مستعمل الفاظ جمع کر دیئے ہیں جنہوں نے شرح کی کھڑکھراہٹ سے کانوں کے پردے قرا [illegible] کرنا مقصود ہے۔ ان تمام مصائب [illegible] جان پر اس بلا کا نزول ہے کہ وحشی لفظوں اور ترکیبوں کا استعمال بھی صحیح محل پر نہیں ہوتا۔ یہ عیب غالب کے کلام میں شاذ و نادر پایا جاتا ہے۔ ہاں حضرت اقبال کے ارشادات و افادات میں یہ تمام عیوب جستہ جستہ موجود ہیں۔ یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ غالب تو نہیں مگر حضرت اقبال ضرور دنیا کے تمام مشہور شعرا میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ مرزا غالب دہلی کے تھے مرزا دبیر لکھنؤ کے تھے۔ مولوی علی میاں کامل لکھنؤ کے تھے۔ ہم نے نقادی کے وقت کسی ٹکسال کی پچ نہ کبھی کی نہ آج کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ حضرت اقبال کے بارے میں ہم پر بیجا تعصب یا مقامی چشمک کا الزام لگایا جائے۔ نہ ان لوگوں سے کوئی پنشن ملتی تھی نہ حضرت اقبال نے ہمیں پنشن سے محروم کیا تحریریں موجود ہیں ہم نے کبھی مزاح کے ساتھ تمسخر کو

ہاتھ سے نہیں دیا۔

پس حضرت م۔ ف صاحب۔ ہم اقبال کا یا فادہ ہمیں منظور نہیں کہ ڈاکٹر اقبال فلسفیانہ شاعری کے دلدادہ ہیں۔ قومی ترانے بھی کہتے ہیں۔۔۔ لیکن ہر جگہ وہی عشق مجازی کی اصطلاحیں وہی صناعیاں وہی رنگین بیانیاں وہی لطیف تشبیہیں وہی لاگ۔۔۔ استعمال کرتے ہیں جو قدیم شاعری کا طرۂ امتیاز ہیں۔۔۔ الخ

امید ہے کہ اہل پنجاب اسے تعصب پر مبنی خیال فرمائینگے۔ ۱۹۲۱ء میں ہم نے لکھنؤ کی جرح کے عنوان سے اہل لکھنؤ کی بے اعتدالیوں پر مسلسل مضمون لکھا تھا کیا وہ اس وجہ سے لکھا تھا کہ ہم ان سے تعصب رکھتے ہیں؟

پنجاب کے ادیبوں کی وقعت ہماری نگاہ میں اپنے ہم وطن ادبا سے کسی طرح کم نہیں۔ کیا ہم نے کبھی فاضل محترم ظفر علیخاں کے کلام پر نکتہ چینی کی؟ اب سنیے کہ ظفر علیخاں پنجاب میں ہمعصر ہیں اور ان کے کلام کی تیرگی کا عشر عشیر بھی حضرت اقبال کے افادات میں موجود نہیں۔ دونو کے نتائج افکار اگر سامنے ہوتے تو اسی ذیل میں ہم اپنے دعوے کا ثبوت دیتے۔ چھپد چھپے دونوں کے منظومات پھر دیکھیے تماشا۔

ہمیں اقرار ہے کہ م۔ ف صاحب نے ایڈیٹر صاحب اودھ پنچ کا تھوڑا سا ساتھ دیا مگر اصل بات میں جب ساتھ نہیں دیا تو فروع میں ہمارا کچھ نہیں۔ ہم نے بھی "م۔ ف" صاحب کا تمام مضمون مان لیا مگر مذکورہ بعد فقرہ خیر رخصت کے وقت یہ تحفہ حاضر ہے۔ بقول آپ کے سرکار اقبال فرماتے ہیں سے

اٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا افق خاور پر
بزم میں شعلہ نوائی سے اجالا کر دیں

پہلا مصرعہ بالکل بیکار ہے صرف "ظلمت" کا تذکرہ کافی تھا۔ افق خاور کے بیچوں بیچ میں تو بزم لگی ہوئی نہیں مقصود ہے صرف بزم میں اجالا کرنا۔ مان لیا کہ نوا کی مشعل سے بزم نورانی ہو گئی۔ مگر افق خاور کی ظلمت کسی طرح دفع نہ ہوئی اور اگر افق کی ظلمت

[illegible]

دور کرنی مقصود نہ تھی تو پھر اسکے ذکر سے کیا فائدہ۔ ایسی شاعری ٹکسال باہر کہلاتی ہے۔ ہم نے ۱۹۲۶ء اور ۱۹۲۷ء میں حضرت اقبال کے بعض افادات میں "تناقض علی طریق الایجاب والسلب" کا عیب نکالا تھا جو فصحا میں بدترین عیب سمجھا جاتا ہے۔

دوسرا شعر آپ نے نقل فرمایا ہے سے

ایک فریاد ہے مانند سپند اپنی بساط
اسی ہنگامے سے محفل تہ و بالا کر دیں

فریاد کی تشبیہ آواز سپند سے تو دیجا سکتی ہے مگر خالی سپند کہنا "ضعف حکایت" ہے تو اہل فصاحت میں دیکھ لیجیے غلط کہتے ہوں تو گنہگار۔

ظفر علیخاں کے کلام میں اس قسم کے عیوب نہیں پائے جاتے اسلیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ قدما کی پیروی کرتے ہیں اور اقبال مجتہد وقت بن کے اردو کو غارت کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقبال کے عربی فارسی الفاظ سے دوسرے خوش گویان پنجاب مرعوب ہو گئے ہیں۔ اقبال ہندی کی دلیل ہے [illegible] انھوں نے کچھ اعتنا ان کی معنویت پر نہ کی۔ خوش خیال اور خوش طبیعت اشخاص کی قلت نہ لکھنؤ میں ہے نہ پنجاب میں جہاں تک خیال کا تعلق ہے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا امکان سے خارج ہے۔ لکھنؤ میں سینکڑوں شاعر صرف لطف بیان و زبان پر زندہ ہیں خیال [illegible] کے اعتبار سے اخیر باہر والے برسوں سبق دے سکتے ہیں علیٰ ہذا القیاس پنجاب وغیرہ میں ہزارہا خوش خیال بلند فکر اپنے ان اوصاف کی بدولت زندہ ہیں مگر زبان یا "صحت لفظ" کے اعتبار سے لکھنؤ والے انکو مفید مشورہ دینے پر قادر ہیں۔

اجی اب کون کہانی ہوئی بات پھر اوقات ضائع کرے اگر مناسب معلوم ہوا تو آئندہ اپنے محترم شفیق م۔ ف صاحب کی اس نکتہ سنجی پر کچھ اور لکھیں گے۔

راقم

خاکسار راو [illegible] الادب

نوٹ۔ نیازمند ایڈیٹر بہرحال مولانا م۔ ف کا شکر گزار ہے۔ چاہے وہ ساتھ دیں یا نہ دیں ایک بات شاید

جناب اوبار۔ جھوٹ گئی یعنی خاور کے معنی [illegible] کنارۂ آسمان کے لیے جاتے ہیں خواہ وہ مشرق کنارہ ہو یا مغربی اور افق بھی کنارۂ آسمان کو کہتے ہیں تو اب "افق خاور" کی ترکیب "شب لیلۃ القدر" کی رات کی تانیث والی ترکیب سے کچھ کم نہ ہوئی۔ حضرت غالب نے بھی "صبحدم دروازۂ خاور کھلا" میں خاور سے آسمان کا مشرقی کنارہ مراد لیا ہے۔ غیر زبان کے الفاظ یوں بے احتیاطی سے استعمال کرنا بڑی جرأت کا کام ہے۔ افق پر تاریکی یا ظلمت کا پیدا ہونا تمام جہاں میں اندھیر ہونے کے مترادف نہیں۔ حضرت اقبال کے شعر کا رجحان یہی کہتا ہے کہ تاریکی اگر افق میں ہوئی تو "بزم" کو اس سے کیا ضرر پہونچتا ہے؟

معلوم نہیں جناب اوبار نے تیسرا شعر کیوں چھوڑ دیا۔ ارے کبھی اعتراض نہ سہی تو دل لگی ہی سہی سے

اہل محفل کو دکھا دیں اثر صیقل عشق
سنگ امروز کو آئینۂ فردا کر دیں

یہ شعر بہت فرسٹ کلاس ہے اور غالباً ماخوذ ہے اس مشہور مصرعے سے سے

گرا تپ شفا [illegible] تو تجھ پہ گھسا کر

یا جعفر زٹلی کے اس شعر سے سے

کہ جعفر زٹلی نے ایسا کیا
کہ پیسے کو دل ملکے پھنسا لیا

اس فقرے کا جواب بھی رہ گیا ہے:-

"معاصر اودھ پنچ اقبال کے جگنو کی آمد آمد پر ہزار تالیاں بجائے اس شعر کی خوبی میں کمی واقع نہیں ہو سکتی سے

آیا ہے آسماں سے اڑ کر کوئی ستارہ
یا جان پڑ گئی ہے مہتاب کی کرن میں

عاجزانہ التماس ہے کہ خوبی تو مفقود ہے اس میں کمی یا زیادتی کیونکر فرض کیجا سکتی ہے ذرا غور فرمائیے "ستارہ" عام ہے اور ستارے کی فہرست میں "مہتاب" بھی شامل ہے "عام شامل" کے بعد فصحا "خاص" کا ذکر نہیں کرتے (۱) پہلا مصرعہ اپنے معنی میں کامل ہے اب جو احتمال پیدا کیا گیا "کرن

پہلے مصرعے کی تو نیا بھی ڈبو دی (۲) "ستارہ" بہرحال "کرن" سے زیادہ روشن ہوتا ہے ترقی کے بعد تنزل اسی کا نام ہے (۳) کل کے سامنے جزو کی ہستی کیا باقی رہی "کرن" جزو ہے "ستارہ" کل ہے۔ (۴) وجہ شبہ صرف "چمک" ہے جو میاں جگنو کے دم میں ہوتی ہے۔ تدویر نہیں۔ وسعت نہیں بلندی نہیں۔ لہذا ہر چمک رکھنے والی چیز مشبہ بہ ہو سکتی ہے۔ تخصیص کی وجہ معلوم نہیں (۵) ستاروں کا اڑنا کہاں کا محاورہ ہے (۶) "جان پڑنے" کا ذکر بھی فضول۔ یہاں صرف "حرکت" علامت زندگی قرار دی گئی ہے۔ جان پڑے یا نہ پڑے کرن دوڑے گی ضرور۔

ہمارا ارادہ کسی نئی بحث چھیڑنے کا نہیں خصوصاً "م۔ ف" صاحب جو "ساتھ دینے" کا اقرار کر چکے ہیں دانشمندی یہی ہے کہ وارد اعتراضات کو تند آب سمجھ کے انسان چپ اور منجھ رہے۔

۱۹۲۶ء میں جب حضرت اقبال کا کلام زیر بحث تھا تو کئی اخباری کاغذوں نے جواب دینے کی سعی کی مگر جواب [illegible] کے بعد منجھ رہے۔ اودھ پنچ کے اعتراضات کے بعد دو بار [illegible] حضرت اقبال کی بعض نظمیں ہمیں تو [illegible] ترمیم و تنسیخ پائی گئی ہم نے خدا کا شکر کیا اور حضرت اقبال [illegible] کی وقت ہمارے دل میں چہار چند زیادہ ہو گئی اصلاح کے سوا خدانخواستہ ذاتی تنقیص مقصود نہ تھی نہ آج ہے تنقیص کوئی مفید شئے نہیں جب تک اصلاح بھی اسکے ساتھ شامل نہ ہو۔ والسلام۔

افادات مولانا شیخ مدظلہ العالی

(۱)

بسکیمن سکیم پڑوسن سکیم[1]

بونصیبن یہ مثل بہت کہتی ہیں ادھر کسی کو دوسرے کی چال چلتے دیکھا اور پٹ سے بول اٹھیں سکیمن سکیم پڑوسن سکیم آجکل ہندوستانی خود مختار ریاستوں میں بھی مذہبی اعتبار سے حقوق کی بحث چھڑ گئی ہے۔ کیوں نہو۔ جبکہ برٹش انڈیا میں یہ بادل گھرے پھیلی ہوئی ہے۔ ریاستوں کے باشندے بھی

[1] سکیم سکیم لوگ کہتے ہیں ۱۲

آدمی ہیں ورنہ سب کی زنجیر میں اُن کا پاؤں بھی جکڑا ہوا ہے۔ آخر تا کجا کانوں میں ٹھیٹیاں دیئے بیٹھے رہتے قبول کانگریسی بدزبانوں کے مسٹر جان بُل کراپنے ابتدائے عہد میں اور ٹنگ زیب کے وقت کا ایک الاؤ مل گیا اسی میں ایک چنگاری دبی ہوئی پڑی تھی۔ جو کام آئی مرہٹوں کے جنگ کی ہمیک۔ اور عالمگیر کے ضعف کی کمائی آنکھوں پر چڑھا لینا دشوار نہ تھا انگریزوں کی جگہ جو کوئی صاحب ہوش ہوتا یہی چال اختیار کرتا آگ لگی پانی ملا نہیں ملک وسیع تھا۔ دل میں جو آگ لگتی ہے وہ مشکل سے بجھتی ہے۔ اگر سلسلہ باقی نہ رہتا یا پالیسی بدلتی رہتی تو اُن میں خلل نہ پڑتا۔ رعایا کے کانوں میں آزادی کی ہوا جو بھری تو وہی انگریزی حکومت جس پر شیفتہ گرویدہ تھے آنکھوں میں کھٹکنے لگی بائیکاٹ بغاوت وغیرہا اسی کا نتیجہ ہے۔ اب نہ انگریزوں کو پانی میسر ہے نہ ریاست کے وارثوں کو۔ گول میز یا جکر گھنی کانفرنس بہ تلاش آب برِاعظم افریقہ میں خیالی جاسوس دوڑا رہی ہے۔ دیکھیے جو ریت کے نیچے کوئی چشمہ دبا ہوا مل جائے۔ اگر صاحب کے ہاتھ پانی لگا تو ریاستوں کو بھی اپنے گھر کی آگ بجھانے میں دقت نہ ہوگی "سیکھن سیکھ پڑوسن سیکھ"

ہماری دانست میں اسوقت تمام والیانِ ریاست ہائے ہند وہاں چھوڑ کے لندن چلے جائیں تو اچھا ہے آخر یہ ہیں یا ولایت میں جا کے شراب خواری رنڈی بازی جوا ناچنا اور دوسری مہذب باتیں مثلاً "قطع رحم" اعزا سے بے رخی۔ زود رنجی۔ عزیزوں سے الگ تھلگ رہنا بود و باش کی ایسی صورتیں اختیار کرنا جن میں بیکار روپیہ صرف ہو اور زن مریدی سیکھتے ہیں یا نہیں۔ انتظامی امور بھی سیکھ لیں "سیکھن سیکھ پڑوسن سیکھ"۔ ابھی تو کشمیر میں یہ فتنہ برپا ہوا ہے فتنہ پرور اخباری کاغذ حیدرآباد دکن کو بھی تاک رہے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی اسی زد میں آنے والی ہیں۔ ہاں بھائی "سیکھن سیکھ پڑوسن سیکھ"

ہمجولی

حیدرآباد دکن سے نہایت آب و تاب اور صفائی لیے ہوئے ایک ماہواری جاری ہوا ہے سیدہ بیگم صاحبہ خویشگی اسکی مہتمم اور مولف ہیں۔ ترقی تعلیم نسواں و اطفال اسکا مقصد ہے نظم و نثر مضامین بہت خوب ہیں۔ ۴۲ صفحہ کا حجم ۳۰×۲۰ تقطیع ہے۔ تصویریں بھی ہیں للعہ سالانہ قیمت ہے بالکل مفت ہے کوشش کیجیے کہ بانی کو خسارہ نہ ہو اور یہ باقی رہ جائے۔ رسالہ ترقی کرنے والا معلوم ہوتا ہے تفصیل پھر کبھی۔

ملنے کا پتہ "فتح میدان حیدرآباد دکن"

ہسٹری بورڈ کا معیار

ایک صاحب لکھتے ہیں :- معلوم نہیں بڑی تعلیم گاہوں میں جنھیں باصطلاح حال یونیورسٹی یا کلیہ یا جامعہ کہتے ہیں درسی کتابوں کے انتخاب کا معیار کیا ہے یعنی کتاب کی معنوی یا لفظی خوبی دیکھی جاتی ہے یا صوری۔ اس معیار کی ضرورت بھی نہیں کیا معنی کہ آجکل تعلیم ایک نظام خاص کا نام ہے۔ نہ ذہنی ارتقا کا۔ نظام کی پابندی کیجیے اور ڈگری لے کے بے کھٹکے چلے جائیے۔ پھر کوئی نہ پوچھے گا کہ میاں تم نے کیا سیکھا اور تم کس مرض کی دوا ہو۔ اتنی سی بات کے واسطے معیار و میزان و مکیال کے جھنجھٹ میں پھنسے ہماری بلا۔

اسی مجہول الحال معیار کے حیلتوں ایک کتاب درسگاہ میں داخل ہوگئی جس کا وجود بھی کوئی باایمان مسلمان پسند نہ کرے گا پڑھنا تو امر دیگر ہے۔ اسلامی جرائد نے ارکان جامعہ کے لتے لیے تو عجیب و غریب عذرات سننے میں آئے جن پر ہر اہل عقل ہنستا ہے۔ ایک صاحب۔ ارے بھئی مجھے ناحق طعنہ دیتے ہو میں ہوں تو ہسٹری بورڈ کا ممبر مگر قسم لے لو جو کتاب کا مضمون معلوم ہو

اس دل بیتاب کی ساری خطا تھی میں نہ تھا
میں کیا جانوں اس کمبخت کتاب میں کیا ہے پروفیسر محمد شفیع صاحب جانیں۔

پھر وہی صاحب "اور انھوں نے بھی دیدہ و دانستہ ایسی غلطی نہ کی ہوگی۔ انکو غالباً مسٹر صلاح الدین خدا بخش کی سفارش پر اعتماد ہوگا جو اسکے مترجم ہیں۔ بھلا دیکھ بھال کے کوئی جیتی مکھی نگلتا ہے"

پھر وہی صاحب "واللہ غلطی معلوم ہوگئی اب دیکھیے گا پروفیسر صاحب اس کتاب کو نکال باہر کرنے میں ضرور میری مدد کریں گے"

کتاب میں ہے کیا؟ پیغمبر اسلام اور اولاد پیغمبر کے حق میں گالیاں دلیل کا جواب دلیل سے ہوتا ہے گالی کا جواب کیا ہے؟ اسے بیہودہ شخص جانتا ہے جس نے گالی سُنی ہو بار بار مخصوص مرض جہل کے حاذق طبیبوں کو پاؤں کی مہر ہاتھ لیجانے پڑے ہونگے۔ اس کتاب کا مصنف جرمن میں ہے ورنہ بھی تھوڑی سی زحمت ہمارے ہاتھوں کو بھی اُٹھانی پڑتی۔ خیر جواب دینے والے اور علاج کرنے والے کوئی اور ہونگے ہمیں "معیار" کی تلاش ہے۔ واقعۂ مذکورہ مظہر ہے کہ معیار ہسٹری بورڈ بلکہ غالباً یونیورسٹی بورڈ کا صرف وہم ہے اس لیے بھی بورڈ کا سکریٹری اور صدر نابینا ہونا چاہیے۔ بس کتابیں میز پر ڈھیر ہو جائیں ممبر صاحبان آنکھوں پر پٹی باندھیں اور ٹٹول کے ایک کتاب اُٹھا لیا کریں قسمت سے چوہے نامہ ہاتھ میں آ جائے تو وہی کافی ہے بی اے کے نصاب میں داخل کر دیں۔

ہماری دانست میں بھی یہ رائے صحیح ہے۔ سُنتے ہیں کہ نیس کی کونسل میں صحیح انجیلوں کا انتخاب بھی اسی طریقے سے ہوا تھا چار انجیلیں ہاتھ میں آ گئیں وہی مقبول رہیں باقی مسترد ہیں جب کلام الٰہی میں اس طرزِ انتخاب نے اعتماد کھنکھنا نہ کیا تو ہسٹری کیا چیز ہے!

اصل مطالبہ یہ ہونا چاہیے کہ ایسے آنکھوں والے فرض شناس ممبر نہ رہنے پائیں ورنہ بُری ہوگی یعنی کتاب کا اخراج اتنا ضروری نہیں جتنا مسٹر محمد شفیع اور مسٹر شجاع الدین کا اخراج۔ ان دونوں پاسداروں سے ہم شناسا نہیں ورنہ ان کی خدمت میں جھک کے سلام کرتے تبصرے کے بارے میں تقلید مسٹر شجاع الدین کا عذر ہمارے ذہن میں ہے "انھیں بھی معلوم نہ تھا کہ

برانچ کلکتہ | برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء
معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیے۔

المشتہر:- مقتدا خان آقتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ سے کم ہونے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دیجائیگی
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

علاوہ خاص حالتوں کے پُرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پربھو بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ حل ادویات داخلی پر جبلت کے گیا ہے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایت آنکھ مثلاً سُرخی پھولا۔ جالا۔ پربال۔ ککرے۔ آشوب چشم نزلہ۔ دھند۔ شروع موتیا بند۔ رو ہے۔ سوزش وغیرہ کے لیے ازحد مفید و اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۶ ماشہ ۲ روپیہ درجن کے خریدار کو محصولڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصولڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہاری سنہا بی اے۔ ۲۸۰ سوامی نگر
دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات اور خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لُٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کچھ فائدہ حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حاذق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اُٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر:- منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں ہے اور نہایت ہی آسان ہے اسی وجہ سے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھکر یا ٹائپ رائٹر کا بعینہ فوراً تنہا خود چھاپ سکتا ہے۔ حکمنامے وکالت نامے امتحان کے پرچے۔ نوٹس۔ خطوط۔ لیبل وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمہ کے حکام بالا کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ نیز دفتر ہمت میں بھی عرصہ سے موجود ہے حال میں لکھنؤ کونسل میں بھی پسند کر کے لیا گیا ہے۔

نوٹ ۱۔ اگر اس سے آسانی جلد و خوشنما کام کر نعد الا آپ کوئی اور پریس ثابت فرمائینگے تو یہ بے تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

سائز	سٹیلر سائز	نوٹ پیپر	فلسکیپ سائز	ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ وغیرہ
	۷×۴ انچ	۱۰×۷ انچ	۱۳×۸ انچ	۱۶×۱۳ انچ
قیمت	۶ روپیہ	۱۲ روپیہ	۱۷ روپیہ	۳۴ روپیہ

پریس کا مفصل اشتہار و سرٹیفکیٹ منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ سے طلب فرمائیے

فرشتۂ بہشت کا پیغام

بیماری اور کمزوری کی زندگی بھی دوزخ کی سی تکلیف رساں ہے۔ اگر آپ بیمار اور کمزور ہیں تو فوراً نگرو گولیوں کا استعمال کریں گولیاں فرشتۂ بہشت کا کام کریں گی چندہی ایام میں قبض اور بدہضمی۔ خون اور منی کی خرابی۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال۔ رقت منی وغیرہ کی تکلیف سے نجات دلا کر اعلیٰ درجہ کی طاقت و توانائی و قوت مردمی عطا کر کے لذت دنیوی سے مالامال کر دیں گی۔

قیمت فی ڈبیہ ۴۰ گولیاں صرف ایک روپیہ۔ پانچ ڈبیہ چار روپیہ علاوہ محصولڈاک

وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

ایجنٹ:- [illegible] چوک لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے بیچ بیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد و ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
1931
B. KHAN ARTIST LUCKNOW

جلد ۱۶ نمبر ۲۶

مضامین

۳۱ جولائی ۱۹۳۱ء

رسالے کی کامیابی کا راز

لوگوں کو حیرت ہے کہ میرا رسالہ نکلتے دیر نہیں اور اسقدر کامیاب کہ اسکی اشاعت ہزاروں تک پہونچی ہوئی ہے۔ احباب زور دے رہے ہیں کہ بہبودیٔ خلق اللہ کے نفع کی غرض سے وہ کیمیا کا نسخہ لکھدوں جس کے استعمال سے تم نے اپنا رسالہ اسقدر کامیاب بنالیا ہے۔ آخر مجھ کو بھی خیال ہوا کہ خلق اللہ کا نفع ہر لحاظ سے مقدم ہے۔

سُنیئے اصل یہ ہے کہ میرے رسالے کی کامیابی کا راز جناب قطب الزماں خاں ذہتانی صاحب لطیف ہیں۔ آپ کی کئی پشتیں ہندوستان میں آئے گزر گئیں۔ آپ کے والد اُردو کے امام تھے۔ تمام شعرا انکی قدر کرتے۔ شعرا تو انکی پرستش کرتے۔ شاہ نصیر اور ناسخ و شکوہ آبادی انکے خاص شاگرد رشید تھے۔ اُردو پر جب سے انگریزی کا اثر پڑنے لگا تو انکی ناقدری ہونے لگی اور آخر اسی کوفت میں اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔

مثل مشہور ہے کہ "پدر نتواند پسر تمام کند" اُردو میں جو کچھ خامیاں تھیں وہ ہمارے اُستاد قطب الزماں خان ذہتانی صاحب لطیف نے معدوم کیں۔ آپ کی عمر اسوقت پچیس برس سے زائد نہوگی۔ آپ کی پیدائش کی جگہ نجیب آباد خیال کی جاتی ہے۔ وہاں سے فوراً ہی آگرہ تشریف لیگئے ایک رسالہ آپ کی سرپرستی میں وہاں جاری رہا۔ اسوقت سے آپ اُردو کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ ادب لطیف آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ اُردو میں [illegible] کے ایجاد کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔

اس کا ایجاد کرنا تھا کہ آپ کا شہرہ ہوگیا۔ اور ہندوستان سے متعدد رسالے آپکی سرپرستی میں نکل آئے اور آجکل تو آپ کی اسقدر قدر ہے جس کا بیان نہیں۔ خاص طور پر پنجاب، لاہور، دہلی، پشاور میں تو آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں سے بھی بڑھی ہوئی ہے اور لاتعداد رسالے آپ کی سرپرستی میں جاری ہیں۔

میں نے بی۔ اے میں فیل ہوکر پڑھنا چھوڑ دیا اور تلاش روزگار میں گھوما گھوما پھرا۔ سال بھر گزر گیا مگر [illegible]۔ آخر تجارت کا قصد ہوا۔ ایک صاحب نے رائے دی چائے کی دوکان کھول دو اس میں آمدنی بہت ہے۔ میں بادل ناخواستہ اسپر راضی ہوگیا۔ اسی اثنا میں ایک اور صاحب سے ملاقات ہوئی، اُنھوں نے مشورہ دیا کہ آجکل مضامین اچھی قیمت پر فروخت ہوتے ہیں۔ تم نے بی۔ اے تک اُردو پڑھی ہے اور نمبر بھی اچھے پاتے رہے۔ مضامین لکھ کر فروخت کرو۔ مجھے بھی یہ مشورہ اچھا معلوم ہوا۔ ایک تنقید، ایک نظم لکھی۔ میرے مذاق نے کہا خوب لکھی۔ روز نو لاہور کے ایک مشہور رسالے کو بھیجدیں۔ اُمید تھی کہ جواب میں منی آرڈر آتا ہوگا۔ مگر منی آرڈر تو کہاں جواب ندارد۔ ناچار نقل کرکے ایک اور رسالے میں بھیجیں۔ وہاں بھی کچھ شنوائی نہوئی۔ دو ایک جگہ اور بھیجیں۔ جب کچھ سماعت نہوئی تو مایوس ہوگیا۔

میں رسالوں میں مضامین پڑھتا، ان کو اپنے مضامین سے موازنہ کرتا۔ میں نے ادب کا جتنا مطالعہ کیا تھا اس کا لحاظ کرتے ہوئے میرے مضامین ان مضامین سے بدرجہا بہتر تھے۔ میں دل ہی دل میں کڑھتا کہ اتنے خراب خراب مضامین لے لیے جاتے ہیں۔ مگر مجھ کو کوئی نہیں پوچھتا۔

ایک دن ایک صاحب سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے اپنا دکھڑا رویا۔ وہ بولے کہ قطب الزماں صاحب لطیف سے ملو۔ وہ تم کو مضمون نویسی سکھادینگے بلکہ اگر مہربان ہوگئے تو رسالوں میں فروخت بھی کروادیں گے۔ میں نے لطیف صاحب کا پتا پوچھا تو معلوم ہوا کہ ان کا قیام کبھی ایک جگہ نہیں رہتا۔ پنجاب میں برابر دورہ کرتے رہتے ہیں کیونکہ کوئی رسالہ بلا انکے مشورے کے نہیں نکلتا۔

ان کی تعریف سُنکر مجھے ان سے ملنے کا بہت اشتیاق ہوا۔ لاہور میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ امرتسر میں ہیں وہاں پہونچا تو معلوم ہوا کہ دہلی گئے ہیں۔ وہاں پہونچا تو خبر ملی کہ پشاور میں ہیں۔ وہاں گیا تو قیامگاہ کا پتہ فوراً مل گیا مگر جب ملنے گیا تو معلوم ہوا کہ اسوقت بہت مصروف ہیں دوسرے وقت آئیے گا۔ دوسرے وقت جب میں نے چلنے کا قصد کیا تو ایک صاحب نے جو میرے ہی ہوٹل میں مقیم تھے اور میرے اتنے اشتیاق سے واقف تھے بولے کہ ان سے ملنا آسان کام نہیں اگر آپ کے پاس دو چار مضمون نگاروں کے خطوط اور دو ایک رئیسوں کے سفارش نامے ہوں تو آپ مل سکتے ہیں ورنہ مایوس ہوجائیے۔ میں یہ سُنتے ہی مایوس ہوگیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ کیونکہ ان کی ملاقات سے بڑی بڑی اُمیدیں وابستہ تھیں۔ میری یہ حالت دیکھ کر ان صاحب کو ترس آگیا۔ اور مجھ کو ایک تاجر کتب کے یہاں لیگئے۔ ان سے میرا تعارف کرایا۔ پھر بتلایا کہ آپ بہت بڑے رئیس اور اعلیٰ پایہ کے شاعر ہیں۔ علاوہ ازیں سب سے بڑے فخر کی بات یہ ہے کہ آپ لطیف صاحب کے ہم زلف ہیں ان سے بڑھ کر آپ کو کوئی سفارش کرنیوالا نہیں مل سکتا۔ یہ سُن کر میری باچھیں کھل گئیں اور ان کی طرف ملتجی نظروں سے دیکھنے لگا۔ وہ بولے آج شام کو میں لطیف صاحب سے تذکرہ کروں گا اور کل انشاء اللہ پہنچا کر ملادوں گا۔

خدا خدا کر کے میں نے چوبیس گھنٹے انتظار میں کاٹے۔ صبح اُٹھ کر منھ دھویا، خط بنایا، اُجلے کپڑے پہنے۔ مضامین کا پلندہ ساتھ لیا اور لپک کر ہم زلف کے یہاں پہونچا۔ وہ ہمیں لے کر لطیف صاحب کے یہاں پہونچے۔ اطلاع کرائی۔ پھر اندر گئے۔

میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا

لطیف صاحب ابھی بالکل کمسن ہیں مشکل سے بیس پچیس برس کا سن ہوگا چہرے پر بھی کچھ عالمانہ شان نہ تھی۔ مگر اس سے کیا؟ آپ کی قابلیت میں کس کو کلام ہو سکتا تھا۔

میرے کرم فرمانے میری زبردست سفارش کی۔ لطیف صاحب نے انکے نازک رشتہ کا خیال کرکے وعدہ کیا کہ میں ان کو دنیائے ادب کے الہامات میں ستارۂ صباحی بنا کر پیش کردوں گا۔ میں جھک کر عقیدتمندانہ آداب بجا لایا، اور دل میں کہا دیکھو! اوبار روزمرہ کی گفتگو بھی کتنی فصیح کرتے ہیں۔ پھر میں نے اپنے مضامین کا پلندہ انکے سامنے پیش کیا۔

میرا پہلا مضمون تھا "آزاد کی اُردو" دیکھتے ہی بولے "فضول بیکار چیز ہے" دوسری ایک نظم تھی "محبت" دو شعر پڑھ کر پلندہ بالکل رکھ پھینکا۔ قدیم اُردو۔ ادبیت و شعریت سے معرا۔ بھلا اسکو پڑھکر کسی کو کیا دلچسپی ہوسکتی ہے"

میں نے گردن جھکائی، اور گزارش کیا۔

"اب آپ جس راہ لگائیے اسی پر چلوں گا"

انھوں نے مضامین کا پلندہ تو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا، اور میری طرف دیکھ کر بولے۔

"شاید آپ مضامین فروخت کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں"

مجھے ان کی روشن ضمیری پر حیرت ہوئی۔ مگر پھر یہ سوچکر کہ میرے سے انکے پاس ہزاروں آتے ہونگے تجربہ کار ہیں پہچان گئے۔ گردن جھکا کر عرض کیا۔

"بیکار تھا، لوگوں نے چار کی دکان کھولنے کا مشورہ دیا۔ مگر میں نے سوچا اگر مضمون نگار بن کر کچھ کما سکوں تو زیادہ بہتر ہوگا"

لطیف فوراً بولے "چار کی دکان کھولنے سے تو بہتر ہے کہ اڈیٹر بن جائیے۔ مضمون نگار بننے سے اڈیٹر بننا زیادہ سہل ہے"

میرے دل کی کلی کھل گئی، اور اپنے ان دوست کو جنھوں نے لطیف صاحب سے ملنے کا مشورہ دیا تھا دل ہی دل میں دعائیں دینے لگا اور دل میں کہتا تھا کہ دیکھو کہاں تو مضمون نگار بننا مشکل تھا، اور کہاں اب اڈیٹر بنایا جاتا ہوں۔ "آگ لینے جائیں پیمبری مل جائے"

میں نے گردن جھکا کر عرض کیا "خاکسار کو اتنی لیاقت کہاں؟"

لطیف۔ آپ کتنے روپیہ سے کاروبار شروع کرسکتے ہیں۔

"بالفعل تو دو ڈھائی سو فراہم کرسکتا ہوں"

"بہت کافی ہے۔ پہلا رسالہ آخر مفت بھیجنا ہوگا۔ دوسرے نمبر میں اخلاقی فرض سے کافی رقم وصول ہوجائے گی"

میں سمجھا کہ اخلاقی فرض کوئی انجمن ہے جو رسالوں کی اعانت کرتی ہے۔

میں۔ اخلاقی فرض کوئی انجمن ہے؟

لطیف۔ آئیں!! آپ اخلاقی فرض کے معنی نہیں جانتے۔ اجی حضرت اسکے معنی ہیں "رسالہ کا وی پی وصول کرنا"

اچھا صاحب تو آپ ڈھائی سو سے بخیروخوبی اپنا کاروبار شروع کرسکتے ہیں۔ اب کامیابی آپکی معاملہ فہمی اور ہوشیاری پر موقوف ہے۔ آپ بغیر پس و پیش اس مہینے سے رسالہ جاری کیجیے۔

میں نے ذرا گھبرا کر پوچھا "کسطرح جاری کردوں؟"

لطیف "دیکھیے سب مراحل سمجھائے دیتا ہوں پہلے یہ بتائیے آپ کے مکان میں نشست کا کوئی کمرہ ہے؟"

"جی ہاں۔ ہے"

بہتر۔ اس پر ایک سائن بورڈ لگادیجیے۔ مگر ٹھہریے۔ رسالے کا نام کیا رہے گا۔ بلبل تو امرتسر سے نکلتے ہیں۔ صحرا، پہاڑ، کوہستان مرغزار سب لاہور سے۔ شراب اور گزک پشاور سے۔ رہا ستاروں کا نام، ان میں سے بھی اب کوئی نہیں باقی۔ ثریا۔ بنات النعش مریخ برہسپت دہلی سے نکلتے ہیں۔ اب شعریت کا کون سا نام ہوسکتا ہے۔ بھونرا۔ بھونرا خوب نام مل گیا۔

میں۔ بھونرا!!؟؟

لطیف۔ جی ہاں بھونرا خوب نام ہے۔ اس میں شعریت بہت ہے۔ اچھا تو آپ ایک سائن بورڈ اپنے نشست کے کمرے میں لگا دیجیے۔ اور سب سے پہلے ہی ایڈیٹروں کے نام خطوط لکھا کر چھپنے کو بھیج دیجیے۔ دو چار روز میں چھپ کر مل جائینگے۔ ایک ہفتے میں روانہ۔

لطیف صاحب نے مجھکو حسب ذیل مضمون لکھوایا۔

جناب اڈیٹر صاحب۔ آپ کی طبابت نہیں چلی تو آپ اڈیٹر بن گئے۔ ادھر میری چار کی دکان نہیں چلی تو میں اڈیٹر بن گیا۔ ایک ہی حمام میں دونوں ننگے۔ اس لیے مناسب ہے۔

"من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو"

آپ مہربانی فرما کر معاصرانہ رسالہ "بھونرا" کا اشتہار اپنے رسالے میں جس کا حال ہم دونوں کو خوب معلوم ہے شائع کردیجیے۔ اور خود بھی کوشش فرمائیے کہ جس طرح ناظرین دھوکا اٹھا کر آپکے رسالے کے خریدار بن گئے میرے رسالے کے بھی خریدار بن جائیں۔ اشتہار کا مضمون یہ ہوگا۔

"رسالہ بھونرا اپنی پرجاذبیت بھونریت کے ساتھ ادب کے بوستان میں اپنی الہامی بھن بھن سے جلوہ پاشی کرے گا۔ اس کا سائز ۲۰×۳۰/۸ ہوگا اور حجم چار جز۔ اپنی نظرکش، حسن پاش طباعت سے آنکھوں کی پتلیوں کو رقص ابدی سے مملو کردے گا۔ اس میں الہامی تصویریں ہونگی جو اپنی پرلطافت تبسم سے جذبات کے انجمادات کو مستی انگیز بنادیں گی۔ اس میں خلوت صحیحہ کے بیباکانہ نقشے ہونگے۔ اگر ناظرین کسی وجہ سے اس رسالے کو نہ دیکھ سکے تو ساری عمر بے ادب رہینگے۔ صرف سو روپیہ سالانہ دینے پر ایک سال کے لیے رسالہ مفت جاری ہوجائے گا۔ ایک آنہ کا ورقہ بوستہ بھیجنے پر مطلع نمونۂ مفت ترسیل ہوگا۔

میں - بوستہ اور سُطیج کیا چیز ہیں؟
لطیف - آپ اردو بالکل نہیں جانتے - یہی وہ الفاظ ہیں جو شباب اُردو کے جذبات میں تحریک پیدا کرتے ہیں ـــ اب آپ کا یہ کام ہے کہ شہر کے تمام کاتبوں سے ملیے ان میں سے کسی عمدہ کاتب کو خوشامد درامد سے عزازکاایت سے لکھنے پر آمادہ کیجیے یہ خیال رہے کہ آپ کے رسالے کی ساری کامیابی کاتبوں اور مطبعوں پر موقوف ہے - اس سے فرصت پاکر مشتہرین سے ملیے گا - اور ان کے ہاتھ جوڑ کر پاؤں پکڑ کر، ناک رگڑ کر کسی نہ کسی طرح اشتہارات لے لیجیے گا - آپ اسیوقت کی گاڑی سے روانہ ہو جائیے، اور جلد سے جلد یہ ابتدائی مراحل طے کر لیجیے ایک ہفتہ کے اندر ہی اندر خطوط چھپ کر روانہ ہو نا چاہیے - ایک ہفتہ کے بعد ہی آپ سے ملوں گا، اور ایڈیٹری کے تمام مراحل سمجھا دونگا۔
یہ کہہ کر لطیف صاحب نے اپنے خاص خاص کاتبوں سے ملنے گیا - کاتبوں کے دماغ ہی نہیں ملتے تھے جب ان سے آپ آپ کہکر گفتگو کرتا، مگر ان کے مُنھ سے ایک بار بھی کوئی ادب کا کلمہ نہ نکلا - گویا وہ تھے اڈیٹر اور میں بیچارا کاتب خیر تہر درویش برجان درویش - لطیف صاحب کا کہنا یاد تھا کہ اصل میں رسالے کی کامیابی انھیں لوگوں پر موقوف ہے - ان کمبختوں کی خوشامد درامد میں دو روز تک دوڑنا پڑا، بارے ایک کاتب صاحب کچھ کفایت پر راضی ہوئے - پھر مطبعوں میں گیا، بحمداللہ گفتگو کر کے سب معاملہ طے کر لیا - خطوط کاتب صاحب کو لکھنے کو دیدیے - پھر مشتہرین سے ملنے گیا - کیا کہوں کیا کیا کرنا پڑا - بس جو جو لطیف صاحب نے کہا تھا وہ سب کیا - بارے کچھ راضی ہوئے - کسی نے کہا کہ پہلا رسالہ دیکھ کر اشتہار دینگے - اس طرح پانچ روز کی دوڑ دھوپ کے بعد سب معاملہ طے کر کے خوشی خوشی گھر واپس آیا -
رات کو جب میں سونے لیٹا تو بہت تھکا ہوا تھا مگر اڈیٹر بننے کی مسرت میں تھکن کا خیال تک نہ آیا۔

بس بیچ پچ ایک ہفتہ میں ایڈیٹر ہو جاؤں گا؟ دُنیائے ادب میں میری شہرت ہو جائے گی - بڑے بڑے لوگ میری عزت کرینگے - دیکھو یورپ کے ایڈیٹروں کی کتنی عزت کی جاتی ہے پرنس آف ویلس تک ان سے ملنا فخر سمجھتے ہیں -
کیا شان خدا ہے جسے چاہتا ہے دم بھر میں عزت دیتا ہے - پانچ روز قبل کہاں اُمید تھی کہ لطیف صاحب رحمت کا فرشتہ بن کر سب سامان درست کرا دیں گے - کہاں چار کی دکان اور کہاں ایڈیٹری؟ یہ بات ضرور ذرا دل میں کھٹکتی تھی کہ مجھے لکھنا لکھنا تو آتا نہیں - قطب صاحب کیونکر ایک دن میں سب سکھا دینگے - لطیف صاحب کا خیال ہے کہ ایڈیٹر بننا مضمون نگار بننے سے زیادہ آسان ہے حالانکہ میں نے ابتک جو کچھ پڑھا تھا وہ اسی کے بالکل برعکس تھا - مگر پھر خیال آیا کہ قطب صاحب تجربہ کار ہیں سیکڑوں رسالے ان کی سرپرستی میں جاری ہیں - سیکڑوں کو ایڈیٹر بنا دیا - بھلا انکی بات غلط ہو سکتی ہے -
میری بیوی بھی کچھ پڑھی لکھی تھیں - انھوں نے جو سُنا کہ میں اڈیٹر بنا جا رہا ہوں، تو انکی خوشی کا حال نہ پوچھو - مجھے کہنے کی ضرورت بھی نہیں پڑی اور اس "اللہ کی بندی" نے زیور تار کر دیدیا کہ جو چاہو کرو - اور اسی وقت کو دیپیالی کر منت مانی کہ جب میں اصل خیر سے ایڈیٹر بن جاؤں گا تو کونڈے کریں گی -
ذرا سی جو فکر تھی کہ روپیہ کہاں سے آئے گا وہ بھی جاتی رہی مارے خوشی کے نیند اڑ گئی میں نے اسیوقت اُسعد دو چار کتابیں جو موجود تھیں نکالیں اور قلم دوات لے کر اگرچہ رات کے گیارہ بج چکے تھے مضمون نویسی کی مشق ضرور کر دی -

(۲)

ایک ہفتے کے اندر سب ضروری سامان درست ہو گیا - لطیف صاحب اپنے وعدے کے موافق ہفتہ گزرنے پر آ گئے دفتر باقاعدہ تیار ہو گیا - دفتر کا کلرک سمجھو، چپراسی سمجھو، یا منیجر سمجھو سب

میں ہی تھا، اور پھر ایڈیٹر بھی - رسالوں میں اشتہار نکل چکا تھا - اشتہار کے مضمون ہی سے لوگوں نے پہچان لیا تھا کہ قطب کا اس میں دخل ضرور ہے - پھر کیا تھا، انکے شاگردوں نے پوٹ کے پوٹ مضامین بھیجنا شروع کر دیے - لطیف صاحب نے اپنے خاص خاص شاگردوں کو بھی خط لکھ کر مضامین منگوائے تھے - آج رسالے کی ترتیب ہونے والی تھی - اس لیے لطیف صاحب مع کاتب صاحب کے تشریف لائے - کاتب صاحب سے دو روز قبل سے کہدیا تھا کہ تصویروں کا انتظام کر لیجیے گا - یہ کاتب صاحب بھی لطیف صاحب کے شاگرد تھے - انھوں نے تصویروں کا بندوبست کر لیا: اتفاق سے اسوقت دفتر میں صرف دو کرسیاں تھیں - یہ دونوں حضرات انھیں کرسیوں پر بیٹھ گئے - مجھے مہمان نوازی کی خاطر کھڑا رہنا پڑا -
کاتب صاحب نے ٹائیٹل کا نمونہ نکال کر قطب صاحب کو دکھایا - ٹائیٹل بہت شوخ رنگوں سے بنا ہوا تھا - کناروں پر بیل بوٹے کی بیل بنی ہوئی تھی حاشیہ پر کاتب صاحب نے سنہرا لچکا ٹانک دیا تھا - کیا بتاؤں میں نے جب

رسالہ [illegible]
ادبی خلیقی الطلاقی رسالہ
جو نظام کائنات کے جذباتی حسیات میں الہامی تواضع کا موسیقی کرتا ہے

کے نیچے "محتاج عطار و قرآنی" لکھا دیکھا تو بڑی حیرت ہوئی - رہا نہ گیا اور آخر پوچھ ہی لیا -
لطیف صاحب "یہ محتاج عطار و قرآنی کون بزرگ ہیں؟"
لطیف - کون بزرگ ہیں؟ اجی صاحب یہ آپ ہی ہیں آجکل یہ ضروری ہے کہ تخلص سے بھی شعریت کی بو آتی ہو - ستاروں - پھولوں وغیرہ کے ناموں میں خاص شعریت ہوتی ہے - اسی لیے آپ کا تخلص عطارد رکھا گیا - اور فی زمانہ کوئی شخص اسوقت تک اڈیٹر یا شاعر نہیں بن سکتا جب تک اسکے تخلص کے بعد کوئی ایسا لفظ نہ ہو جو یائے نسبتی پر ختم ہوتا ہو - اسلیے قرآنی - رہا محتاج، وہ ایڈیٹر کے معنوں میں بنا لفظ ہے" (باقی آئندہ)
ــ حیات اللہ انصاری ــ

مسلمانوں کے افلاس کا علاج

اور

مسئلہ انتخاب

اس عنوان سے ایک پمفلٹ سید محمد احمد صاحب کاظمی بی اے، ایس سی ایل ایل بی (علیگ) ایڈوکیٹ سہارنپور نے شائع کیا ہے۔ اس پمفلٹ میں نہایت مفید اور ضروری مباحث ہیں جن پر اہل اسلام ہند کو توجہ کرنی چاہیے۔

پہلے باب میں کاظمی صاحب نے افلاس کا تمام بار کمی تعلیم اور مالی حالت درست کرنے کی طرف سے غفلت پر ڈال دیا ہے۔ یہ ایک حد تک صحیح ہے۔ لیکن اسمیں تھوڑی سی تفصیل اور اضافے کی بھی ضرورت ہے یعنی تعلیم کس قسم کی؟ اور غفلت کس طرف سے؟

بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو جب ملک فتح کرنے کی ہوس نے گھیرا تو ان میں بھی وہ عیوب پیدا ہوگئے جو دوسرے فاتحوں میں طبعاً پیدا ہو جاتے ہیں۔ انکی شریعت نے جو طرز تمدن انھیں تعلیم کیا تھا وہ بجائے خود برقرار نہ رہا۔ وہ اپنے نفوس کے ساتھ اپنی شریعت کی روح کو بھول گئے۔

مضمون اور "اودھ پنچ" کا مضمون خشک وعظ سے نزدیک ہوتا جاتا ہے مگر کیا کیجیے بات آن پڑی ہے اسے وعظ ہی خیال فرمائیے۔

اسلام نے چاندی سونے کے ذخیرہ بنانے کی اس حد تک مخالفت کی ہے کہ اگر وہ ایسا کرینگے تو قیامت کے دن اُن کے پہلو اور اُنکی پیشانیاں اُسی چاندی سونے سے داغ دی جائیں گی جو اُنھوں نے جمع کرکے رکھا تھا اور کہا جائے گا:۔ "دیکھو مزا اُس چیز کا جو تم نے جمع کی تھی" غالباً اس تعلیم یا اس تنبیہ سے اللہ میاں کا مقصد دولت کو اہل ثروت کے لیے بے ٹھکانا بناکے رکھنے کے لیے نہیں۔ پھر خود ہی صرف کرنے کے طریقے اور محل بتا دیے ہیں۔ قرابت داروں کو دو، یتیموں کو دو، مسکینوں کو دو، مسافروں کو دو، بھکمنگوں کو دو، کسی پر مصیبت پڑے تو اسکو دو، ہمسایوں کو دو۔ اسکے صحیح معنی یہ ہوے کہ اپنے پاس نہ رکھو۔ بوا نصیبن کہا کرتی ہیں "ایسا پکا کہ باسی تھکا؟" یعنی اتنا پکانے کی ضرورت ہی نہیں جو دوسرے دن کام آئے۔ نہ باسی بچے نہ کتا کھائے۔

اسلام میں کمانے کے تین طریقے ہیں (۱) تجارت (۲) زراعت (۳) محنت کی اجرت۔ اس تیسری قسم میں صنعت و حرفت بھی شامل ہے۔ کوئی چوتھی قسم نہ تھی مگر یاروں کی ذہانت دیکھیے کہ انھوں نے چوتھی قسم بھی نکال لی وہ کیا؟ دین فروشی! ایمان فروشی!! (جملہ معترضہ کو چھوڑیے اور مطلب پر غور فرمائیے)۔

ان تین ذریعوں سے جو دولت پیدا ہوتی ہے اوس سے چالیسواں حصہ خزانۂ عام میں جمع کردینا چاہیے

نوٹ قابل فروخت

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵۔ قاعدہ ۱ و ۵)

اجلاس جناب مولوی احمد رضا صاحب منصف بجنور

نمبر مقدمہ ۲۲۳ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت منصفی بجنور ضلع مراد آباد

[illegible] عمر تخمیناً ۲۰ سال و بابو رام عمر تخمیناً ۱۸ سال و اوم پرکاش عمر تخمیناً ۵ سال نابالغان پسران بوررا ے متوفی بر فاقت مسماۃ [illegible] دیوی زوجہ بور راے مذکور ماں حقیقی خود قوم [illegible] ساکن قصبہ بجنور پرگنہ بجنور .... مدعیان

بنام

امراؤ سنگھ وغیرہ .... مدعا علیہم

بنام چھوٹے عمر ۱۲ سال بالغ ولد عبدالمجید متوفی قوم خیاط ساکن قصبہ بجنور پرگنہ بجنور مدعا علیہ

ہرگاہ مدعیان نے آپ کے نام ایک نالش بابتہ [illegible] کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۱۹ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہوں اور جوابدہی دعوے کی کریں اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کے حضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اُسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جنکی شہادت پر نیز تمام دستاویزات کو جن پر آپ اپنی جوابدہی کی تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہوں پیش کریں۔ آپ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپکے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۵ ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

بابت عوام فروخت کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قواعد ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۳۷۵

بعدالت جناب سید محمد عبداللہ صاحب بہادر اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم تحصیل قائم گنج ضلع فرخ آباد

محمد عبداللہ خاں رئیس قائم گنج ...... مدعی

مسماۃ بسم اللہ بیگم وغیرہ مدعا علیہ

بنام تحمل حسین خاں ولد حیدر جنگ خاں پٹھان ساکن قائم گنج محلہ جلالنگر پرگنہ کمپل

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابتہ بقایا لگان کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۷ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن مقام قائم گنج اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے کی کرو اور ہرگاہ وہ تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم تائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۱ ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

سمن بغرض انفصال مقدمہ

حسب آرڈر ۲ قاعدہ ۵ ضابطہ دیوانی

مقدمہ نمبر ۸۳۰ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب منصف صاحب بہادر مقام سلطان پور

بلدیو پرشاد بابا پچو لد کشن کمار ساکن موره اوری لال مزرعہ کوڑھواڑ پرگنہ مرانپور تحصیل و ضلع سلطانپور مدعی

بنام

راماس سونار مدعا علیہ

بنام راماس سونار ولد رگھوبر ساکن شیوناتھ گنج مزرعہ پرگنہ مرانپور تحصیل و ضلع سلطان پور ... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت مال [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۱ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز اُن کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۰ ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

گاندھی جی

تجاویز حکومت ہند

مستقبل کا ایک وہمی منظر

(ماخوذ از الف لیلہ)

اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ
تار کا پتہ
حنا لکھنؤ
ٹیلیفون
۱۳۹
شاخ: قنوج۔ حیدرآباد دکن۔ دہلی

تاکہ جو سرمایہ عام ضرورتوں میں کام آئے باقی باجنبہ خود انھیں مدوں میں صرف کرنا چاہیے جنکا ذکر اوپر گزرا۔ اس عمل سے بینک بنانے کی مصیبت مرتفع ہو جاتی ہے۔ اور بطالی یا نبلی سُستی یا کاہلی کا بھی قلع قمع ہو جاتا ہے نمونتاً تو کہنا پڑیگا سُستی اور کاہلی کا اصلی سبب سرمایہ ہے۔

سرمایہ ذخیرہ ہونے سے چند اور خرابیاں بھی طبیعت انسانی میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ (۱) غرور (۲) قابو چھین۔ مثلاً صاحب حاجت کی سو روپیہ کی چیز کوڑیوں کے مول خریدنے اور ہتیا لینے کی خواہش و غرض ہوگی تو آپ ہی ان داموں بیچے گا (۳) ظلم مثلاً غریب کو مارا پیٹا اور چند گول گول ٹکلیاں اسکے ہاتھ پر رکھ دیں کہ میاں راضی ہو جاؤ۔ اونھ! فلاں غریب نے جو قاضی کے یہاں داد خواہی کی ہے تو کیا بنا لے گا "زر بزن دو قاضی را برشوہ رام کردن دشوار نیست" (۴) فرائض کی طرف سے بے پروائی "نہ زر دارم چہ غم دارم" (۵) اپنا بوجھ دوسرے کے کندھے پر لادنا۔ (۶) ہوا و ہوس یہ ترقی۔ تمام دُنیا کی دولت ان اعضاء کی نذر جو اپنی کوتاہی لیے ہوئے کپڑوں سے ڈھنکے چھپے رہتے ہیں بُرقع ملفّٰہ ۔

یہ بالکل ظاہر ہے کہ اگر ہر مستطیع اپنی دولت اُسی پروگرام کے مطابق صرف کرے جو خدا نے مقرر کیا ہے اور یہ محسوس کرلے کہ بموجب ارشاد خداوندی انسان کی جان و دولت خدا کے ہاتھ جنت کی قیمت میں بک چکی ہے اور امانت الٰہی کے طور پر صرف اُسکے قبضے میں ہے تو ایک مسلمان متنفس یا ایک بے سرمایہ متنفس بھی اتنی ہی اطمینان کی زندگی بسر کرسکتا ہے جیسی کہ ایک بادشاہ کی جو فاتحانہ زور رکھتا ہے تنعم اور عیش پرستی کی وجہ سے

تنعم اور تعیش کی اصل علت سرمایہ ہے۔

اسلام نے دولتمند ہو جانے کی مخالفت کبھی نہیں کی "رہبانیت" سے برائت ظاہر کی ہے نعماتِ الٰہیہ کے مزا لوٹنے کی مذمت نہیں کی۔ مگر ایک ایسی حد کھینچ دی ہے کہ انسان کے طبعی قویٰ مضمحل و اذکار رفتہ نہ ہونے پائیں آج مسلمان ایک جزو پر عمل کرنے کی ہوس میں ہیں اور دوسرے جزو سے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں میں یہ مانتا ہوں کہ زمانے کے تغیرات کا اثر اسلامی تمدن و طرزِ ماندوبود پر بھی ضرور ہونا چاہیے۔ مگر بندہ پرور یہ اثر اسی حد تک قبول کرنا چاہیے کہ اصول نہ بدلنے پائیں۔ صورت بدل جائے تو مضائقہ نہیں یعنی اُس پروگرام میں جو دولت و جان کے متعلق بنا دیا گیا ہے خامی نہ ہو۔

مسلمانوں کو آپس میں مواخاۃ کے حقوق کی رعایت کرنے کا مقتضیٰ یہ ہونا چاہیے کہ وہ دھڑلے سے آپس میں سود لیں اور ایک دوسرے کے گوشت سے اپنا پیٹ بھرتا رہے۔

مواخاۃ کا مقتضیٰ یہ ہونا چاہیے کہ جتنی دولت ملے وہ اعضائے تناسل کے بیجا استعمال پر صرف کردی جائے ذوی الارحام اور ذوی الحقوق ترستے رہ جائیں۔

ایک زمانہ تھا کہ مسلمان تمام دُنیا کی دولت پر قابض ہو گئے تھے مگر بہت مدت تک وہ مصنوعی شان و شوکت اور غرور سے بچتے رہے اسوجہ سے اقبال کا ستارہ چمکتا رہا۔ ادھر ظاہری ٹیم ٹام۔ اور خلافِ حق رعایت کی وبا پھیلی اُدھر ادبار نے ٹیشوا و بایا۔ کبھی لاکھوں سرمایہ دار تھے اور انکی سرمایہ داری دوسرے بھائیوں کی نگاہ میں کھٹکتی نہ تھی آج دو چار سرمایہ دار دکھائی دیتے۔

انگریز خود صاحب سرمایہ ہیں اُنھوں نے ہندوستان آکے پہلے تو عوام کی ماتا جتائی پھر بمفاد "الجنس یمیل الی الجنس" اب جو سرمایہ داروں کے روغن قمار ملنا شروع کیا تو سب کو شیشے میں اُتار لیا۔ یہ نہیں معلوم کہ ہندوستانی سرمایہ دار رہے یا نہیں رہے مگر اتنا سنے دیکھ لیا کہ جنکے پاس سرمایہ نہ رہا اُنکی وقعت بالکل جاتی رہی وہ لگے بھیک مانگنے اور جو دال روٹی سے خوش نظر آئے اُنھوں نے مل بانٹ کھانے کے عوض تنہا خوری پر کمر باندھی اور اُس بے معنی مگر بڑے اسرار قوت پر نثار ہونے کی قسم کھالی جسے نشاط جوانی سے تعبیر کرتے ہیں یہی لیل و نہار ہے یعنی سرمایہ داری اتنی ہی مستطار رہی جتنی کہ آجکل ہے تو بندہ پرور لاکھ تعلیم میں ترقی اور تجارت میں وسعت متول کیں پھیلاؤ ہو۔ عوام کو اس سے نفع نہ پہونچے گا نہ پہونچیگا لکھ رکھیے۔

"فماذا بعد الحق الا الضلال" (یعنی حق سے توسّل کے بعد کوئی دوسری راہ تلاش کیجیےگا تو وہ گمراہی ہوگی) تجربہ کے اعتبار سے کوئی نہیں بتائے کہ جو ہندوستانی (خواہ ہندو و مسلمان) اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے یورپ گئے تھے اُنھوں نے ہندوستان میں کونسی شاخِ زعفران لگا دی۔ خدا جانتا ہے کہ ایک طرف تو وہ اعمالِ حسنہ جو اسلام کی

"آیندہ قرض کی جگہ ٹھینگا"
"ادائی کا تعطل ہے تو احسان۔ مگر دشوار۔۔۔"

گھریلو تعلیم اور ہندوستانیوں کی خصلت صلۂ رحم (کنبہ پروری) کے انھیں حاصل تھے وہ وحشت قطع رحم خود غرضی تعیش۔ روپیہ کے زور پر زندگی بسر کرنے سے بدل گئے۔ نمائش۔ بیہودہ گوئی تنزل جوا۔ یہی نعمتیں اُن میں سے اکثر کے پاس رہ گئیں۔

فاضل مصنف نے بہت غور و فکر سے یہ کتاب لکھی ہے اور جداگانہ انتخاب کی خرابیوں پر نہایت مفصل اور ضمنی نگاہ ڈالی ہے بعض امور مندرجہ کتاب اور بھی ہیں جن میں ہم تھوڑی سی ترمیم چاہتے ہیں مگر افسوس وقت نہیں ہے۔

ہماری رائے ہے کہ چار آنے کی معمولی رقم بھیج کے لوگ اس پمفلٹ کو منگائیں اور ٹھنڈے دل سے اس کا مطالعہ کریں۔ باتیں سچی ہیں۔ انکا اثر دل پر ضرور ہوگا نئے عنوان ترمیم اختیار کرنے سے پہلے ان پر مطلع ہونا ضروری ہے۔

جداگانہ انتخاب کا مسئلہ اسوقت روح الوقت ہے۔ مناسب ہوگا اگر مسلم نیشنلسٹ پارٹی اسے یکمشت خرید کرے اور مفت تقسیم کر دے۔

چونکہ اس کتاب میں روئے سخن صرف اہل اسلام کیطرف ہے اسلام ایک مذہب کا نام ہے لہذا ہم نے مذہبی عینک سے اس کتاب کو دیکھا۔

کیسا ہی عمدہ نظام کیوں نہو خود رائے خود غرض بے سلیقہ اور تنگ حوصلہ اشخاص کے ہاتھ میں پڑ کے غیر مفید ہو جائے گا اچھی تلوار بھی ہیجڑے کے ہاتھ میں ذوالفقار ہوگی تو کیا بنا لے گا۔

راقم ——— فلاسفر

پنچ۔ آجکل سب سے زیادہ کمزور چیز پابندی نہونے کے باعث مذہب ہے اور یہی کمزور چیز آپس کی لڑائی میں ہتھیار کے طور پر استعمال کیجاتی ہے۔ سچ پوچھیے تو مسلمان ہوں یا ہندو دونوں کا شمار زندوں میں نہیں ہے۔ اگر [illegible] نقل ہے کہ عرب کے ایک قبرستان میں سے [illegible] ایک قبر پہ لکھا دیکھا کہ:

"بندہ اُس باپ کا بیٹا ہے جسکے قبضۂ قدرت میں ہوا تھی جب اسکا جی چاہتا تھا اُس ہوا کو رہا کر دیتا تھا اور جب چاہتا تھا قید کر لیتا تھا۔"

ظاہر ہے کہ اتنے بڑے ولی اللہ کی وقعت جو ہوا پر حاکم تھا خواہ مخواہ سیاح کے دل میں پیدا ہونی چاہیے۔ مسافر تعجب کرتا ہوا آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہے کہ اسی قبر کے مقابل دوسری قبر پر ایک کتبہ لگا ہوا ہے "خبردار سامنے والی قبر کی عبارت سے مرعوب نہ ہونا۔ اے آنے والے! صاحب قبر کا باپ لوہار تھا۔ جو کچھ لکھا ہے وہ اُسکی دھونکنی کی توصیف ہے"۔

آپ سمجھیے یہ دونو زندہ نہ تھے پھر بھی ایک دوسرے کی قدح کا سامان مہیا کر رکھا تھا۔ معاملہ طول پکڑ گیا ہے۔ بڑے حاجی اور منجھے کے نفوس اگر دنیا میں موجود ہیں اور ان کا قول بھی لوگ کان دھر کے سنتے ہیں تو یقین رکھیے کہ نہ مذہب اپنی روحانیت سمیت مختلف گروہوں کو متحد و متفق رکھ سکتا ہے نہ وہ پالٹیکس جس کا ماخذ مذہب ہو۔

اگر نیشنلسٹ فرقے کے مساعی کا نتیجہ یہ ہو کہ دونو ایک جگہ جمع ہو جائیں تو یکجائی بھی وقتی ہوگی۔

حکایت ہے کہ ایک قاضی صاحب اور وزیر زادی میں تھی دوستی (خدا جانے بطریق حلال یا بطریق حرام) دونو چھپ چھپ کے ایک باغ میں ملا کرتے تھے اتفاقاً کسی شہنائی باز مسافر کا باغ کی طرف گزر ہوا۔ باغ تھا خالی۔ یہ تھا تھکا ماندہ اسنے میوہ کھایا رات ہو گئی تھی اسلیے بڑے سے درخت پر چڑھ کے بانتظار صبح بیٹھ رہا۔ رات گئے قاضی اور وزیر زادی اُسی درخت کے نیچے آکے بیٹھے۔ کپڑے اُتارے۔ قاضی صاحب نے وزیر زادی سے پوچھا "کیوں بیگم تمھارا نام کیا ہے؟" بیگم نے کہا "شہر قزوین"۔ اُسکے بعد بیگم نے قاضی کا نام پوچھا۔ قاضی نے جواب دیا "ملا سراج"۔ بیگم نے کشادہ دلی شہر قزوین کے سیر کی اجازت "ملا سراج" کو عنایت کی۔ شہنائی باز کو دل لگی سوجھی اُس نے بیوقت کی شہنائی دھر پھونکی "پیں پیں پیں ہریالا بنا۔ بھئی وڑھیا لا بنا" استغفراللہ کی صدا آئی اور دونوں اپنے کپڑے چھوڑ کے بھاگے۔ شہنائی باز نے کپڑے سمیٹے اور صبح سویرے شہنائی بجانے کے بہانے کی راہ لی۔ قاضی کا پوستین قاضی کے غلام نے پہچانا۔ مال مسروق سمجھ کے گرفتار کیا اور عدالت میں کھینچ لایا۔ مگر جب چور نے کہا کہ یہ مال قاضی صاحب کا نہیں "ملا سراج" کا ہے "شہر قزوین" میں وارد ہونے کے وقت اُن سے میں نے پایا تھا۔ قاضی صاحب نے فرمایا "سچ کہتا ہے۔ اسے جانے دو"

دیکھا آپنے بڑے حاجی شہنا نواز نے شہر قزوین میں ملا سراج کے داخلے کے وقت کیسی شہنا بجائی؟ اب تو کپڑے بازار میں بکیں گے۔ اور کوئی کچھ نہ بنا سکے گا۔

المختصرات

کانپور کا معاملہ "ہندو کا پھوڑا" ہوتا جاتا ہے۔ حکومت اتنی کمزور ہے کہ ایک سائن بورڈ بھی ہٹوا نہیں سکتی۔ اور ہندو اتنے بخیل ہیں کہ مسلمانوں کے اتنے سے التماس کو قبول نہیں کرتے۔ لڑو یا رو۔ یہ تو تمھارے باہم ہاتھ کا کھیل ہے۔ اسی بہکے پر گول میز کے "لڈو" ہو گئے؟ ضرورت ہے ایک ایسے قانون کی جس کا نام "قانون سین بورڈ" ہو۔

رامپور اسٹیٹ کی نمایندگی گول میز کانفرنس میں

اُمید کی جاتی ہے کہ صاحبزادہ محمد عبدالصمد خاں سی۔ آئی۔ ای۔ چیف منسٹر آف رامپور عنقریب گول میز کانفرنس کی شرکت کے لیے لندن روانہ ہونے والے ہیں صاحبزادہ موصوف اپنی قابلیت کے لحاظ سے ہندوستان میں کافی ہر دلعزیزی رکھتے ہیں۔

"نامہ نگار"

کمترین ایڈیٹر کی صحت ابھی تک کشمکش ہے پرچہ میں ایک آدھ روز کی تاخیر ہو جاتی ہے وہ بھی بعض اصحاب کو ناگوار ہوتی ہے ہم اپنے جان ہونے کی دعا کرتے ہیں کہیے آمین۔

بہرائچ کلکتہ — ہرائچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء
معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مُفت طلب فرمائیے۔
المشتہر: مقتدا خان اقتدا خان تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) نقم بیع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی منقطع کر دی جائیگی۔
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

علاوہ حالتوں کے پرچہ بھیجا جائیگا۔
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پریم بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)
یہ سرمہ کل ادویات [illegible] حقیقت سے تیار کیا ہے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایت آنکھ مثلاً سرخی پھیلا جالا - بال - گرسہ - شب کوری - نزلہ - موتیا بند شروع - سوزش وغیرہ کے لیے انتہا مفید اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۱ ماشہ ۴ آنہ درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہاری سنہا بی اے - ۴۸ سوامی نگر
دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات جاہل خوردہ طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حاذق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔
المشتہر: منیجر دواخانہ معدن الادویہ گولہ گنج پاٹر سٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا بیان نہیں ہے اور نہایت ہی آسان ہے [illegible] اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر یا ٹائپ رائٹر کا بعینہ فوراً تنہا خود چھاپ سکتا ہے جس کا محکمہ وکالت یا اسکولوں امتحان کے پرچے۔ نوٹس۔ خطوط۔ بل۔ وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمے کے کام کے لائق سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ [illegible] لکھنؤ کونسل میں بھی پسند کر کے لیا گیا ہے۔

نوٹ:- اگر اس سے آپ کو [illegible] ہو تو یہ بے تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

[illegible] [illegible] [illegible] وغیرہ وغیرہ
[illegible] انچ [illegible] انچ [illegible] انچ
[illegible] روپیہ ۱۲ روپیہ [illegible] ۲۴ روپیہ

پتہ: [illegible] طلسمی پریس [illegible]

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ بیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جز علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا گانوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُن سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو بس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔ ۱ ... منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے پڑھیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶/ ٹکٹ بھیجد یجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالامال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنا چاہئیں۔ اسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے۔

"منیجر"

کون ایسا ہے جس کو فائدہ نہیں ہوا

فوراً فائدہ پہونچانے والی۔ ۴۰ سال کی آزمودہ دوا!

سدھا سندھو

کف۔ کھانسی ہیضہ۔ درد شول [illegible] وغیرہ کا [illegible] دست۔ بچوں کے ہرے پیلے دست وغیرہ کی آزمودہ دوا قیمت فی شیشی ۸ آنہ۔

دورو گج کیسری

داد کی دوا!

بغیر جلن اور تکلیف کے داد کو جڑ سے کھونے والی دوا قیمت فی شیشی ۴ آنہ

محصول بذمہ خریدار

کون ہے جس کو فائدہ نہیں ہوا

فوراً اثر دکھلانے والی۔ ۴۰ سال کی آزمودہ معجزات

بال سدھا

بچوں کو طاقتور، خوبصورت اور تندرست بنانے کے لیے میٹھی دوا قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۹ آنہ

ورا کشاسو

جسم میں فوراً قوت بڑھانے والا قبض بدہضمی کمزوری [illegible] اور نیند نہ آنا دور کرتا ہے۔

قیمت بڑی بوتل ۲ روپیہ چھوٹی بوتل ۱ روپیہ

سب دوا فروشوں سے ملتا ہے دھوکہ سے نقلی دوا نہ خرید لیجیے

منگانے کا پتہ: **سکھ سنچارک کمپنی متھرا**

چند دلچسپ نظمیں

ان کتابوں کی زبان سلیس [illegible] جملے اگرچہ قابل [illegible] ہیں [illegible] اگر آپ اپنی [illegible] منتخب عمدہ خیال سے [illegible] تو [illegible]

بچوں کے کلام ۸ صفحہ کا رسالہ [illegible] ایک نظم [illegible]

بچیوں کے کلام بھی ۸ صفحہ کی کتاب [illegible] آداب بچیوں کو سکھائے گئے ہیں قیمت ۲/

دبستان ۱۳۶ صفحات کا مجموعہ مختلف بحروں میں اخلاقی نصائح سے مالامال۔ قیمت ۱۲/

دلچسپ نظمیں۔ بچوں کا دل بہلاو [illegible] ہوئے ہیں۔ قیمت ۳/

سلیس نظمیں بھی اسی مضمون کی نظمیں ہیں۔ قیمت ۵/

پانچوں کتابیں یکمشت طلب کرنے والے کو محصول ڈاک معاف

جن معزز ماہران تعلیم نے ان کتابوں کو مفید تسلیم کیا ہے ان کے نام یہ ہیں: ۱۔ جناب مولانا عبدالحق بی اے مرتب نظام اردو [illegible] نظام دکن ۲۔ جناب مولانا فتح محمد ہیڈ [illegible] انجمن اسلام [illegible] بمبئی نمبر ۹ ۔ ۳۔ جناب سید مسعود حسن رضوی صدر شعبہ فارسی [illegible] لکھنؤ [illegible] ۴۔ جناب لسان القوم مولانا صفی لکھنوی ۵۔ جناب منشی سید مقبول حسین ظریف ۶۔ جناب آشفتہ لکھنوی مدیر [illegible] ۷۔ جناب [illegible] لکھنوی رکن ادارہ [illegible] ۸۔ علیا حضرت بیگم [illegible] صاحبہ رکن [illegible] کمیٹی سررشتہ تعلیم بمبئی ۹۔ جناب لسان الملک مولانا [illegible] لکھنؤ ۱۰۔ جناب حکیم محمد [illegible] صاحب آنریری سکریٹری انجمن اسلام بمبئی ۱۱۔ ایڈیٹر اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری الیوپا ملڈ نگ تاردیو بمبئی نمبر ۷

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ بیہودہ جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس کی تقلید بھی کرتے ہیں اور اگرچہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر غصہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے ایسلیے کہ کو ہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت اور اصابت ہے، رعایت نکتہ چینی صحیح تاریخ واقعات اور بنیادی اصلاحات، اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کمرا یہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروا لیں۔ دام درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے بس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مصلحت کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔

نوٹ۔ جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سوراجیہ آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور ترقی کرنے کی قوت نہیں رکھتے تو میدان ترقی خالی ہو جانے پر بھی کیا کر سکتے ہیں۔ اب جلد ہی سوراج ملنے والا ہے اسلیے اتنک نگرہ گولیوں کا استعمال کرکے بدہضمی خون اور منی کی خرابی وکمی جریان احتلام اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات حاصل کریں اور سوراج کا مزہ چکھنے کے لیے تیار رہجائیں۔

قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولی عہ، ۵ ڈبیہ ۴ روپے۔

صحت و تندرستی کی نعمت [illegible] کی [illegible] نہایت عمدہ مضامین سے مزین کتاب کام شاستر بالکل مفت منگوا کر ملاحظہ فرمایئے۔

وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

جلد ۱۹ نمبر ۲۷

مضامین

۷۔ اگست ۱۹۳۱ء

رسالے کی کامیابی کا راز

(دونہالہ اقبال)

"قرآنی ہے کیا چیز؟"

لطیف۔ "آپ مسلمان ہیں؟ قرآن کو کلام اللہ مانتے ہیں؟ اس لیے قرآنی ہوئے۔"

ہاں کاتب صاحب آپ نے یہ لوکا ٹانکنے کی اچھی جدت کی۔ آجکل شوخ رنگ ٹائیٹلوں کی بہت قدر ہوتی ہے اب یہ رسالہ ضرور چل جائیگا۔ یہ خیال رہے کہ ٹائیٹل کے لیے اتنی پونڈ سے کم کا کاغذ ہونا چاہیے اب یہ فرمائیے کہ تصویروں کا کیا بندوبست ہوا؟"

کاتب: "ایک آدھ تو اوریجنل تصویر مفت مل جائے گی۔ وہ ایک بلاک کرایہ پر لیکر چھپوا لینا چاہیے۔"

لطیف۔ مفت تصویروں کا کیا بندوبست ہوا؟

کاتب۔ کلو معمار کا لونڈا مکانوں پر پھول پتیاں بناتا ہے۔ اس سے کہدیا ہے کہ کوئی تصویر بنا لا۔ جسمیں ایک دوشیزہ مجھے کریا ہو۔ رنگ شوخ ہوں عریانی کافی ہو۔ ہم تیری تعریفیں رسالے میں بہت عمدہ نوٹ لکھدیں گے۔ اس نے تصویر لانے کا وعدہ کیا ہے۔ ایک اور صاحب ہیں وہ پہلے تھیٹر کے پردے رنگتے تھے اب سائن بورڈ رنگتے ہیں۔ انھوں نے بھی مع سرائی کے عوض ایک تصویر دی ہے۔"

یہ کہکر کاتب صاحب نے ایک تصویر نکالی۔ ایک عورت لنگوٹ کے قسم کی کوئی چیز باندھے۔ خم ٹھونکے کھڑی تھی۔ کاندھے پر بال بکھرے تھے جنھوں نے اسکے جسم کا کچھ حصہ ڈھک لیا تھا۔ مگر پھر بھی ستر پوشی کی کافی ضرورت تھی۔ اسکے برابر ایک آدمی سر سکے اُلٹا کھڑا تھا۔ اس آدمی کے جسم پر بھی صرف لنگوٹ تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ دونوں نٹ کا تماشا کر رہے ہیں۔ میری سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا مسئلے ہے۔ تصویر ہے یا کارٹون؟

لطیف صاحب ایک سرسری نظر ڈال کر بولے "تصویر خوب ہے۔ رنگ بھی شوخ ہیں۔ عریانی کی صورت بھی ہے۔"

میں۔ "مگر برہنگی بہت ہے۔"

لطیف۔ "جناب! عریانی ادب لطیف کا جوہر ہے۔ اب اسکے لیے کوئی عنوان تجویز کیجیے۔"

میں: "اسرار۔"

لطیف۔ "اونھ، کچھ نہیں۔"

یہ کہکر انھوں نے نوٹ بک نکالی۔ دو چار ورق اُلٹ کر ایک مقام نکالا اور پڑھنا شروع کیا "تصویروں کے عناوین۔ تزئین جمال۔ فلسفۂ جمال۔ فلسفۂ حیات۔ معمۂ حیات۔ معمۂ زندگی۔ جمالیات۔ فلسفۂ حیات ... بس بس یہی نام ٹھیک ہوگا۔"

میں۔ "مگر نام سے اور تصویر سے کیا مناسبت ہوئی؟"

لطیف۔ "مناسبت ڈھونڈھنا میرا کام نہیں یہ ناظرین خود کرلیں گے۔"

کاتب صاحب نے تصویر کے نیچے پنسل سے عنوان لکھ دیا۔ میں یہ کارروائیاں دیکھتا اور دم بخود سوچتا کہ دیکھو اب تک فن ادب کے متعلق میں نے جو کچھ پڑھا تھا۔ ادب اردو اس سے بالکل جداگانہ چیز ہے۔

کاتب۔ ایک تصویر فائن آرٹ پریس میں ہے۔ ایک بچی کہنی پر ٹھڈی رکھے رو رہی ہے۔ اس کا بڈھا دادا پاس کھڑا اسکو بہلا رہا ہے۔

میں۔ "کہنی پر ٹھڈی رکھے؟ یہ تو بالکل ناممکن ہے۔"

لطیف۔ "دربار حسن کے ستارہائے رقص کی نکہت پاش اداؤں میں ناممکنیت کا ہونا کچھ عجیب نہیں۔"

صورت کیسی ہے؟

کاتب۔ صورت تو اچھی نہیں۔ پہلوان معلوم ہوتی ہے۔ مگر چہرہ چقندر کا سا سُرخ ہے۔

لطیف۔ بس بس پھر تصویر خوبصورت ہے۔ اسکے لیے کیا عنوان ہونا چاہیے۔

میں نے ذرا منھ بنا کر کہا۔ "وہ دادا کی محبت"

لطیف۔ اونھ ادب لطیف میں ایسے عنوان نہیں ہوتے۔ اس میں بجلہ ۲۴۳ عنوان مقرر ہیں وہی الٹ پھیر کر یا کچھ تغیر کر کے رکھے جاتے ہیں۔"

یہ کہکر لطیف صاحب نے پھر نوٹ بک کھولی۔

کاتب۔ عمر خیام۔

لطیف صاحب سُن کر پھڑک اٹھے اور بولے "بھئی واہ کیا عنوان تجویز کیا۔ اس سے بہتر عنوان اس تصویر کے لیے ملنا ناممکن ہے۔ اب کوئی سی رباعی عمر خیام کی اسکے نیچے لکھدیجیے گا۔ مگر یہ خیال رہے کہ رباعی خوشخط ہو اور سنہرے حروف میں ہو رنگین تصویریں تو ہوگئیں۔ اب رہیں سادی تصویریں۔ اڈیٹر صاحب آپ ذرا اتنا کام کیجیے گا کہ محلے کے کسی جوان لڑکے کو دو روز کا فاقہ دے کر اچھے کپڑے پہنا کر کرسی پر بٹھا دیجیے گا۔ بال الجھے ہوئے ہوں پیشانی پر دو چار بل پڑے ہوں اور چہرے سے ذرا شوریدگی برستا ہو۔ اس کا فوٹو لے کر اس کے نیچے جناب "درخشِ کامیابی" لکھ کر کسی شاعر کا کوئی سا شعر لکھ دیجیے گا"

کاتب۔ ایک اور سادی تصویر کی ضرورت ہے۔

اسکے لیے یہ کیجیے کہ شہر کے کسی رئیس کی خوشامد درآمد کر کے اسکا فوٹو مانگ لیجیے۔ اسکو شائع کر کے نیچے لکھدیجیے "دنیائے ادب کے مشہور طوطے جناب رئیس العالمین ...... صاحب سرپرست رسالہ ہٰذا" اس طرح آپ کو ان سے کچھ وصول بھی ہو جائے گا۔

اڈیٹر صاحب آپ ان تصویروں کو اشاعت کی غرض سے بھیجدیجیے۔ پھر تصویروں پر نظمیں کہلا لیجیے اور دو ایک غزلیں لکھ لیجیے۔ میں دو گھنٹے میں واپس آتا ہوں۔ اسوقت رسالہ مرتب ہو جائے گا۔"

لطیف صاحب یہ کہکر چلے گئے۔ میں اتنی دیر سے کھڑا تھا تھک کر کرسی پر گر پڑا۔

(۳)

ادھر مجھے جو ایک ہفتے کی فرصت ملگئی تھی میں نے
دنیا کے تمام مشہور انشا پردازوں، افلاطون،
لیوکس - جی - کے چیرس اور سر ہیلاک وغیرہ -
کے مضامین چاٹ ڈالے تھے - [illegible]
مضامین کا حسن ترتیب کسی عنوان پر نظم لکھنے کا
طریقہ" ان چیزوں پر کتابوں کی کتابیں پڑھ ڈالیں
تصویروں کو پرنیس میں رستے کر میں تھکا ماندہ
واپس آیا اور اسی وقت نظم لکھنے بیٹھ گیا - سوچنے لگا
کہ مکھو فلاں نقاد نے لکھا ہے کہ تصویر میں اصل
چیز اسکی اسپرٹ ہے " جب تک تم اچھی طرح تصویر
کی اسپرٹ نہ سمجھو اسوقت تک اسپر کچھ نہ لکھو "
گریہاں تو اندھیرا ہے کہ اسپرٹ تو اسپرٹ
تصویر ہی نہیں سمجھ میں آتی - لطیف صاحب کی
باتیں بھی عجیب و غریب ہیں - مگر بھائی وہ کچھ
سمجھ ہی کر کہتے ہونگے - پھر ادب اُردو بھی دنیا
کے عام ادب سے ذرا مختلف نظر آتا ہے - انہیں
فکروں میں دن بھر غلطاں و پیچاں رہا - ایک
شعر بھی نہ لکھ سکا ایک آدھ مضمون بھی پڑھا
مگر اسکا بھی مقصد نہ سمجھ سکا - یہ دیکھکر دل مرجھا گیا
کہ قابلیت کا تو یہ عالم ہے کہ ایک شعر بھی نہیں
کہہ سکتے ہیں اور نہ مضمون کا حصل سمجھ سکتے ہیں
اور چلے ہیں بننے اڈیٹر - یہ اڈیٹر تو نہیں اچھا خاصا
سوانگ بننا ہے مگر یہ سوچ کر کہ لطیف صاحب نہ
معلوم کتنوں کو اڈیٹر بنا چکے ہیں ان کو مجھ ایسے
نالائقوں سے ضرور سامنا پڑا ہوگا - پھر کیا عجب
کہ رفتہ رفتہ میں پورا اڈیٹر بن جاؤں - بہت ممکن ہے
کہ یورپ کے مشہور اڈیٹروں کی بھی شروع میں یہی
بری سی حالت ہو -

لطیف صاحب نے آتے ہی نظم مانگی - میں نے
جواب دیا -

میں - لیوکس نے لکھا ہے اگر تصویر پر کچھ لکھنا ہو
تو پہلے اسکی اسپرٹ ......

لطیف - یہ آپ سے کس نے کہا تھا کہ لوکس
مضامین پڑھیے - رہا تصویر کی اسپرٹ سمجھنے
جو کچھ نظر آرہا ہے لکھ دیجیے - باقی اسپرٹ وسپرٹ
ناظرین خود سمجھ لیں گے - لکھیے -

عورت کھڑی ہوئی ہے — عورت رنگی ہوئی ہے
ہولی ہی ہوئی ہے — انسان ٹنگا ہوا ہے
تصویر تنی ہوئی ہے
تصویر تنی ہوئی ہے
کپڑے رنگے ہوئے ہیں — [illegible] کھلا ہوا ہے
[illegible] ہوئی ہے — [illegible] کھلی ہوئی ہے
تصویر رنگی ہوئی ہے
تصویر بھی ہوئی ہے
بادل گھرا ہوا ہے — پانی برس رہا ہے
بجلی چمک رہی ہے — انسان ٹنگا ہوا ہے
تصویر تنی ہوئی ہے
تنی ہوئی ہے تصویر

میں جلدی جلدی سر جھکائے سب لکھتا گیا - خیال
ضرور آیا کہ تصویر میں نہ تو بادل گھرا ہے اور نہ بجلی
چمک رہی ہے اور ذرا یہ بھی شک ہوا تھا کہ شعر
[illegible] وزن سے گرتا ہے - مگر جلدی میں ان اوہام
باطلہ کو دل سے دور کرنے میں کامیاب ہوگیا -

لطیف - آپ غزلیں بھی نہ لکھ سکے ہونگے -

میں - جی نہیں مجھکو غزل کہنا ہی نہیں آتی -

لطیف - غزل کہنا بھی کوئی مشکل کام ہے - پہلے
ردیف و قافیے ایک کاغذ پر لکھ لیجیے - پھر دوسرا مصرع
کہہ لیجیے اسکے بعد تک بندی کیجیے - یعنی پہلا
مصرع کہیے - جو بندھ جائے وہی موتی [illegible]
شعر تیار ہو جائے گا -

میں - ہائیں! اور مطلب - یورپ کے نقادان تو کہتے
ہیں کہ نظم میں جذبات اور خیالات ہونا ضروری
ہیں - ورنہ محض تخیل اور محاکات کا نام ......

لطیف - پھر وہی یورپ کے نقادان ...... محاکات
تخیل اور یورپ کے نقادان سب گئے جہنم میں -
اسے صاحب یہ اُردو ہے اُردو - کچھ مغربی زبان
تھوڑی ہی ہے -
دیکھیے ایسے اشعار کہنا چاہئیں -

[illegible]
[illegible]

گریباں آنکھوں میں ہیں [illegible]
[illegible]

ایک بات کا خیال رہے کہ [illegible]
[illegible] اسی طرح اُردو کے الفاظ [illegible]
لفظوں کا آخری سرا کاٹ کر بہت خوبصورت [illegible]
[illegible] الفاظ بن سکتے ہیں مثلاً کتاب خیز -
قلم بیز - نکہت [illegible] - گلاب طراز نکہت فروش
ہیں - اگلے شاعروں نے اکثر لفاظی کو اپنے کلام
میں دخل دیا ہے تو آپ انکا مذاق اڑاتے تھے
شاہ نصیر - نیر شکوہ آبادی سے شعرا کی اسی لیے
اب قدر نہیں - مگر آپ لفاظی ہی کی تلقین کرتے ہیں

لطیف - یہ سب درست ہے مگر ان لوگوں میں
اور ہم میں بہت فرق ہے - وہ سیاہ روشنائی
اور کلک کے قلم سے لکھتے تھے - ہم نیلی روشنائی
اور نب سے لکھتے ہیں - علاوہ ازیں ان لوگوں کو
ہماری سی مشاقگی نہیں آئی -

میں - مشاقگی کیا؟

لطیف - ہم قاموس سے الفاظ نامانوس ڈھونڈ
ڈھونڈ کر نکالتے ہیں یا عربی کے وہ الفاظ لیتے
ہیں جنکا ابھی تک اُردو میں رواج نہیں - اور
ان سے اپنے مضامین - نظموں اور شاعری کی
زینت بڑھاتے ہیں - لکھنے میں جا و بیجا الفاظ اور
لکیریں دیتے جاتے ہیں پڑھنے والا سمجھتا ہے کہ
انھیں لکیروں میں ہیرے کی کان چھپی ہے -
اور عنوان بھی نرالے بانکے رکھتے ہیں -

ان نصائح سے مجھکو معلوم ہوگیا کہ کاتبوں،
خریداروں، مشتہرین اور مضمون نگاروں سے کیسا
برتاؤ کرنا چاہیے -

اسکے بعد لطیف صاحب نے مجھ سے کہا کہ
"آپ ایک رسالہ مرتب کر کے نظرات لکھ ڈالیے

میں - نظرات کیا چیز؟"

وہی جسکو بعض لوگ شذرات کہتے ہیں - آج
اس دور میں ہر رسالہ [illegible] نئے نئے الفاظ [illegible]
ہے رسالہ ادب آثار - نئے [illegible] الفاظ بنا [illegible]
ہیں کہ اسکو دو سو لفظوں کی ایک فرہنگ اپنے الفاظ

کے لیے تیار کرنا پڑی۔ اس بارے میں سب سے زائد مدد رسالہ "انبی کالی" نے ترقی کی ہے۔ وہ اب آدمی کو آدمی نہیں بلکہ شادی لکھتا ہے۔ شذرات کے معنوں کے لیے بہت سے الفاظ ہیں۔

صرف اسکا خیال رکھا جاتا ہے کہ فقرات پر ختم ہوتا ہو مثلاً لغویات، جرمات، خرافات، خفگیات، ہذیانات، بندات وغیرہ۔ آپ اس معنی کے لیے فقط نظرات استعمال کیجیے۔

میں نے دبی زبان سے کہا نظرات لکھنا تو بہت مشکل ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے اڈیٹر اس

لطیف صاحب۔ پھر وہی پھر وہی۔ اگر آپ کے دماغ کی یہی حالت ہے تو بن چکے اڈیٹر۔ آپ کے لیے رسالہ کا کاروبار نہیں۔ بلکہ وہی چاء کی دکان اچھی معلوم ہوتی ہے۔

میں۔ معاف فرمایئے۔ میں بہت نادم ہوں کہ میں نے ایسے نامعقول الفاظ آپ کے سامنے کہے۔

لطیف صاحب کو طیش آگیا تھا۔ میں جی میں ڈر رہا تھا کہ کہیں ایڈیٹری نہ چلی جائے۔ مگر خیر لطیف صاحب راضی ہو گئے اور بولے:۔

نظرات لکھنا کچھ مشکل نہیں۔ چار پانچ حصوں میں لکھیے۔ پہلے حصے میں لکھیے میں نے اس رسالے کو نکال کر دنیائے ادب و نیز تمام انسانوں پر وہ احسان عظیم کیا ہے جو ابدالآباد تک نہیں بھول سکتے۔ اس رسالہ کے نکلنے کی وجہ سے اب بات باقاعدہ ہوا کرے گی، فصل اچھی تیار ہو گی۔ جنگ عظیم نے دنیا کو جو نقصان پہونچایا اُسکا بہت جلد نعم البدل مل جائے گا۔ چاند ہمیشہ انتیس ۲۹ تاریخ کو دکھائی دے گا۔ مکھیاں بجائے پروں کے ٹانگوں سے اڑا کریں گی۔ اگر کوئی شخص اس رسالہ کو نہ خریدے تو وہ نرا بدتمیز، بے ادب ہے، اسکو ہندوستان میں رہنے اور اردو بولنے کا کوئی حق نہیں۔ جن لوگوں کو اسکی خریداری کا فخر حاصل ہے وہ قطعی بہشتی ہیں۔ کیونکہ نکیرین پہلا سوال یہی کریں گے تم نے رسالہ "عبہر" خریدا تھا؟۔

اسکی مقبولیت کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ٹومبن سے لیکر ہمالیہ اور تحت الثریٰ تک اسکے خریدار ہیں۔ اسکی ایکبار کی طباعت میں چھ سو ٹن روشنائی خرچ ہوتی ہے۔

اس رسالے میں ماہر دہ ہزار عالم کے منتخب انشاپرداز مضامین لکھتے ہیں اور انکو ان کی محنت وہ اشرفی تک اجرت دی جاتی ہے۔ اسکی خوبیاں اسقدر ہیں کہ کل حضرت جبرئیل بذات خود قصیدہ خوانی کو تشریف لائے تھے۔

چندہ اسقدر کم ہے کہ جب تک دس بارہ چندے میز پر جمع نہیں ہو جاتے۔ رقم نظر نہیں آتی۔ اور سب سے بڑی فخر کی بات یہ ہے کہ اس کا اڈیٹر میرا ایسا قابل شخص ہے۔ مجھ سے اللہ میاں نے لوح محفوظ کی تصحیح کی استدعا کی تھی۔ مگر میں نے خلق اللہ کے نفع کی غرض سے انکار کر دیا۔

اس رسالہ کا کاغذ پاک روئی سے تیار کیا جاتا ہے جس روشنائی سے لکھا جاتا ہے وہ آب زمزم میں گھولی جاتی ہے۔ اور مضمون نگاران اسکے لیے ایک ٹانگ سے کھڑے ہو کر مضمون لکھتے ہیں۔ اسکے مضامین پڑھ کر ناظرین مارے خوشی کے پاگل ہو جاتے ہیں اور سڑکوں پر ناچنے لگتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

دوسرے حصے میں اپنی زحمتوں کا رونا رویے۔ رسالہ شائع کرانے میں بہت دوڑنا پڑا۔ اس پر غضب یہ کہ جیب میں پیسہ نہ تھا جو اکا کرتا۔ پیدل چلنا پڑا۔ جوتا پھٹا تھا، پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ ایک رات بارہ بجے واپسی ہوئی۔ گھر میں صرف روٹی بچی تھی کباب بازار میں ملے نہیں۔ روکھی کھانا پڑی۔

رسالہ کی طباعت، تصویروں کے بلاک، اور مضامین کی اجرت میں روپیہ بہت خرچ ہو گیا۔ بیوی کے کنگن تک گرو رکھ دینا پڑے۔ یہ سب ایثار محض عوام کے نفع کی غرض سے کیا گیا ہے۔ لہذا خریداروں پر فرض ہے کہ وہ گلیوں میں پھیری لگا کر رسالے کو فروخت کریں اور جو کچھ آمدنی ہو سب دفتر کو بھیج دیں وغیرہ وغیرہ۔

تیسرے حصے میں اپنے رسالہ پر تبصرہ۔ مثلاً اس رسالہ میں سیاہ روشنائی سے چھپے ہوئے ننانوے لاکھ حروف ہیں، اسمیں پچپن تصویریں پچاس مضامین ہیں۔

لطیف۔ "پھر مضامین کا خلاصہ لکھو"

میں۔ "مگر میں نے تو مضامین پڑھے نہیں"

"پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یوں لکھو" پہلا مضمون "تنزئین یا" جناب علامہ مصور دردشکم مہمل گو جہانسوی کا لکھا ہوا ہے۔ یہ عرس کے اس ستارہ ہائے سمیں کے تبسم آفریں خیالات کی ایک جھلک ہے۔ اس میں آفتاب کی رقص فگناں کرنیں دنیا کے محشرستان میں عریاں نظر آتی ہیں۔

ایک افسانہ حضرت قدوسی بالنسوی کا لکھا ہوا ہے جسکے اندر تمام خواہشات نفسانی کا لب لباب ہے۔ خلوت کے وحشیانہ رقص ابدی کے دریات کا نکہت خیز نقش اسمیں جلوہ افگن ہے۔ ایک نظم حضرت سوبچ لکھی تلواری کی ہے۔ جسے پڑھکر عرش اعظم کے حدود لامکاں عریاں نظر آجاتے ہیں جسمیں [illegible] خیز نگاہان کے رقص مستی پر شراب و بہ کیف خمار میں آلودہ جلوہ فروش ہوتا ہے۔ ایک مضمون جناب تختک بن بختیار ک ریائی کا ہے جس میں انھوں نے اپنی زوجہ محترمہ کے زچہ خانہ کی روداد بہت شوخ الفاظ میں لکھی ہے۔ اور اسطرح دنیائے ادب کے جو رونوازی کے صنف سخن پر بہت بڑا احسان کیا۔ آپ بعض بعض جگہ نقلیں کرنے لگتے ہیں۔ اور اس خوبصورتی سے نقلیں کرتے ہیں کہ دنیا کے بڑے بڑے بھانڈ شرما جائیں۔ علامہ فیضی صاحب کا فسانہ "تبسم لعنت" اس لحاظ سے بہت قابل تعریف ہے کہ آپ نے اپنے تجربہ گاہ میں سالہا سال کی عرقریزی و جانفشانی کے بعد اردو میں ایک نیا اسٹائل ایجاد کیا ہے۔

ہاں اور سنیے بعض رسائل پر تنقید بھی کرنا ہوگی۔

میں "ہمکو ابھی تک تو کوئی رسالہ آیا نہیں"

لطیف "کچھ پروا نہیں تنقید لکھ دیجیے نام کی جگہ چھوڑ دیجیے"

(باقی آئندہ) راقم۔ محمد حیات اللہ انصاری

پنچ بل خدا - خدا بل پنچ

"آت"

زمیندار کے "م - ف" صاحب نے فارسی اردو الفاظ کی عربی جمع مونث سالم پر ایک نوٹ کوئی نقاد لکھتا ہے اُسکے جواب میں تحریر فرمایا ہے نقاد صاحب نے اس قسم کی جمع بنانے والوں میں "زمیندار" کو بھی داخل کر لیا تھا - بات بڑھانے کی ضرورت تھی ناکردہ گناہ پر تہمت بے معنی ہے - چنانچہ زمیندار نے تحاشی اور براءت سے کام لیا - اسی ذیل میں نقاد صاحب نے لکھنؤ پر بھی چوٹ کی ہے - اصل اعتراض کی صحت میں کلام نہیں - الف تے کی جمع عربی کے واسطے مخصوص ہے اردو فارسی کو اس سے علاقہ نہیں - مگر تعجب ہے کہ "م ف" صاحب نے حضرت نقاد سے یہ نہ پوچھا کہ "اخبارات" صحیح ہے یا غلط؟ آپ نے کس قاعدے سے جمع بنائی - نقادی کے زور میں آپ ہی کیوں گر پڑے؟ ہم تو اس محل پر "رسائل" کو بھی صحیح نہیں سمجھتے "اخبار" بمعنی "کاغذ اخبار" یا جریدہ یقیناً اردو ہے اسی طرح "رسالہ" بمعنی "میگزین" یا "مجلہ" قطعاً اردو ہے - نہ کاغذ اخبار کی جمع "اخبارات" صحیح ہے نہ رسالے کی جمع "رسائل"۔

اسکے علاوہ "اخبار" بفتح الف "خبر" کی جمع ہے - اسکی دم میں الف تے کو کیبار کی ٹھونسنے کی ضرورت بھی معلوم نہیں ہوتی - نقادی کے زعم میں یہ بھول جانا کہ "ہم بھی غلط لکھتے بولتے ہیں" ایک نام بیماری ہے - آپ کو وا اللہ جس مسئلے کو جناب نقاد نے چھیڑا وہ بھی ذہن سے اتر گیا اور اعتراض کی عبارت ہی میں وہ غلطی نکل آئی جو زیر بحث ہے - سال گذشتہ مولانا حسن میاں صاحب پھلواروی نے یہ بحث چھیڑی تھی - ہم نے اُسپر تبصرہ کیا تھا بہت مفصل گذشتہ مجلد میں موجود ہے - کہی ہوئی بات کون دُہرائے -

اُردو زبان اب تک ایران کی تقلید کرتی ہے الف تے کی جمع کا سودا ایران کی بازار میں بھی مقبول ہو گیا ہے - نگارشات نوازشات خواہشات اور اسی قسم کے کئی "آت" مثلاً "دیہات" وہاں مروج ہو گئے ہیں - ایرانی جرائد اور مصنفات میں خال خال یہ "آت" نظر آتے ہیں صرف علماء کی تحریر کسیقدر اس قسم کی عبارت سے پاک ہے

ایک حرکت ایرانیوں کے دروں میں فارسی الفاظ کے متعلق دو سال سے پیدا ہوئی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو غیر زبان کے الفاظ سے پرہیز کیا جائے - موقر مجلہ چہرہ نما کے اڈیٹر آقا حاجی میرزا عبدالمحمد نے کسی ایرانی کی زبان سے ہندوستانیوں پر یہ اعتراض جڑ دیا تھا کہ انھوں نے خوب فارسی زبان کی گت بنائی ہے ہم نے اسکا جواب دیا تھا کہ بھائی "ریختہ کی ریختہ تیہر کی لبنی" مشہور ہے ذرا گریبان میں منہ ڈال کے دیکھو کہ تم نے عربی الفاظ کی کیا گت بنائی ہے - اُنھوں نے جرائد ایران کو ہمارا یہ طعنہ سنا دیا اب خالص فارسی الفاظ جنکی جگہ عربی الفاظ کو

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۹۵ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب مولوی احمد کریم صاحب سکنڈ اڈیشنل جج خفیفہ لکھنؤ

منی لال ولد بنارسی داس قوم رستوگی ساکن رستوگی ٹولہ شہر لکھنؤ .... مدعی

بنام

عبدالغفور وغیرہ .... مدعا علیہ

بنام (۱) عبدالغفور ولد نبی بخش (۲) اسفاقہ دختر حبیب بیوہ نبی بخش } ساکنان ماہکوا شہر لکھنؤ

ہرگاہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت مبلغ ... کے دائر کی ہے لہذا آپکو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ بارہ ماہ اگست ۱۹۳۱ء بوقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمھارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جوابدعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز تم کو پیش کرو مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہو گا -

آج بتاریخ ۳۰ ماہ جولائی ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا -

بحکم عدالت
دستخط ... سرشتہ

مہر عدالت

نوٹس نسبت دکھانے وجہ کے (نمونہ عام)

بعدالت جناب سید یعقوب علیصاحب رضوی منصف شمالی بمقام لکھنؤ

مقدمہ نمبر ۱۱۱ سنہ ۱۹۳۱ء

سجاد حسین ولد کاظم حسین ساکن محمود نگر تھانہ چوک شہر لکھنؤ مدعی

بنام

سید محمد تقی وغیرہ .... مدعا علیہم

بنام {
۱- سید محمد تقی عرف چھمن ولد نا معلوم ساکن سرائے حیدر گنج تھانہ چوک شہر لکھنؤ
۲- زینب بیگم زوجہ محمد یوسف سکنہ گولہ گنج تھانہ وزیر گنج شہر لکھنؤ
۳- جعفری بیگم زوجہ محمد رضا بیگ ساکن اشرف آباد تھانہ چوک شہر لکھنؤ .... مدعا علیہم
}

ہرگاہ مدعی نے درخواست حسب آرڈر ۲۱ قاعدہ ۶۶ ضابطہ دیوانی اس عدالت میں گزرانی ہے کہ ڈگری قطعی نیلام مرتب کیجائے -

لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے قرار واقعی واقف ہو بوقت دس بجے بتاریخ آٹھ ماہ اگست ۱۹۳۱ء اس عدالت میں حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ - اگر ایسا نہ کرو گے تو درخواست مذکور تمھاری غیر حاضری میں سماعت کی جاوے گی -

بتاریخ ۲۲ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا -

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

مونہ قابل فروخت

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۳۶ سنہ ۱۹۳۱ء

عدالت منصفی سید پور مقام و ضلع غازی پور

راجکمار سنگھ وغیرہ ساکن موضع نیوادہ پرگنہ سید پور ضلع غازی پور .... مدعی

بنام

پرمیسر سنگھ ولد اناوین سنگھ ساکن موضع کٹھور پرگنہ سلطان پور ضلع بنارس .... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعیان نے آپ کے نام ایک نالش بابت استقرار کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۱۴ (چودھویں) ماہ اگست بوقت دس بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہوں اور جوابدہی دعوے کی کریں اور آپ کو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات پیش کریں جن پر آپ بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہوں۔

آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہو گا -

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۳ ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا -

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

نام عدالت - منصفی سید پور
نمبر مقدمہ ۳۶ نمبر ... سنہ ۱۹۳۱ء
نام فریقین - راجکمار سنگھ وغیرہ مدعیان
بنام پرمیسر سنگھ وغیرہ مدعا علیہم

نغمہ سرائی عازمانِ ولایت

"بڑے حاجی" "تم دونوں جو راگ چاہو بجاؤ۔ ہاں میری نفاق کی پیپری کا آم کا آم کا کالی ببول کا پٹ پوں۔ پٹ پوں"

اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ
تار کا پتہ
خاں لکھنؤ
ٹیلیفون
۱۳۹
شاخ۔ قنوج۔ حیدرآباد دکن۔ دہلی

کی ... ڈھونڈھے جا رہے ہیں اور کئی اخباری کاغذ متروک فارسی ... کے تنِ مُردہ میں روح پھونک رہے ہیں۔ وہ باغیرت اور آزاد ... ٹھہرے بے حیا اور ظلام۔ اُنھیں کامیابی ہو رہی ہے۔ ہماری زبان روز بروز بگڑتی چلی جاتی ہے۔

"م ف" صاحب تحریر کرتے ہیں "اگر لٹو دار پگڑی۔ اور سمجھدار انسان بلکہ "سنسنی خیز" کی مخلوطی ترکیب کو بھی جائز قرار دیا جا سکتا ہے تو گز ارشات کو بھی ہمیں اپنی نوازش سے محروم نہ رکھنا چاہیے۔

"سنسنی خیز" کے بارے میں ایک نوٹ ہم نے کبھی لکھا تھا اُسکو دیکھ کے معززہ "مدینہ بجنور" نے "دار" کا انضمام اُردو یا ہندی لفظ کے ساتھ پیش کیا۔ ہم نے اُسے اسکی علت سمجھا دی اور اُس نے پھر کوئی عذر "سنسنی خیز" کے غلط ہونے پر نہیں کیا۔ اگر ایک غلط العام پر قیاس کر کے ہم دوسرے ویسے ہی الفاظ وضع کریں تو پھر کیا کہنا۔ سبحان اللہ! نہی نفیس زبان رواج پا جائے جیسے دُنیا میں کوئی معقول شخص پسند نہ کرے۔ جو مجتبس گھوڑے اس میدان میں دوڑ چکے بس وہی کافی ہیں زیادہ کی ضرورت نہیں۔ کل زبان مخلوط النسل اور دوغلی نہو تو اچھا ہے۔

بہرحال "م ف" صاحب نے نوازشات کے حق میں "سمجھدار" کی ترکیب پیش فرما کے سخت کی ... کی ہے۔ فقہی قیاس اور لغوی قیاس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر اودھ پنچ کی گزشتہ فائل موجود ہو تو اسے پھر ایک نظر دیکھ لیں تسکین ہو جائیگی۔

ایک تھے چھجو شاہ اُنکی عادت تھی ہر دروازے پر جا کے صدا لگاتے :۔

"لو مراد آئی" کلمہ خیر کا تھا مگر اتفاقاً ایک گھر میں غمی ہو گئی تھی اُنھوں نے حسب عادت مژدہ سُنایا "لو مراد آئی" لاش پر رونے پیٹنے ندبہ کرنے والوں کو ہوا نا گوار۔ مراد آئی یا نہ آئی مگر ہمیں شک نہیں کہ شاہ صاحب کی شامت اور اُنکی چندیا پر قیامت ضرور آ گئی۔

دیکھا آپ نے قیاس ... کا فرق!

"سمجھ دار" موجود ہے تو "سنسنی خیز" میں کیا بُرائی ہے اور "سنسنی خیز" کہنا جائز ہے تو پھر "لٹلی انگیز" "لشو ار یز" "دھک فگن" "چھینک شکن" میں کیا قبح ملا ہے اور ہاں خیاب یہ تو ہیں سفکس (ملحقات الاواخر) اب لیجیے پریفکس (ملحقات الاوائل) مثلاً بے سمجھ اور لاچار میں "بے" فارسی کا حرف نفی ہے اور "لا" عربی کا تو کیوں ہم عربی و فارسی کے زیر حروف اُردو کی لفظوں میں نہ جوڑیں؟ جبکہ بے سمجھ اور لاچار بطور مقیس علیہ موجود ہیں۔

"ارے بھئی کہاں جاتے ہو؟"

"بے گھر۔ تا گھر۔ حتی چولھا۔ فی بھاڑ۔ درٹٹی"

"فلاں جانور بہت "خوش پیٹ" ہے۔ یہ بکری "بد پونچھ" ہے۔" اگر یہی منظور ہو تو بسم اللہ رواج دیجیے۔ انشاء اللہ یہ رواج مقبول ہو گا۔

"..... میگوئید بے وضو نماز نمی شود"

"بار ہا کردیم و شد"

والسلام

"ارے میاں تم کیوں راستہ میں ڈٹ گئے ہو بھلا سے کے بر سرِ شاخ و بُن می بُرید پر عمل کون کرے گا"

نوٹس نسبت دکھانے وجہ کے (نمونہ عام)

نمبری اجراء ڈگری

بعدالت منصف صاحب بہادر شمالی اُناؤ مقام اُناؤ

مقدمہ نمبر ۸۰ سنہ ۱۹۳۱ء

رام لال ولد ٹیکا پرشاد برہمن ساکن رائے پور شاہ پور پرگنہ اور اس ڈگری دار

بنام

گوری شنکر ولد کنور برہمن ساکن رائے پور شاہ گڑھ پرگنہ اور اس مدیون ڈگری

بنام گوری شنکر ولد کنور قوم برہمن ساکن رائے پور شاہ پور پرگنہ اور اس مدیون ڈگری

ہرگاہ مسمی ڈگری دار نے درخواست اس عدالت میں گزرانی ہے کہ حاضر عدالت ہو کر یہ بیان کرے کہ جائداد نیلام طلب مورو ثی ہے یا کسوبہ

لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت دس بجے تاریخ ۱۴ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء اس عدالت میں حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو درخواست بلا تمہاری حاضری کے سماعت کی جاوے گی۔

بتاریخ ۲۰ ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری ۱۰ بجے دفتر منصف صاحب بہادر شمالی اُناؤ واقع اُناؤ

سمن لغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۲۴۲ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب مولوی احمد کریم صاحب سکنڈ ایڈیشنل جج صاحب بہادر خفیفہ لکھنؤ

بال مکند ولد سانول داس ٹھاکر ساکن بیگم گنج شہر لکھنؤ مدعی

بنام

ستیل وغیرہ مدعا علیہ

نام (۱) ستیل ولد شمبھو کہار (۲) چودری ولد گندھی ... ساکن سکندر ... پرگنہ و تحصیل بہرائچ گنج ضلع رائے بریلی

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ... کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۷ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء بوقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعویٰ مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعویٰ کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز اُن کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہو گا۔

آج بتاریخ ۲۴ ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء ہمارے دستخط اور مُہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی — مہر عدالت

براںچ کلکتہ — براںچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء
معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مُفت طلب فرمائیے۔

المشتہر:- مقتدا خان اقتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) کم سے کم شدہ کے دام پہلے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

علاوہ بعض حالتوں کے پرانے پرچہ واپس لیے جائینگے
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ بڑی بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ کل ادویات و انجمن پر بعجلت سے گیا ہے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایات آنکھ مثلاً سُرخی پھولا جالا۔ پربال۔ ککرے۔ آشوب چشم نزلہ۔ دھند شروع موتیا بند۔ رو ہے۔ سوزش وغیرہ کے لیے نہایت مفید و اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۱۶ ماخذ ۴ ر آدھ درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہاری سنہا بی اے ۴۸ سوامی نگر
دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات یا خورد طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لُٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کمال حاصل کرنا یا سچا مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حاذق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اُٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر: منیجر دواخانہ معدن الادویہ گولر یا ہسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں ہے اور نہایت ہی آسان ہے سیدھا ہے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر یا ٹائپ رائٹر کا بغیر فوراً تنہا خود چھاپ سکتا ہے۔ حکم نامہ وکالت نامہ امتحان کے پرچے۔ نوٹس۔ خطوط بیل وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمہ کے حکام بالا کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ نیز دفتر "ہمت" میں بھی عرصہ سے موجود ہے۔ حال میں لکھنؤ کونسل میں بھی پسند کر کے لیا گیا ہے۔

نوٹ:- اگر اس سے آسان طریقہ خوشنما کام کرنیوالا آپ کوئی اور پریس ثابت فرماوینگے تو یہ بے تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

سپر سائز	نوٹ پیپر	فلسکیپ سائز	ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ وغیرہ
۴×۸×۱۰ انچ	۷×۱۰×۱ انچ	۸×۱۳×۱۰ انچ	۱۳×۱۶×۱۰ انچ
۶ روپیہ	۸ روپیہ	۱۰ روپیہ	۲۴ روپیہ

پرسپکٹس مفصل اشتہار مفت منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ سے طلب فرمائیے

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے [illegible] کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک [illegible] کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد و ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جیسے مصلح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نازبھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ ۱ [illegible] مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱ — نمبر ۲۸

مضامین

۱۴ اگست ۱۹۳۱ء

رسالے کی کامیابی کا راز

(ماسبق کا بقیہ)

جب رسائل آئیں گے تو نام لکھدیے جائیں گے۔ اگر تعریف کرنا ہو تو یوں لکھیے گا۔

یہ رسالہ مقام نبدوراتے زیرادارت جناب غوّل بیابانی صاحب کے نکلتا ہے لکھائی چھپائی عمدہ ٹائیٹل رنگین۔ متعدد رنگین و سادی تصویریں ہیں نرخ چندہ بہت کم ہے۔ چونکہ میری انسانوں بالاتر قابلیت کا سارا عالم معترف ہے اسلیے میری سفارش ہے کہ ہر شخص کو اسے خریدنا چاہیے۔

جس رسالہ کی مذمت کرنا مقصود ہو یوں لکھیے۔ رسالہ کا کاغذ بہت لنڈ ہے۔ لکھائی چھپائی خراب ہے علاوہ ازیں مضامین شعریت کی نکہت فروش شعاعوں کی رنگینیوں سے ست نہیں ہیں۔ غزلوں میں عطر نہیں ملا ہے۔ نظموں میں بحور نہیں دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ بعض ایڈیٹروں کو برا بھلا بھی کہنا ہوگا۔ بلا مبالغہ کے رسالے میں چاشنی نہیں آتی۔

اسطرح لکھنا فلاں رسالے کے اڈیٹر صاحب فاقے کرتے ہیں۔ اس رسالے کی طباعت قرض پر ہوتی ہے فلاں اڈیٹر صاحب نے ایک دن پیوند لگا شلوکا پہنا تھا انکے چچا نے اپنے ایک دوست کی اسکول میں پنسل خریدی تھی وغیرہ وغیرہ۔

آخری حصے میں اپنے گھر کے متعلقین کے مرنے جینے کا حال لکھیے۔ مثلاً کل خالہ اماں کا ملازم بعمر جبہ آٹھ ماہ سے جسے ایسا ملازمی و وفاداری سے خدمت کر رہا تھا بعارضۂ پرخوری اس جہان فانی سے رحلت کر گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی وفات حسرت آیات سے دنیائے ادب کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ ہم بیان نہیں کر سکتے جو رسالہ بھونرا کے ناظرین کو چاہیے کہ کم از کم چالیس دن مرحوم کا سوگ رکھیں۔

اب جاکر مجھے قطب صاحب کی صحیح قابلیت کا علم ہوا۔ یہ جی کے چیٹرسن لیوکس وغیرہ آکر قطب صاحب سے کیوں نہیں سبق لیتے۔ افسوس بیچاروں کی عمریں ضائع ہوگئیں مگر ابھی تک اڈیٹری کے اتنے زبردست نسخے نہیں معلوم ہوئے۔

لوگ سچ کہتے ہیں علم بلا تجربہ کے بیکار ہے۔ میں اتنا پڑھ گیا مگر آج تک کچھ نہ آیا قطب صاحب نے دس منٹ میں سب کچھ بتا دیا۔ گویا کہ ایڈیٹر بنا دیا۔ اسکے بعد لطیف صاحب نے مجھے کچھ تعلیم باطنی فرمائی۔ اس سے مجھ کو معلوم ہو گیا کہ خریداروں، مشتہرین، کاتبوں اور مضمون نگاروں سے کس قسم کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ مضمون نگاروں کو کس طرح پہچاننا چاہیے۔ کس طرح معمولی شخص کو علامہ مصوّر اور حضرت بنا دینا چاہیے۔

قطب صاحب تو سب مراحل سمجھا کر چلے گئے۔ میں نے مضامین کی ترتیب شروع کی۔ ہر چند قطب صاحب کے نزدیک مضامین پڑھنا ضروری نہ تھا۔ مگر میں نے سوچا کہ لاؤ ایک بار تو پڑھ لوں۔ مضامین جو دیکھتا ہوں تو سبحان اللہ وہ عالم نظر آیا کہ نہ کانوں نے سنا تھا اور نہ آنکھوں نے دیکھا تھا۔ ان مضامین کا بھی خلاصہ تھوڑا بہت دے دینا ضروری ہے۔ قطب صاحب نے کہا تھا کہ اس زمانہ کا فیشن ہے کہ فسانہ کا ایک باب ایک شخص سے لکھواتے ہیں اور دوسرا دوسرے سے۔ میں تم کو تاریخی مضمون اسی ٹھاٹھ کا منگوائے دیتا ہوں۔ مجھے سب سے زیادہ اس مضمون پر حیرت ہوئی مضمون کے چند مخصوص مقامات درج ہیں۔

اکبر

پہلا باب گرد فیروز آبادی کے قلم سے

اکبر کی جس وقت کلانور میں تخت نشینی ہوئی وہ درحقیقت کہیں کا بھی بادشاہ نہ تھا...... شیر شاہ کے دو بھتیجوں میں باہم تخت کے لیے جھگڑا ہو رہا تھا ...... محمد علی شاہ نے تو کچھ عرصہ کے لیے اپنے کو بادشاہ بنا لیا...... آخرکار اکبر کو ہیموں سے جنگ کرنا پڑی۔ دونوں فوجوں کا پانی پت میں آمنا سامنا ہوا۔ اگرچہ ہیموں کا توپ خانہ چھن گیا تھا۔ پھر بھی اس بنیے نے بہت بہادری دکھائی۔ اکبر کو شکست کے آثار نظر آنے لگے مگر خوش قسمتی سے ایک تیر ہیموں کے لگ گیا وہ ہاتھی پر سے گر پڑا۔ فوج بے سردار نہ ٹھہر سکی اور بھاگ کھڑی ہوئی۔

دوسرا باب مرد فیروز آبادی کے قلم سے

جب اکبر اور پوپ میں مسئلہ طلاق پر اختلاف رائے شروع ہوا تو دونوں میں فوراً فساد ہو گیا۔ اکبر کیتھرائن کے طلاق پر اڑا ہوا تھا کیونکہ اینی بولینی نے اس کا دل بالکل موہ لیا تھا ...... آخر اکبر نے پارلیمنٹ پر زور دے کر قانون پاس کرائے جس سے پوپ کا ملک پر کوئی اقتدار نہ رہا .... اکبر اب بھی رومن کیتھولک تھا پر ٹسٹنٹ لوگوں سے اسکو کچھ ہمدردی نہ تھی۔

تیسرا باب سرد فیروز آبادی کے قلم سے

اکبر خاندان عباسیہ کا آخری بادشاہ تھا...... جب اس نے ہلاکو خاں کی آمد کی خبر سنی تو بہت گھبرایا مگر اسکے وزیر علقمی نے سمجھایا کہ ہلاکو کا منشا آپ سے جنگ کرنے کا نہیں ہے ...... آخر اکبر کے سامنے اسکے بیٹے ابوبکر کا سر کاٹا گیا پھر اکبر کو ایک بورے میں بند کر کے ہلاکو خاں نے خوب کٹوایا ...... اس طرح خاندان عباسیہ کا اور دنیا کے مشہور دار الخلافت بغداد کا خاتمہ ہو گیا۔

ان مضامین کو پڑھکر مجھے نیا علم ہوا قطب صاحب کا مقولہ تھا کہ مضمون میں "یکسانیت" نہ ہونا چاہیے۔ "تلون مضمون کی خوبی ہے" اس مضمون میں کیسا تلون تھا۔ کیا مجال کہ ذرا یکسانیت آ گئی ہو۔ اسی طرح ایک مضمون تنقید پر تھا

مقالہ ادبیہ از علامہ مختصر فزاری

ناظرین بھی کتنے جاہل اور بدشوق ہیں کہ انھوں نے ابھی تک اردو ادب کے مشہور ترین شاعر بدر الدجیٰ کے متعلق کچھ معلومات نہیں حاصل کیے میں نے موجودہ نسل انسان پر اور آنے والی

قوموں پر یہ احسان عظیم کیا ہے کہ ان کے کلام میں بہت سی نئی باتیں دریافت کی ہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ میری طرح قابل نہیں اور اسی طرح نئی نئی باتیں دریافت کریں۔ اگر ناظرین کو میری باتوں کا یقین نہ آئے تو وہ نرے بے ادب ہیں۔ اور زمین پر جو گول ہے اور تین سو ساٹھ دنوں میں سورج کے گرد چکر پیدا کر لیتی ہے۔ سننے کے قابل نہیں ...

وہ بات یہ ہے کہ بدر صاحب کے قصیدہ میں بارہ لاکھ چھپن ہزار حروف اور نو ہزار الفاظ ہیں۔ اس میں چھ سو الفاظ تو خالص عربی کے ہیں اور چار سو ترکی کے باقی بھاشا اور فارسی کے الفاظ ہیں ......

...... کلام مقصد خیز ہے کہ معلوم ہوتا ہے عرش بریں کے طور کی شعروں کی سیمابی حلاوت اسمیں حلول کر گئی۔ یہ انسان کی جگر آمدوز گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں اور لعل گوہر نگینیوں کے کیف سے غسل طوری اور ماہتاب لنگوری سے نقش بر آب کر دیتے ہیں ...."

لیجیے اب مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تنقید کیونکر لکھی جاتی ہے۔ کتنا سہل طریقہ ہے نہ غور و فکر کی حاجت نہ کلام کے سمجھنے کی ضرورت۔ قطب صاحب نے فی الواقع جو اس دور کے مضمون نگاروں اور اڈیٹروں پر احسان کیا ہے وہ ادا نہیں کیا جا سکتا میں جو ایک [illegible] لکھتے سے ڈرتا تھا ایک دن میں اس قابل ہو گیا ہوں کہ پورا رسالہ خود لکھ ڈالوں۔

ٹگور ریت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ اس طرح کی نظم اور اس قسم کے خیالات تو خود ٹگور کو نہ سوجھتے ہونگے۔

ڈرامے ہیں:-

نکہت زلف

میری خادمہ ....

جان .... نہ اداؤں کی مہ منظر ستان غمزوں کی،

طلسم زا ... نسیت کی مالکہ .... خادمہ،

آہ کڑوی تھی ...... مگر میٹھی تھی ....

میٹھی تھی مگر کڑوی تھی۔

اور؟ .... آہ ...... کٹورا لکھت تھی

اور میں طعام پر جھکا ہوا تھا۔

جو وقت اُسے اسوقت میرے حلق تلک میں حرارت پا شر [illegible] گیا۔

تو میری آنکھیں کھل گئیں

وقت وہ دیکھ رہی تھی۔ مگر اس کی آنکھیں نہیں دیکھ رہی تھیں۔ اُسکے بال اُلجھے ہوئے۔ آنکھیں کیف فروش، ناک بو انگیز تھی۔ عین اس وقت جب ——— میرے سینے جسم عطیاں کر رہی تھی

...... وہ بھی ۔ اس کا ہاتھ [illegible]

میں نے پانی لیا ———

اس میں اسکے زلف عنبریں کا ایک بال تیر رہا تھا"

کیا لکیریں ہیں۔ کتنے اچھے الفاظ ! یہ مجازات کس بلا کی ہے۔ فسانہ کا نمونہ ملاحظہ ہو

"معصیت الفت"

(۱)

نصیر حسین تھا۔ نازک اندام تھا۔ اسکے دل میں بے پناہ زوجیت کے پر ولولہ جذبات جبیں گستر تھے" جب بارہ برس کا ہوا (اتفاق سے) اسکے باپ ماں مع تمام اعزا و اقربا کے لو لگ جانے سے مر گئے۔ اب اسکا خیال کرنے والی صرف ایک بھینس تھی جو مامتا کو اپنے لبن جانفزا سے اسکی روح کو پالتی"

جیوں تیوں نصیر نے ایک سال کاٹا۔ ایک رات جب موسلا دھار بارش ہو رہی تھی" اس کے مکان میں آگ لگ گئی اور وہ چشم زدن میں" مع بھینس پیاری بھینس" کے خاک سیاہ ہو گیا۔

اب نصیر کا پردہ دنیا میں کوئی نہ تھا۔ لیکن اس نے انٹرنس تک پڑھا تھا اسلیے ایک جگہ باورچی ہو گیا۔ اس نے خوب ذہانت و ہوشیاری سے کام کیا اسلیے برابر ترقی ہوتی رہی، اور ایک ہی ہفتہ میں ڈپٹی کلکٹر ہو گیا۔

(۲)

شمسہ کی آنکھیں آنسو پاش نظر فروش، اس کا دہانہ تبسم ریز تکلم آلود تھا۔ وہ راتوں کو جب آغوش بستر ہوتی تو اپنے خیالی معبود، مجازی دیوتا کا تصور کرتی، اسوقت اسکی آنکھیں بند ہو جاتیں، اور وہ اودی اودی سانس لینے لگتی۔ مگر جلد ہی اسکے نازک جسم کو خواب اپنے آغوش عاشقانہ میں لے لیتا۔

(۳)

نینی تال کے کوہسار رنگین مناظر نے نصیر کے دل کے خواب آلود و لولہ ہائے شباب کو بیدار کر دیا تھا۔ وہ مو تھا مگر ہوشیار ......

ہوشیار رہتا تھا کہ کھانے میں ایک برقع پوش عورت سامنے آئی۔ یہ شمسہ تھی۔

شمسہ۔ میں نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا ہے۔ میں بے انتہا حسین ہوں، مگر اتفاق سے چند دنوں کے لیے غریب ہو گئی۔

نصیر نے برقع کو دیکھتے ہی اندازہ کر لیا کہ اسکے آغوش میں ایک سادگی پسند، نیک طبیعت، اعلیٰ خیال تعلیم یافتہ خاتون پوشیدہ ہے" نصیر فوراً اسپر عاشق ہو گیا۔ اور اسکی دو کرور روپیے امداد کی۔

شمسہ نصیر کی فیاضی دیکھ کر اسکی عاشق ہو گئی۔ اس نے اپنا برقع اُتار کر پھینک دیا۔ اور نصیر کا ہاتھ چوم کر بولی۔

او سیدا عاشقیت، او میری راتوں کو معبود محبت کے بہارستان سے نکہت آفریں کرنے والے میں راتوں کو ایک خیالی مرد کی تمنا میں رہتی تھی۔ آج معلوم ہوا کہ میری سوئی ہوئی ہستیوں کو جگانے والا تو ہی تھا۔

نصیر نے آتش سیال کی پُر کیف آفریں نکہت اپنے دل کے تاریک گھر میں محسوس کی اور لڑکی کو باغ کے ایک کنج میں جہاں غروب ہو کر نظروں سے غائب ہو جانے والے، اور طلوع ہو کر نظروں کے سامنے آ جانے والے آفتاب کی نرم کرنیں پتیوں پر ناچ رہی تھیں۔ ساری فضا شراب فروش تھی۔ نسیم اپنے مرتعش جھونکوں سے پتیوں کے سروں پر ایک ارتعاش بے محابا۔ ایک سرور بے کیف، ایک مستی گلاب خیز حسن فطرت اندوز میں پیدا کر رہی تھی" اور وہاں اس نے لڑکی کے لبوں پر ایک بوسہ دیا۔ کیوپڈ کھڑا ہنس رہا تھا۔

(۴)

شمسہ نے کہا کہ میں تم سے شادی نہیں کر سکتی ہوں کیونکہ میری ماں نے قسم دی ہے جب تم اٹھارہ سال کی ہو جانا اسوقت کسی ایسے لڑکے سے شادی کرنا جسکی عمر بیس سال کی ہو اور تمہاری عمر ابھی صرف تیرہ سال کی ہے۔ مگر میری اٹھارہ سال کی۔

(باقی آئندہ) راقم محمد حیات اللہ انصاری

شیخانِ سفلی

(خاص اودھ پنچ کے لیے)

کیوں مجوِ دوات میں ہے چلہ کش قلم | بیعت کے منتظر ہیں مضامین تا دوم
سطریں سرِ نیاز و ادب سے کیے ہیں خم | قرطاس کو ہے آرزو دے بوسۂ قدم

ہاتک صریرِ کشفِ حقیقت کا نام ہے
ریشۂ قلم کا شیخ کی ریشِ دراز ہے

طبع رسا لباس میں صوفی پولیٹکل | سطریں کیے ہیں خرقۂ جدول کو در بغل
الفاظ کیوں نکاتِ تصوف کریں نہ حل | نقطوں پہ دائروں کی توجہ کا ہے عمل

ہے دائرہ دوات کا ساری خدائی میں
ڈوبا ہے جامہ صوف کا بھی روشنائی میں

کیا مبتدی کی آئے سمجھ میں یہ سر پاک | کیوں روغنِ عروس سے داڑھی کو ہے تپاک
کیوں ناس کے مشام سے ہے مشک رینہ ناک | کس واسطے ہے عطر میں ڈوبی عبائے پاک

قائم سدا سہاگ سہاگن کے ساتھ ہے
ساتوں کو ذکر........ کے ہاتھ ہے

پُر روغنی غذا سے شکم ہے کہاں کا نور | دل کے عوض مکان کا روشن ہوا تنور
دُنیا کنیز انکی یہ دُنیا سے دور دور | ادنیٰ غلام انکا ہے ابلیس پُر فتور

وہ تو فقط تھا لغزشِ آدم کے واسطے
ان کا وجود پاک ہے عالم کے واسطے

بزمِ سماع میں وجد جو حضرت کو آ گیا | چیلوں نے جھوم جھوم کے ہُو حق کی دی صدا
رقصاں ہوئے یہ حد میں داڑھی ہلا ہلا | اڑنے لگا ہوا پہ مشیخت کا باوٹا

طنبورہ تال دیتا انہیں پورے سکھاتا ہے
قوال انکو تاک دھنا دھن نچاتا ہے

ہنسنے کی کیا ہے بات یہ رونے کا ہے مقام | گمراہ ان کے ہاتھوں سے ہے طبقۂ عوام
بدنام انکے نام سے ملت ہوئی تمام | وہ بھی بُرے بنے جو تھے در اصل نیک نام

خرقہ پہن کے ملک کو تاراج کر دیا
اچھا دیا لباس کہ محتاج کر دیا

مرتا اگر مرید ہے فاقوں سے کیا الم | ان کی بلا سے قوم اگر ہے اسیرِ غم
کیا دوسروں کی فکر کہ خود تو ہیں پُر شکم | انکی تو مٹھی گرم ہے نذروں سے دم بدم

ظاہر میں خرقہ پوش ہیں یہ با خدا ہیں یہ
باطن کا حال یہ ہے کہ بوم طلا ہیں یہ

اپنی غرض اگر ہو تو امت کو بیچ دیں | موقع محل سے شانِ مشیخت کو بیچ دیں
غیروں کے ہاتھ اپنی اخوت کو بیچ دیں | مذہب کو بیچ ڈالیں ملت کو بیچ دیں

کانٹے نکالا یہ قوم کا غربت کے واسطے
غیروں کے ہوں غلام حکومت کے واسطے

حرمت سے کام ان کو عزت سے کام ہے | راہِ طریق اور نہ شریعت سے کام ہے
دن رات ذکرِ کشف و کرامت سے کام ہے | اعجاز انکو اپنی ہی شہرت سے کام ہے

ظاہر کا رنگ رنگِ شریعت سے دور ہے
باطن کی راہ راہِ رسالت سے دور ہے

راقـــــم لبدمت خفتہ بیدار شد | بقـــــلم اعجاز کاکوروی

نوٹ۔ دورِ قدیم اودھ پنچ میں جناب اعجاز علوی کاکوروی کے مضامین کافی شہرت و مقبولیت حاصل کر چکے ہیں مگر دورِ جدید میں ممدوح کا یہ پہلا کارنامہ ہے جسے ہم تیمناً درج کرتے ہیں اس مضمون میں کسیقدر عمومیت ہے لہذا توہم ہو سکتا ہے کہ یہ تمام صوفیۂ صافیہ پر چوٹ ہے لیکن یہ غلط ہے۔ روئے سخن صرف ان حضرات کی جانب ہے جو عدمِ کمال کے باوجود ایک نیک فرقہ کو بدنام کر رہے ہیں۔ کسی پیر سے خرقہ جبہ ملا اسکے جانشین ہوئے گدی پر بیٹھتے ہی اللہ میاں سے بات چیت ہی نہیں بلکہ یارانے کا دعوےٰ فرمایا۔ مریدوں کو پھانسا اور مانگی چندیا کو رے استرے سے مونڈنی شروع کر دی۔ سماع و رقص رنگین مزاجی بلکہ اوباشی بطورِ علامتِ ولایت اختیار فرما لینا کافی خیال فرمایا۔ دکان چلنے لگی حالانکہ یہ امور ضدا نہ کہ جزوِ فقر کا جزو سمجھے جائیں اور یعنی اگر یہ جزو ولایت ہیں تو پھر دُنیا کا ہر اوباش شاہد پرست ولی اللہ ہے۔ اصلی اللہ والے دُنیا میں ہیں کم اور بناوٹی اللہ والے ہیں زیادہ۔ صورت شکل تراش خراش وضع طرز ہے ایک۔ لہذا ڈھونڈھنے پر بھی شیاطین میں ولی کا ملنا دشوار ہو جاتا ہے امید ہے کہ لوگ داڑھی کا تنکا نہ ٹٹولینگے۔

ناظرین کو آیندہ بھی حضرت اعجاز کی سحر نمائی کا منتظر رہنا چاہیے۔ (اڈیٹر)

نوٹس لسنبت دکھانے وجہ کے (نمونہ عام)

بعدالت جناب اڈیشنل ماتحت صاحب بہادر ہردوئی مقام ہردوئی

مقدمہ نمبر ۵۱/۲۴ سنہ ۱۹۳۱ء

بتولال ولد عنرکریشن داس قوم رستوگی ساکن شہر لکھنؤ محلہ رستوگی ٹولہ پرگنہ و تحصیل و ضلع لکھنؤ .... مدعی

بنام

سید امیر حیدر وغیرہ .... مدعا علیہم

بنام
۱۔ سید امیر حیدر ولد مولوی سید محمد سعید
۲۔ مسماۃ مقصود النسا } دختران سید امداد علی حکیم
۳۔ مسماۃ حبیب النسا }
} اقوام سید ساکنان قصبہ سنڈیلہ محلہ منڈوائی پرگنہ و تحصیل سنڈیلہ ضلع ہردوئی

ہرگاہ مسمی بتولال مدعی نے درخواست ڈگری قطعی اس عدالت میں گذرانی ہے کہ ڈگری قطعی کیوں نہ مرتب فرمائی جاوے۔

لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ۱۰ بجے بتاریخ ۳۱ ماہ اگست ۱۹۳۱ء اس عدالت میں حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھلاؤ۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری میں ساعت کی جاوے گی۔
بتاریخ ۱۰ ماہ اگست ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم محکمہ انگریزی	مہر عدالت

وقت حاضری بدفتر اڈیشنل جج ماتحت بہادر صاحب ہردوئی ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

پنچ مل خدا ۔ خدا مل پنچ

بلا ولد

ایک شخص نے اپنے لڑکے سے پوچھا کہ تم مکتب میں کون سی کتاب پڑھتے ہو۔
لڑکے نے جواب دیا "قرآن"
پوچھا "کونسی سورت"؟
کہا "لا اقسم بھذا البلد"
(یہ سورے کی ابتدائی آیت ہے) آپ نے کہا "آگے پڑھو" صاحبزادے کو اور کچھ یاد نہ تھا - فرمانے لگے "ووالد ی بلا ولد" (اور میرا باپ چونکہ لاولد ہے) آیت کا آخری حصہ قرآن میں نہیں ہے - والد محترم جھلائے اور کہنے لگے "اپنی جان کی قسم جس کے گھر میں تیرا سا بچہ پیدا ہوا اسے "لاولد" ہی کہنا چاہیے"۔

عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے "الملک عقیم" ملک بانجھ ہے بچہ نہیں جنتا مقصود یہ ہے کہ ملک صلبی وارث نہیں رکھتا جسکے بازو میں قوت اور دل میں حرص ہے وہ خود ہی قابض ہو جاتا ہے -

باینہمہ ملک کی پولٹیکل امور میں سرگرمی دکھانے والی آبادی "ابنائے ملک" (فرزندان ملک) کہلاتی ہے - اس آبادی کا بڑا حصہ ایسا ہے کہ جب ان سے ملک پوچھتا ہے "میاں کیا پڑھتے ہو"
تو فرماتے ہیں: "لا اقسم بھذا البلد ووالدی بلا ولد"

ہندوستانی مسلمانوں میں شیعی گروہ پولٹیکل امور سے ہمیشہ کشمکش رہا خیر یہ اپنی اپنی مصلحت ۔ دفعۃً انکی بعض قومی سربرآوردہ جماعتوں نے غلو طاری تھا اور غیر ملکی چیزوں کے مقاطعے کا سبق مکتب میں پڑھا۔ ابھی "لا اقسم بھذا البلد" اچھی طرح یاد نہ ہوا تھا کہ بعض حضرات علماء نے کانگریس میں شریک ہونے کی حرمت کا فتوی دیا - یہ تو دنیا جانتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے گروہ جن کو اصطلاحاً "اقلیت" کہتے ہیں وہ "اکثریت" سے ہمیشہ چپکے رہیں گے خواہ نظام ملک کتنے ہی پلٹے کھائے - ایسی حالت میں اپنی حفاظت کے تدابیر سوچنا ضروری ہیں - باہمی بے اعتمادی نے یہ راہ سوجھائی کہ الگ الگ تھلگ رہ کے بچاؤ کا قلعہ بناؤ - اگر حکومت نے بارہا اس بے اعتمادی سے اپنے ذاتی اغراض پورے نہ کیے ہوتے تو ہم اس قلعہ کو "حصن حصین" خیال کرتے - مگر حکومت اس موضوع میں بہت بدنام ہے - کانگریس والوں نے رفتار گفتار و کردار سے اس خود غرضی کے ثبوت بکثرت بہم پہنچا کے مشتہر کیے حکومت نے کبھی دلیل کے جواب میں دلیل پیش نہیں کی اور اس الزام کا جواب نہ دے کے اسے اپنے سر اوڑھ لیا - اگر ان فتاوے سے یہ مقصد ہے کہ اہل تشیع کانگریس سے منھ موڑ کے مہربان حکومت کے سایۂ امن میں پناہ لیں اس تدبیر سے انکے قومی اور ملکی اغراض پورے ہو جائینگے تو اس دعوے کو مستند بنانے کی ضرورت ہے۔ سند مل جانے پہ دنیا پھر اس دانشمندی کی داد عنایت کرے گی - بصورت دیگر بڑی ملکی جماعت سے علیحدہ ہو جانا دانش کے خلاف ہے - خود حکومت آئینی

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن لغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۲۱۷ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب آنریری اسسٹنٹ کلکٹر صاحب بہادر مقام قنوج
جھکو لال ولد مہا سکھ لال قوم برہمن ساکن نرمہ شاہ پرگنہ قنوج مدعی

بنام

ہوری سنگھ وغیرہ

بنام چندن سنگھ ولد لاق سنگھ اور دھ سنگھ ولد لالتا سنگھ قوم ٹھاکر ساکن موضع ولید او پور پرگنہ قنوج مدعا علیہ
واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت لگان کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۲ ماہ اگست ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن بمقام قنوج کچہری اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو -

اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بلا حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا -
بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۸ ماہ اگست ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا -

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن لغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۶ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب خانصاحب سید اظہار حسن صاحب ایم اے ایل ایل بی آنریری منصف و اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول بمقام محلہ چک شہر الہ آباد
مسماۃ جانکی بیوہ گنیش قوم کاچھی ساکن و کاشتکار اصلی موضع مصطفی آباد علاقہ محال احسان علی پرگنہ چایل ضلع الہ آباد مدعی
بنام سید کاظم حسن ولد رائے ہرسنگھ داس قوم مسلمان زمیندار موضع مصطفی آباد متعلقہ پرگنہ چایل و ساکن موضع رسول پور شہر الہ آباد .... مدعا علیہ
واضح ہو کہ مسماۃ جانکی بیوہ گنیش قوم کاچھی ساکن موضع نے تمہارے نام ایک نالش حسب دفعہ ۱۲۱ ایکٹ ۲ سنہ ۱۹۲۶ء بابت استقرار حق کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۲ ماہ اگست ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے بمقام الہ آباد اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو -

اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بلا حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا -
بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج تاریخ ۱۱ اگست ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا -

مہر عدالت

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن لغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۴ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت خانصاحب سید اظہار حسن صاحب آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول محلہ چک شہر الہ آباد ضلع الہ آباد
مسماۃ جانکی بیوہ گنیش قوم کاچھی ساکن و کاشتکار اصلی موضع مصطفی آباد متعلقہ پرگنہ چایل محال خیر الدین حسن ...... مدعی
بنام سید کاظم حسن ولد رائے ہرسنگھ داس زمیندار موضع مصطفی آباد متعلقہ پرگنہ چایل و ساکن محلہ رسول پور شہر الہ آباد مدعا علیہ
واضح ہو کہ مسماۃ جانکی بیوہ گنیش قوم کاچھی ساکن موضع مصطفی آباد نے تمہارے نام ایک نالش حسب دفعہ ۱۲۱ ایکٹ ۲ سنہ ۱۹۲۶ء بابت استقرار حق کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۲ ماہ اگست ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے بمقام کچہری شہر الہ آباد اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو -

اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بلا حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا -
بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۱ ماہ اگست ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا -

مہر عدالت — سید ذوالفقار علی پیشکار

ذری ٹھہرو کا وظیفہ

"آخر اس موذی کے شر سے کب نجات ہوگی"
"ہاں! پیاری ذری ٹھہرو"
"اب تو دن دہاڑے پستول چلنے لگے"
"میری جان ذری ٹھہرو"

"تمہاری ٹال مٹول سے ہندوستان بدظن ہوتا ہے"
"جانِ من ٹھہرو" ذری ٹھہرو –

سمن بغرض انفصال مقدمہ

بنام

دستخط اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم

مہر عدالت

سمن بغرض انفصال مقدمہ

بنام

سید حامد علی پیشکار

دستخط اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم

مہر عدالت

سمن بنابر انفصال مقدمہ

مہر عدالت

جماعت سے مطالبات کی فہرست مانگنے پر مجبور ہوئی۔ جو لیڈر قید ہوئے اُنکو مہمان بنا رہی ہے۔ اُنھیں سے مدد مانگ رہی ہے اُنھیں کا دھوم دھام سے استقبال کرے گی۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ لوگ جو کانگریس کی شرکت کے مدعی ہونے کے باوجود پھر بھی سلامت روی امن اور آئین سے قطع نظر کر بیٹھے اُن میں شیعی جماعت بھی مل گئی لیکن جو لیڈر اسوقت حکومت کے مہمان بننے والے ہیں اُن سے عملی مشارکت ضروری ہے۔ مولویوں کے فتوے پر عمل کرنے سے یہ فائدہ باقی نہیں رہ سکتا۔

سنا گیا ہے کہ نفتار نے حاصل کرنے اور شیعوں کو کانگریس سے جدا کرنے کا فرض ایک والیٔ ملک کے ہاتھوں انجام پا رہا ہے جو بیچارے خود ہی خفیف الحرکات سست عمل غیر منتظم بدرویّہ۔ مسرف۔ بندۂ حرص و ہوا مشہور ہیں۔ ایسے کیوں نہو۔ اب اس ملّت گریہ کُن کے ”والدی بلادولن“ تک پڑھ جانے میں کسر نہیں رہی۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضور لامع النور نے اس مبارک جدوجہد کے واسطے دو بازو بھی پیدا فرمائے ہیں۔ ایک قومی اخباری کاغذ کے ایڈیٹر صاحب دوسرے ایک قانون پیشہ صاحب جنکے اختیار مخفی میں اسوقت یہ قومی اخباری کاغذ ہے۔ یہ دونوں اپنے خلعت و انعام پر قومی اغراض و منافع کو فدا کر دیں یا صرف بتلا دے اور بچھلا سر پر والیٔ ملک صاحب کو رکھیں مگر ہے یہ شیعی گروہ کے لیے ہمنا سبق۔ اگر قوم نے یہ سبق رٹا تو یقیناً ایک زمانہ آئیگا جب ملک اس قوم سے کہے گا:۔

”یا لعمری من کنت انت ولدہٗ فھو بلا ولد حقاً“

(جس نے تم سا بیٹا پایا وہ بے شک لاولد ہے)

خود حکومت یہ خوب جانتی ہے کہ تمام کانگریس اہل فساد کا مجمع نہیں کانگریس کا اسوقت یہ منشا ہے کہ اہل ملک اپنی ذات پر مصیبت جھیلیں دوسرے سے غرض نہ رکھیں۔ نفع اس پالیسی کا دیر میں ظاہر ہوگا مگر ہوگا ضرور۔ تشیع کی سرشت میں امن و امان کے ساتھ مصیبت جھیلنا داخل ہے نہ کہ ”اکسمر بھن البلدن و والدی بلادولن“ کا وظیفہ پڑھنا۔ خصوصاً جبکہ معلم مذکورۂ بالا اوصاف کا والیٔ ملک ہو۔

اب تک یہ راز مخفی ہے کہ انگریزی حکومت کیوں خواہ مخواہ متشکک ہے۔ (۱) گول میز کانفرنس کا چکر ابتک اُسکی مرضی کے مطابق گھوم رہا ہے۔ (۲) آیندہ بھی اختلاف باہمی اور سرمایہ داری کی بارگاہ بلند ہونے کے باعث یہ چکر صاحب کی مرضی کے مطابق ہی گھومتا رہےگا (۳) مسلمان بھی آپس میں متحد نہیں۔ ہندو بھی اختلاف کی مصیبت میں گرفتار ہیں (۴) جتنے لیڈر ہیں اُتنے ہی گروہ ہیں (۵) اختیارات اور مطالبات میں تصادم اور منافات ہے۔ بھلا ان اسباب کے ہوتے انگریزی حکومت کو ضرر پہونچ سکتا ہے؟ لاحول ولا قوۃ۔ پھر ان ”والدی بلادولن“ پڑھانے والوں کی رسّی اُس نے کیوں ڈھیلی چھوڑ دی ہے۔ مزید اختلاف کی ضرورت ہی نہیں۔

(باقی آیندہ)

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۵ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب خانصاحب سید اظہار حسین صاحب آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول محلہ چوک شہر الہ آباد ضلع الہ آباد

مسماۃ جانکی بیوہ گنیش قوم کاچھی ساکن کا اصل موضع مصطفےٰ آباد متعلقہ .... مدعی

بنام سید کاظم حسین ولد رائے برسنگھ قوم مسلمان زمیندار موضع مصطفےٰ آباد متعلقہ محال اکرام الدین ساکن محلہ .... شہر الہ آباد .... مدعا علیہ

واضح ہو کہ مسماۃ جانکی بیوہ گنیش قوم کاچھی ساکن موضع مصطفےٰ آباد شہر الہ آباد نے تمھارے نام ایک نالش حسب دفعہ ۱۲۱/۱۲۲ ایکٹ ۳ سنہ ۱۹۲۶ء بابت [illegible] دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۲ ماہ اگست ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے بمقام چوک شہر الہ آباد اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعویٰ کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمھاری حاضری کیلئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جنکی شہادت پر اور جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۰ اگست ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط سید ذوالفقار علی

نمونہ قابل فروخت

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۱۹۳۱ء خفیفہ

بعدالت خفیفہ جناب منصف صاحب محمد آباد ضلع اعظمگڈھ

موہن کارنگو .... مدعی

بنام

شیو نندن رام .... مدعا علیہ

بنام شیو نندن رام ولد لال رام پسران لوکنی رام ساد ھو رام پسر پرتھی پال رام ساکن موضع ہرکرن پور پرگنہ بہوتر ضلع غازی پور .... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے آپ کے نام ایک نالش بابت ۱۰/۱ /۶ کے دائر کی ہے لہٰذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ پہلی ماہ ستمبر ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعویٰ کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمھاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر اور جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

براینچ کلکتہ — برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء
معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمایئے۔

المشتہر: مقتدا خان اقتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) سلم بیع شدہ کے واپس ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور جملہ کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچہ واپس نہ لیے جائیں گے
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(دنیا پروردہ پریتی جانی ڈاکٹر موتی لال صاحب)
یہ سرمہ مل ادویات و ادویات سے تیار کیا گیا ہے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایت آنکھ مثلاً سرخی پھولا جالا۔ پربال۔ کگرے۔ آشوب چشم نزلہ۔ دھند۔ شروع موتیا بند۔ رو ہے۔ سوزش وغیرہ کے لیے انتہا مفید و اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۶ ماشہ ۴ آنہ، آدھ درجن کے خریدار کو محصولڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصولڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہاری سنہالی اے۔۴۸ سوامی نگر
دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات جاہل خورد طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں بکفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حاذق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھایئے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچایئے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر: منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا بیان نہیں ہے اور نہایت ہی آسان ہے اسی وجہ سے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر یا ٹائپ رائٹر کا ٹائپ کر کے تنہا خود چھاپ سکتا ہے۔ حکیمانہ وکالت نامے امتحان کے پرچے۔ نوٹس۔ خطوط۔ بلیٹن وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے ہر محکمہ کے حکام بالا کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ نیز بہتر ہونے کی ثبوت میں بھی بہت سے موجود ہیں۔ حال میں لکھنؤ کو نسل میں بھی پسند کر کے لیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ اگر اس سے آسان جلد و خوشنما کام کرنے والا آپ کوئی اور پریس ثابت فرماوینگے تو یہ بے تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

سائز۔ نوٹ پیپر۔ فلسکاپ۔ ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ

۱۶×۱۰ انچ	۱۰×۱۶ انچ	۱۳×۲۰ انچ	۱۶×۲۰ انچ
۶ روپیہ	۱۲ روپیہ	۱۶ روپیہ	۲۴ روپیہ

مفصل اشتہار و سرٹیفکیٹ طلسمی پریس شہر میرٹھ سے طلب فرمایئے

فرشتہ بہشت کا پیغام

بیماری اور کمزوری کی زندگی بھی دوزخ کی سی تکلیف رساں ہے۔ اگر آپ بیمار اور کمزور ہیں تو آندلگ نگرہ گولیوں کا استعمال کریں یہ گولیاں فرشتہ بہشت کا کام کریں گی چند ہی ایام میں قبض اور بدہضمی خون اور منی کی خرابی جریان احتلام سرعت انزال۔ رقت منی وغیرہ کی تکلیف سے نجات دلا کر اعلیٰ درجہ کی طاقت و توانائی و قوت مردمی عطا کر کے لذت دنیوی سے مالا مال کر دیں گی۔
قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولیاں صرف ایک روپیہ پانچ ڈبیہ چار روپیہ علاوہ محصولڈاک

وید شاستری رام نگر کا بیٹا وید

ایجنٹ:۔ اندر جیت میڈیکل کو چوک لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے ہیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ ... کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔ المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

LUCKNOW
1931
OUDHPUNCH
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے ہنسیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد ۱۲ر ٹکٹ بھیج دیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کر [illegible] فائدہ اٹھایئے۔

"منیجر"

سوراج آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور ترقی کرنے کی قوت نہیں رکھتے تو میدان کے خالی ہو جانے پر بھی کیا کر سکتے ہیں۔ اب جلد ہی سوراج ملنے والا ہے اسلیے آتنک نگرہ گولیوں کا استعمال کرکے بدہضمی خون اور منی کی خرابی و کمی جریان احتلام اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات حاصل کریں اور سوراج کا مزہ چکھنے کے لیے تیار ہو جائیں۔

قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولی عہ/ ۵ ڈبیہ ۳ روپے۔

صحت و تندرستی کی نعمت اور [illegible] کی اسناد و [illegible] عمدہ مضامین سے مزین کتاب کام شاستر مفت منگوا کر ملاحظہ فرمایئے۔

وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

موسم برسات میں ان ادویات کی اشد ضرورت

ہے

سدھا سندھو

ہیضہ۔ کھانسی ہیضہ۔ دردشکم۔ سنگرہنی۔ بدہضمی پیچش کا

تے۔ دست۔ بچوں کے ہرے پیلے دست وغیرہ کی اکسیر دوا قیمت

فی شیشی ۳ آنہ

درد ونج کیسری

درد کی دوا

نیورلجیا اور تکلیف کے درد کو جڑ سے کھونے والی دوا قیمت

فی شیشی ۴ آنہ

محصول ڈاک بذمہ خریدار

کون ہے جس کو فائدہ نہیں ہوا

نوٹ: اشتہار کھلا خط لیں۔ ۴ سال کی آزمودہ ادویات

بال سدھا

بچوں کو طاقتور۔ خوبصورت اور تندرست بنانے کے لیے میٹھی دوا قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۹ آنہ

وراکشا سو

جسم میں فوراً قوت بڑھانے والا قبض بدہضمی کمزوری کو دور کرنے اور نیند نہ آنا دور کرتا ہے۔

قیمت بڑی بوتل ۲ روپیہ چھوٹی بوتل ۱ روپیہ

سب دوا فروشوں سے ملتا ہے دھوکے سے نقلی دوا نہ خریدیے

منگانے کا پتہ **سکھ سنچارک کمپنی متھرا**

چند دیسی نظم کتابیں

ان کتابوں کی زبان عام فہم [illegible] خیالات بلند [illegible] قابل ریویوں نے ان کی تعریف کی ہے [illegible] اور ادب مذہب عمدہ خیال سے متصف ہیں [illegible]

بچوں کے کلام ۱۰۴ صفحہ کا نیا [illegible] ایک نظم ہے

بچیوں کے کلام یہ بھی ۱۰۴ صفحہ کی کتاب ہے اور [illegible] بچیوں کو سکھائے گئے ہیں قیمت ... ۸ر

[illegible] کا مجموعہ مختلف بحروں میں اخلاقی نتائج سے مالا مال۔ قیمت ... ۱۲ر

عجیب نظمیں۔ بچوں کا دل بہلاو اسطرح کرتا کہ دل اچاٹ نہ ہونے پائے۔ قیمت ... ۲ر

سائینس نظمیں یہ بھی اسی مضمون کی نظمیں ہیں۔ قیمت ... ۵ر

پچھلی کتابیں کمیشنر طلب کرتے ہیں تو مصنوعات [illegible] معاف چین معزز ماہران تعلیم نے ان کتابوں کو مفید پسند کیا ہے ان کے نام یہ ہیں: ۱۔ جناب مولانا عبدالحق بی اے مرتب نظام اردو و مالک [illegible] نظام دکن ۲۔ جناب مولانا شیخ محمد سلیمان سکرٹری انجمن اسلام سنیئر [illegible] بمبئی نمبر ۹۔ ۳۔ جناب سید مسعود حسن رضوی صدر شعبہ فارسی دانشگاہ لکھنؤ ۴۔ جناب لسان القوم مولانا صفی لکھنوی ۵۔ جناب منشی سید مقبول حسین ظریف ۶۔ جناب [illegible] لکھنوی مدیر [illegible] ۷۔ جناب سرّاج لکھنوی رکن ادارہ [illegible] ۸۔ علیا حضرت بیگم شیخ طیب جی صاحبہ رکن سکولز کمیٹی و ایجوکیشنل سررشتہ تعلیم بمبئی ۹۔ جناب لسان الملک مولانا عزیز لکھنوی ۱۰۔ جناب حکیم محمد دائم صاحب آنریری سکرٹری انجمن اسلام بمبئی ۱۱۔ اڈیٹر اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری ایجوکیشنل بک ڈپو بمبئی نمبر ۳

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکات امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں۔ ورنہ گریہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلیے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ انفرادات کی جدت رائے کی اصابت بے روئے ورعایت نکتہ چینی صحیح تنائج واقعات اور بنیادی اصلاحات، اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کمر ایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان سنت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ جو سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اسطرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروا لیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں اور ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دوڑنے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں۔ ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مطمح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تخصیص ان پر نہ ہو۔ جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

آپس میں رشتہ داری کا کچھ مزہ نہیں۔ یہ تو خالہ کے گھر بیاہی آئی تھی۔ جو بیاکیریت پڑھ رہے ہیں انشاء اللہ میں اپنی اولاد کو غیروں میں بیاہوں گی۔ مجھے بیاہ کی بیاہ شادی اچھی۔ بہالیوں کو کچھ تو لحاظ پاس ہوگا۔ بہت اچھا جو چاہے کریں۔ خدا تجھے موت دے۔ یا مجھے موت دے جو چھٹکارا ہو۔ عورتوں کو پنور رہنا چاہیے۔ بہت زبان درازی اچھی نہیں ہوتی۔"

راقم
خواجہ باقر حسین عفی عنہ

صبح آفرینش

اس نام کی ایک کتاب سید محمد مہدی صاحب رضوی تسکین فیض آبادی ایجوکیشنل نے مقدس وید کا مطالعہ کرنے کے بعد تالیف کی ہے اور "آفرینش" کے بارے میں جو کچھ ان مقدس ہندوانی کتابوں سے انہیں ملا ہے اُسے یکجا کر دیا ہے۔

مولف صاحب کو شکایت ہے کہ جو کچھ انہیں ان قدیم کتب کے مطالعے سے ملا وہ حقیقت سے خالی ہے لہٰذا برہان عقلی انکی صحت و عدم صحت پر قائم نہیں ہو سکتا۔ مسائل میں مذہبی اور کلامی ہم ان کی تائید یا ابطال میں زبان کھول نہیں سکتے مولف صاحب اتنا پوچھتے ہیں کہ حضرت آخر آپ کا جی کیونکر ان غیر منطقی مسائل میں لگا۔

شری بھگوت گیتا کا فارسی ترجمہ یوگ وششٹ کا اُردو حاصل المتن ترجمہ لعل غدر چھپ چکا ہے ہندوؤں کے علم کلام میں ان دونوں کتابوں سے بہتر اور کسی کتاب کا علم ہمیں نہیں۔ مولف صاحب نے جہاں زحمت فرما کے جرمنی مستشرقین کے ترجمے دیکھے تھے وہاں یہ دونوں کتابیں بھی بغور ملاحظہ فرما لیتے۔ ان میں روس مسائل کلامیہ پر مستقل بحثیں موجود ہیں مثلاً قدم عالم۔ ظہور کائنات۔ بعد ریاضت انسان سے دیوتا کا مرتبہ حاصل ہو جانا۔ دیوتا کا رتبہ حاصل ہونے کے بعد اسکی ذات سے قید شر و خیر کا مرتفع ہونا۔ اس بات کا حال جو فنا فی اللہ اور فنا فی شانہٖ کے (ابدیت و صمدیت کے درجہ) تک پہنچا دیتی ہے۔ ان لوگوں کی حالت جو ذاتی ریاضت کی بدولت عبدیت سے ترقی پا کے معبود کی منزلت پر فائز ہوئے۔ پھر اُنکے ارشادات و ہدایات یہ امور محققین کے محتاج ہیں مگر جو شخص خیالات کی زنجیریں کاٹ کر جوڑ سکتا ہے اُسکے واسطے تدوین کچھ مشکل نہیں اور مطلب اخذ کرنے میں کوئی دقت ہوتی ہے۔

اہل اسلام کی مذہبی کتابوں نے انسانی محدود خیالات کو ان سمجھ میں نہ آنے والی چیزوں کی حقیقت یا کُنہ تک پہنچنے کی جدوجہد سے روک دیا ہے وہ صرف موجدات کے خواص و افعال کو "آیات" اور "معجزات" کا لقب دے کے ہدایت کرتی ہیں کہ ان کے فوائد پر اطلاع حاصل کرو اور پھر اقرار کرو رب کا "ربنا ما خلقت هذا باطلا"۔ سچ پوچھیے تو روح انسانی کے آرام

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۴۰۸

بعدالت جناب نواب مرزا مہدی حسن صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم مقام تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڈھ

رائے بجرنگ بہادر سنگھ تعلقدار ساکن بھدری پرگنہ بہار تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڈھ .... مدعی

بنام

سانول داس ولد رام سومیر قوم بھاٹ ساکن [illegible] بھٹ پورہ پرگنہ بہار تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڈھ .... مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت لگان کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ چوبیس ۲۴ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے بمقام تحصیل کنڈہ اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۰ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

سمن بغرض انفصال مقدمہ

نمبر مقدمہ ۵۶۶ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت خفیفہ اجلاس جناب سید ابو القاسم زیدی صاحب منصف بہادر منصفی جنوبی ہردوئی۔

ماتا دین .... مدعی

بنام

علی حامد شاہ .... مدعا علیہ

بنام علی حامد شاہ ولد سید محمد عبد اللہ قوم سید ساکن قصبہ سانڈی پرگنہ سانڈی تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ بارہ ۱۲ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جوابدہی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۰ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر جناب منصف صاحب بہادر منصفی جنوبی ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

سمن بغرض انفصال مقدمہ

خفیفہ مقدمہ نمبر ۱۷۰ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب سید [illegible] شاد صاحب بہادر جج خفیفہ اکبرپور ضلع فیض آباد

تنما خاں ولد خیراتی خاں ساکن موضع ماہی پرگنہ اکبرپور ضلع فیض آباد .... مدعی

بنام

مسماۃ رام راجی وغیرہ .... مدعا علیہ

بنام مسماۃ رام راجی بیوہ رام اوتار سنگھ ساکن موضع [illegible] پرگنہ سرور پور ضلع فیض آباد

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۳۱ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہوئی ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی دن ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۱ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر منصفی اکبرپور ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

مذہبی مسلم! دیکھو بڈھے کی سازش "

نیشنلسٹ! ایں خیال است و محال است و جنوں "

حکومت اور گاندھی کے درمیان گلے ملول تو ہونے سے رہی مگر فرضی مرقعے کھینچ گئے "

براہخ کلکتہ — براہخ ایبٹ آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء
معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیے۔
المشتہر:- مقتدا خاں اقتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) سلم بیع شدہ ملک ادا ہوتے ہیں پرچہ کی واپسی منظور کی جائیگی
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
علاوہ منجملہ الحق کے پرانے پرچہ ملاحظہ بھیجا جائیگا
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پریمی بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)
یہ سرمہ کل ادویات [illegible] سے کیا ہے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایات آنکھ مثلاً سرخی پھولا جالا۔ پربال۔ ککرے۔ آشوب چشم نزلہ۔ دھند شروع موتیا بند۔ دھوپ۔ سوزش وغیرہ کے لیے انتہا مفید و اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۶ ماشہ ۴ آدھ درجن کے خریدار کو محصولڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصولڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ
کیلاش بہاری سنہا بی اے۔ ۴۸ سوامی نگر
دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات جاہل خوردہ طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ نام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔
المشتہر: منیجر دواخانہ معدن الادویہ گکوربا ہر ٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں ہے اور نہایت ہی آسان ہے اسی وجہ سے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھکر یا ٹائپ رائٹر کا بعینہٖ فوراً تنہا خود چھاپ سکتا ہے۔ حکمنامے وکالت نامے امتحان کے پرچے۔ نوٹس۔ خطوط۔ لیبل وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمہ کے حکام بالا کے سرٹیفکٹ موجود ہیں۔ نیز دفتر "ہمت" میں بھی عرصہ سے موجود ہے۔ حال میں لکھنؤ کونسل میں بھی پسند کر کے لیا گیا ہے۔

نوٹ:- اگر اس سے آسان جلد و خوشنما کام کرنے والا آپ کوئی اور پریس ثابت فرماوینگے تو یہ بے تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

لیٹر سائز	نوٹ پیپر	فلسکیپ سائز	ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ وغیرہ
۱۲×۸ انچ	۱۰×۷ انچ	۱۰×۱۰ انچ	۱۳×۱۶ انچ
۶ روپیہ	۸ روپیہ	۱۰ روپیہ	۲۴ روپیہ

پریس کا مفصل اشتہار و نمونہ مفت منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ سے طلب کیجیے

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور اہل ملک جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزوعلمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ماہر موسیقی یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ ا [illegible] منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED
LUCKNOW
1931
OUDH PUNCH
اودھ پنچ
۱۹۳۱ء
1931
ARTIST LUCKNOW

جلد ۱۹   نمبر ۳۰

مضامین

۹ ہر اگست ۱۹۳۱ء

تکیہ کلام

ناسخ سے

جاہ کیا پریشاں کا ہے ضرب میکشو
محتسب کا اب سخن تکیہ ہی کل ہو گیا

جناب اڈیٹر صاحب اودھ پنچ۔ بہت دنوں سے چاہتا تھا کہ عنوان بالا پر کچھ لکھوں کیونکہ میرا خیال ہے کہ اب تک اس موضوع پر کسی نے قلم نہیں اٹھایا یا کسی نے کچھ لکھا ہو تو کم از کم سوائے ناسخ کے شعر کے میری نظر سے نہیں گزرا (یہ میری لاعلمی و کوتاہ نظری ہے) اسلیے مجھ کو جرأت ہوئی کہ کچھ نذر ناظرین کروں جو دلچسپی سے خالی نہیں اگر مضمون چھاپنے کے قابل ہو تو اخبار میں اسکو بھی جگہ دیجیے۔

زبان میں (تقریر ہو یا تحریر) جیسے شعر کی حلاوت محاورہ کی گھلاوٹ اور فصیح و بلیغ الفاظ کی شوکت یا کسی پرمعنی و مناسب محل ضرب المثل کی چاشنی لطف آمیز ہے یا ایک مصرعہ۔ شعر وغیرہ کلام کو دلچسپ بنا دیتے اور کبھی ایک نئی روح پھونک دیتے ہیں۔ تو اسکے برعکس مقرر کا تکیہ کلام یا سخن تکیہ سامع کے دل میں الجھن پیدا کر کے اسکے کانوں کو پریشان اور طبیعت کو منغص کر دیتا ہے۔ اس سے متکلم کی عادت مذموم کم علمی۔ آمد اور ضعیف کمزوری ظاہر ہوتی ہے کیونکہ سلسلۂ کلام کو غیر منقطع ہونے کے لیے متکلم کو کسی تکیہ کلام یا سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض وقت ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ ایسی عادت بد کا عادی ہو جاتا ہے کہ بلا قصد ہی الفاظ تکیہ کلام اسکی زبان سے دوران گفتگو میں نکلتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض بعض بے معنی و مہمل بے ربط اور اکثر بلکہ مخش الفاظ تک جو اسکا سخن تکیہ ہو بے موقع و بے محل جا بجا بولنے لگتا ہے۔ یہ کچھ ہندوستان اور ہندوستانی زبان ہی بولنے والوں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ اس ناپسندیدہ اور مضحکہ انگیز عادت کے رکھنے والے افراد ہر ملک اور ہر زبان کے بولنے والے (زیادہ تر شہری کام) اشخاص میں پائے جاتے ہیں۔

عربی مدرسہ کے چند طالب العلم اسٹیشن پر خیر مقدم کے لیے جا رہے تھے کیونکہ آج مولانا احمد سعید۔ مولانا حسین احمد مفتی کفایت اللہ مولوی عطاء اللہ بخاری صاحبان وغیرہ بہت سے علما کی جمعیت العلماء کے جلسہ کے لیے اسوقت کی ٹرین سے تشریف آوری کی خبر ہے۔ راستہ میں کچھ اور لوگ اور انگریزی پڑھنے والے طلاب بھی شامل ہو گئے ان میں سے چند طالب علموں کی ایک ٹولی آپس میں باتیں کرتی جاتی تھی۔ اور ہم انکے پیچھے پیچھے گفتگو سنتے جا رہے تھے۔ عجیب اتفاق کی بات یہ گروہ ایسے لوگوں کا تھا کہ جس میں سے ہر ایک کا کچھ نہ کچھ تکیہ کلام تھا۔ اور ہم بعض سے پہلے سے واقف تھے:

(ایک چند و طالب علم اپنے ہمراہیوں سے) "علم قسم آج خوب مجمع ہے میں نے تو خاص طور پر ہیڈ ماسٹر صاحب سے آدھے وقت کی چھٹی لے لی ہے۔ علم قسم آج کون کون صاحب آویں گے؟ علم قسم کیا ڈاکٹر انصاری بھی تشریف لاویں گے؟"

(عربی مدرسہ کے ایک ہندوستانی طالب علم) "وجب سب مسلم لیڈر آویں گے تو کیا معنی کہ وہ نہ آئیں۔ خبر تو انکی بھی ملی ہے۔ کیا معنی کہ ڈاکٹر صاحب کی تو بڑی ہستی ہے کیا معنی کہ وہ بڑے جوشیلے کانگریس کے حامی و مدد ہیں۔ کیا معنی کہ اس مادہ خاص میں وہ مولانا حسین احمد صاحب کے ہم رائے ہیں۔"

(ایک دوسرے ہندو صاحب) "اس کانگریس نے جو ہے سو ہماری گورنمنٹ کو بہت مشکلات میں ڈال رکھا ہے۔ اور کہتا جو ہے سو یہ ضرور ایک آئے دن کچھ رنگ لاوے گی جو ہے سو اسوقت ملک میں بہت بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ جو ہے سو دیکھیے اونٹ کس کل بیٹھتا ہے"

(ایک بہاری طالب العلم) "سمجھے نا آنکو کھینچ کر یہ کانگریس ہی کی بدولت ہے کہ غلہ ارزاں ہے سمجھے نا مگر جب گورنمنٹ تخفیف کر رہی ہے سمجھے نا صرف ریلوے سے چالیس ہزار آدمی تخفیف کر دیے گئے سمجھے نا تو پھر یہ ارزانی غلہ ان بے روزگار غریبوں کو کیا فائدہ پہونچاوے گی۔ سمجھے نا اور محکموں میں بھی بے ڈھب تخفیف در پیش ہے۔ سمجھے نا سرکاری ملازموں کی سنا ہے پندرہ فیصدی تنخواہ گھٹانے کی تجویز در پیش ہے سمجھے نا چھوٹے تنخواہ داروں کی بڑی مشکل ہے انکا گزارہ ہونا بہت مشکل ہے سمجھے نا وہ خواہ مخواہ ناجائز وسائل آمدنی پیدا کرنے پر مجبور ہونگے سمجھے نا اس زمانہ میں اخراجات زندگی بہت بڑھ گئے ہیں جو ضروری ہیں"۔

(ایک صاحب جو ہکلے بھی ہیں) "آ ہی ہی ہی ہم نے سنا ہے کل تر تر ترات کو جولی باغ میں جج جج جج جلسہ ہوگا۔ تی تی تی تی سیر لوگ تو ضض ضض ضرور جاویں گے ہو شو شو شو سنا ہے مولوی عطاء اللہ"

بابت عوام فروخت کے لیے

سمن لغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قواعد ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۱۲ / ۱۷ ۱۹۳۱ء

بعدالت تحصیلدار صاحب اسسٹنٹ کلکٹر بہادر درجہ دوم سکندرآباد ضلع بلند شہر

ابو سچا وانشہ .... مدعی

بنام

مداجی لال وغیرہ .... مدعا علیہم

بنام بھکن ولد اودل قوم گوجر ساکن ننگلہ عمر و پرگنہ دادری

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ۳۵ تعداد ۱۷ / ۱۶ بابت بقایا آبپاشی کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۳ ماہ اگست ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے بمقام سکندرآباد اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعویٰ کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز جملہ دستاویزات جن پر تم تائید اپنے جواب دہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۲ ماہ اگست ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی   مہر عدالت

[illegible] مطبع [illegible] لکھنؤ [illegible]

"جالم نیّا ڈگا مگ ڈولے"

"اس ناؤ پر سوار ہونے کو جی نہیں چاہتا۔ مگر۔۔ پاؤں نکالنا۔۔۔۔ دیکھو۔۔۔۔ وہ۔۔ بھاگی۔۔ ارے"

تمھارا رنگ ڈھنگ بھی اُنھیں کی جان پر۔
مجھ سے پوچھو تو اب ساری کی ساری حکومت
کنسرویٹیو پارٹی کے ہتھے میں چلی جائے تو اچھا ہو کہ
کو بھی اپنی حقیقت معلوم ہو جائے لیبر پارٹی بھی اپنی
کوشش کی حدیں پہچان لے اور میاں ہندوستان
بھی اپنے کو کندن دکھا ہے نہ برآوردن کی جدوجہد
کی تھاہ پا جائیں۔ چرچل اینڈ کو ابھی ہندوستان کو
سمجھے نہیں ہیں ان کی بدولت ایک سخت مورچہ
بندی عنقریب ہندوستان اور انگلستان دونوں
میں ہونے والی ہے دونوں طرف کے حوصلے نکلے
نہیں دل کے دل ہی میں ہیں۔
کوئی لاکھ کہے میں نہ مانوں گی۔ ہرگز حکومت اقتصادی
پیچیدگیوں کی وجہ سے نہیں بدلی۔ یہ سارے
کرشمہ ہندوستان کی آزادی کے ہیں۔ اب جو ترکیب
آدھے تیتر آدھے بٹیر کی میں دیکھ رہی ہوں یہ ہرگز
مفید مطلب نہ ہوگی۔ شنر گارڈیننگ (زنانہ) کا قد
دونشوں میں جیتے ہوئے ستم بیلوں میں، اور حقیقی دا
کھال اُسے جینیوں میں کیونکر شمار ہونے دے یہ بنیاد
کی مشابہت سے انفعال نہیں بدل سکتے۔ اہل
انگلستان جو ہندوستان کے متعلق کبھی کلمۂ خیر کہہ
بیٹھتے اس کنسرویٹیو حکومت کے دور میں یہ عادت
انکی چھوٹ جائے گی کیوں؟ کنسرویٹو اپنے لالچ
کی وجہ سے ہندوستان پر دباؤ ڈالیں گے۔ ہندوستان
ہندوستان بھی پر پرزے سنبھال کے بقدر وسعت
انتقام پر آمادہ ہوگا۔ حکومت اپنی طاقت کے بھروسے
سختی پر سختی کرے گی۔ میاں گاندھی طاق پر بٹھائے
جائیں گے کہ چپ بیٹھے رہو خبردار جو تم نے عدم تشدد
کا نام بھی لیا۔ ہم اس سختی کا جواب خود ہی دینگے
اللہ یہ گھڑی نہ لائے۔ یہ وقت بہت برا ہوگا۔ ممکن ہے
کہ تمھیں بھی یہی اندیشہ ہو مگر تم نے تو کانپور میں تقریر
بہت امیدوں بھری کی تھی۔
سنو لاٹ صاحب ایک حکایت۔ سید نعمت اللہ
جزائری ایک عالم تھے اُنکی ایک کتاب ہے زہر الربیع
اس میں لطیفے اور حکایتیں بہت اچھی اچھی ہیں۔ وہ
لکھتے ہیں کہ میرے ایک اُستاد باوجود علم و فضل بہت
ظریف تھے انھوں نے مجھ سے کہا۔ اے فرزند
جو رو والے آدمی کے واسطے لازم ہے کہ اسکی آنکھ
مجروح ہو اور زانو (ران) [illegible] پوچھا کیوں؟
فرمانے لگے فرض کرو میاں کو بی بی نے بھیجا بازار
اور فرمائش کی کہ ایک تھان سرخ مخمل کا لیتے آنا۔
میاں کو چاہیئے کہ فوراً آنکھ پر زور سے انگلی رکھ کے
وبچشم کہیں۔ پھر فرمائش ہو کہ دو تھان ململ کے
بھی درکار ہیں۔ میاں دوبارہ پر انگلی رکھ کے
فرمائیں بچشم .... سو مرتبہ بچشم کہنے
کے ساتھ ہی آنکھ تک انگلی پہنچے گی تو وہ آپ سے
آپ مجروح ہو جائے گی۔
اب میاں گئے بازار۔ وہاں سے ہاتھ جھلاتے
چلے آئے۔ بی بی نے استفسار کیا مخمل کہاں ہے
بس لازم ہے کہ میاں زور سے ران پر ہاتھ مار کے
جواب دیں "ہے ہے بھول گیا" اور ململ کے تھان؟
پھر ران پر تیش ستم ہوا اور آواز نکلے ہے ہے بھول گیا
خدا مجھے غارت کرے" آنکھ اور زانو پر اس طرح
تعدی اور ظلم فرمانبرداری اور نسیان پر افسوس [illegible]
کی سچائی پر شاہد عادل ہو جائے گا۔ اگر استطاعت
نہو تو شوہر کی جان اسی فقرے سے بچ سکتی ہے کہ
انکار نہ کرے اور نافرمانی کو بھول چوک پر محمول کرتا رہے
چرچل صاحب اچھا نہیں کرتے کہ اردن اور
میکڈانلڈ نے آنکھ اور زانو کو مجروح کر کے جو بات
بنائی تھی اُسے بگاڑ رہے ہیں۔
یہ خط میں نے دور از حال تمھاری بیماری
کی خبر سن کے لکھا تھا مگر بیچ میں اور بہت سی باتیں آ
گئیں۔ ہیں یہ بھی ضروری۔
اب میں دیکھ رہی ہوں کہ تمھارے اور گاندھی جی
کے درمیان نامہ و پیام کا سلسلہ جاری ہو گیا
اسے نامہ و پیام کون کہے یہ تو سراسر جھگڑا و بکھیڑا ہے۔
تو تو میں میں ہے۔ تم انھیں جھوٹا کہتے ہو وہ تمھیں۔
مگر ہے یہ حماقت کا طومار۔ گاندھی جی کو پہلے ہی سمجھ لینا
چاہیئے تھا کہ کسی عہد و پیمان میں جب شرطیں
لگائی جائیں تو انھیں منطقی حصر سے خالی نہ ہونا چاہئے
اے ہے منطق۔ گاندھی جی نہیں جانتے خصوصاً
حکومت والی منطق۔ معاہدے میں کہیں منطق سے
کام نہیں لیا گیا اور لیا بھی گیا ہے تو وہ گاندھی جی
کے واسطے مفید نہیں سو لبوسے حکومت اور عمال
حکومت کے لیے اس میں گنجائش نکلتی ہے۔ ایسی حالت
میں اگر آزادانہ تحقیق کا مطالبہ گاندھی جی کی طرف سے
ہے تو اُسے تم مان لو بیچ کسی منطقی کو مقرر کر دو وہ
ہر قیاس اقترانی (واقعہ) کو قیاس استثنائی بنانے
میں کامیاب ہو جائے گا۔ پولیس اور حکام ضلع
کی مخفی رپورٹیں ہر واقعہ کو استحسان کی حدیں حل
کر کے گاندھی جی کو چپ کر دیں گی۔
ہاں اس میں تھوڑی سی خرابی ہے کہ دو قضایا
ہو گا کشیدگی بڑھے گی۔ باقی آئندہ۔

راقم
تمھاری خیر طلب منظور آرا بیگم

اُردو ترجمہ گلستاں

سعدی شیرازی کی فارسی کتاب گلستان بہت
مشہور و مقبول کتاب ہے انگریزی اور دوسری یورپین
زبانوں میں اس کا ترجمہ شائع و ذائع ہو چکا اب
ہمارے پرانے عنایت فرما مولوی محمد خلیل الرحمن صاحب
سابق مالک "الخلیل" بجنور نے بہت خوبصورت [illegible]
یہ اُردو ترجمہ ترتیب دیا ہے۔ نثر کا ترجمہ نثر
اور نظم کا منظوم۔
عبارت نہایت صاف و سادہ ہے۔ موصوف
شاعر نہیں ہیں پھر بھی کافی محنت سے نظم و نثر میں
اثر پیدا کرنے کی سعی کی ہے اور ایک لطف پیدا کر دیا ہے
کتاب اس قابل ہے کہ لڑکے بچوں کی تعلیمی کتابوں
میں اسے بھی جگہ دیں کہیں کہیں شاعری کے اعتبار
سے خامی رہ گئی ہے۔ غالباً طبع ثانی میں یہ
نقص بھی رفع ہو جائے گا۔
ایک روپیہ چار آنہ قیمت ہے۔ دفتر اُردو
گلستان بجنور (یو پی) سے مل سکتی ہے۔

رجسٹرڈ نمبر [illegible] — جلد [illegible]

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد و ہوریاں اس کتاب میں اُن سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار ۔ ۱ [illegible] منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No 783
سنہ ۱۹۳۱ء
1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجیب دلچسپ نظم ہے۔ پڑھیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے۔ قیمت فی جلد ۶؍ ٹکٹ بھیجیے یا وی پی اور منی آرڈر بھیجیے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ما سوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے۔

”منیجر“

سوراجیہ آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور ترقی کرنے کی قوت نہیں رکھتے تو [illegible] خالی ہو جانے پر بھی کیا کر سکتے ہیں۔ اب [illegible] اسلیے [illegible] گولیوں کا استعمال کر کے [illegible] منی کی خرابی وکی جریان احتلام اور ہر قسم کی [illegible] سے نجات حاصل کریں اور سوراج کا مزہ چکھنے کے [illegible]

قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولی ۵؍ [illegible]

صحت و تندرستی کی [illegible] عمدہ مضامین سے مزین [illegible] ملاحظہ فرمائیں۔

وید شاستری بام نگر کا [illegible]

۲۔ عمدہ سامان میں لن اور یانت کی [illegible] ہے

سدھا سندھو

[illegible] کھانسی ہیضہ۔ درد شول۔ سنگرہنی۔ اتیسار۔ پیٹ کا درد۔ قے۔ دست۔ بچوں کے ہرے پیلے دست وغیرہ کی آزمودہ دوا۔ قیمت فی شیشی ۸ آنہ۔

دور وگ کیسری

داد کی دوا

بغیر جلن و تکلیف کے داد کو جڑ سے کھونے والی دوا۔ قیمت فی شیشی ۴ آنہ

محصول بذمہ خریدار

کون ہے جس کو فائدہ نہیں ہوا

فوراً [illegible] ۴۰ سال کی آزمودہ ادویات

بال سدھا

بچوں کو [illegible] خوبصورت اور تندرست بنانے کے لیے [illegible] قیمت فی شیشی ۱۱ آنہ محصول ۹ آنہ

درا کشا اسو

[illegible] میں فوراً قوت بڑھانے والا قبض [illegible] کمزوری [illegible] اور [illegible] دور کرتا ہے۔

قیمت بڑی بوتل ۲ روپیہ چھوٹی بوتل ۱ روپیہ

سب دوا فروشوں [illegible]

نقلی دوا [illegible]

ملنے کا پتہ [illegible] سکھ سنچارک کمپنی متھرا

چند دینی نظم کتابیں

ان کتابوں کی زبان [illegible] قابل ادیبوں نے [illegible] مذہب [illegible] فضائل سے [illegible]

بچوں کے کلام ۴۸ صفحہ کا رسالہ [illegible] قیمت ۲

بچیوں کے کلام [illegible] ۴۸ صفحہ کی کتاب ہے اور [illegible] آداب بچیوں کو سکھائے گئے ہیں قیمت ۲

دبستان [illegible] ۱۲۶ صفحات کا مجموعہ مختلف بحروں میں اخلاقی نصائح ہیں [illegible] قیمت ۱۲

عجیب نظمیں۔ بچوں کا دل بہلاوا [illegible]

[illegible] قیمت ۲

سلیس نظمیں [illegible] قیمت ۵

یہ کتابیں [illegible] طلب کرنے [illegible]

جن معزز ماہرین تعلیم نے ان کتابوں کو [illegible] ان کے نام یہ ہیں ۱۔ جناب مولانا عبد الحق بی اے [illegible] ۲۔ جناب مولانا فتح محمد [illegible] ۳۔ جناب سید [illegible] ۴۔ جناب لسان القوم مولانا صفی لکھنوی ۵۔ جناب منشی سید مقبول حسین ظریف ۶۔ جناب [illegible] لکھنوی [illegible] ۷۔ جناب [illegible] لکھنوی رکن ادارہ [illegible] ۸۔ علیا قدر [illegible] صاحبہ [illegible] ۹۔ جناب لسان الملک مولانا [illegible] ۱۰۔ جناب حکیم محمد [illegible] صاحب آنریری سکریٹری انجمن اسلام بمبئی ۱۱۔ ایڈیٹر اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری [illegible] بمبئی نمبر ۲

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس کی نقلیں بھی کرتے ہیں اور گو یہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر نہ جائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں بڑھائیے اسلیے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت رائے کی اصابت بے روک رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات، اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کرایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان علم اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ جو سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اسطرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروائیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ غریب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس علت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے فرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مصلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان پر نہ ہو۔

نوٹ۔ جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جرنیلے اور رئیس بے گناہ ہے ایسی حالت میں اگر برٹش گورنمنٹ خود اپنی طرف سے انکی بے گناہی کا اعلان کر دیا کرے تو دوستی کے خون کا جوش بھی یک طرفہ نہ رہے۔

جو ریاستیں کثیر فوج رکھتی ہیں آڑے وقت پر آدمیوں سے نقد سے جنس سے مدد کرتی ہیں ہر گز [illegible] ریاست میں جائے [illegible] نذرانے چڑھاتی ہیں برطانیہ کیطرف سے انھیں ان خدمات کا عوض بہت ملا تو تین چار حرف خطاب کے۔ ایک آدھ توپ کی سلامی کا اضافہ انشاء اللہ خیر صلاح۔ دوستی کی قسمیں بہت سی ہیں تاہی دوستی کھانے پینے کے وقت ہو جاتی ہے۔ زبانی دوستی منھ دیکھنے (ملاقات ہونے) بھر کی رہتی ہے۔ جانی دوستی برے وقت کام آتی ہے۔

ریاستوں پر یہ وقت بہت سخت گزر رہا ہے برطانوی ہند سے جتنے مورچے ان کے خلاف بنائے کیے جاتے ہیں اتنے خود ان کے ذاتی زیر حکومت میں تیار نہیں ہوتے۔ مجھے دھڑکا ہے کہ شاید اکثر ریاستوں کا دل نا چاہا کہ رئیس معزول کے دل سے سبق لے رہا ہے۔ مگر بابو کی وجہ سے زبان تالو میں چپک کے رہ گئی ہے۔

آج تک یہ سوجھی کہ برٹش گورنمنٹ کے خلاف اگر ریاستی رعایا نے زبان کھولی یا کوئی سازش کی تو ریاستوں نے فوراً اسکی بنیاد ہلا دی۔ اب شاید زبانی اور نانی دوستی پر یہ ریاستیں بھی قناعت کریں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ نہ حکومت ہند خود ریاستوں کے مقابلے میں دل کا آئینہ صفائی کے ساتھ دکھا سکی نہ برٹش رعایا انکی دوست ہے در ایں صورت گول میز کانفرنس کے اجلاس میں یہ مسئلہ بھی چار گھنٹی کھا کے رہ جائے گا اور گاندھی جی اس الجھی ہوئی ڈور کی گتھی سلجھائے بغیر لندن پہونچ گئے ہیں۔

حالات کے دیکھتے یہ کہنا کہ بڑے میاں (گاندھی) اپنے ہاتھ کی اپنی بچ کے لندن سے تشریف لائیں گے یعنی وہ بھی بھولا ہر ماں جو کہ ہم کو یاد تھا۔

کچھ بعید از قیاس نہیں۔

ایک زاہد مرتاض "لبنان" کی پہاڑی پر رہتا تھا کہیں سے ایک روٹی روزانہ مل جاتی تھی آدھی سے روزہ افطار کرتا آدھی سحر کے لیے رکھ چھوڑتا۔ اس حال پر ایک مدت گزر گئی۔ اتفاق کی بات کسی روز روٹی نہ ملی دن جیوں تیوں گزارا مگر رات آئی مگر اب روزے پر روزہ رکھنا محال ہو گیا آخر اپنی جگہ سے اٹھ کے آبادی میں آیا۔ پہاڑی کے دامن میں یہودی آباد تھے ان سے روٹی مانگی کسی راہب نے دو روٹیاں خیرات کیں جوں ہی زاہد صاحب روٹیاں لے کے چلے صاحب کے کتے نے پیچھا کیا یہ بھاگے کتا بھی ان کے ساتھ چلا آخر انھوں نے ایک روٹی کتے کے حوالے کی کتے نے دو منھ مار کے روٹی نگل لی اور پھر بھونکنا شروع کیا زاہد صاحب کو دوسری سے بھی ہاتھ دھونا پڑا دوسری روٹی چٹ کر کے کے بعد بھی کتے کا تقاضا کم نہ ہوا آستین پکڑ لی بیٹھی ہاتھ میں خراش آئی تو زاہد نے جھلا کر کہا۔

"او کمبخت میں نے تجھ سے زیادہ بے حیا کتا دوسرا نہیں دیکھا۔ تیرے مالک نے جو کچھ مجھے دیا تھا میں نے تجھے واپس کر دیا اب میرے کپڑے کیوں پھاڑے ڈالتا ہے۔"

خدا کی شان خدا نے کتے کو زبان دی اور اس نے جواب دیا:-

"بے حیا تو ہے کہ ہمیشہ خدا نے تجھے بے محنت رزق دیا۔ دو روز کے لیے جو رزق کا دروازہ بند ہوا تو آپے سے گزر گیا اور ایک بے دین کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ میں محلے کی نگہبانی گھر کی پاسبانی کرتا ہوں میرا مالک اگر مہربان ہوتا ہے تو ہڈی بوٹی ٹکڑا مجھے دیتا ہے اور بھول جاتا ہے تو کربلا کے کا فاقہ مجھ پر گزرتا ہے میں اف بھی نہیں کرتا

باجلاس مسٹر سید ظل الرحمن صاحب بہادر جج خفیفہ منصفی محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڈھ

نمونہ قابل فروخت

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۱۹ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت خفیفہ منصفی محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڈھ

ولی اللہ .... مدعی

بنام

عنایت اللہ پسر علی بخش خاں ساکن [illegible] گنج پرگنہ [illegible] ضلع اعظم گڈھ .... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے آپ کے نام ایک نالش بابت نقدی کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۲۳/۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہوں اور جواب دہی دعوی کی کریں۔ اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جنکی شہادت پر و نیز تمام دستاویزات کو جن پر آپ اپنی جوابدہی کے تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہوں پیش کریں۔ آپ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۴ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

نام عدالت خفیفہ منصفی محمد آباد گوہنہ
نمبر مقدمہ ۱۹ سنہ ۱۹۳۱ء
نام فریقین ولی اللہ بنام عنایت اللہ

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

اجلاس جناب مولوی احمد رضا صاحب منصف بجنور

نمونہ قابل فروخت

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ خفیفہ ۴۰۰ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت منصفی بجنور ضلع مرادآباد

لالہ ننھے مل ولد لالہ [illegible] مل قوم ویش ساکن قصبہ [illegible] آباد .... مدعی

بنام

ہر کرشن ولد [illegible] پرشاد قوم ویش ساکن قصبہ کرتپور .... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے آپ کے نام ایک نالش بابت [illegible] پرامیسری نوٹ کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۱۹ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہوں اور جواب دہی دعوی کی کریں اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر و نیز تمام دستاویزات کو جن پر آپ اپنی جوابدہی کی تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہوں پیش کریں۔ آپ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۳۱ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

نام عدالت منصفی بجنور
نمبر مقدمہ ۴۰۰ سنہ ۱۹۳۱ء
نام فریقین لالہ ننھے مل ہر کرشن

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

اپنی خدمت انجام دیتا رہتا ہوں"۔

اس جواب سے میاں زاہد کے چہرے پر فقے اُڑنے لگے۔

گاندھی جی بطلب نان ہندوستان سے لندن روانہ ہوئے ہیں۔ سُنا ہے کہ لندن میں ایسے فیاض بھی ہیں جو روٹیاں خیرات کرنے میں تامل نہ کریں گے۔ لیکن چرچل کے سے کتّے بھی لندن میں ہیں اگر انہوں نے پیچھا کیا یہ خیرات کی روٹیاں بھونک بھونک کے چھین لیں تو غریب گاندھی پر کیا گزرے گی۔

میں دعا کرتی ہوں کہ:

"گاندھی غریب کو روٹیاں ملیں اور کتوں کے مقابلے کی نوبت نہ آئے"

"تم آمین" کہو

یہ دعا قبول نہوئی تو گاندھی کی بات ہمیشہ کے لیے جاتی رہے گی۔

"از ان سو راندہ از ین سو ماندہ"

اسوقت ہندوستان کی پولیٹکل باگ نوجوان عاقبت نااندیش مطلق العنان لڑکوں کے ہاتھ میں چلی جائے گی خیر یہ تو گاندھی جی کا بیڑہ بولا ہے اور اُن کی ساتھی بوا سروجنی نائڈو اور اُن کے کائیں دست وبازو پنڈت مالوی کی ہونگ ہے کہ ہم سب کچھ لے کے آئیں گے۔ میں اسے نہیں مانتی مگر اتنی خواہش رکھتی ہوں کہ دو روٹیاں مل جائیں اور کتوں سے بچ کے ہندوستان سے لبنان کے اُس غار میں پہنچ جائیں جہاں گاندھی اپنے زُہد کے زور میں بکری کا دودھ اور پھل کھایا کرتے ہیں۔ یہ روٹیاں اصحاب کہف کی روٹیوں کی طرح سڑنے گلنے سے بچی رہیں۔

ابھی مجھے بہت کچھ کہنا ہے۔ خیر پھر کہونگی۔

راقمہ تمہاری دوست منطق آرا بیگم

مراسلہ

از ڈائرکٹر انفارمیشن بیورو ریاست عالیہ حیدرآباد دکن

بخدمت ایڈیٹر صاحب اودھ پنچ لکھنؤ

جناب من سطور ذیل آپکے موقر جریدہ میں بغرض اشاعت روانہ کی جاتی ہیں۔

خلاف واقعہ اطلاعات کی بنا پر نظام گورنمنٹ کی تعلیمی پالیسی کے متعلق بعض غلط فہمیاں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔

معترضین کا سب سے بڑا اعتراض اس تنگ نظری کی وجہ سے پیدا ہوا ہے جو زبان اُردو کی اہمیت کے متعلق اُن میں ہے۔ ریاست کی مجموعی آبادی کے بڑے حصہ میں اُردو زبان نہ بولی جاتی ہو مگر اسکی اہمیت دیگر رائج الوقت زبانوں میں سب سے زیادہ ہے بوجہ اسکی وسیع سرحدی تعریف کے اندر روز افزوں ترقی اور دوسری زبانوں کے الفاظ کو اپنے اندر جذب کرنے کی حیرت انگیز قابلیت اور مختلف مقامات نیز بیرون ہند سے اس کی مرافقت کی صرف یہی وہ زبان ہے جو تمام حصص ہند میں مختلف صورتوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا امتیاز ہے جو کسی دوسری زبان کو خواہ وہ ریاست حیدرآباد کی ہو یا بیرونی ملک ہند کے کسی صوبہ کی ہو حاصل نہیں ہے اسطرح زبان اُردو نے علاوہ تمام ہندوستان کی مشترکہ زبان ہونے کی حیثیت حاصل کر لی ہے اور چونکہ یہ ریاست کی سرکاری زبان ہے اسلیے ظاہر ہے کہ عثمانیہ یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم ہونے کے سب سے زیادہ قابل ہے۔

اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ مقاصد یونیورسٹی کے مناسب حال اُردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کے لیے ابتدائی وثانوی تعلیم میں کچھ تبدیلیاں کی گئی ہیں یہ بیان صداقت سے کوسوں دور ہے۔ درحقیقت اس قسم کی کوئی تبدیلی عمل میں نہیں آئی۔ ریاست کے تمام ابتدائی مدارس میں بچوں کی مادری زبان اسوقت بھی ذریعہ تعلیم ہے اور اس سے قبل بھی تھی۔ بہت سے ثانوی مدارس میں عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام سے بھی پیشتر اُردو زبان تاریخ وجغرافیہ جیسے مضامین میں ذریعہ تعلیم تھی۔ چند ثانوی مدارس میں زبان انگریزی تاریخ وجغرافیہ جیسے مضامین کے لیے پہلے بھی ذریعہ تعلیم تھی اور اب بھی ہے۔

نمونہ قابل فروخت

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵- قاعدہ اور ۵)

نمبر مقدمہ ۵ سنہ ۱۹۳۱ء

عدالت منصفی شہر بریلی ضلع بریلی

پنڈت گرجا دیال ولد سریا رام برہمن ساکن بریلی محلہ ساہوکارہ .... مدعی

بنام

سماۃ ستیا کنور عرف جنتا کنور زوجہ دوارکا پرشاد قوم [illegible] ساکن موضع لاڈپور منڈا پرگنہ تحصیل فرید پور .... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے آپ کے نام ایک نالش بابت حق شفعہ بابلار موضع کلیان پور کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے [illegible] واقف کیا گیا ہو اور کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے [illegible] حاضر ہوں اور جوابدہی دعوی کی کریں اور [illegible] کہ اسی روز جملہ دستاویزات پیش کریں جن پر آپ [illegible] اپنے جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہوں

آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۳ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۹۵۶ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت بابو گنگا شنکر صاحب بہادر فرسٹ اڈیشنل جج خفیفہ لکھنؤ۔

لالہ لچھمن پرشاد ولد لالہ رام نرائن رستوگی ساکن محلہ اشرف آباد تھانہ چوک شہر لکھنؤ .... مدعی

بنام

مہادیو وغیرہ مدعا علیہ

بنام مہادیو ولد [illegible] / ٹھاکر ولد ستیل } اقوام برہمن ساکنان پوروہ جینسن مزرعہ سدھوان ضلع رائے بریلی..... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دلایا نے -/۱/۳ کے روپیہ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ سولہ ۱۶ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو وکیل کہ جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو انہیں حاضر کرو [illegible] مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۹ ماہ اگست ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

بیسویں صدی کا سینکیا پہلوان

"اچھا اچھا بھائی صاحب اب آپ زیادہ زحمت نہ فرمائیے۔ ایسے ایسے ہزار ہا ستون اس عمارت میں ہیں کہاں تک توڑ دیجئے گا چلیے کشتی تیار ہے لندن کی سیر کیجیے"

یہ بیان کہ تعلیم یافتہ افراد کی تعداد گھٹ رہی ہے غلطی پر مبنی ہے۔ یہ غلط فہمی شمار کنندگان مردم شماری کی تعداد تعلیم یافتہ افراد کے متعلق اس غلطی کی وجہ سے ہوئی ہے کہ رپورٹ مردم شماری میں انکی تعداد ۱۹۲۱ء میں فی ہزار ۴۳ بمقابلہ ۱۹۱۱ء فی ہزار ۴۴ درج ہوگئی ہے۔ جیسا کہ خود رپورٹ مذکور میں تسلیم کر لیا گیا ہے (بحوالہ رپورٹ مردم شماری پیراگراف ۱۷۷) صحیح اعداد شمار سے یقیناً اضافہ پایا جاتا ہے۔ مزید براں تعداد طلبا شرح فیصدی ۱۹۱۲ء میں ۶۴ سے ترقی کرکے ۱۹۳۰ء میں ۳,۷ ایک پہونچ گئی ہے۔ اسلیے موضع وار تعداد مدارس کے متعلق اعتراض صداقت پر مبنی نہیں۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ابتدائی مدارس کی تعداد ۱۹۱۱ء میں ۹۳۶ تھی اور ۱۹۳۰ء میں ترقی کرکے ۴۰۲۸ تک پہونچ گئی ہے۔

پرائیویٹ مدارس کے قیام کے متعلق جو قواعد ہیں ان کے متعلق بھی بہت کچھ اظہار خیال کیا گیا ہے۔ قواعد مذکور گورنمنٹ کے مقصد کو صاف طور پر واضح کرتے ہیں جو محض یہ ہے کہ ان مدارس کو مستند اصول تعلیم اور حفظان صحت کے مطابق زمانہ موجودہ کے مسلمہ طریق تعلیم پر چلایا جائے نہ کہ غیر معقول طریقہ پر۔ ان قواعد میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو کسی صورت میں بھی پرائیویٹ مدارس کی ترقی پر اثر انداز ہوسکے۔ مزید براں اس بیان میں صداقت کا شائبہ بھی نہیں ہے کہ ان قواعد کے ذریعہ سے پرائیویٹ مدارس کی حوصلہ شکنی اس غرض سے کی جاتی ہے کہ سرکاری مدارس کے طلبار کی تعداد میں اضافہ ہو جن میں زبان اردو ملکی زبانوں کے مفاد کے خلاف رائج کی گئی تھی۔

اول تو یہ بات ہے کہ تقریباً تمام پرائیویٹ مدارس ابتدائی مدارس تھے اور سرکاری ابتدائی مدارس میں ہمیشہ ضلع کی زبان ذریعہ تعلیم رہی ہے۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ پرائیویٹ مدارس کی مفروضہ تعداد صحیح نہیں ہے کیونکہ سررشتہ تعلیم کو محکمہ پولیس سے ۴۰۵۳ تعداد ان مدارس کی بھیجی گئی ہے لیکن جب محکمہ نے تحقیقات کی تو صرف ۱۲۵۵ پرائیویٹ مدارس رجسٹرڈ ہونے کے لیے پیش ہوئے۔ ظاہر ہے کہ محکمہ پولیس نے ان مدارس کو بھی شمار کر لیا جنکی تعداد طلبار ۱۵ سے کم تھی حالانکہ قواعد کے رو سے ایسے مدارس سررشتہ مدارس کی طرف سے مصدقہ نہیں ہیں۔

اس لیے یہ امر یقینی طور پر ثابت ہوگیا کہ گورنمنٹ ریاست کے طول و عرض میں تعلیم کی روشنی پھیلانے میں ہر امکانی کوشش عمل میں لا رہی ہے۔ اس نے ابتدائی تعلیم کی طرف سے غفلت نہیں برتی ہے نہ اس نے معقول پرائیویٹ مدارس کے راستہ میں کوئی رکاوٹ پیدا کی۔ [illegible] تعلیم یافتہ افراد کی تعداد برابر ترقی کر رہی ہے۔ ابتدائی تعلیم کی ترقی میں گورنمنٹ جس حد تک سرگرم رہی ہے اعلٰے تعلیم کی ترقی میں اس سے کم نہیں ہے لیکن موجودہ صورت حال میں گورنمنٹ استقلال و استحکام کی پالیسی پر کاربند ہے۔ جو ترقی و توسیع کی بعض منزل پر نہایت ضروری و لازمی ہوتی ہے۔ اور چونکہ یہ منزل آگئی ہے اسلیے گورنمنٹ سررشتہ تعلیم کے استحکامی کام میں مشغول ہے۔ جسکے بعد توسیع مزید کی اسکیم پر عمل کیا جائیگا۔

نوٹ۔ حضرت! بعض جرائد میں اس قسم کے اعتراضات ہماری نظر سے بھی گزرے جن کی لغویت احمقوں پر بھی پوشیدہ نہیں مگر ان عقلمندوں پر ظاہر نہ ہوئی۔ افسوس کہ ریاست حیدرآباد دکن کی علم دوستی ضرب المثل ہے۔ "اردو" کا حسد در حقیقت اس قسم کے اعتراضات کا بانی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اردو زبان کی قدرتی دلاویزی نے جب انگریزوں کو اپنا گرویدہ بنایا اور انھوں نے اسے سرکاری زبان کے طور پر منتخب کیا تو بقول بدنصیبی کے معترضین کی زبان کو کو [illegible] گئی ہے کوئی ٹھکانا نہیں۔ اب زبان کھلی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ بھی "تالیف قلب" کی ایک چال تھی۔ مگر یہ قول "بہشت بعد از جنگ" ہے۔ ہندستان بھر میں کوئی جگہ ایسی نہیں دکھائی جا سکتی جہاں اردو جاننے والا یا سمجھنے والا موجود نہ ہو۔ دلاویزی کی حد ہوگئی کہ دور دراز ملکوں سے جو لوگ یہاں آتے ہیں چند روز میں اتنی اردو سیکھ لیتے ہیں کہ معاملات میں انھیں کوئی دشواری نہیں ہوتی یہ بات کسی اور زبان کو حاصل نہیں۔ اب انگریزی سلطنت اردو کی حمایت نہیں کرتی۔ اس نے انگریزی کی ترویج پر ہندوستان کی آمدنی کا بہت بڑا حصہ قربان کر دیا۔ ادھر دیکھو گٹ پٹ کی صدا بلند ہے پھر بھی اردو کو چنداں ضرر نہیں پہونچا۔ ضرر پہونچانے کی لاکھوں تدبیریں کی گئیں مگر اردو ہٹی کٹی چاق چوبند موجود ہے خود ضرر پہونچانے والے مجھیئے جاتے ہیں اور اردو بولتے جاتے ہیں ع

مہرباں آپ کی منت مرے سر آنکھوں پر

حسد ہی یہ کہتا ہے کہ اردو کو یہ آبادی کی بدولت یہ ترقی کیوں نصیب ہوئی۔ حسد ہی یہ اکھواتا ہے کہ اردو نہایت مشکل زبان ہے اور اسمیں ادائے مطلب کے لیے کافی الفاظ موجود نہیں یعنی باوجود مشکل ہونے کے ناقص بھی ہے۔ حسد ہی کا ابھارا ہوا یہ مادہ ہے کہ انگریزی سمندر اس پار سے [illegible] ملک میں اجنبی ہے وہ تمام ہندوستان میں پھیل جائے تو چشم ما روشن دل ما شاد مگر اردو کمبخت کا نام کوئی نہ لے۔

ہندوؤں کی کئی ریاستیں جو اپنا دفتر اردو میں رکھتی تھیں ان حاسدوں کی بدولت اردو سے دست بردار ہوگئیں۔ اب انکے دفتروں میں زیادہ انگریزی سے کام لیا جاتا ہے اور بہت کم ہندی سے۔ ہندی کے اختیار، اردو کے ترک سے انھیں صدہا دشواریاں پیش آئیں مگر حسد نے دشواری اور زحمت کی پروا نہ کی۔

یہ کہتے ہیں کہ ملک میں ایک ہی زبان ہونی چاہیے ساتھ ہی دبی زبان سے یہ بھی کہدیتے ہیں کہ وہ اردو نہو۔

ایک انگریز نے صرف چھوٹی سی ریاست
جے پور میں تین سو سے زیادہ زبانوں کی تفصیل
لکھی ہے ہر قدم پر ایک نئی زبان کا رواج ہے
اور ان میں سے کوئی حرفاً یا لفظاً ہندی نہیں۔
علیٰ ہذا القیاس ریاست دکن کے ہر ضلع میں
ایک نئی زبان ہے جو دوسرے ضلع کے لوگوں
کی سمجھ میں اچھی طرح نہیں آتی مگر ان میں سے
کوئی لفظاً اور معناً ہندی نہیں۔ باایں ہمہ اردو
کی گفتگو سب لوگ سمجھ لیتے ہیں زبان کے
اس اختلاف کے باعث حکومت دکن نے
اردو کی دلاویزی پر نظر کرکے اگر اسے ترقی
دینے کی سعی فرمائی تو حسد کی جان پر ظلم عظیم
ہو گیا۔
آجکل مسٹر اے یعنی مہاراجہ کشمیر کی مسلم رعایا
ان سے بعض حقوق کی طالب ہے حاسدوں نے
اس مطالبے کو مذہبی رنگ میں ڈوب دے کے
بچھڑا اور مسٹر اے کی حمایت کرنے لگے۔ انتقاماً
کچھ وجوہ جدال حیدرآباد دکن کے واسطے بھی
تلاش کیے۔ اُن میں سے "تعلیمی مسئلہ" پر حسد
نے حملہ کیا۔ آپ جانیے حسد تو انسان کی آنکھ
کے حق میں نیل کی سلائی ہے۔ انہ عادھنہ اعتراض
کر بیٹھے حیدرآباد دکن کے "ڈائرکٹر آف انفارمیشن
بیورو" نے بہت خوب کیا جو ان بیرونی حملوں کا
مدلل اور معقول جواب لکھ دیا۔
ہم نہایت مسرت کے ساتھ آیندہ بھی معقول
اور بادلیل جوابوں کی اشاعت پر آمادہ ہیں۔
کیوں؟ اسلیے کہ اُردو کی دشمنی کے دروازے میں
قفل لگانا ہمارا وطنی فرض ہے۔ ہندی سے ہمیں
عداوت نہیں اس لیے ہم اسکے عیوب سے تعرض نہیں کرتے

شیون اور اس کا جواب

پیرزادہ سید فدا حسین صاحب بی اے
(علیگ) مالک و ایڈیٹر انڈیا پریس کٹورہ
لکھنؤ نے "مبصر لکھنؤ" سے دو عمومی نظمیں کتابی
صورت میں نقل کرکے علیحدہ خوبصورت تقطیع
عمدہ کاغذ صاف خط میں چھپوائی ہیں۔ ایک
نظم جناب حکیم آشفتہ صاحب لکھنوی نے بعنوان
"شیون" لکھی تھی اس میں "واٹلسیان" کی
بیلی عنایتوں پر ماتم کیا گیا ہے جو مسلمانوں کے
حال پر مبذول ہوئیں اور اب خود اہل اسلام
کی بد کرداری یا غلط راہ اختیار کرنے کے باعث
رو بہ زوال ہیں۔ دوسری نظم بعنوان "جواب شیون"
حضرت سراج لکھنوی نے بطور ریفلک شو
تصنیف فرمائی ہے۔ انکی نظم کا خلاصہ مطلب یہ ہے
کہ یہ طرز عمل بدل جائے تو حالت آج بھی
سنبھل سکتی ہے۔ موضوع دونوں کا لطیف
ہے۔ نظمیں ضرور اس قابل ہیں کہ مستقل حیثیت
سے شائع کی جائیں۔ حکیم آشفتہ صاحب کی
نظم میں تاریخی واقعات کی جانب جابجا اشارات
کیے گئے ہیں جن کی توضیح جدا گانہ صفحہ پر کر دی گئی ہے۔
خلاصہ یہ کہ دونوں نظمیں محاسن شعری اور لطف بیان
سے مالامال ہیں۔ ماتم و شیون ہمارے مسلک سے
تعلق نہیں رکھتا ورنہ دو چار بند دونوں مسدسوں
کے نقل کرتے۔ قیمت شاید آٹھ آنے مقرر ہے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

"انقلاب عظیم"

آخر فرقہ داؤدیہ اسمعیلیہ (بوہرہ) کے تعلیم یافتہ گروہ
نے بمقام سورت وغیرہ اپنے مرشد سیدنا طاہر سیف الدین
کے خلاف نعتیہ کی کھلی ہوا پھینکی اور دو شالہ وقف پر
اس اعلان کے ساتھ چوٹ کر دی کہ بوہروں کے اوقاف
بھی قانون وقف کے ماتحت آجائیں تو بہتر نہیں بلکہ ضروری
ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ داؤدی بوہروں کا یہ پہلا واقعہ ہے
جو کسی داعی مطلق کے خلاف رونما ہوا۔ یہ واقعہ عملاً اس
اعتقاد کا بطلان ہے کہ داعی کا المعصوم (محفوظ عن الخطا)
ہوتا ہے اور اسے اپنے پیروں کے مال و نفس پر اختیار کلی
حاصل ہے جس طرح چاہے استعمال کرے۔ بظاہر یہ ایک
نہ جینے والی بات تھی کہ کوئی گروہ کا گروہ اپنے جلیہ خانگی
اور بیرونی افعال کا رہن نامہ شخص واحد کے
نام لکھ دے مگر صرف یہی فرقہ تھا جس نے علم و لائس کے
اس کلیہ میں استثنائی شکل پیدا کر رکھی تھی۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ ان کی اختیارات کے
پھندے سے بہت اکتا گئے۔ پہلے ایک مقدمہ سیدنا
طاہر کے اختیارات کو کم کرنے والا چل کھڑا ہوا مگر
خدا سلامت رکھے بیٹھ گئے پن اور خوف آمیز جرأت کو
وہ مقدمہ پرانی دیواس کی طرح مسمار کے بیٹھ گیا اور
اصلی بانی مقدمہ کورٹ کے بیٹھ گیا۔ پھر ایک نکاح کا مرحلہ
پیش آیا جس میں ناکح اور منکوحہ اینڈ کمپنی نے ملا صاحب
کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا اور جب مواخذہ کیا گیا تو
ٹکا سا جواب دیا "دور دل رہنی تو کیا کرے گا قاضی"
منافق مریدوں کی جرأت رفتہ رفتہ بڑھی اب
یہاں تک نوبت پہونچی کہ ان کلمجنوں نے عاقبت کی
بربادی کا خیال کیا نہ سیدنا طاہر کی معصومیت مسلمہ
و محکمہ کا لحاظ کیا دھڑ سے کہہ بیٹھے کہ جناب نہیں
آپ کا المعصوم سہی مگر پبلک وقف پھر وقف ہے اور
اس کی نگرانی کا حق ساری قوم کو ہے۔
مرجعیت بڑھانے اور دشمنوں کی سرکوبی کرنے
اور دوشالے بانٹنے میں کافی روپیہ صرف ہو چکا مریدوں
کے دلوں میں اب تاب ضبط باقی نہیں۔
نتیجہ صاف ہے ایک ہی گروہ کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک
ٹکڑا جو موافق ہے اسے گردان سمجھ کے ہر پھر کے نذر و نیاز
کرتی چھتری پر آرہے گی اور وقف کی ایک نئی قسم "وقف
مخفی شخصی" نکالے گی یہ تو پرانی امت ہے۔ دوسری
پرانے اور مشہور اوقاف پر قبضہ کرے گی
بہت ممکن ہے کہ چھتری والوں کی تعداد ہمیشہ گھٹتی رہے
کیا معنی کہ دوامی غلامی کی رغبت باقی نہیں۔ یہ ہے
طبیعت مزاج کے خلاف۔ جرأت بڑھی تو دنیا میں
منبع اسلام منبع الازدواج منبع التعال کا
خوف رہے گا نہ عاقبت میں مخالفت کا المعصوم کا
دھڑکا۔ اور اگر سیدنا طاہر سیف الدین مدظلہ بحیثیت
ایسے ہی سست عمل رہے جیسے کہ اب ہیں تو عجب نہیں
کہ حضور ممدوح کو یوسف بے کارواں ہونا پڑے۔
الله جانتا ہے ہمیں اپنے محترم مخدوم سیدنا طاہر

اگر آپ کو

برانچ کلکتہ — برانچ امین آباد

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء
معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مُفت طلب فرمائیے۔

المشتہر: مقتدا خان اقتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) سلپ منع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی واپسی منظور ہوجائیگی
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

علاوہ جلس علاقوں کے جو پہلے پرچہ طلب فرمائیے
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ برادری بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ جس ادویات سے تیار کیا گیا ہے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایت آنکھ مثلاً سرخی پھولا۔ جالا۔ پربال۔ ککرے۔ آشوب چشم نزلہ۔ دھند شروع موتیا بند۔ درد ہے۔ سوزش وغیرہ کے لیے از حد مفید و اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۶ ماشہ ۲ روپیہ آدھ درجن کے خریدار کو محصولڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصولڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش ہلدی سنہابی اے۔۴۸ سوامی نگر
دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات جاہل خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن و حذاق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اُٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں ہے اور نہایت ہی آسان ہے اسی وجہ سے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر یا ٹائپ رائٹر کا بعینہ فوراً نہ خوشنما خود چھاپ سکتا ہے۔ مختارنامے وکالت نامے امتحان کے پرچے۔ نوٹس۔ خطوط۔ بل وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمے کے حکام بالا کے سرٹیفکٹ موجود ہیں۔ نیز دفتر [illegible] بھی عرصہ سے موجود ہے حال میں لکھنؤ کونسل میں بھی پسند کر کے لیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ اگر اس سے آسان جلد و خوشنما کام کرنے والا آپ کوئی اور پریس ثابت فرما دینگے تو یہ بے تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

لیٹر سائز۔ نوٹ پیپر۔ فلسکیپ سائز۔ ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ وغیرہ

[illegible]

۶ روپیہ — ۱۲ روپیہ — ۱۷ روپیہ — ۳۴ روپیہ

پریس یا مفصل اشتہار منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ سے طلب فرمائیے

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کاغذ کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار ہے۔ **منیجر اودھ پنچ لکھنؤ**

[illegible]

امریکہ کے قاتلین بافلوں اور مالکوں
میں سام چھوٹا ہوگیا مزدوروں کام پیڈلیس
آگئے

کامیاب انقلاب

آفتاب

بزمانہ بندے ماترم

معاملات کشمیر میں بیرونی مسلما
نوں کی مداخلت مسلمانان استے نا

معاملات کشمیر میں بیرونی مسلمانوں کی مداخلت مسلمانان کشمیر نے ناپسند کی ہیں — سری نگر ۲ ستمبر

بے حجاب

رعب داب کامیاب

منجلاب

بزمانہ بندے ماترم

پسند کرتے ہیں ہم سری نگر سری نگر
ہمیں نہیں ستام بر کی ہے خبر

ناصواب

انقلاب۔ شیخ وشاب

بزمانہ بندے ماترم

مولانا شوکت علی (یروشلم تو ندلی)
پہونچ گئے یروشلم یروشلم یروشلم

مولانا شوکت علی یروشلم میں

تماریں

اے جناب انقلاب

کامیاب

بزمانہ بندے ماترم

برخلاف دیگر دعوے داران ظرافت کے ہم نے "اودھ پنچ" کے ناظرین کے سامنے "ہفوات"، کے نمونے کبھی پیش نہیں کیے نہ وہ اسکے عادی ہیں کہ علم و حسن اخلاق و اصلاح ملک، قانون و ادب کے فوائد جن مضامین میں نہوں انکی جانب دیر تک متوجہ رہیں اسلیے خیال ہے کہ لوگ آزردہ خاطر نہو جائیں۔ صرف ایک ہی صفحہ کے عنوانات قلم برداشتہ نظم کردیے گئے واسطہ ذری جو محنت کرنی پڑی ہو۔ ہم بھی اس امر پر قادر ہیں کہ پورے آرٹکل کو ترانہ بنادیں اور جو کوئی اردو سے کسیقدر واقف و ماہر ہو وہ بھی قادر ہے۔

اینجانب حیران ہیں کہ اسے ادب اردو کی مرمپر شیانہ سمجھیں یا قابل قدر اضافہ۔ ان صاحبان جرائد کو خدا سلامت رکھے جو مسلسل اردو رسالوں .... اور اخباری کاغذوں کے ذریعہ سے مطبوعات کو گنجینۂ جہالات و واہیات بنانے چلے جاتے ہیں اور اسکی پروا نہیں کرتے کہ اگر کوئی صاحب عقل سلیم نقول جناب ترانہ نگار حضرت نزارہ سکے مرض میں مبتلا ہوکے

لطافت ادب کا جریان ہوا تو کمبخت کو اُردو سے نفرت ہوگی یا رغبت اور اسے ملے گا کیا؟ خاک!

بُرا ماننے کی بات نہیں ایسے نظموں کا قدردان بھی صنعت ہی کے بھائی بندوں میں شمار ہونے کے قابل ہے۔

خدا سمجھے ایسی نظم سے — خدا سمجھے ایسی نظم سے
خدا سمجھے ایسی نظم سے — لاحول ولا قوۃ

راقم خاکسار از بارالادب والجرائد

نوٹ: حضرت! جب دُنیا نے تھیٹر کے بے معنی الفاظ پر ناک بھوں نہیں چڑھائی اور نہ اُسکے نزدیک وقعت پٹ گئی۔ قدرت چنا" کیسے الفاظ اُردو کے حق میں مضر ٹھہرے تو یہ ترانے جن کے الفاظ بعض مواقع پر مرتب محسوس ہوتے ہیں کیوں اُردو کے لیے زہر سمجھے جائیں۔

ہاں یہ اعتراض صحیح ہے کہ صاحبانِ قلم اپنے قلمی مددگاروں کے پاس خاطر پر زبان اُردو کی صحت کو قربان کررہے ہیں۔ خود بھی وہ دوسروں کی نگاہ میں بدمذاق اور سخن ناشناس قرار پاتے ہیں اور دوسرے جہلا کو بھی "ادیب کامل" بے محنت اور بغیر دشواری کے بن بیٹھنے کی جرأت دلاتے ہیں۔

جب ایک نظم یا نثر بے معنی انہیں کی خاطر سے درج کردی گئی تو دوسرے متقدسے یہ عذر پیش نہیں کرسکتے کہ بھائی واللہ منھ پر کہنا خوشامد ہے تم تو نرے مہمل گو ہو" اس کا لحاظ پہلے ہی سے کرنا تھا۔ گزشتہ نمبروں میں مسٹر حیات اللہ (حیاۃ اللہ) انصاری کا ایک مضمون شائع ہوچکا ہے (رسالے کی کامیابی کا راز) مضمون کے مؤلف نے ملکی ادبی رسالوں کی ایڈیٹری میں جتنی لیاقت اور استعداد کی ضرورت ہے اُسے خوب واضح کردیا ہے۔ ان رسالوں کا وجود ہی اس امر کی قوی دلیل ہے کہ بیہودہ گوئی پر تحسین و آفرین کرنے والوں کی افراط ہے۔ ابھی تک جیسے تیسے ایک ادبی یا مزاحی پرچہ نکلتا ہے اگرچہ اس میں اپنے باقی رکھنے کی طاقت نہیں ہے تاہم بھی دوسروں کا مذاق تو بگاڑ دیتا ہے؟ یہی کیا کم ہے سعدی تو اگلے زمانے والے تھے خدا معلوم کیا سمجھ کے کہہ گئے:

• محال ست کہ ہنرمنداں بمیرند و بے ہنراں جاے ایشاں گیرند • پنچ

بمبئی میں ہنگامہ قانون وقف

حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک سانپ آیا اور کہنے لگا فلاں شخص نے میرے بچے مار ڈالے آپ اُسے قتل کیجیے۔ سلیمانؑ نے جواب دیا [illegible] عوض آدمی قتل نہیں ہوسکتا۔ سانپ [illegible] اور عرض رسا ہوا کہ اچھا تو پھر اس آدمی کو کسی [illegible] خدا نے چاہا تو میرے بچوں کے قصاص میں [illegible] حیوان خلق تھا مگر تھا ظریف اور نہ یہ [illegible]

کم لوگ ایسے نہیں گے جو وقفی مال میں خیانت کے جرم سے بری دکھائی دیں۔ تو بات کیا ہے؟ ۔ "الوقف للہ" اوقات کا مال خدا کا مال ہے اور اللہ کریم "وخدا ہے صاحب کرم غنی اور غیر محتاج" واللہ کریم لا یؤاخذ علی مالہ (صاحب کرم و مروت اپنے مال کا مواخذہ نہیں کرتا۔ بس خدا کا مال ہضم کرتے چلے جاؤ معدہ پر کبھی گراں نہ ہوگا۔ نہ چورن کی ضرورت ہوگی نہ جلاب کی۔ یہ دلیل جدید نہیں۔ رسول عربی کے وقت میں بھی ایک دل لگی ہو چکی ہے۔ ایک عرب آیا۔ رسولؐ سے کہا "الحساب الیٰ من؟" (حضرت یہ تو فرمائیے حساب کتاب کا مرجع کون ہے؟) حضرت نے جواب دیا "الی اللہ" (خدا ہی مالک حساب ہے) جنگلی عرب نے کہا تو یوں کہیے کہ مالک حساب کریم ہے اور کریم اپنے بعض حقوق کا استیفا نہیں چاہتا۔ عرب ظریف نے نظر بہ کرم (مالک یوم الحساب و مالک مسجد وقفی) چادر بچھائی اور اکڑوں بیٹھ کے دعا [illegible] تو مسجد نبوی میں کچھ ہو گئی۔ لوگوں نے چاہا کہ کسیں حضرت نے فرمایا "لا تقطعوا علی الاعرابی بولہ" (اب جو ہونا تھا ہو چکا۔ تو میں گناہ ہی ہو گئی ہے موت لینے دو) مسجد کی سوکھی زمین کو مرطوب بنانے کے بعد عرب صاحب بھاگ کھڑے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ "پھر بھی یہ شخص مومن ہے"۔
جب اس اعرابی کا ایمان موت کی دھار میں نہیں بہا تو کوئی وجہ نہیں کہ مال وقف ہضم کرکے بیت الخلا بانٹنے والوں سے باز پرس ہو اور کوئی انہیں بے ایمان کہے۔ کسی رند نے فلسفیت کی ترنگ میں کہہ تو دیا ہے

کہ مے حرام و لے بہ ز مال اوقاف است

ہم نے شراب خوروں پر لعنت ملامت کی بوچھار ہوتے بارہا دیکھی۔ مگر کسی وقف خوار کی فضیحت نہیں دیکھی۔
یہی اطمینان "بازپرس" کے خوف سے متولیوں کو باز رکھتا ہے۔ جب عام اوقاف کا یہ حال ہے (جسکی دیکھنے والی ہزاروں نظیریں ہیں) تو ان اوقاف کی حالت کیا ہوگی جن میں شخصی انضباط زیادہ وسیع ہیں؟
قانون اوقاف کوئی ہوا نہیں جو متولی کو نگل جائے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں ہر شخص اپنے شہر کے اوقاف پر نظر ڈالے خواہ وہ عام ہوں یا خاص۔ اے حضرت اعتراض کرنے میں تو ہے لگ جاتے ہیں۔ حساب کتاب کا دفتر متولی صاحب کے قبضے میں مصارف اور آمدنی متولی صاحب کے ڈب میں۔ اول تو کسے پڑی ہے جو مفت کا دردسر مول لے اور جو کسی کو مالیخولیا نے خدائی فوجدار بننے پر آمادہ بھی کیا۔ تو لیگل ریممبرنسر (سرکاری مشیر قانونی) کی اجازت حاصل کرنا ہنسی ٹھٹھا نہیں۔ ایک درخواست اسوجہ سے واپس آئی کہ مشیر قانونی صاحب کوئی وجہ مداخلت کی نہیں دیکھتے دوسری اس سبب سے کہ مشیر صاحب کی رائے میں یہ خیراتی وقف نہیں لہذا مداخلت خلاف قانون ہے۔ چلیے ہم اکتائیے بڑی مشکل سے اجازت ملی تو [illegible] پاس نہیں چلے چھیڑ جانے؟ متولی صاحب اس حسابی رجسٹر کو جو خیانت کی چغلی کھانے والا ہے بدلے دیتے ہیں۔ یہ بھی کوئی انصاف۔ تیل دیکھیے تیل کی دھار دیکھیے۔ درخواست گئی ہوئی ہے کچہری میں۔ مہینہ بھر میں اطلاع نامہ یا سمن جاری ہوا۔ جواب دعویٰ کی مہلت کم از کم ایک ماہ مدعا علیہ کا حق ہے۔ پھر پیشی کی تاریخ بھی آج مقرر نہیں ہوئی جاتی دو تین مہینے اسکے واسطے بھی درکار ہونگے۔ چھ سات مہینے میں تو ایک پورا کتب خانہ نقل ہو سکتا ہے سو دو سو ورق کے رجسٹر کی حقیقت ہی کیا ہے۔ کیوں جناب حساب داخل ہو گیا اب بتائیے آپ کے پاس اس کا ثبوت ہی کیا ہے کہ یہ حساب جعلی نہیں؟
یا جو کچھ مصارف اسمیں لکھے ہیں وہ مصنوعی ہیں؟ متولی صاحب اگر ہوشیار ہیں تو جو وقف انکی نگرانی میں ہے اسکے عمال پر ضرور سا ثر رکھتے ہوں گے اندرونی شہادت پر یہ اثر حاوی۔ بیرونی گواہیاں لمبی مشکل۔ سولہ سوئے متولی کی اور خدائی فوجدار صاحب (مدعی) کی ہار ہوتی ہے۔
اس قسم کے معاملات چھیڑ کے ہارنے سے خود انسان جھینپتا ہے اور وہی ہائی ہوتی ہے جو صاحب عین عباد کی صحبت میں ایک عالم صاحب کی ہوئی تھی (نام نہ لوں گا) حضرت بیٹھے فوٹبیٹ کے فٹ بال پیدا کر پڑا اور لغزشت کے [illegible] جو تحقیق کے دو تختوں کے آپس میں گڑ جانے سے بلند

نظارہ لکھنؤ

ایک سال سے ادب اردو کی حقیقی خدمت انجام دے رہا ہے
نظارہ کے مضامین
عجیب افسانے، لطیف نظمیں، دلچسپ غزلیں عمدہ ہوتی ہیں
نظارہ کو ہر مذاق کے لوگ کیوں پسند کرتے ہیں؟
اس لیے کہ نظارہ کے مضامین علمی ادبی اخلاقی تمدنی معاشرتی اقتصادی ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ آپ بھی اپنا اسم گرامی فوراً رجسٹر خریداران نظارہ میں درج کرائیے اور ہر ماہ اس سے لطف اندوز ہوتے رہیے۔
قیمت سالانہ عہ نمونہ کے پرچہ کے لیے ۳ کے ٹکٹ آنا ضروری ہیں۔
منیجر رسالہ نظارہ لکھنؤ

ہفتہ وار پیغام سرحد

صوبہ سرحد پر جو طرح طرح کے مصائب کی گھٹائیں چھائی ہیں مخفی نہیں۔ [illegible] اس میدان میں قدم رکھا ہے پیغام سرحد اپنی ہفتہ وار [illegible] حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ [illegible] ضلع ہزارہ صوبہ سرحد [illegible] اس کی اشاعت بڑھا کر اپنی اسلامی۔ قومی و ملکی آواز کو مضبوط بنائیے۔
چندہ سالانہ للعہ [illegible]
منیجر پیغام سرحد ہری پور ہزارہ صوبہ سرحد

آپ نے ماہنامہ ہمجولی بھی ملاحظہ فرمایا؟

جس نے اردو صحافت میں انقلاب پیدا کر دیا ہے
چندہ سالانہ للعہ نمونہ کے لیے ۳ آنے کے ٹکٹ بھیجیے۔ مستند انشاپرداز حضرات و خواتین [illegible]
رعایت تنقید بلا قیمت طلب فرمائیں جن کی رائے درج ہمجولی کی جائے گی۔
منیجر ہمجولی فتح میدان حیدرآباد دکن

مہم فتح

رسیدم۔ ہات تری ناؤ کی ایسی تیسی۔ چڑیل بہت ڈگمگاتی تھی!

اپنے بیانی تغیرات سے جو ضرر پہونچایا "میزان" میں موجود نہیں۔ یہ ترازو بغیر وزن ہی کی ہے۔ جج نے اجمالاً ان تغیرات کا حوالہ دیا ہے۔

اگر آپ اس گروہ کے مخالف ہیں تو اس میزان میں بانٹ رکھیے یعنی مقدمہ کے ضروری کاغذ (مثلاً دعوی جواب دعوی۔ دعوے اور جواب دعوے میں جو ترمیم ہوئی اور کالمعدوم مشیوا کی طرف سے وقتاً فوقتاً کی گئی۔ حسابی فرق۔ ذاتی تصرت کا ثبوت وغیرہ) چھپوا کے شائع کر دیجیے۔ ورنہ آپ کا مضمون محض بلطیفہ سنجی ہی تک محدود رہے گا فقط

شخصی غلام اور آئینی غلام

بار بار کہنے کی عادت نہیں ہم تو ایک ہی مرتبہ کہتے ہیں اور "دو ٹوک" بات کہتے ہیں آجکل ایک گروہ پیدا ہو گیا ہے جو "باجی پن" کے ذریعے سے کسی ریاست یا کسی حکومت کی اصلاح کا مدعی ہے۔ اور ان کے تھانگی اکثر اخباری کاغذ ہیں۔

زمانے کے مزاج اور طبعی انقلاب سے انکار کوئی آنکھوں والا نہیں کر سکتا۔ ہندوستان کی برطانوی حکومت دعوی دار ہے کہ ہم آئین اور قانون کے روسے حکومت کرتے ہیں مگر دنیا اسے بھی ناپسند کرتی ہے۔ اور انقلاب کی خواستگار ہے۔ ہندوستانی ریاستوں کی رعایا مدت سے جس آئین میں پرورش پا رہی تھی اس سے بیزار ہے۔

لیکن یہ سراسر جھوٹ ہے کہ اس آئینی سلطنت کی آبادی سے جسکے ہم ماتحت ہیں ریاستوں کی رعایا زیادہ ایذا میں مبتلا ہے۔ آسمانی آفات مثلاً قحط و وبا سے قطع نظر کر کے دیکھیے تو آج بھی شخصی غلاموں کی حالت بہ نسبت آئینی غلاموں کے بدرجہا بہتر ہے۔ پیٹ بھر کے روٹی ملتی ہے تن کے موافق کپڑا ملتا ہے۔ کمزوروں اور شہ زوروں کے پاس مساوی آلاتِ مدافعت و حفاظت موجود ہیں (یعنی اکثر جگہ اسلحہ کی قید و بند سے رعایا آزاد ہے) رسم و رواج و رسم کی بنیاد پر ایسے قوانین بھی موجود ہیں جن پر آجتک عمل ہوتا رہا۔ یہی قوانین اگر عقل و عدل کے گھیرے میں لے لیے جائیں تو امن و آسائش کی راہیں بھی زیادہ وسیع ہو جائیں۔

مگر "باجی پن" یا باصطلاح بد نصیبین "بچھڑے پن" کا خدا بھلا کرے اور ان اخبار نویسوں کو بھی اللہ سلامت رکھے اتنا نہیں سمجھتے کہ انقلاب کو بکار آمد بنانے کے لیے اصلاح نفوس پہلی منزلِ ترقی ہے اور بغیر اسکے ہرگز انقلاب ہو بھی جائے تو خودکشی کا چھوٹا نہیں بڑا بھائی ثابت ہوگا ظالم کی حکومت ہمیشہ اسی طریقے سے پائدار ہو جاتی ہے کہ رعایا بدنفس ہو ورنہ شخصی ہو یا جمہوری ظلم کی پاداش فوراً حکومت کو مل جاتی ہے۔

ہمیں نہیں معلوم کہ عوام کے اصلاح نفس کے تدابیر کون سے اخبار نویس صاحب تعلیم فرماتے رہتے ہیں۔ البتہ یہ بارہا دیکھا کہ لوگوں نے رعایا کو (وہی باجی پن کی راہ سے) حاکم یا رئیس کے خلاف بھڑکایا اور اتنا بھڑکایا کہ وہ بغیر کسی مطالبے کے لڑنے بھڑنے پر آمادہ ہو گئی یہ کم زور مار کھانے کی نشانی ہے شورش کرنے کے خمیازے میں دو تو بیچاری پٹ گئی اور اخبار نویس صاحب نے سوکھی ہمدردی اور قلمی گدڑ بھبکیوں پہ مجروح رعایا کو ٹال دیا۔ بس! یہی ہو سکتا تھا۔

ہم نے ایک معزز اخباری کاغذ کی یہ حرکت نہایت افسوس کے ساتھ ملاحظہ کی کہ جب فرمانروائے حیدر آباد دکن کے مسکن میں بم برامد ہونے پر بہت بغلیں بجائی ہیں گویا بڑی نعمت مل گئی۔ جناب ایڈیٹر رعایا کا دل بڑھاتے ہیں کہ ان رئیسوں کی یہی سزا ہے بھول ہی رہیں گے۔

یہ امر قابل غور ہے کہ (۱) حیدر آباد کوئی غیر منظم ریاست نہیں (۲) رئیس فضول خرچ نہیں (۳) رئیس نے تمدنی اور علمی ترقی کی راہیں کھولنے میں اپنے پیشرو رؤسا کی بہ نسبت بہت زیادہ خدمت کی (۴) مذہبی عناد قولاً و فعلاً کبھی نہیں پیدا کیا۔ (۵) قوانین مروجہ (اگرچہ قابل اصلاح ہیں) برطانوی ہند کے قوانین سے زیادہ قریب عدل خاصات ہیں۔ (۶) کھانے پینے کی چیزیں جتنی ارزاں ہو سکتی تھیں آتی ہی ہیں یعنی یہ نہیں ہوا کہ قوت لایموت کے عوض میں غیر ملکی اور غیر مفید بیرونی مصنوعات حاصل کر کے "نہ باسی بچے نہ کتا کھائے" کی مثل اصل کر دکھائی ہو۔

(۷) باوجود غیروں کے بس میں ہونے کے بڑے عہدہ دار اکثر ہندوستانی اور وطنی ہیں۔ اگر کچھ مفسد نمک حرام اپنے باجی پن کی بدولت عہدے سے برطرف اور خارج البلد ہوئے تو ہمارے دوست اور مفسد اہل قلم ان کے "لاؤڈ اسپیکر" بن گئے یا رو جیسے اپنے خبیث کدورت بھرے نفس کا آئینہ کسی جلا ساز کے پاس لے جاؤ۔ وہ باجی پن کی جھائیاں دفع کرے پھر بڑی بڑی ریاستوں کی اصلاح تمہارے قلم سے اچھی معلوم ہوگی۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ زمانے کے مقتضے کے موافق قوانین میں تغیر ہونا چاہیے مگر ایسا کوئی قانون کسی ملک میں نہیں رواج پا سکتا جو باجی سزایاب مجرموں کے انتقام کا ذریعہ بن سکے کیا ایسا قانون کہیں ہے؟

سوال یہ ہے کہ اپنے ہی اخلاقی اور آئینی گناہوں کی پاداش میں جو لوگ قانون یا حکام سے انتقام پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور جنھیں غیر متعلقات کے مفسدوں سے پر تھپک اور پشت گرمی کی ڈھارس ہو جاتی ہے۔ باجی ہیں یا نہیں؟

جواب خود ہی اپنے دل میں دے کے غرا جاؤ۔ سمجھے؟

راقم

فلاسفر

پنچ۔ آپنے عرب کی مثل تو سُنی ہوگی؟ (ایک مسخرا باقل نامی شخص باقل سے زیادہ احمق ہے) باقل نے ہرنی خریدی کی۔ لوگوں نے قیمت پوچھی تو آپ نے دونوں ہاتھ سے چھوڑ کے ہاتھوں کی دسوں انگلیاں کھول اور زبان نکال کے کھڑے ہو گئے یعنی دس اور ایک گیارہ درہم ہرنی چل دی جنگل۔ اور حضرت رہ گئے۔ ایسے اخبار نویس باقل سے کم نہیں۔

موسم برسات میں اکثر امراض کی از حد ضرورت ہے

سندھا سندھو

کھانسی۔ ہیضہ۔ دستِ صفرا۔ سنگرہنی۔ آتیسار۔ پیٹ کا درد۔ قے۔ دست۔ بچوں کے ہرے پیلے دست وغیرہ کی آزمودہ دوا قیمت فی شیشی ۸ آنہ

دورو پچ کیمبری

داد کی دوا

بغیر جلن اور تکلیف کے داد کو جڑ سے کھونے والی دوا قیمت فی شیشی ۴ آنہ

محصول بذمہ خریدار

بال سندھا

بچوں کو طاقتور۔ خوبصورت اور تندرست بنانے کے لیے مفید دوا قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۹ آنہ

درا کشا سو

جسم میں فوراً قوت بڑھانے والا قبض۔ بدہضمی۔ کمزوری۔ کھانسی اور نیند نہ آنا دور کرتا ہے۔

قیمت بڑی بوتل ۲ روپیہ چھوٹی بوتل ۱ روپیہ

سب دوا فروشوں سے ملتا ہے دھوکے سے

نقل دوا نہ خریدیے

منگانے کا پتہ:۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

برانچ کلکتہ — برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست سنہ ۱۹۳۱ء

معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمایئے۔

المشتہر:۔ مقتدا خاں اقتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) دو روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچہ واپس نہ لیے جائینگے

[illegible]

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پریمی بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ کل ادویات ونیز جڑی بوٹیوں سے تیار کیا گیا ہے۔ تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایت آنکھ مثلاً سرخی۔ پھولا۔ جالا۔ پربال۔ ککرے۔ آشوب چشم۔ نزلہ۔ دھند۔ شروع موتیا بند۔ رو ہے۔ سوزش وغیرہ کے لیے از حد مفید و اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۱ ماشہ ۴ آنہ۔ آدھ درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہاری سنہا بی اے۔ ۴۸ سوامی نگر دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ خور دہ طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالمِ یاس میں نجات حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حاذق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی [illegible] فرما کر فائدہ اٹھایئے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچایئے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر:۔ منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں ہے اور نہایت ہی آسان ہے اسی وجہ سے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر یا ٹائپ رائٹر کا بعینہ فوراً تنہا خود چھاپ سکتا ہے۔ بکنامے وکالت نامے امتحان کے پرچے۔ نوٹس۔ خطوط۔ لیبل وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمہ کے حکام بالا کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ نیز دفتر "ہمت" میں بھی عرصہ سے موجود ہے۔ حال میں لکھنؤ کونسل میں بھی پسند کر کے لیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ اگر اس سے آسان جلد و خوشنما کام کر نے والا آپ کوئی اور پریس ثابت فرما دینگے تو یہ بے تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

لیٹر سائز۔ نوٹ پیپر۔ فلسکیپ سائز۔ ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ وغیرہ

۴×۶ انچ — ۷×۱۰ انچ — ۸×۱۳ انچ — ۱۳×۱۰ انچ

[illegible] روپیہ — ۱۲ روپیہ — ۱۷ روپیہ — ۳۲ روپیہ

پریس کا مفصل اشتہار ڈاک ٹکٹ بھیج کر منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ سے طلب فرمایئے

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نازیبی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ [illegible] مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No. A 783
1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
۱۹۳۱ء
اودھ پنچ
قیمت پیشگی (اندرون ہند)
سالانہ ...... پانچ روپیہ
ششماہی ... تین روپیہ
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

جلد نمبر ۳۴
مضامین
۲۱ ستمبر ۱۹۳۱ء

چھوٹے بھیا

"افسانہ"

"جا بے کہہ دے اپنے باوا سے"

آپ جانیے کون سی ہیرون ہے جو خوبصورت نہیں ہوتی۔ ابی ہمارا قلم خوبصورت بنانے پر بھی قادر ہے۔ بدصورت بنانے پر بھی۔ بات یہ ہے کہ مصور خوبصورت تصویر بنا کے دل والوں سے اچھے دام پاتا ہے تو شاعر کیوں اپنے محبوب مطلوب کو بدصورت ثابت کر کے اپنی حماقت کا اظہار ہم نشینوں میں کرے اور یہ طعنہ سنے کہ حضرت ایک چڑیل پر مرتے ہیں۔ نگاہ نقاد نہیں جیسی روح ویسے فرشتے" اور "افسانہ طراز" کیوں ناظر افسانہ کو یہ کہنے کا موقع دے" ہٹاؤ بھی چڑیل کے عشق کی کہانی بھی کوئی کہانی ہے" یہ سب ڈکان داری لہذا سمجھ لیجیے کہ جس طرح سب کے معشوق حسین ہی ہوتے ہیں ہمارے رستم داستان کی محبوبہ "ویرا" بھی پرلے سرے کی خوبصورت۔ آنکھ کٹیلی ستی چور۔ ناک جنت کا ناکا۔ رخسار گلستان بہار۔ گردن بلور کی نہیں تو کسی صراحی۔ ہاتھ پاؤں سڈول۔ چھلاسی کمر۔ ٹانگیں گول میز کانفرنس میں ناچنے کے قابل۔ عمر یہی کوئی اٹھارہ برس کی یعنی جب سے گاندھی جی کا نام نامی لیڈروں میں رفتہ رفتہ لیا جانے لگا وہی وقت اسکی پیدائش کا تھا۔ سربراہ کمرا تھا۔ گھر میں سگھڑ سلیقہ کی تمام علامتیں پائی جاتی تھیں۔ بی ویرا صبح تڑکے اٹھتیں اور صبح سے آئینہ کا منہ دیکھتیں کنگھی اور بالوں میں کشتی لڑا دو تیں پھر روغن قاز مل کے ادا کا زلف کو ملکی چوٹی باندھ میں پالتی

اور شکنجے میں کستیں۔ وایسلین کی مدد سے بالوں کا پیچ و خم درست کرتیں۔ پھر سر راہ کھڑکی تھی اسکے پاس کرسی بچھا کے صبح کی بہار دیکھا کرتیں۔ سامنے ایک جوان بست و سہ سالہ لمبا بالا صبیح و وجیہ "ولٹر" نامے رہتا تھا۔ اس بیچارے کی نگاہ نہایت نزدیک بین تھی جب کوئی شخص بیس قدم کے فاصلے پر آجائے پہچان نہ سکتا تھا۔ ویرا کا مکان بیس قدم سے زیادہ فاصلے پر تھا اس وجہ سے میاں ولٹر ایک گوری چٹی گڑیا کو چلتے پھرتے دیکھتے مگر آنکھیں نگاہ ناک نقشے کے باریک محاسن کے نظارے سے محروم رہتی۔ صرف یہی محسوس ہوتا کہ ایک سفید رنگ خوش پوشاک مجسم پھرتی چلاکی۔ پوری چھلاوہ عورت بجلی کا سا انداز رکھتی ہے۔ شوق نے آنکھوں کا علاج کرانے پر مجبور کیا۔ ڈاکٹر نے عینک تجویز کی۔ عینک ساز نے ایک بھدی بھدیسلی عینک بنا دی کچ کڑے کی موٹی کمانی گاڑی کے بم سے مشابہ کانوں کے چکر پر

اطلاعنامہ بنام دائیان بسبت تعین تاریخ سماعت درخواست دیوالہ

(دفعہ ۹ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء)

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر اول مقام بہرائچ

درخواست دیوالہ نمبر ۱۱ سنہ ۱۹۳۱ء

بمقدمہ قرار دیے جانے دیوالیہ مسمی سور جبلی ولد گنیشی قوم کوریا ساکن منہارہ توکلی پرگنہ حسام پور ضلع بہرائچ سائل بنام شنکو وغیرہ .... مہاجنان

ہرگاہ مسمی سور جبلی سائل نے عدالت ہذا میں بذریعہ عرضی مورخہ ۲۱ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء درخواست کی ہے کہ وہ حسب منشاء ایکٹ دیوالیہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء دیوالیہ قرار دیا جاوے اور تمہارا نام فہرست دائنان میں جو مدیون مذکور نے داخل کی ہے پایا جاتا ہے لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ عدالت نے تاریخ ۱۳ (چہ) ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء واسطے سماعت درخواست مذکور الصدر اور لینے بیان مدیون کے مقرر کی ہے اگر تم کچھ اس معاملہ میں پیروی کرنا چاہتے ہو تو اصالتاً یا بذریعہ وکیل جو حال مقدمہ سے بخوبی واقف ہو وقت مقرر کیا گیا ہو حاضر ہو۔

آج بتاریخ ۱۵ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری ہجر ۱۰ بجے سے چار بجے شام تک

رکھ دی گئی نگاہوں کے دو چار جو ان ہی جتنے تو سبحان اللہ۔ واہ واہ جس طرف انھوں نے اشارہ کیا اسی طرف سر پٹ بے عذر چل کھڑے ہوئے۔ خدانخواستہ آنکھوں میں کوئی ایسی بیماری تھی نہیں جو دستکاری کی محتاج ہوتی" کہ بینی" بھی کوئی بیماری ہے؟ بقول بونصیبن کے اسٹر سکھے مٹی کے تیل کی روشنی اور غیر طبعی غذاؤں کو یہ بیماری تو اب عام ہے" آنکھ کھول کے دیکھا تو بچے سب اندھے اب میاں ولٹر کو گھوڑم گھار امیں مزا آنے لگا اگر ویرا کے گال پر مکھی بھی بیٹھی تو انھوں نے اسکے پہلوں کے نقش و نگار دیکھ لیے۔

ویسے مشاغل جن کے انجام دیے بغیر چارہ نہ تھا پورے کیے جاتے وہ بھی کس طرح؟ مثلاً میاں کرسی پر پڑے ہوئے سامنے کی کھڑکی سے آنکھیں لڑا رہے ہیں نوکر نے گھنٹی بجائی کہ "خاصہ تیار ہے" مجبوراً اٹھے دو چار اونڈھے سیدھے نوالے پیٹ میں اتارے پانی کے جنگل جنگلی گھونٹ پیے تولیے سے منہ پوچھا ہاتھ میں کتاب اٹھائی اور پھر کھڑکی میں کرسی پر آکے بیٹھ گئے۔ اب اسوقت تک اپنی جگہ سے نہ ہلیں گے جب تک ایسا ہی ضروری کام کوئی اور نہ پیدا ہو جائے۔ صبح ہوئی تو۔ شام ہوئی تو ولٹر قطب ہو گئے۔

"وہ آئی۔ ارے وہ تولیا اٹھا کے منہ پونچھا۔ ہائے میں تولیا نہ ہوا۔ اوچھا جی۔ آپ آئینہ دیکھ کے اپنا منہ بھی بگاڑتی رہتی ہیں۔ کاش اسی طرح میرا منہ چڑھاتیں۔ لو۔ وہ جھاڑو اٹھا کے زمین جھاڑا۔ کوڑے کی قسمت میری قسمت سے اچھی ہے۔ آج کو ہم کوڑا ہوتے تو اچھے رہتے وہ اپنے ہاتھ سے جھاڑتیں۔

— خدا کی قسم کتنی چابک دست ہے۔ پیانو کی پٹریوں پر انگلیاں پھرتی ہیں کہ بجلی کوندھتی ہے پیانو! اور۔ پیانو!! ہے کمبخت۔ کچھ تھوڑی دیر کے واسطے اپنا لباس عاریتاً دے دے۔

ان تمام حالات میں "ویرا" بھلی معلوم ہوتی تھی۔ ولٹر صاحب کے ہاتھ میں کتاب سے نہیں

چوری چھپے کا "عشق بجائے خود جرم ہے" ایسے عاشق بھی کہیں آزاد ہوتے ہیں۔

ولٹر کے مرحلۂ عشق میں "رقابت" حائل تھی مگر چونٹی کو موت کا ریلا بہت ہے" کیا معنی کہ ویاسکے والد محترم بھی رقیب رسیا سے کچھ کم نہ تھے۔

دیکھیے بی ویرا عطر میں ڈوبی۔ لباس فاخرہ سے آراستہ روبرو بیٹھی ہیں۔ آنکھوں کی پتلیاں اور پلکیں ناچتی اور جھپکتی ہیں۔ ڈھیلے جہان مستی کا تماشا دکھا رہے ہیں۔ عاشق کا ہاتھ بار بار دستے کی منڈی کی پھند کانے (مصافحہ کرنے) کے لیے اضطراب کے ساتھ بڑھتا ہے مگر بڑے میاں کی عالم شگاف نگاہیں عاشق کے چہرے پر گڑی ہوئی ہیں۔ کسی طرح نہیں چوکتیں ان کا بڑھاپا بھی رقیب کا نائب ہے۔ اپنی جگہ سے کھسکنا نہ ہوا۔ کہ وہ گھڑی کو ٹل جائیں تو دل کا ارمان نکلے جی نہیں ان کے چوتڑ کرسی کے عاشق ....

اور کرسی ان کے چوتڑوں کی گرویدہ۔ کرسی کا ہے کو حصۂ جسم اور جزو بدن کہیے۔ کوئی بھلا کیونکر بات چیت کرے۔ ہنستے بولے۔

اس پر طرہ بڑے میاں کی یہ عادت کہ جب تک بیٹھو ہماری بوڑھی روڑھی باتیں سنتے رہو۔ کیا مجال جو کوئی تیسرا مخاطب ہو۔ کبھی ویرا سے ولٹر نے کوئی بات کہی تو بڑے میاں جھٹ سے بولے: سنو۔ سنو۔

ولٹر نے پہلو نکال کے ویرا سے کچھ پوچھا تو پھر "سنو۔ سنو"

اس کے یہ معنی تھے کہ بات کرنے کے قابل صرف میری ذات ہے۔ آہ کچھ نہ پوچھیے جو ولٹر کے دل اور کان پر یہ "سنو۔ سنو" قہر ڈھاتی تھی۔

اکثر ولٹر پر یہ ترکیب گراں گزرتی مگر جوڑوں کی وجہ سے کم سنڈی کون چھوڑ تا ہے" قہر درویش بجان درویش۔ بات چیت نہیں ہوتی نہ سہی ایک دوسرے کو قریب سے دیکھ لیتا ہے۔ کھڑکی میں بیٹھ کے اشارہ کنایہ کرنے سے یہ فرحت کئی ہزار درجہ بہتر ہے۔ ولٹر نے گانے بجانے کا تذکرہ چھیڑا:۔

— اے سبحان اللہ۔ شام کو جو گیت آپ نے گایا تھا۔ کیسا مزہ تھا۔ محبت میں ڈوبا ہوا۔ اثر سے بھرا ہوا ——— اور وہ قصیدہ تو اپنا جواب ہی نہیں رکھتا ———

یعنی میں ——— × ——— × ——— × —

بڑے میاں "سنو سنو۔ ٹھہرو میں نے سنا ہے کہ آجکل منڈی کا بھاؤ بہت گر گیا ہے۔

——— میاں ولٹر یہ تو بتاؤ ملک کی مالی حالت برابر گرتی چلی جاتی ہے وزارت کو بالکل اس جانب توجہ نہیں۔ ٹھہرو ٹھہرو مجھے ایک نظر تجارت کی کساد بازاری پر بھی ڈال لینے دو۔

غریب ولٹر دل میں کہتا "خدا کی مار منڈی پہ میں کیا جانوں منڈی کیسی ہوتی ہے میرے روبرو خود ایک روشنی منڈی موجود ہے۔ آگ میں سلگاری ہوئی۔ چولھے میں جائے مالی حالت۔ میرے دل کا خزانہ نقد محبت سے خالی نہیں۔ یہ دل کی تجارت ہے اسکے نفع کا پوچھنا ہی کیا!" مگر ہوں۔ درست فرمایا۔ شاید۔ البتہ واقعی۔ جناب صحیح فرماتے ہیں۔ جی ہاں۔ یہی ہے" کہہ کے پھر ویرا سے جواب سوال کا سلسلہ چھیڑتا۔

——— ارے بھائی دیکھو ملیریا نے اکی سخت حملہ شہروں کی آبادی پر کیا اور تم خیال کرو کہ لیتھ آفیسر کانوں میں تیل ڈالے بیٹھا ہے۔ تحفظ صحت کا محکمہ ایسا خاموش ہے جیسے اس کا وجود ہی نہیں ——— کیا تم بیان کر سکتے ہو کہ انفلوانزا کیونکر پیدا ہوتا ہے۔

مجھ سے سنو یہ لفظ عربی زبان سے ماخوذ ہے۔ بھیڑ۔ یعنی دنبہ۔ یعنی وہ بال دار جانور جس کی کھال ہمارے بہت کام آتی ہے۔ سمجھ لو کہ اگر بھیڑ نہ ہو تو ساری دنیا کو پشمینہ میسر نہ آئے اسکو عربی میں "عنز" کہتے ہیں۔ عنز کے دماغ سے ہمیشہ رطوبت جاری رہتی ہے۔ یعنی وہ اسی نزلہ میں مبتلا رہتی ہے۔ عورتیں اسی معنی سے کہتی ہیں؟ فلاں شخص کا بھیڑ کا جنم ہے" نتھنوں کے سینچے کسی وقت خشک نہیں ہوتے چھینکتا رہتا ہے۔

ولٹر" جی ہاں ——— (دل میں) وہ لوگ چھینکتے ہیں میں آپ پر چھینکتا ہوں "

بڑے میاں۔ نتھنوں کو عربی میں "الف" کہتے ہیں تو اب ان دونوں لفظوں کو جوڑو ———

ولٹر۔ جوڑے ہماری بلا۔) کیا ہوا؟ "الف العنز" بےشک جب انفلوانزا میں کوئی مبتلا ہوتا ہے تو وہ صاحب "الف العنز" ہو جاتا ہے۔ ٹھہرو ٹھہرو ادھر نہ دیکھو میاں صاحبزادے! یہ نکات ایک بڑا ماہر علم اللغۃ بھی تم کو نہیں بتا سکتا "انفلوانزا" مشتق ہے "الف العنز" سے۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا

(زہر خند) یہ افادات ہیں جن پر حالی کے ساتھ عبور نہیں رکھتے۔ علےٰ ہذا القیاس ——— ویرا ذرا لعنت اٹھاتا۔ ہاں بالکل صحیح ہے میرا خیال ٹائیفائڈ مشتق ہے "طفئت النار" سے۔ یہ مرض آتش روح یا حرارت حیوۃ کو بالکل بجھا دیتا ہے"

ابھی بڑے میاں کے افادات ختم نہ ہوئے تھے کہ "بڑی بی" آ پہونچیں۔ اور انھیں بھی یہی سوجھی کہ غریب ولٹر ہی سے مخاطب ہوئیں ہاں صاحب جوانوں کی جانب رغبت ہونا یقینی ہے؟ ——— ہاں میرے بچے۔ صاحب بالکل صحیح فرماتے ہیں ان کے انکشافات کو آج ایک ڈاکٹر بھی نہیں پہونچتا۔ بھلا بتاؤ "کالرا" کا نام کیونکر رکھا گیا۔ حقیقت میں ایک عورت "کلیرا" نامے تھی اس نے اپنی عمر میں ہنٹر خاوند کیے اور سب ایک ایک دو دو مہینے کے بعد خدا کے گنج پہونچ گئے۔ تم سمجھو تو۔ آخر بیچاری عورت کا اس میں قصور ہی کیا ہے وہ تو زندگی کا سہارا ڈھونڈنے پر مجبور ہے۔ خیر تو میں کیا کہتی تھی۔ ہاں ——— جب یہ مرض یورپ میں مشرق سے آیا تو اسی سدا سہاگن کے نام پر اسکا نام رکھ دیا گیا "ویرا" میں مسٹر ولٹر سے باتیں کرتی ہوں تم ذرا کھڑکی کی پتلی دیکھ لو پانی چھن چھنا رہا ہے "

"۔۔۔۔ ارے خدا کی مار کلیرا پر۔ بڑے
میاں کو "الف العنز" ۔۔۔۔ بڑی بی کو طلعت النارہ
کمبخت نے کلیجا پکا دیا ۔۔۔ جی ہاں۔ درست
ارشاد ہوا۔ میں بیں مس ویرا کے گانے کی
تعریف کر رہا تھا ۔۔۔۔"
بڑے میاں۔ ٹھہرو۔ سنو۔ کام کی باتیں یاد
رکھنی چاہئیں جب میری ساٹھ سال کی تھی
اور میں جوان تھا۔ ×۔
بڑی بی "بے شک مسٹر والٹر کسی وقت میں
جوان تھے۔ اور اب بھی ان میں کیا خرابی ہے
تھوڑا سا ضعف ہے۔ یخنی پینے جا رہے گا۔
ہاں ویرا۔ ویرا (اللہ سمجھے بڑھیا سے خدا کرے مس
کلیل سے ان کا بیاہ ہو)۔ دیکھو وہیں پیاز رکھی ہے
وہ بھی چھیل کتر کے یخنی میں ڈال دینا۔ میں مسٹر
والٹر سے بات کر رہی ہوں اے یہ تو بھول ہی
گئی۔ آلو بھی چھیل ڈالو۔ (ارے تو۔ مردار خدا
کرے تو بھی پیاز ہو جائے کہ بکل اُدھڑیں)۔
بہت دن گزر گئے۔ حاضر باش والٹر آنکھیں
سینکتا رہا۔ بڑھیا بھی گھر سے نہیں نکلتی۔ بڈھا بھی
کرسی نہیں چھوڑتا۔ ہائے کسی وقت تنہائی نہیں
مگر صبر۔ ویرا کا حکم ہے کہ آنا جانا ترک نہ کرو۔
بہت خوب۔ آخر دن پھرے۔ ایک روز یہ بوڑھا
جوڑا تھوڑی دیر کے لیے گھر سے نکلا۔ نکلا تو۔
لیکن ایک بلا کو چھوڑتا گیا۔ وہ کون؟ ۔۔۔۔
چھوٹا بھیا۔ ویرا کا ہفت سالہ بھائی اور والٹر کا
آئندنی سالا۔ نہیں ناشدنی سالا۔ اس عارضی
تنہائی اور خلیے میں یہ لونڈا مخل ہوا۔ آہ کتنے
انتظار کے بعد؟ مگر اس کی فرمائشوں نے کسی طرح
اطمینان سے بات نہ کرنے دی۔
جیسے بی گول میز کانفرنس اور گاندھی جی کے
کورٹ شپ میں مسلم کانفرنس اور خلافتی مسلمان
خلل [illegible] بنے ہوئے ہیں۔
فرمائشوں پر فرمائشیں جاری ہیں ۔۔۔۔
"باجی۔ مربے نکال دو۔ یہ دو میری قمیص پھٹ گئی
ہے اسے سی دو۔ میری ٹوپی ٹوٹ گئی ہے اسے

باندھو ۔۔۔۔ مجھے بھوک بہت لگی ہے ۔۔۔"
میاں والٹر اس تشفی سے بہت جلے۔ آہ۔
سالا کسی طرح تالو سے زبان نہیں لگاتا۔
والٹر صاحب نے دل لگی دل لگی میں صاحبزادہ
بلند اقبال کا گیند اٹھایا اور خانہ باغ میں
پھینک دیا۔ "تیر تکے" والے سپاہی نے بھی
یہی تدبیر کی تھی (یہ حکایت اودھ پنچ میں
مضحکات نعمت خان عالی سے نقل ہو چکی ہے)
جب ایک بنیا اپنی نئی دلھن کو میکے سے سسرال
لیے جاتا تھا۔ مس ویرا نے ماما کی کتاب باہر
پھینک کے عاشق کو بلایا تھا۔ مسٹر والٹر نے
گیند پھینک کے لونڈے کو دوڑایا۔
۔۔۔ لونڈا کمبخت ایک ہی چالاک مفسد۔ وہ
تو چلا گیند اٹھانے۔ یہاں عاشق معشوق نے
معانقے کی فرصت پائی ابھی اُلٹے لام الف
(لا) کی شکل اچھی طرح بننے نہ پائی تھی صرف
ہونٹھ دو چشمی ہے (ھ) بنے تھے ۔۔۔ صدا
بلند ہوئی ۔۔۔ "جیت" ۔۔۔۔" پیچھے پھر کے دیکھا
تو لونڈے کو ادھر ہی دیکھتے پایا۔ (ہا سالے۔
تجھ سے خدا سمجھے) مس ویرا کے ہونٹ کھلے کے
کھلے رہ گئے۔ مسٹر والٹر ہکا بکا۔
۔۔۔۔" ہاں۔ تم نے ویرا کا منہ چوما۔ آنے دو۔
ابا جان کو کہوں گا" آہ اتنی پشیمانی تو گول میز
کانفرنس کو سونگھ کے ہمارے گاندھی جی کو بھی
نہ اٹھانی پڑی ہو گی ۔۔۔ قیامت۔ آفت۔
"لو یہ چونّی اسکاؤٹ ڈور کنکوا منگانا ۔۔۔ اور لو
یہ اکنّی اسکے بتاسے کھانا"
۔۔۔۔ چونّی تو پائی مگر اسی بات پر مجھے ساتھ لے کے
سنیما دکھلاؤ۔ ورنہ پھر ۔۔۔۔ کہوں گا۔
ابا سے ۔۔۔۔"
۔۔۔۔ نہیں میاں نہیں۔ ہم بھی سنیما جائیں گے
اور تمہیں بھی آج ہی تماشا دکھلائیں گے"
وقت گزرتے دیر نہیں لگتی "ترو مادہ آفت"
(یعنی بڑے میاں اور بڑی بی) سیر سے واپس آ گئے
چھوکرا باپ کی صورت دیکھتے ہی چلایا "ابا۔

ابا ۔۔۔ آج والٹر ۔۔۔ اور ۔۔۔ ویرا"
دونوں کا منہ فق ہو گیا [illegible] نہیں بن
میں ۔۔۔ ویرا نے آنکھ دکھائی والٹر کٹ کٹا کے
دلہو نے فوراً کہا ۔۔۔ جی ہاں میں نے اور ویرا نے
چھوٹے بھیا سے وعدہ کیا ہے سنیما دکھانے کا"
خوشامد سے پلیو بٹھو نکی۔ ایک چونّی ان کے ہاتھ
میں رکھی کہ جب تک سنیما کا وقت آئے تم
مٹھائی کھاؤ۔
سنیما کے تماشے کی اب صاحبزادے کو لت پڑ گئی
"ہاں نہیں چلو گے ابھی کہتا ہوں ابا سے ۔۔۔
ابا۔ والٹر نے ۔۔۔ ویرا کا ۔۔۔ بو ۔۔۔۔!
ویرا نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ والٹر نے جھک مار کے
تماشا دکھانے کا وعدہ کر لیا۔ یہ ادنیٰ سی ٹھیک
تھی۔ اسکے علاوہ اب میاں والٹر کو جب تک
جیب میں کافی چھوٹے سکے نہ رکھیں یہاں آنا
دشوار ہو گیا۔ والٹر صاحب تھے خزانچی صاحبزادے
چک پر چک تحریر فرماتے اور دستخط کرتے وقت چلاتا
"کہتا ہوں ابا سے ۔۔۔۔ اے دیکھیے ابا۔
کہوں؟ ۔۔۔"
"نہیں بھائی لو یہ چونّی۔ بس اب تو خوش ہو"
کئی ماہ یونہی اُمیدواری اور "رد سالے" میں
کٹ گئے۔ آخر باقاعدہ منگنی کی نوبت آئی۔
درخواست منظور۔
دن عید رات شب برات۔ والٹر کو ہر وقت
آنے جانے کی اجازت نہ بڑے میاں اور بڑی بی
کی نگرانی موقوف۔ اب جو صاحبزادہ بلند اقبال
یعنی چھوٹے بھیا یعنی ننھے سالے یعنی مفت کے
قرضخواہ نے ایک دن بہن اور بہنوئی کو منہ سے
منہ ملائے ایک کتی سے دوسری کتی میں شہد
عشق اونڈیلتے دیکھا تو لگے دھونس جمانے
"کیوں ویرا۔ کہہ دوں ابا جان سے کہ یہ
یہ ۔۔۔ وی ۔۔۔ را ۔۔۔ ول ۔۔۔ ٹر ۔۔۔ سے منہ چوما
رہی ہے"
بڑی بی یا بڑے میاں کے کان صحیح و سالم
تھے۔ معلوم نہیں آواز پہنچی یا نہیں لیکن

ملاقاتی دعوت کا گانا

(قیاسی منظر)

وزارت (انگلستان) آؤ مل جل ہمارے ڈیرے۔ ابر گہر بار ہوں کرم تیرے "

خلافت (شکم) بھوجن کرا دے سویرے سویرے۔ نا ہم اپنے نا ہم تیرے "

نیابت (جمہور ہند) ناحق کے بل (اپنے) پھیرے۔ کیسے پھنسے ہم

ارے رے۔ ارے رے "

چرچلیت (دل انگلستان) بغاوت ہے تم سب کو گھیرے "

بغاوت (ہند) جی کے جلاب نے ڈالے ڈیرے۔ اب نہ بنے گی تیرے میرے "

کوئی اُس تکلیہ میں درد اندازہ نہ ہوا۔
ہاں یہ بے شک کرنے کے باہر جانے والوں نے دیکھا کہ "چھوٹے بھیا" کے کان کسیقدر سُرخ ہیں۔
"کیا ہوا؟ میاں کیا ہوا؟ کیوں روتے ہو"
— کچھ نہیں مرمعدول ٹرنے دیرا کا منھ چڑا۔ میں نے جو ابا جان کو پکارا۔ تو میرے کان مروڑ دیئے اور کہا:-

"جا بے کہدے اپنے باوا سے"

بدمعاش ہر پیار کے بدلے ایک جوتی دیتا تھا وہ بھی نہیں دی۔ رہ تو جا باجی تو سہی جو اماں سے کہہ کے تمام چپاتیوں کے دام کوڑی کوڑی نہ وصول کیے تو.... نام نہیں"

مہاوی گول میز کانفرنس کے بارے میں بھی اسی عمدہ نتیجے کا منتظر ہے خدا کرے کسی روز نہ ونڈے (چرچل اینڈ کمپنی) غُل مچائیں:-
— دیکھیے (ابا جان بل) یہ — گاندھی — پڑھے سے — ویرا (آزادی وطن) مُنھ چڑھا رہی ہے!!!

اور گاندھی کہیں "جا بے کہدے اپنے باوا سے"

راقم

فلاسفر

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

"وکالت۔ اطاعت۔ بطالت"

فی الحال یہی تین موضوع سلطنت ہیں اس لحاظ سے ہمیں اندیشہ ہے کہ گول میز کانفرنس سے دو ایک سال میں بھی کام نہ نکلے گا۔

اول تو زعیم یا نائب صحیح ہندوستان کی طرف سے ایک گاندھی جی یا دو چار آزاد خیالوں کے سوا اور کوئی ذات نہیں جو لوگ سرکاری "زعیم سازی" مشین میں ڈھالے گئے ہیں اُن میں سے کوئی تو اس قابل ہے کہ گوشت بیچے اور بازاروں میں پکارتا پھرے "سری پائے بھی بکری کے۔ دل کلیجی بھی بکری کی" (تصویر دیکھ کے طے کر لو کہ وہ کون ہے)

اور کوئی اس لائق ہے کہ کسوت بغل میں دبائے "تیرا میرا سر مونڈے"۔ کسی کی نرمی اور خصلت نگ کچے کے کباب والے کی سی ہے اور کسی کی چرکٹے اور گوڑیے کی قیمتی پوشاک اور روپے یا موروثی زمیندار تاجر اور بیرسٹر ہونے سے انسان زعیم یا کسی قوم کا نائب نہیں ہو سکتا۔

حکومت نے چن کے ایسے لوگ بھیجے ہیں جو یا تو پورے متعصب ہونے کے باعث فرقہ وارانہ مہلک خود غرضی کی بیماری میں مبتلا ہیں یا ایسے جو مذہب سے تو بے پروا ہیں مگر تمیز و عقل سے عاری اور عارضی ذاتی منافع کے عاشق۔ اگر ہمارے سامنے ان کے نام لیے جائیں تو ہم بتا سکتے ہیں کہ ان میں سے کس میں "زعیم" ہونے کی صلاحیت ہے۔ بدگمانی ہمارا شیوہ نہیں اس لیے یہ تدبیر حکومت وقت کی "وکالت" پر مبنی سمجھیے۔ اچھا اب فرض کیجیے کہ دوران جلسہ ہائے کانفرنس میں کسی دل جلے یا دل چلے نے اعتراض کیا:

"ہم تسلیم نہیں کرتے کہ یہ چکر گھنی کانفرنس "نیابت حقہ" سے مرکب ہے" تو کیا ہوگا؟ اعتراض ہے بجائے خود معقول!

تھوڑی سی کشم بحثا اور تقریر بازی کے بعد رزولیوشن پیش ہوگا:-

"یہ جلسہ تجویز کرتا ہے (۱) کہ مسٹر ٹلو سر تیرو۔ آنریبل سکٹو مسٹر لوکھریا۔ پنڈت مفسدہ پرشاد رائے تو بے پروانہ ڈاکٹر کھوسٹ خلیفہ پیٹ الدین سے مرکب ایک کمیٹی بنائی جائے جو رپورٹ پیش کرے کہ آیا یہ چکر گھنی حقیقۃً حلہ انگریزی مفیدیات کی چکر گھنی ہے یا نہیں۔ (ب) اس کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ شیخ پیر اسید للو حاجی لفاتی مولوی بکس حافظ ایم۔ ایل۔ مولانا عید و صاحبان اور لالہ جغادری دھر مہاراجہ ستیا ناسی پور نواب عبدالخفقان والیٔ جی کال پنڈت شاستا مونہا رائے بہادر غوشی بھوجن گھسیال پھوٹیا۔ اور دیگر حضرات کو جن کی مشارکت اس امر اہم کے طے کرنے میں ضروری خیال کرے ممبروں میں شامل کر لے۔

(ج) چونکہ یہ ایک ضروری مسئلہ ہے لہذا ہندوستانی پریس کو موقع دینا چاہیے کہ وہ بھی اپنی رائے ظاہر کر سکے۔ اور مناسب ہوگا کہ چار ماہ تک (کم از کم) ہندوستانی پریس کو مہلت بجائے کہ خوب اپنے دہی کو ہر ایک میٹھا بنا کے اپنے مخالف کے عقدے کھولتا رہے۔

اسکے بعد جو مسئلہ پیش ہوگا اسمیں اصولی اعتراض کی گنجائش یقینی ہے:-

"ارے صاحب! جب تک یہ تصفیہ نہ ہو جائے کہ یہ کانفرنس نمائندہ جماعت ہے کوئی مسئلہ طے نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص ہندوستان کا اہم مسئلہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ گاندھی جی کُل ہندوستان کے لیڈر ہیں مگر صاحب "اقلیت" کو ان پر بھی اعتبار نہیں۔ پوچھو مسلم کانفرنس سے۔ نہیں تو اُن کے ڈکٹیٹر ہونے میں بھی شک ہے"

اچھا تو پھر یہ مسئلہ طے کرنے کے لیے بھی ایک کمیٹی گڑھو کہ آیا جب تک مسئلہ نیابت حقہ طے نہ ہو جائے فروعی مسائل پر چکر گھنی کانفرنس کو بحث کرنے کا حق ہے

سمن بنام مدعا علیہ بنا بر حاضری اصالتاً بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۳)

بعدالت جج خفیفہ مقام بانسگاؤں ضلع گورکھپور
مقدمہ نمبر ۲۲۴ بابتہ ۱۹۳۱ء

نبدلیسری پانڈے .... مدعی

بنام

تلسی پانڈے .... مدعا علیہ

بنام تلسی پانڈے ولد برجموہن پانڈے ساکن موضع جگدیش پور عرف پانڈے پور تحصیل اساری پرگنہ دھنا پورہ حال مقام مونا فیور بازار کمر پرگنہ مہولی پورہ یا علاقہ منصفی لبتی

ہرگاہ کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ۵ ۔ ۔ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم تبا ریخ ۱۰ نومبر ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے عدالت ہذا میں اصالتاً حاضر ہو اور جواب دعویٰ کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اُسی روز اپنے جملہ گواہوں کو حاضر کرو نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید اپنی جواب دہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز پیش کرو۔

تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۲ ماہ ستمبر ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم محکمہ انگریزی

یا نہیں؟ دو دو چوٹیں ہوتی رہیں تو دلچسپی باقی رہے گی اس لیے ہم تو کہتے ہیں کہ یہ بھی حق ہے اور یہ بھی ٹھیک ہے۔ دلیل؟ دلیل یہی کہ ہم نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی توضیح کے وقت کب ہندوستانیوں کے استرضا کی پروا کی تھی پس دوسری قسط ادا کرنے میں ہم کیوں رضامندی کا انتظار کریں۔ یہ تو دستور کے خلاف ہوا نا؟ گاندھی جی خود بھی اسکے قائل نہیں کہ جو کمیٹی یا کوئی اور کانفرنس مثلاً فیڈرل اسٹرکچر کمیٹی نیابت حقہ کی مالک ہے۔ اسکے علاوہ انگلستان کی کنسرویٹو جماعت پکار پکار کے کہہ رہی ہے گاندھی نام ہے باغی کا۔

بہر حال اگر اسی میں تسکین مضمر ہے تو ایک کمیٹی لگے ہاتھوں بن جائے ؎

کمیٹی در کمیٹی ہے قسمت انڈیا کی سخت ہیٹی

اگر ان کمیٹیوں میں گڑبڑ ہوئی اور ضرور ہوگی تو کیا ہوگا؟ "اطالت"، زمانہ تو ابدی ہے۔ کھینچے جاؤ۔ کسالت یعنی الکسی اور اطالت یعنی بات بڑھانے کا نتیجہ آخری بطالت یعنی بیکاری ہے جس کی تعبیر خجالت یعنی پشیمانی سے بھی ہو سکتی ہے۔ مگر ہم نے اس قافیہ کو دوسرے مضمون کے لیے بچا رکھا ہے خدا وہ وقت لائے گا تو دیکھا جائیگا۔

انگریزوں کے طفیل میں ہندوستان کو کس قسم کے اختیارات حاصل ہوں گے؟ اسکی تصریح کسی وعدے میں دکھائی نہیں دیتی اگر یہ معلوم ہو جاتا تو پھر "بطالت" کا الزام عائد ہوتا اور انگریزوں کے دل میں اپنے بعض اختیارات سے ہاتھ اٹھانے کی سمائی ہے تو اُنکی وضاحت کر دیتے۔ بس اسی پر قناعت کرو۔ آگے تمہیں منتظر رہنا چاہیے۔ اگر ہماری سخاوت کے دریا میں طوفان آیا تو آیندہ کچھ اور دے دینگے۔

شاید کوئی عقل کا مارا اعتراض کر بیٹھے کہ کبھی صاف صاف تو کہا کہ نو آبادیوں کی سی گورنمنٹ ہندوستان میں بھی تصنیف کرنے کا ارادہ ہے۔ اب اور کیا صراحت کرتے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ تشبیہ تام بھی ہوتی ہے اور ناقص بھی۔ اس محل پر تشبیہ تام تو ایک بچے کی رائے میں بھی ٹھیک نہیں اتر سکتی۔ نو آبادیوں میں اکثر وحشی ننگے دھڑنگے آباد تھے انگریزوں نے انھیں تعلیم دے کے انسان بنانے کی سعی نہیں کی صرف اُن کے مقبوضات پر تسلط قائم کرکے خود اُنکی جگہ لے لی۔ ہندوستان پہلے ہی سے متمدن ملک تھا۔ اسکے علم و کمال کی دھاک تھی یہاں کی آبادی کے ساتھ یہ برتاؤ نہ ہو سکا۔ نو آبادیوں میں صرف صاحب لوگ دکھائی دیتے ہیں (ہندوستانی مزدوروں یا تاجروں کے علاوہ) ہندوستان میں ہندوستانی نظر آتے ہیں صاحب لوگ اگرچہ حاکمانہ حیثیت رکھتے ہیں مگر کم ہیں ہر نو آبادی بجائے خود ایک قوم ہے لیکن ہندوستان میں مختلف قومیں اور مختلف مذاہب ہیں۔ پس ایک ملک کی تشبیہ دوسرے ملک سے نہیں دی جا سکتی اور وجہ شبہ کا سرے سے وجود ہی نہیں۔

"ملک" مشابہ نہیں۔ یہ تو آپ مان لیں گے اب لیجیے "کی سی" کے معنے۔ ہم تو "کی سی" کے معنی ایک "آزاد حکومت" حلیف برطانیہ عظمیٰ، یا "ایک ایسا قانون جو عام رعایا کی مرضی کے مطابق حکومت کرے" لیتے ہیں۔ اگر یہی ارادہ برطانوی عمائد و عمال کا ہے تو اسکے لیے وا ہائے ہائے" اور خواہ مخواہ کی دھوم دھام ضروری نہیں۔ کانگریس نے بارہا تصریح کی ہے کہ اعلانات کا یہ منشا نہیں بلکہ "کسالت اطالت بطالت" ہے (خلاصۂ مطالب کانگریس) اس حالت میں تشبیہ ناقص کا اطلاق بھی دشوار معلوم ہوتا ہے کیا وہاں بھی "اقلیت و اکثریت" پر کشت و خون ہوتا ہے؟ ہم نے تو نہیں سنا۔ ہاں ہندوستانیوں کو شکایت کرتے اور لوک دم بھاگتے دیکھا ہے۔ تو کیا "کی سی" کی وجہ شبہ بھاگنے اور بھگا دینے والی باتوں سے متعلق ہے؟ اجی واہ! ہمیں بھولے سے بھی برطانیہ کی جانب ایسی غلطی و غلط کاری کا خیال نہیں۔ اگر بالفرض یہی وجہ شبہ ہے بھی (کنسرویٹو جماعت کا رجحان اسی طرف ہے) تو یقیناً آیندہ خجالت کی پالیسی ان تمام موضوعات پر غالب آنے والی ہے۔ معشوقوں کو بھی جور و جفا پر خجل ہوتے سنا ہے تو حکومت کیا چیز ہے؟ اینجانب کی طرف سے اگر کوئی شخص ملکہ کمیٹی کانفرنس میں یہ رزولیوشن پیش کردے تو سبحان اللہ ہم آج سے "وطن دوست خیال" کہ اس کانفرنس کی مشورۂ سولانا اودھ پنچ یہ رائے ہے کہ ہندوستان کے بارے میں برطانیہ عظمیٰ ایسی پالیسی اختیار کرے جو کسالت و اطالت و بطالت کے خراب نتیجے سے جسے عرف عام میں خجالت کہتے ہیں انگریزوں کا دامن محفوظ رکھے اور ان کی ساکھ مضبوط ہو جائے۔ آمین آمین آمین۔

المختصرات

علما کے سامنے تقریر؟

مسلم گاڑھا کانفرنس بنارس نے چاہے اور مسائل طے کیے ہوں یا نہ کیے ہوں۔ مگر ایک گتھی آج سلجھ گئی آج تک ہمیں اہل اسلام کی طرف سے عملاً یہ ہدایت کی گئی تھی کہ مسلمان ہی وہ مشکل سے سمجھا جائے گا جو دیگر فرق کے ساتھ متفق ہو جائے یعنی کچھ کہتے ہیں سُنی کچھ کرتی کچھ کوئی کچھ۔

ہمارا معزز "حقیقت" مورخہ ۲۰ ستمبر معلوم ہوا کہ اس جلسے میں رحمت بی بی تقریر کرنا چاہتی تھیں بعض علما نے اعتراض کیا کہ شریعت نے عورت کو علما کے سامنے تقریر کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ایک صاحب نے اعتراض قبول نہیں کیا باقی سب خاموش رہے۔ پس اکثر لوگ بے رونقی عالم ہیں اور اُنکی مائیں عالمہ نہیں یا نہیں تھیں اُن کو اپنے شوہر کے سامنے ہمیشہ چپ شاہ کا روزہ رکھنا پڑا ہوگا۔

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اُنکی والدات معظمات محترمات "رجال" کے طبقے میں داخل نہ تھیں۔ اللہ اللہ ایسے مخفی نکات ان حضرات کا نکتہ پرور دماغ اخذ کرتا ہے جسے کوئی فلسفی بھی سمجھ نہیں سکتا۔

مسئلہ اوقاف بمبئی

چیل لسوڑا لے گئی اب کاہے سے بھٹکوں راب؟

بمبئی میں عموماً یہ خیال پایا جاتا ہے کہ جناب سیدنا طاہر سیف الدین صاحب کے خلاف دشمنوں کا زور بہت ہے برہان پور وغیرہ سے رسالے نکلنے لگے بعض کا طرز استدلال منطقی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیٹھ چاند بھائی وقف کے مقدمے میں خود جناب موصوف اپنے عام متولی ہونے کا اقرار کر چکے ہیں۔ اب وہ عدالت میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نائب ہوں ممبر کسی قانون کا اطلاق محال ہے ویسا ہی مذہب ہے جیسے کسی دیہاتی شریف نلاوی نے کبھی کیا تھا ؎ چیل لسوڑا لے گئی اب کاہے سے بھٹکوں راب۔

موسم برسات میں ان ادویات کی اشد ضرورت ہے

سندھا سندھو

کف۔ کھانسی۔ ہیضہ۔ وبائی سول۔ سنگرہنی۔ آتیسا۔ پیٹ کا درد۔ قے۔ دست۔ بچوں کے ہرے پیلے دست وغیرہ کی آزمودہ دوا قیمت فی شیشی ۸ آنہ ۳؍

وِدروح کیسری

داد کی دوا

بغیر جلن اور تکلیف کے داد کو جڑ سے کھو نے والی دوا قیمت فی شیشی ۴؍ آنہ

محصول بذمہ خریدار

بال سدھا

بچوں کو طاقتور۔ خوبصورت اور تندرست بنانے کے لیے مقوی دوا قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۹ آنہ

درا کشا سو

جسم میں فوراً قوت بڑھانے والا قبض بدہضمی۔ کمزوری کھانسی اور نیند نہ آنا دور کرتا ہے۔

قیمت بڑی بوتل ۲ روپیہ چھوٹی بوتل ۱ روپیہ

سب دوا فروشوں سے ملتا ہے دھوکے سے نقلی دوا نہ خریدیے

بنگالی نیہ کا پتہ صرف:۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

برانچ کلکتہ | برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست ۱۹۳۱ء معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیے۔

المشتہر:۔ مقتدا خان اقتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) مگر جمع شدہ سکتا ماہ وقت ہی پرچہ کی واپسی موقوف کر دی جائیگی

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چار آنہ کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پریمی بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ ان ادویات دافعیہ سے مرکب ہے کیا جن سے آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایت آنکھ مثلاً سرخی۔ پھولا۔ جالا۔ پربال۔ ککرے۔ آشوب چشم نزلہ۔ دھند شروع موتیا بند۔ رو ہے۔ سوزش وغیرہ کے لیے اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۶ ماشہ ۴ آنہ درجن کے خریدار کو محصولڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصولڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بھاری سنہا بی اے ۔ ۴۸ سوامی نگر دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات جاہل خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کیفیت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔ تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر:۔ منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں ہے اور نہایت ہی آسان ہے اسی وجہ سے اس سے ہر شخص جس زبان میں چاہے معمولی کاغذ پر اپنے قلم سے لکھ کر یا ٹائپ رائٹر کا بغیر فوراً تنہا خود چھاپ سکتا ہے۔ نیز نامے وکالت نامے امتحان کے پرچے۔ نوٹس۔ نقشہ وا پیل وغیرہ چھاپنے کو نہایت مفید ہے۔ ہر محکمہ کے حکام بالا کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ نیز روز نامہ ”ہمت“ میں بھی عرصہ سے موجود ہے حال میں لکھنؤ کونسل میں بھی پسند کر کے لیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ اگر اس سے آسان جلد و خوشنما کام کر نے والا آپ کوئی اور پریس ثابت فرما دینگے تو یہ بے تکلف واپس کر لیا جائے گا۔

سیلر سائز۔ نوٹ پیپر۔ فلسکیپ سائز۔ ڈبل فلسکیپ سائز وغیرہ وغیرہ

۱۷×۰۶ انچ	۱۰×۷ انچ	۱۳×۰۸ انچ	۱۳×۰۱۶ انچ
۶ روپیہ	۱۲ روپیہ	۱۷ روپیہ	۳۴ روپیہ

پرپسیا مفصل اشتہار دو ٹیک منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ سے طلب فرمائیے

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ ۱ ۔۔۔ ۔ ملنے کا پتہ: مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سنہ ۱۹۳۱ء
EGISTERED No. 783
1931
LUCKNOW
O DHPU CH
1931
क़ीमत पैशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M. B. KHAN ARTIST LUCKNOW

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب دلچسپ نظم ہے منیے اور شاعری کی شاعرانہ اُستادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ر ٹکٹ بھیجدیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

نیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالامال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھایئے۔

"منیجر"

سوراج جیسا آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور ترقی کرنے کی قوت نہیں رکھتے تو میدان تر خالی ہو جانے پر بھی کیا کر سکتے ہیں۔ اب جلد ہی سوراج ملنے والا ہے اسلیے آتنک نگرہ گولیوں کا استعمال کرکے بدہضمی خون اور سن کی خرابی و کمی جریان احتلام اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات حاصل کریں اور سوراج کا مزہ چکھنے کے لیے تیار ہو جائیں قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولی عہ ر، ۵ ڈبیہ ۴ روپے۔

صحت و تندرستی کی [illegible] وغیرہ کی اسناد نہایت عمدہ مضامین سے مزین کتاب کام شاستر بالکل مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔

وید شاستری رام نگر کاٹھیاوار

چند سی نظم کتابیں

ان کتابوں کی زبان عام فہم سلیس و سلیس اور مضامین پاک ہیں ملک کے قابل ادیبوں نے انکی تحسین کی ہے۔ اگر آپ اپنی اولاد کو با ادب مہذب۔ عمدہ خصائل سے متصف دیکھنا چاہتے ہیں تو جلد منگائیے۔

بچوں کے کام ۲۸ صفحہ کا رسالہ ہر صفحہ پر ایک نظم قیمت ۲

بچیوں کے کام یہ بھی ۴۸ صفحہ کی کتاب ہے اور رسالہ آداب بچیوں کو سکھائے گئے ہیں قیمت ۳

دبستان ۔ (۱۳۶) صفحات کا مجموعہ مختلف بحروں میں اخلاقی نصائح سے مالامال۔ قیمت ۱۲

دلچسپ نظمیں۔ بچوں کا دل بہلاو اسطرح کہ انکا دل اچاٹ نہ ہونے پائے۔ قیمت ۲

سلیس نظمیں یہ بھی اچھے مضمون کی نظمیں ہیں ۔ قیمت ۵

پانچوں کتابیں یکمشت طلب کرنے والے کو محصول ڈاک معاف۔ جن معزز ماہران تعلیم نے ان کتابوں کو مفید تسلیم کیا ہے اُن کے نام یہ ہیں ۱۔ جناب مولانا عبد الحق بی اے مرتب نظام اردو ممالک محروسہ نظام دکن ۲۔ جناب مولانا فتح محمد ہیڈ ماسٹر انجمن اسلام سیکنڈری ہائی اسکول بمبئی نمبر ۹ - ۳۔ جناب سید مسعود حسن رضوی صدر شعبہ فارسی و اردو لکھنؤ یونیورسٹی ۴۔ جناب لسان القوم مولانا صفی لکھنوی ۵۔ جناب منشی سید مقبول حسین ظریف ۶۔ جناب آشفتہ لکھنوی [illegible] ۷۔ جناب سراج لکھنوی رکن ادارہ معصر ۸۔ علیا قدر شیخ طیب جی صاحب رکن اسکول کمیٹی و کمیٹی سر رشتہ تعلیم بمبئی ۹۔ جناب لسان الملک مولانا عزیز لکھنوی ۱۰۔ جناب حکیم محمد دائم صاحب آنریری سکریٹری انجمن اسلام بمبئی ۱۱۔ اڈیٹر اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری ایبویا بلڈنگ تاردیو بمبئی نمبر ۷

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ ہی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس مشغلہ کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلیے کہ گو ہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت رائے کی اصابت بے رو رعایت نکتہ چینی صحیح تاریخ واقعات اور بنیادی اصلاحات، اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کم مایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بغیر تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائے گی یعنی چار روپیہ (عـہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان بخت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اسطرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروا لیں۔ دام و درم نہیں تو فذمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا داداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے لکھنے والے نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں۔ ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مصلحت کی پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہو۔ نوٹ۔ جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۳۴

مضامین

۲۸ ستمبر ۱۹۳۱ء

منطق آرا بیگم بنام لارڈ ولنگڈن

مہربان دوست۔ آخر تم نے منطقی عینک سے ہندوستان کی حالت دیکھنے کی عادت نہ ڈالی اور میری نصیحت پر عمل نہ کیا۔ خیر اب سہی ؎

اس کو بھولا نہ چاہیے کہنا
صبح ہو جائے اور آئے شام

گزشتہ نمبر میں مولانا اودھ پنچ نے "کسالت اطالت بطالت" کے عنوان سے کھلم کھلا باتیں لکھیں انپر غور کرو۔ بہت کام کی باتیں ہیں خیرخواہانہ مشورہ پر ہمیشہ عقلمند حاکم غور کرتے ہیں۔ بھائی سعدی صاحب کہا کرتے تھے۔

"دشمن شنیدن بیخ دولت"

جب سے حاکموں نے کان دھر کے بات سننی چھوڑ دی اسوقت سے دولت کی جڑ میں گھن لگا اور تمہارے وقت میں گھنائی کرم خوردہ دیمک چٹی جڑ قائم نہ رہ سکی۔

جتنی باتیں اس "اٹھا اٹھا و طریم" کی وجہ سے پھیلیں وہ سب اس قابل ہیں کہ انھیں منطق کی ترازو میں تول کے دیکھو۔ اور ان سے سبق لو۔

(۱) یہ مطالبہ بہت پرانا ہے کہ ہندوستان کی پیٹھ پہ انگریزوں نے ہزاروں قسم کے بوجھ لاد دیے ہیں۔ اب اس مریل ٹٹو کی پشت سے بوجھ اتارے بغیر

"چوں بار برد نہیں عزیز ست"

کا مقصد بھی پورا نہیں ہو سکتا۔ پشت مجروح پاؤں میں بیل کم ہی شب کو رکم خور کہنہ لنگ برطانوی شیر کی بھاپ سے شیر دہی زنجیر کی بیماری الگ۔ مسلمین اگرچہ دبے ہوئے تھے کچھ منہ سے بولنے کی جرأت نہ تھی مگر انگلیوں پہ بیٹھے گنتی جوڑا کرتے تھے "یورپ کی فلاں لڑائی میں ہندوستان سے اتنا روپیہ لیا گیا فلاں جنگ میں اتنے کی چٹی بھرنی پڑی۔"

سرحدی لڑائی بالے میاں کا بیاہ ہے ہر سال ٹھنی رہتی ہے سارا مال فوج کھائے لیتی ہے۔

اے لو برماسے چھیڑی بھلا بتاؤ کجا ہم کجا برما اس کا بار بھی ہمارے سر۔ اور بیچارے ہندیوں کے خزانے سے مال غنیمت میں ہمیں جھنجھنی بھی نہیں ملی نہ برما سے کچھ خراج کا روپیہ ہمارے ملکی خزانے میں پہونچتا ہے۔

دکھینا یہ ٹرنسوال کیا بلا ہے؟ واہ اس جنگ میں بھی دھپ ہمارے ہی سر رہی وہ ہلکی ہی سہی۔

خبردار ہوشیار رہ چین کا فتنہ چونکا۔ چینیوں سے برادری کا واسطہ تو خیر ہے مگر جنگ سے ہمیں کیا سروکار۔ غرض کوئی منحوس برس ایسا نہیں گزرتا کہ ہندوستان کا ناحق خون جلایا جاتا ہو۔ بڑی لڑائی ہی کو دیکھو ہم سے اور جرمنی سے کیا ربط۔ عراق اور ترکوں کے مقبوضات سے کیا سروکار۔ افریقہ اور چین میں حکومت کے واسطے اپنے کھیلے پھرنے اور بے کھٹکے اپنے لیسنے کا سامان کرنا ہمارا فرض کیوں ہے۔

ایک اور ایک دو اور چار چھ ارے اسے سیکڑوں کروڑ بیسیوں ارب کا قرض۔

قرض سے کوئی مگر نوسہ دار ہم ہاں بھائی زبردست مارے اور رونے نہ دے۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ ایک امیر آدمی مرگئے اور وارث کے لیے اپنی مکفول اور مرہون جائداد چھوڑ گئے۔ صاحبزادے (وارث) نے بھی قرض پر قرض لینا شروع کر دیا۔ اتفاقاً ایک دوست سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا کیسے جناب آپ نے اپنے والد مرحوم کے متروکے کو تو بہت ترقی دی ہوگی۔ انھوں نے جواب دیا بے شک اب دس لاکھ ہے پہلے پانچ لاکھ تھا۔

لاٹ صاحب انباری کا غذ جو کانگریس کی جانب سے حال ہی میں شائع ہوئے ہیں خفیہ محاسبوں کا کچا چٹھا انھیں کہیں سے اب مل گیا اور چند روز ہوئے شائع بھی ہو گیا۔ انھیں ملاحظہ کرو۔ حساب میں تو منطق کو دخل نہیں مگر حساب کی مدد میں منطق کو ضرور دخل ہونا چاہیے۔ یہی نہیں۔ ابھی ضمانت اور امانت اور سودی نوٹ بھی زیر حساب ہیں۔ سب تو سب بیچارے غریب وثیقہ داروں کو جنھیں پرامیسری نوٹوں کا سود ملتا ہے یہ شکایت ہے کہ "واللہ عجب اندھیر ہے روپیہ لیتے وقت کاغذ ہاتھ میں پکڑا دیا پہلے سود کچھ طے ہوا تھا اب کچھ دیا جاتا ہے۔" اپنا روپیہ مانگنے اور نوٹ واپس کرتے ہیں تو وہ حیل حجت وقیل وقال یا بقول مولانا پنچ کے "کسالت اور اطالت اور بطالت" کا زور ہے جو شرافت سے بعید اور رذالت سے قریب ہے۔ کروڑوں روپیہ بغیر ہم سے پوچھے رشتے میں تو غیر ہو گئے جن لوگوں نے حکومت کو امین قرار دیا تھا وہ تو ہیں نہیں لیکن جنھیں ان امانتوں کا فائدہ پہونچنے والا تھا وہ بھی گویا کوئی نہ رہے۔ بس جو جی چاہا سرکار نے قلم سے لکھ دیا۔ جادو ہی ہوگا۔ اتنا ہی سود دینگے۔ پوچھے اس کا حق کیا ہے۔

مہربان لاٹ صاحب! کیا یہ باتیں ایک مہاجن قوم کی ساکھ بگاڑنے کے واسطے کافی نہیں ہیں۔ چاہے منہ پر نہ کہیں مگر گھر میں بیٹھ کے کہتے ہیں اجی گورنمنٹ کا ایمان تو قابل اعتبار نہیں۔

(۲) وراثت سے ہندوستان کو لین دین میں کتنے علیہ السلام کے ایر پھیر سے جو مصیبت اٹھانی پڑتی ہے اسکا تانتا کبھی نہیں ٹوٹتا۔ تجارت کا سلسلہ جاری ہے تو سلسلہ کیونکر بگڑے؟۔ روز ہر تاجر کو حساب لگانے کے وقت کہنا پڑتا ہے "اتنے کا ہوا مال اور اتنا ہوا وبٹے کا۔"

پہلے تو کانگریس کے خاص خاص پڑھے لکھے آدمی اس "بٹے" پر بگڑتے تھے عوام اور ہمیشہ کو خبر بھی نہ تھی کہ "ہمارا سیر سوا سیر کا" ہے کیا نقصان ہے مگر اب چیونٹی چیونٹی جانتی ہے کہ بٹا کیا چیز ہے۔ اور اسکے معاملات کی تباہی سے کتنا لگاؤ ہے۔ ہر خلق کی زبان کوئی کہاں تک پکڑ سکتا ہے؟ ہر زبان پہ جاری ہے۔ اجی یہ اندھیر کیا تا ہے

انانیت خلافت

"ہم - ہم - ہم"

"ہاں! آپ تو کبھی سے اتفاق پیدا کر کے چلے تھے - اسی لیے تو آپ کو ہم نے بلایا تھا - میاں خلیفہ ہم خوب سمجھتے ہیں"

۱ - اماں سُنا - گورنمنٹ کا دوالا نکل گیا - گاندھی نے آخر چپت کر ہی دیا - ولایت میں جا کے سارے بنک بند کروا دیے -

۲ - کیا کہا؟

۳ - کچھ نہیں ندی - یکھ لو کوئی لال پگڑی والا تو یہاں نہیں ہے - اچھا تو سُنو - غیر ملکوں کی ہماری سرکار بھی قرضدار - اُنھوں نے اپنا قرضہ مانگا - یہاں کاغذ کا پرزہ ہاتھ میں دھرنے کا چلتا ہوا نسخہ یاد تھا - اُنھوں نے کہا - ہٹاؤ یہ چل دینا ہندوستانیوں کو چلے وہاں سے چیتھڑے لے کے اپنا پرزہ رکھا اپنی جیب میں ہم تو کھرا سونا لینگے - سونا کہاں وہ تو سب سرمایہ داروں کے ڈب میں تھا - پتلی گردن والے ہندوستانی بنک تھے انھیں حکم دیا گیا کہ جتنا سونا تمھارے پاس ہو فوراً بھیجدو - ڈرو نہیں ہم تمھیں اسکے عوض میں کاغذ کے پرزے بہت سے دینگے - گاندھی ایک چالاک اُس نے وہیں سے کہلا بھیجا - ہندوستانیوں ہوشیار! ہندوستانی تو گاندھی کی آواز پہ کان لگائے رہتے ہیں اُنھوں نے بھی اپنے بنک بند کر دیے - اب جب تک امریکا والوں کا قرضہ انگریز چکا ئیں اسوقت تک یہاں کے بنک گھر بند رہیں گے - ارے بھئی ہندوستانی بنک کھل جائیں تو سارا مال گورنمنٹ زبردستی قرض لے لے سمجھے -

۴ - اماں! اور بھی کچھ سُنا؟ انشا انگریزوں کی عقل قسم کھانے کے لائق ہے - سا ہی حکومت کاغذی کر ڈالی - کل سے خبر اُڑ رہی ہے کہ پیسے بھی اب نہ چلیں گے - پیسوں اور اکنیوں کی جگہ ڈاکخانے کے ٹکٹوں سے بیوپار ہوگا - مولی گاجر ترکاری ساگ جو کچھ لو ٹکٹ حوالے کرو -

۵ - بھائی یہ تو بڑی مشکل ہم تو ملائی تہ ہیں پھر اس بے پار میں تم جانو ہاتھ چکنے اور بھیگے رہتے ہیں - جو ٹکٹ بھیگ کے آپس میں چپک گئے تو کیسے کس کی ماں کو ماں پکار ینگے - جو خوردی نہ رکھیں ٹینٹ میں گھڑوس لیں تو اور خراب ہو گرمی کا زمانہ ہوئی بی پسینے کے تراشے بنتے ہی سارے ٹکٹ گلگلے ہو کے رہ جائینگے - ہائے ہائے لوٹ لیا - ہائے ہائے مار ڈالا - واللہ گاندھی جی کے ساتھی جواہرلال سچ کہتے ہیں انگریز ہندوستان بھر کو لنگوٹی بندھوا دینگے - کیا مجال جو گھر میں تلنبے کا چھلا بھی نظر آئے -

خیر! کہاں تک افواہوں کا تذکرہ کروں - اب جو پریس ایکٹ نیا تصنیف ہو رہا ہے اور زبردستی کے آرڈیننس کئی ایک جاری ہونے والے ہیں اُن کی وجہ سے بھی بدگمانی کو ترقی ہوگی - یہ ہاں صاحب! دیکھا؟ اخباری کا غذوں کا گلا دبایا جا رہا ہے کہ چلائیں نہیں اور افلاس کا سبب حکومت سے نہ پوچھیں آخر یہ خسارہ کیوں ہوا؟ - بہانہ یہ ہے کہ قاتلوں کی تعریف کرکے حوصلہ بڑھاتے ہیں یہ لوگو یہ آرڈیننس ہے کیا بلا؟ اجی ہم بتائیں لغت میں، دیکھو پنچ کی ڈکشنری میں اسکے معنی ہیں "آرڈیننس وہ بیحیائی آمیز حکم جو کوئی حکومت آئین کا دعوی رکھتے ہوے نافذ کرے"

اے ہے! تو یہ بے حیائی ہے - ہاں بیشک ہے تو بے شرمی کی بات - جمہوری سلطنتوں کے اغراض و مصالح بھی جمہوری اور آئینی ہوتے ہیں کیسی آرڈیننس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی - ہندوستان کی حکومت دعوے تو یہ کرتی ہے کہ ہم جمہوری نظام رکھتے ہیں آئین کے روسے حکومت کرتے ہیں مگر جب جی چاہتا ہے تو پورے نادرشاہ اور ہلاکوخاں بھی بن جاتے ہیں یہ بے حیائی نہیں تو کیا ہے؟ اوروں کو سمجھاتی رہی اُنھوں نے سماعت نہ کی اب تم سے کہتی ہوں کہ بلا سے تم ہی بدنامی سے بچو -

باقی آئندہ

راقمہ

حکومت کی خیر خواہ منظور آرا بیگم

مولانا پنچ کی نوٹ بک

بدگو سہی بے حیا تو نہیں ہیں؟

(نمبر ۱)

جب تک گاندھی ہندوستان میں ننگے اُنکی ننگی مُنگی تصویر دیکھ کے میاں چرچل چلبلا تے پھرتے تھے: "ہاں سامنے آئے تو وہ ننگا لنگوٹی بند خدا کی شان خدا کی قدرت - لنگوٹی کو بھی دن لگے کہ صاحب لوگوں کے پتلون کا مقابلہ کرنے لگی - واللہ ننگ تہذیب ہے ایک نیم برہنہ کے ساتھ بات کرنا"

بدگوئی اور یاوہ گوئی کا وقت گزر گیا - یہ ٹلٹلاتے رہے اور گاندھی مع اللنگوٹی والعصا و کشمیری کمبل خود اُنکے مسکن عزیز میں داخل ہو گئے - بڑے بڑوں نے ایک شکستہ استخواں کے دُبلے پتلے قدموں کے نیچے آنکھیں بچھا دیں - خدا جانے یہ میزبان مہذب ہیں یا چرچل صاحب؟ مگر اتنا ہم ضرور کہیں گے کہ چرچل صاحب آدمی باحیا ضرور ہیں - آنکھ چار نہ کر سکے اور اپنے مقدس کمر تنگ پتلون کو حکم دیا "وسیع ہو جا - تو ہی ستر پوش ہے تو ہی جائے پناہ" پتلون نے پناہ دی اور ستر کی طرح چھپا لیا - لکھ رکھنے کی بات ہے کہ ظریف پیر مرد گاندھی نے کہلا بھیجا:- "اگر تم نہیں آتے تو خیر میں ہی آتا ہوں" جواب ملا "میں مرد نہیں میرا لڑکا مرد ہے" صاحبزادے یعنی چھوٹے چرچل آکے باوا کا پیام کہہ گئے -

(نمبر ۲)

بے حیا بھی اور بدگو بھی

ہندوستان کا نمک حرام عامل پنجاب بدر اسکے ہم خیال باشد رکھے دونوں وصفوں سے متصف ہیں وہ کہتے پھرتے ہیں "وائے ہو اُس قوم پر جس کا سرگروہ لنگوٹی باندھے گھومتا پھرے - بھلا آپ یا اُسکی قوم کو ایک مہذب طرز حکومت کے حقوق کیونکر عنایت ہو سکتے ہیں - کمبخت نہ انڈا کھاتا ہے نہ مچھلی نہ گوشت سے مطلب نہ شراب سے رغبت - اسے ہم لوگوں کے ساتھ ہمدردی ہو ہی نہیں سکتی" اگر نواب منظور آرا بیگم اسوقت ولایت میں ہوتیں تو ضرور معارضہ بالمثل کرنے پر آمادہ ہو جاتیں:- "جس قوم کی عورتیں تھیٹروں میں ننگی دھڑنگی ناچتی پھریں اور وہ اسپر فخر کرتی ہو کہ دیکھو آزادی ہے تہذیب یہ ہے - مہذب طرز حکومت کے

"سو برس اُس طرف کے نواب و اسیرے"

یادگارِ زمانۂ تاریک

"کاٹ کا گھوڑا لوہے کا زین اُس پر بیٹھے گدگدے حکیم"

پنچ! واقعی۔ دوست اب ثابت ہوا کہ تم لوآبادی کے گورنر رہ چکے ہو۔ قدم مبارک، قدمِ معود"

روغن بیلا
اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ
تار کا پتہ
حنا لکھنؤ
شاخ:۔ قنوج - حیدرآباد دکن و دہلی
ٹیلیفون
۱۳۹

مزا چکھنے کا حق اُسے کیونکر مل گیا۔ اور اگر اُمڈا مچھلی گوشت شراب سے پرہیز کرنے والا تھا تو ہمدرد نہیں ہو سکتا تو پھر جو لوگ یہ چیزیں استعمال نہیں کرتے اُنھیں تم سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔

صفی الدین حلّی اور پریس ایکٹ

لوگ غلط رائے رکھتے ہیں کہ اچھی بات تاریخی حیثیت رکھتی اور تاریخی یادگار بنانے کے قابل ہوتی ہے۔ حالانکہ بُری بات خود بخود تاریخی اہمیت حاصل کر لیتی ہے کتنے کو تو ایک گندہ اور بدبودار تذکرہ ہم کر رہے ہیں جسے آجکل کے مہذب باوجود پانچ چھ مرتبہ ارتکاب کرنے کے تذکرے کے قابل نہیں سمجھتے لیکن اسی غیر مہذب تذکرے میں بہت بڑی نصیحت مخفی ہے خود خدا نصیحت کے وقت اپنے مخلوق کے خصائص لناتیہ کو مفاد عامہ کے لیے شرح و بسط و وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیتا ہے اور غرض اُس سے عبرت و وعظ ہے۔ کیا اُس نے عورتوں کے ماہواری ابتلا اور مرد و زن کے باہمی مخفی تعلقات کو صاف طور پر بیان نہیں فرمایا۔ بعض حال کے بے وقوف تہذیب کا معیار اُس تہذیب سے زیادہ اونچا رکھنا چاہتے ہیں جسے اگلے واعظوں نے اخلاقی فوائد محفوظ رکھ کے اختیار کیا تھا۔

ایک فقیہ پر فرض ہے کہ مسائل نجاست طہارت کو اس طرح بیان کر دے کہ ہر شخص سمجھ سکے۔ خیر یہ تو تھی تمہید اب حکایت سُنیے۔ کہ صفی الدین حلّی ایک مشہور ادیب تھے یہ حلّہ میں رہتے تھے ایک روز احباب کا مجمع تھا باتیں ہو رہی تھیں اتفاقاً معدے میں ہوائی عنصر اتنا جمع ہوا کہ بلا ارادہ اور بالاعلان بے معنی بات چیت کرنے لگا۔ بات میں بات عیب ہے۔

حلّی صاحب آدمی باحیا تھے صحبت برخواست ہوتے ہی ترک وطن پر آمادہ ہو گئے اور بیس برس تک دوستوں کو صورت نہ دکھائی۔ پھر وطن کی محبت نے کھینچا۔ ڈرتے ڈرتے حدود وطن میں قدم رکھا خیال تھا کہ معمولی سی بات اب تک ذہن سے اتر گئی ہوگی۔

دو بڑھیاں آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔ ایک نے پوچھا عبدالعزیز کی عمر کیا ہوگی؟ دوسری نے جواب دیا۔ بہن میں حساب تو نہیں جانتی اتنا یاد ہے کہ جس سال صفی الدین...... کے بھاگا تھا وہی سال عبدالعزیز کی پیدائش کا ہے۔ آہ غریب صفی الدین اہل وطن کی ہولسے کیونکر متمتع ہو سکتا تھا۔ پھر وہی ترک وطن۔

اگر صفی الدین کی یہ معمولی حرکت مبدأ سنین تاریخیہ کی طرح ایک نئے سنہ کی قائم مقام ہو سکتی ہے تو ہمارے زمانے کے وائسرائے کے عہد حکومت میں نئے پریس ایکٹ کی ایجاد بھی "سال ضرطہ صفی الدین" کی حیثیت اختیار کرنے والی ہے۔

لارڈ ارون کے آرڈیننس ضرطہ صفی الدین سے کم نہ تھے۔ گو وہ تو بھاگ گئے معلوم نہیں کہ لوگوں کا حافظہ اس وقت جبکہ انھیں کبھی پھر ولایت سے ہندوستان آنے کا اتفاق ہوگا ایسے ضرطہ ہائے قانونی کو لوح سے محو کر دے گا یا نہیں۔ یہ تو اب تک پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن اگر پریس ایکٹ جن الفاظ اور غیر محدود اختیارات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے پاس ہو گیا تو......؟

شریف زادوں کے لیے امتیازی قانون

آجکل دولت دلیل شرف و شرافت ہے بس جو دولتمند ہے وہ شریف ہے۔ وہ زمانہ لد گیا جب لوگوں کو خیال تھا "شرف المرء بالعلم والادب لا بالمال والنسب" (علم و اخلاق حسنہ کا نام شرافت ہے نہ مال و نسب کا) اب زمانہ ہے صاحب بہادروں کا۔ صاحب بہادر عزت کے قابل اُسی کو سمجھتے ہیں جو شریف یعنے مال والا ہو۔ صاحب بہادر یہاں کے حاکم بلکہ بادشاہ ہیں جو معیار شرف و شرافت اُنھوں نے مقرر فرمایا ہے وہی ٹھیک ہے۔

جب یہ مقدمہ طے ہو گیا کہ ہر مال زادہ اے تو بہ مال والا شریف ہے اور ہر شریف مال والا تو اب ضرورت داعی ہوئی کہ جو اشخاص غیر شریف یعنے مفلس قلاش تنگ دست ہیں وہ شریفوں کی راہ چلنے نہ پائیں۔ دوسرا مقدمہ موقوف ہے اہل دولت کی شان سمجھنے پر۔ جو انھیں دولت وروں کے افعال و اعمال سے فوراً ذہن میں آ جاتی ہے۔

یعنے:۔

جوا کھیلنا لازمۂ دولت۔

رنڈی بازی یا زناکاری لازمۂ دولت۔

شراب خواری " " "۔

کلب گھروں میں عورتوں کے ساتھ رقص " "۔

غریب رشتہ داروں کی تذلیل " "۔

ہر قسم کا قانونی اور اخلاقی جرم " "۔

شریف ہونے کے بعد اخلاقی عیوب مرتفع ہو جاتے ہیں بس یہی شریفوں کی شان ہے۔ ایک زمانہ دراز سے یہ شکایت سُنی جاتی تھی کہ غیر شریف یعنی غریب غربا (دو تین سو روپیہ ماہوار پیدا کرنے والے) گھوڑ دوڑ اور کارنیوال کے شوق میں تباہ ہوئے جاتے ہیں غیر شریف (بالفاظ دیگر یاجی) ہونے کی حالت میں انھیں کوئی حق نہیں کہ شریفوں کا چلن اختیار کریں یہ شکایت سُنتے سُنتے آخر کوئی گو کھلے صاحب ہیں انھیں رحم آیا اور سُنتے ہیں کہ انھوں نے بمبئی کی قانونی مجلس میں ایک بل بنام ترمیم قانون قمار پیش کرنے کی اجازت گورنر سے حاصل کر لی۔ یہ مسودہ ہماری نظر سے نہیں گزرا سطحی اطلاعات سے معلوم ہوا کہ اس قانون کی رو سے جوا کھیلنے کا حق صرف شرفا کو حاصل ہوگا یعنی جن کی دولتمندی کوئی خاص پایہ رکھتی ہے وہ اگر گھوڑ دوڑ اور دوسرے شریفانہ اور صاحبانہ اشغال اختیار فرمائیں تو کیا مضائقہ۔ شرعی و ناموسی جواز و عدم جواز یا جائز و ناجائز میں اعتبار دو فرق سے ہے مثلاً کسی چیز کا حاصل کرنا مالک کی اجازت سے جائز ہے۔ کسی چیز کا اٹھا لینا بدون مالک کی اجازت کے سرقہ ہے فعل ایک ہے

اعتبارات و خرافات کا شکار ہیں ۔ جو ہے جس ہی یہ اشتہاری فرق ذلیل ہو سکتا ہے کہ امیر ہو تو کھیلو پابجی ہو تو نہ کھیلو ۔ جو سے ہی دولت گنوا کے اگر غریب پاجی ہو جائیں تو بلا سے ۔ مگر جب تک شریف ہیں ہر قسم کا بھولا پن شرافت رہے گا ۔ واہ کیا عقل ہے کیا انصاف ہے کیا قانون ہے کیا منطق ہے ۔ زنا کاری ۔ چوری ۔ میخواری جب اسی اعتباری فرق سے ایک مرتبہ ناجائز قرار پا چکی تو اب اسمیں بھی اعتباری فرق پیدا کرنا [illegible] بڑے باریک بین دماغ کا کام ہے ۔

جوئے سے اس امتیازی امتیاز کی ابتدا ہوئی ہے ہمیں انتظار کرنا چاہیے کہ دیگر گناہوں میں بھی شرافت کو پایا امتیاز حاصل ہوتا ہے یا نہیں ۔ صاف صاف کیوں نہ کہیں ؟

اے حضرت ایسا قانون کیوں نہیں ایجاد ہوتا کہ جو زنا صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں ۔ دولت بھی جن کا پوزیشن اس قدر ہو ۔ شراب خواری انھیں لوگوں کا حق ہے جن کے پاس اتنا مال ہو ۔ یا انگریزی تہذیب کی ڈگری حاصل کر چکے ہوں ۔

حکایت

"اونٹ اور چوہا"

جنگل میں ایک میاں اونٹ صاحب اپنی مہار سمیت چرائی میں مصروف تھے ۔ چوہا بھی وہیں کہیں پیٹ بھرنے کی تلاش میں تھا نکیل کے سرے میں شاید کبھی یا تیل کی چکنائی تھی ۔ حضرت موشائیں نے نکیل پر چوٹ کی اور بل کی طرف چل کھڑے ہوئے ۔ آپ جانیے اونٹ غریب نکیل تھامنے والے کی مخالفت کس طرح کر سکتا ہے ۔ آگے آگے چوہا ۔ پیچھے پیچھے اونٹ ۔ نکیل کا فاصلہ ختم بل میں کھنچ گیا ۔ اونٹ نے گھٹنے ٹیک دیے اور سوراخ کے منہ تک نکیل کا ساتھ دیا ۔ آگے جاتے الجبل فی سم الخیاط (اونٹ کی قطار کا سوئی کے ناکے میں گزرنا) محال ہو گیا ۔ تب لا تیلیو کے فرانے لگے ۔ [illegible] دوست تمہاری محبت کا تو قائل ہوں مگر وہ [illegible]

ایک بات کرو ۔ یا تو ایسا گھر بناؤ جس میں تمہارا سو [illegible] جائے ۔ یا پھر ایسا معشوق منتخب کرو جیسے لائق تمہارا گھر ہو ۔

حضرت جان کی بصورت موش ہندوستان سے چند شتر لندن لے گئے ہیں ان میں سے کچھ تو خرافات یعنی مذکور ہیں ان سے ہمیں مطلب نہیں کچھ ریاستوں کے وکلا ہیں اور کچھ قومی زعما گمریل ہے تنگ اور ہر ایک یہی کہہ رہا ہے یا خدا لائق محبوب گبیر یا محبوب تھرخانہ دیکھیے اونٹ بل میں سماتے ہیں یا اونٹ میں بل ۔

شکایت

شہر کے افیونیوں کو بھی سرکار سے اس جبری تعلق کے بارے میں سخت شکایت اور واجبی شکایت پیدا ہو گئی ۔

اے ارے بھائی واللہ غضب کر دیا ۔ مار ڈالا اس ناشدنی سرکار نے ارے ٹھیکے بند کروا دیے ۔ ہائے مرے .... دھبائی !

اُف ذبح کر ڈالا ۔۔۔ (انگڑائی) فریاد .... (گریہ)

ہائے ہائے ہائے ۔۔۔۔ (نفخ شکم) (ارے رے رے ۔۔ دہال)

مخدرات و مسکرات کا استعمال ہمدردی کے قابل نہیں یہ مسلم مگر جو لوگ عادی ہیں اور تمام عمر اس مرنجاں مرنج شے کے استعمال سے خود بھی "لا حی فیرجی ولا میت نیتسی" ہو چکے ہیں

نہ زندہ ہیں ترے عاشق کہ لوگا ئے کوئی
نہ مردہ ہیں کہ بس از یاس بھول جائے کوئی

اُن سے بھر مٹھی دام لینا اور صد ہا قیود عائد کرنے کے بعد انکے مصائب کی پروا نہ کرنا برا ہے ۔

یہ بیچارے تو گاندھی کے معرف کے عین سرکاری غلاموں کے بلکہ سچ پوچھیے تو سرکار کے دعا گو ہیں ۔ اگر یہ بھی باغی ہو گئے تو آپ نفاذ آغا بری ہو گی جو گا چکے ہوئے دانتوں کو کٹ کٹا کے بد دعا دینگے پھر آپ جانیے کڑوے منھ سے کوسنا کہیں خالی جا سکتا ہے ۔

اے اللہ تجھ میں سب طرح قدرت ہے سکو دے اپنے معصوم شہدوں کو اپنی قدرت سے ملک بھر میں جتنے انگریز ہیں ان کو شراب کا ایک قطرہ ترسے دم تک میسر نہو ۔ ابھی تمام شراب خانوں میں آگ لگے ۔ لاٹ صاحب تک ایک ایک بوند کو ترسیں مقدار میں کاندھی اب کی ساری شراب لنڈھا دے جیسا ہم غریبوں کو ترسایا ہے ۔

افیمیوں کی بغاوت بری ہوتی ہے حکومت کو چین کی باغیانہ اور انگریزی نماز حرکات سے سبق لینا چاہیے ۔

آج ایک افیمی صاحب بہت جھنجلا رہے تھے کہ یہ اندھیر دیکھیے ایک سو بیس روپیہ سیر کے حساب سے سرکار دام لیتی ہے اور ٹھیکے کاغذ کی پڑیوں میں افیم بکواتی ہے کہ آدھی افیم برسات کی وجہ سے کاغذ کے باپ کی ہو جاتی ہے ۔ پھر کاغذ بھی خدا جانے کہاں کا سڑا ہوا کہ افیم کا جزو اعظم ہو جاتا ہے ۔ انگریزی دوا خانوں میں شیشیاں ڈبیاں ہوتی ہیں مگر صاحب وہ انگریزی ہیں نا ۔ ہندوستان کی افیم تو نہیں ہیں ۔ اتنا بھی نہیں ہو سکتا کا آرٹ پیپر کی پڑیا بننے کا قانون جاری کریں کہ بلا سے افیم کاغذ سے چھوٹ تو جائے ۔ دیکھنا ہم غریبوں کا صبر ان ٹھیکے داروں کی جان پر پڑے گا ۔

خاکسار اڈیٹر ابھی تک افغانستان کی زندگی میں ہے ۔

ڈاک خانے سے التماس

ہمارا ٹیلیگرافک ایڈریس "پنچ لکھنؤ" ہے اور ولایت وغیرہ سے بکثرت خطوط "پنچ لکھنؤ" کے پتے سے ہمارے یہاں آتے ہیں ۔ نیز دیگر احباب بھی پتہ مختصر لکھتے ہیں ۔ لہٰذا ڈاک خانہ کو بلا لحاظ [illegible] پنچ لکھنؤ یا اودھ پنچ یا اودھ پنچ دکسی لندن کی ڈائرکٹری نے غلطی سے اودھ پنچ چھاپ دیا ہے) جن خطوط یا پارسلوں پر لکھا ہوا نہیں بااحتیاط دفتر اودھ پنچ میں حسب معمول بھیجتے رہیں غلطی نہ کریں ۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کر کے اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار ۔ ا پتہ:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حسیات ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے۔ تہذیب اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۲؍ ٹکٹ بھیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔ قیمت فی جلد ۔۔۔

اودھ پنچ ہر والنٹیر کو پڑھنا ہے۔ اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے

''منیجر''

سوراجیہ آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور ترقی کرنے کی قوت نہیں رکھتے تو میدان ترقی خالی ہو جانے پر بھی کیا کر سکتے ہیں۔ اب جلد ہی سوراج ملنے والا ہے اسلیے آتنک نگرہ گولیوں کا استعمال کرکے بدہضمی خون اور منی کی خرابی و کمی جریان احتلام اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات حاصل کریں اور سوراج کا مزہ چکھنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولی ۵؍ ڈبیہ ۴ روپیے (للعہ)

حکمت و تندرستی کی لغت اور دست کی استاد و نہایت عمدہ مضامین سے مزین کتاب کام شاستر بالکل مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔

وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ ہی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلیے کہ گو ہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت رائے کی صحابت بے روے ورعایت گفتہ یعنی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات، اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کم مایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہ ہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اور ہجو نہ ہو

نوٹ: جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۳۵

مضامین

۵ ر اکتوبر ۱۹۳۱ء

سہارنپور اور دلی کے عوام کی زبان کا تقابل

ذیل کی عبارت میں حرکات اور الفاظ کی عجیب و غریب تبدیلیوں کا نمونہ دکھانا ضروری ہے۔

سہارنپوری۔ (بازار میں)۔ میاں جھمن ہوت!!۔

دہلوی۔ (گردن پھیر کر) اخاہ۔ اچھو بھائی۔ سلام علیکم۔

سہارنپوری۔ بھیّا کب آئے؟۔

دہلوی۔ میں ابھی گیارہ بجے کی گاڑی سے آریا ہوں۔

سہارنپوری۔ بھیّا بہت دنوں سے ملنے کو جی چاہ رہا تھا۔ اسوقت اتفاق سے بازار میں ملاقات ہوگئی خدانے تم کہاں ٹھیرے ہو خبر بھی نہ ہوتی تم میرے پاس کیوں نی ٹھہرے۔ ہاں جی غریبوں کو کون پوچھے۔

دہلوی۔ سچا تستہ میں میرے ایک مہربان ہیں ونکے کنے ٹھیرا ہوں۔ لمڈے کی جوتیاں ریل میں کھوئی گئیں ننگے پیر رہ گیا وسکو جوتیاں پہرانے جارہا تھا۔ ابے کلن چچا کو سلام کر۔

سہارنپوری۔ میرا گھر نزدیک ہی ہے اس دہنے ہاتھ والی سڑک کے نکڑ پر ہے یہاں سے کوئی دس بارہ قدم ہوگا۔ اچھا تو اب چلو کچھ جلپان کرو ہاں وان کھا لو۔ یہ تو بتاؤ کیسے آنا ہوا۔

دہلوی۔ یہاں سے بڑی لمڈی کے لیے رقعہ گیا ہے بات لگ رہی ہے وسی کی پوچھ گچھ کو آیا ہوں۔ بھئی تو بے ملے اب سب حال احوال تم سے معلوم ہوجائے گا۔

سہارنپوری۔ یہ تو بتاؤ ماشاء اللہ کتے بچے ہیں۔ کاروبار کا کیا احوال ہے۔

دہلوی۔ اسوقت آدھی درجن ہیں۔ اور ساتویں کی تیاری ہے مگر میں مفلسی چھائی وی ہے کاروبار آجکل مندا ہے کرخندار اور دوکاندار یہ چیتے ہیں کہ کاریگروں کا لہو چوس لیں۔ کنبہ والے کی جس کی مزدوری دھیلی روپیہ ہو بڑی مشکل ہے۔ روز کی روز دھیانگی ملتی رہے تو کام چلے جائے۔ جدہ آٹھ دن کی دھیانگی چڑھ جاتی ہے جدو دھیانگیاں ملتی ہیں تو بتاؤ خرچ چلے تو کیونکر اور برکت ہو تو کیسے۔ بڑا وخت گزر رہا ہے۔ سب سے بڑا ایک لمڈا ہے اور وسسے چھوٹی یہ لمڈی ہے جسکی منگنی یہاں سے لگ نی ہے۔ جو گور میں ہے وہ بھی لمڈی ہے۔ اور تین لمڈے اور ہیں۔ منجھلا لمڈا میرے برابر کا کام کرتا ہے۔ اور بڑی لمڈی بھی کار چوبی کام کرتی ہے۔ تین کمانے والے ہیں جدبھی گزارہ مشکلوں سے ہوتا ہے۔ یہ جو میرے سنگ ہے یہ نمبر تھرڈ ہے اور گورنمنٹی اسکول میں پڑھتا ہے۔ وسکے خرچ الگ رہے۔ مگر بڑے کی حالیت یہ ہے کہ جتنی بھی دنیاں بھر کی برائیاں ہیں وے سب وسیں موجود ہیں۔ کسو میں ایک دو ہونگی گر وہ تو پنج عیب شرعی ہے۔ وس نے خاندان بھر کا نام ڈبو دیا ہے۔ قمار بازوہ۔ کنکوے کا وہ شوخ۔ پھر جوئے بازی کی لت۔ کوکین وہ کھائے۔ جتنے میرے ملنے والے ہیں شاید ہی کوئی ہوگا جو وس سے ہاتھ ادھار نہ لیا ہو نکا تقادا میرے اوپر۔ کدھی کدھار کی بات ہو تو خیر بھی بھگتا جائے۔ اگر میں کچھ کیتا اؤں تو گالم گلوج کرنے کو تیار ایسا ناخلف بے وحدت ہے کہ ذرا لیاظ نہیں۔ اور اتفاخ سے جو میں نے وسکی کدھار روک ٹوک کی تو کاٹ کھانے کو دوڑتا اور مارنے مرنے کو تیار ہوجاتا ہے۔ اور وسکی ماں اور الٹی حامی کا رہتی ہے۔ سب چھوٹے بہن بھائی وس سے نالاں ہیں۔ سب کی مٹی پلیت کر رکھی ہے ماں سے لڑ بھڑ کر جو دھیلی پاؤلا ہوا سے اڑتا ہے۔ میں تو کیتا اؤں دی خدایا تو دے موت دیدے بتاؤ بھر گھر میں کیسے برکت ہو برابر کا جوان کام میں ہاتھ بٹاتا مدت ملتی۔ اب بتلائیے میں اکیلا کیا کیا کروں۔ ودھر لمڈی جوان ہوگئی وسکی شادی کی فکر ہے۔

سہارنپوری۔ ہاں بھیّا سب جگھوں یہ ہی حالت ہے۔ شریفوں کے لونڈے بے وحدت اور خاصکر مسلمانوں کی اولاد تو ابتنی بے ابتر ہے کہ کچھ کہا نی جاتا۔ یہ سب ہمارا ہی قصور ہے۔ اللہ ہی ہو مسلمان سدھریں۔ ۔۔۔ لونڈی کا رشتہ کس کے یہاں سے گیا ہے۔؟

باقی آئندہ

تماہی کا اڈیٹر اور جناب سرکوب

الیوان گورکھپور بابتہ ماہ اگست ۱۹۳۱ء میں ایک غزل حضرت اصغر گونڈوی کی نظر آئی جسمیں یہ لکھا ہوا ہے کہ خاص الیوان کے لیے مرحمت کی گئی ہے۔ اس زمین میں جناب سرکوب الہ آبادی کی بھی غزل ہے ہم دونوں غزلیں ناظرین کے سامنے اس غرض سے پیش کرتے ہیں کہ اپنے فیصلے سے مطلع کریں کس کی غزل میں زیادہ معنی خیز اشعار ہیں۔ اصغر صاحب کی غزل میں صرف سات شعر ہیں اور مقطع بھی نہیں ہے لہذا ہم جناب سرکوب کے صرف وہی اشعار پیش کرینگے جو ہم قافیہ ہیں اور اصغر صاحب کی زبان میں کہے گئے ہیں۔

اصغر۔ یہ راز ہے میری زندگی کا
پہنے ہوے ہوں کفن خودی کا

سرکوب۔ اک جلوہ نو ہوں زندگی کا
میں چاک ہوں جامۂ خودی کا

اصغر۔ اب ڈھونڈھ رہا ہوں بیخودی میں
کھویا ہوا لطف آگہی کا

سرکوب۔ اب جہل میں یاد کر رہا ہوں
بھولا ہوا راز آگہی کا

اصغر۔ او لفظ و بیاں میں چھپنے والے
اب قصہ ہے اور خامشی کا

سرکوب۔ او حرف صدا میں رہنے والے
تو ساز بنے گا خامشی کا

اصغر۔ مرنا تو اک ابتدا کی ہے بات
جینا ہے کمال منتہی کا

سرکوب۔ شرمندہ ہو مبتدی کے آگے

[illegible]

[illegible]

یہ بھی ہے عروج منتہی کا

اصغر ؎ - عالم پہ ہے اک سکون بیتاب
یا عکس ہے میری خامشی کا

سرکوب ؎ - ہے جنگ پہ اضطراب ساکت
یا سایہ ہے میری خامشی کا

اصغر ؎ - کر سینہ گلوں کی طرح سے چاک
دے مرکے ثبوت زندگی کا

سرکوب ؎ - بن جا محفل میں شمع کشتہ

نقد النقد

"ناور وطن"

(اردو)

الہ آباد سے ایک ماہواری رسالہ شروع ماہ ستمبر کا جاری ہوا ہے - ایم اے سکینہ بیگم صاحبہ اسکی مؤلف ہیں - خواتین ہند کی علمی اور مادی ترقی اس کا خاص مقصد ہے ترتیب مضامین اوراُنکی

بچوں کی دنیا

(اردو)

الہ آباد ہی سے یہ رسالہ بھی نکلتا ہے انڈین پریس الہ آباد کی لکھائی چھپائی مشہور ہے - پہلا نمبر اس رسالے کا چنداں قابل اعتنا نہ تھا اب اس نے ابھی ترقی کی ہے دائرے کی غلطیاں نہیں ہوتیں با تصویر ہونے کے سبب سے بچوں کو ضرور اسکی طرف توجہ ہوگی اور توجہ کو تعلیم کے موثر ہونے میں بڑا

انقلاب و ترقی تہذیب

(وہ زمانہ لدگیا جب مرد عورت کے سر پر سوار ہوتے تھے)

مردانہ سواری ۱۸۵۶ء

زین بر سر زن

زنانہ سواری حال

ہماں زین بر پشت مرد

ہمدرد حیوانات :- اجی کل تک تو تم اچھے تھے - آج کیا قطع بنائی ہے ؟

نوشاہ :- جی! کیا آپ کو معلوم نہیں؟ میری شادی ہوگئی -"

دے مرکے ثبوت زندگی کا

اصغر ؎ - یاس ایک جنون ہوشیاری
اُمید فریب زندگی کا

سرکوب ؎ - غم ایک سکوت یا وہ گوئی
شادی ہے خیال زندگی کا

سرکوب ہوں معنی تبدا شعار
اب رنگ یہی ہے شاعری کا

راقـــــــم متقابل

کے واسطے ضروری امور کے انتخاب سے مؤلف صاحبہ کا سلیقہ بخوبی ظاہر ہے -

اس رسالے کا پہلا نمبر ہمیں جولائی کے آخر میں پہونچا تھا اُسکے بعد سے پھر کوئی نمبر نہیں پہونچا - انتظار رہا کہ اور چند نمبر بھی دیکھ لیں تو کچھ لکھیں - بس اب اسی مختصر رائے پر قناعت کرنی چاہیے - نمونہ منگا کے دیکھیے - ایک کاپی کی قیمت ۲ر ہے -

دخل ہے - اسکی قیمت عہ سالانہ مقرر ہے جن گھروں میں چھوٹے بچے قابل تعلیم ہوں اُن میں ایسے تعلیمی رسالوں کا وجود بھی ضروری ہے -

ہمجولی حیدر آباد دکن

(اردو - ماہوار)

اودھ پنچ میں اس ماہواری رسالے کی پہلے خبر دی جا چکی ہے مگر نقش ثانی نقش اول سے بھی بہتر ہے

لہ مصرع طرح معلوم ہوتا ہے - لہ سرکوب صاحب فرماتے تھے کہ دوسرے مصرعے کے لحاظ سے میں نے معنی کی ی دبادی ہے "

اسلیے حضرت سیدہ بیگم خونگی موصوفہ (مجھلی) کی خدمت میں ہم اُنکی سعی کے مشکور ہونے کی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ رسالہ "فتح میدان حیدرآباد دکن" کے پتے سے مل سکتا ہے

کارنامہ حسینؑ

یہ نام تو مسلمان اُسی وقت لیتے ہیں جب اُن کا دل رونے پر مائل ہوتا ہے ایسے بھی مسلمان موجود ہیں جو پہلے آنسو بہا لیتے ہیں پھر زبان پر یہ نام جاری کرتے ہیں۔ بہار شیعہ کانفرنس (پٹنہ) نے مشاہیر اہل قلم سے بدون قید ہندو و مسلم "امام حسینؑ" کے کارہائے نمایاں پر انگریزی اور اردو میں مضامین لکھوائے شائع کیے ہیں۔ دونوں رسالے ہمارے پاس اظہار رائے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ لکھنے والوں نے حضرت کے صدق شجاعت خلوص اور دیگر انسانی کمالات پر خوب خوب مضامین لکھے ہیں لکھنے والوں میں کوئی خان بہادر ہے کوئی ہندو یونیورسٹی بنارس کا پروفیسر ہے کوئی جسٹس ہے کوئی بیرسٹر ہے کوئی اڈیٹر ہے۔ کوئی جرنلسٹ ہے۔

بہرحال ہر ایک قابل مضمون نگار کی آنکھوں میں ڈبڈبائے ہوئے آنسو روشنائی کے ساتھ مزوج اپنی جھلک دیتے ہیں۔

آپ جانیے روز نامہ (سوناٹا) بے وقت بے محل ہے (محرم میں دیکھا جائے گا)

اردو رسالے کی قیمت ۶ر علاوہ محصول

انگریزی " " ۱۲ر "

غالباً نواب سید احمد علیخاں (خان بہادر) سکریٹری بہار و اڑیسا شیعہ کانفرنس مغلپورہ پٹنہ سے دونوں رسالے مل سکیں گے۔ مضامین کے بے نظیر اور مفید ہونے میں کوئی شک نہیں خصوصاً اس عہد میں تو سچ پر قربان ہو جانے کی زیادہ ضرورت ہے۔

الادباریات

(باوجود این ہمہ بیداری)

اگر کوئی شامت زدہ ہندو اسلام و اہل اسلام یا سلاطین اسلام کے بارے میں اس قسم کی دل آزار کتابیں چھاپے کہ "نگار" میں بالعموم ہوتی رہتی ہے تو ہمارے مسلمان بھائی آستین چڑھا کے اسے شرد ھانند اور راجپال کے پاس بھیجتے ہیں سلا دینے کی فکر فرماتے اور آسمان سر پر اُٹھا لیتے کہ ہائے ہائے ہم تو کہیں کے نہ رہے جب تک دنیا میں "نگار" ہے اس وقت تک ہمارا اسلام کھن کھنا بود ہمیں بسپا رہے گا۔ "نگار" بحق حکومت یا پاس اہل اسلام ضبط ہونا چاہیے۔

لکھنؤ کا "سچ" (اور دوسرے جرائد) اُن واہیات سے آنکھ تعرض کرتا ہے جنھیں شاید حضرت "نگار" بنام "افتخار" "آکبات" سمجھ رہے ہیں۔ مگر دیگر اسلامی جرائد خاموش ہیں۔

سچ پوچھیے تو اس قسم کے مضامین کی بنا محض گستاخی اور یاوہ گوئی پر قائم ہے۔ یا ایک آدھ انگریزی کتاب (متعلق قرآن) پادریوں کی لکھی ہوئی اور کسی قدر سائنس۔ بس یہی ان مضامین کی سنگ بنیاد ہے۔ گستاخی اور جہل کا جواب دلیل سے سنتنی ہے اس لیے تعرض بیکار ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اسلام میں جتنی احتیاج ریفارم اور لغیر کی آج محسوس کی جاتی ہے پہلے کبھی محسوس نہیں کی گئی۔ "نگار" صاحب بھی اسی قسم کے ریفارمر ہیں۔ ارے بھائی دلیل کی قوت نہ سہی۔ علمی استعداد کا لعدم سہی۔ گستاخی اور یاوہ گوئی پر تو قدرت ہے کہ اسلام کے مسلمات و ادبیات جلیلہ سے انکار کی طاقت تو ہے۔ ایسا بہتوں نے کیا پھر بھی مسلمان رہے اور جب مرے تو مسلمان ہی سمجھے گئے۔ اگر خدا نخواستہ "نگار" صاحب بند ہو گئے تو دیکھیے گا وہی جرائد وہی صاحبان قلم وہی اہل علم جو آج "نگار" کو بانی ارتداد و کفر سمجھ رہے ہیں مرثیہ پڑھینگے۔

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۶۸ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت خفیفہ باجلاس جناب منصف صاحب بہادر بلگرام مقام بلگرام ضلع ہردوئی۔

نمول چند ولد ٹھاکر پرشاد قوم مہاجن ساکن گنگا رام پور پرگنہ ملانواں تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی مدعی

بنام

پوہکر ولد کالکا اہیر ... ... مدعا علیہ

بنام پوہکر ولد کالکا قوم اہیر ساکن موضع اسلام پور جگاتی پرگنہ ملانواں تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی۔

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دلا پانے مبلغ [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم تاریخ ۹ ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ اور کوئی شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضر ہونے کیلئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۲۸ ماہ ستمبر ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر منصفی بلگرام ۱۰ بجے سے چار بجے تک

پیشی ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۱ء

اطلاعنامہ حسب دفعہ ۱۰ ایکٹ ۲ سنہ ۱۹۰۱ء ممالک مغربی و شمالی

باجلاس سید محمد عبدالصمد صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجۂ دوم

۷/۶۱

لعل الت لال مقام قائم گنج ضلع فرخ آباد

چونکہ بمقدمہ نالش بابو بھیروں پرشاد ولد منشی ہری سنگھ و بابو دوارکا پرشاد ولد منشی امراؤ سنگھ قوم کایستھ ساکن نمر آباد حال موجود محلہ [illegible] زمیندار موضع بچوری پرگنہ نمر آباد کم

بنام تم موجی رام بالغ و شب لال نابالغ بولایت موجی لال مذکور برادر حقیقی پسران و وارثان شب سہائے متوفی قوم اہیر ساکن و کاشتکار موضع بچوری پرگنہ نمر آباد کم کے جو عدالت میں فیصل ہوا ایک ڈگری بقایا لگان بابت ۱۳۳۶ تا ۱۳۳۷ف بتاریخ یکم ستمبر ۱۹۳۱ء صادر ہوئی اور مبلغ [illegible] جواز روئے ڈگری مذکور واجب الادا ہیں انکی تفصیل حاشیہ پر درج کی جاتی ہے۔

پائی	آنہ	روپیہ	
			اصل
			خرچہ نالش
			سود بابت زر اصل و خرچہ نالش
			خرچہ اجرائے ڈگری
			سود بابتہ خرچہ اجرائے ڈگری
[illegible]			میزان

اور چونکہ آج کی تاریخ تک ڈگری بلا ادا باقی رہی ہے۔ لہذا بذریعہ اس تحریر کے تم موجی رام وغیرہ مذکور کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم زر مذکور یعنی مبلغ [illegible] جو از روئے ڈگری کے واجب الادا ہیں اس عدالت میں پندرہ روز کے اندر تاریخ موصول ہونے اطلاعنامہ ہذا سے ادا کرو ورنہ یہ ظاہر کرو کہ تم مندرجہ ذیل کھیتوں سے جن کی بابت بقایا ڈگری شدہ واجب الادا ہے کیوں بیدخل نہ کیے جاؤ۔

تفصیل اراضی

پرگنہ	موضع	کمال [illegible]	نمبر کھیت	[illegible]	[illegible]
نمر آباد کم	بچوری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	لگان سالانہ [illegible]

میزان [illegible]

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

"واویلا! ایک اسلامی مجلہ آلسنہ موت سے ہم کنار ہوگیا - واکر بتاہ! مصلح اعظم نے وفات پائی۔ مشین جس پر یہ مجلہ عجیب کے عالم کو اپنی یاوہ گوئی سے سرفراز کرتا تھا متوقف ہے۔ بیلین اور رولز رویس میں ہیں۔ بتھر نے غم نگار میں سیاہ آنسوؤں سے گریہ شروع کر دیا ہے۔ آہ! اسلام آج مرگیا وا ے مسلمان تباہ ہوگئے افسوس اس قابلیت ذات کا مجدد اب ایک صدی تک پیدا نہوگا۔ نگار نہیں تجدید اسلام پروری کا خاتمہ ہوگیا۔ یارو جلسے کرو - یادگار قائم ہو - چندا دو - ہڑتال ہونا چاہیے - اسلامی موسسات (انسٹی ٹیوشن) پر کالا پھریرا لہرا یا جائے"

جب ہر قسم کے ریفارم کی قدر و منزلت بڑھانے والے خود مسلمان ہیں تو پھر روتے کیوں ہیں؟ آج یہاں جلسہ ہوا کل وہاں محفل گرم ہوئی۔ نفرت اور کفر کے رزولیوشن برابر پاس ہو رہے ہیں۔ مگر دیکھ لیجیے کان کا اثر بالکل غیر محسوس نہ موجب کی سند۔ ہم کوئی قاضی نہیں کہ تعزیر کا حکم دیں کوئی مفتی نہیں کہ تکفیر کا فتوے صادر کریں۔ مگر اتنا جانتے ہیں کہ مرتد فطری اگر توبہ بھی کرے تو بحکم قرآن وہ توبہ عند الناس مقبول نہیں۔ خدا نے توبہ قبول کرنے کا حق اپنے لیے ریزرو ڈ رکھا ہے مسلمانوں کو یہی ہدایت کی ہے کہ تم بعد توبہ بھی ایسے ذلیل لعین کو مسلم نہ سمجھو بخشنے اور نہ بخشنے کا ہمیں اختیار ہے کیا عجب ہے کہ یہ حکم دوبارہ دھوکے سے بچانے کے لیے صادر ہوا ہو۔ یہ تو یہ بات ضرور دل میں کھٹکنے والی کہ ایک شخص فطری مسلم ہونے کے باوجود بواسیر (تو بہی قسم ہے) میں مبتلا ہو جائے۔ اور آپ ہر سٹے توبہ شکنی اور تجدید توبہ کی اجازت اسے دیتے رہیے وہ زہر پھیلا رہا ہے اور مسموم ہوا سے بچنے کی آپ فکر نہ کیجیے۔ نگار میں ایسے مضامین جو او تیات حلیۂ اسلام کے منافی ہیں بارہا دیکھے گئے۔ معلوم نہیں اسوقت یہ تکفیر باز کہاں تھے اور انھوں نے کیوں ذکاوت حس سے کام نہ لیا۔

جب نگار صاحب ادبیات کو خرافات سے مملو فرمارہے تھے اسوقت ایک عالم نے انکو ادیب یگانہ علامۂ عصر مانا۔ پھر انھوں نے دینیات پر بحث کی تو اسوقت بھی انکے ارشادات نہایت خلوص اور رواداری کے ساتھ سماعت فرمائے گئے۔ اور کہا گیا کہ صاحب نہایت بالغ النظر ہیں کے محقق یکتا اور بے خوف ہیں۔ اسلام کو ایسے لوگوں سے جو باوجود علوم قرآنیہ و فقہیہ سے ناواقف ہونے کے قاضی و مفتی بنتے رہے اکثر سابقہ پڑا۔ اگر انکے افادات پر اعتنا نہیں ہوئی زمانے میں تغیر صرف اس قدر ہوا ہے کہ اب ایسے ہی حضرات فوراً محقق مان لیے جاتے ہیں اور سان کے سامنے اکثر دشمنان عقل نذر انے پیش کر دیتے ہیں۔ پہلے گروہ قائم ہوا اور دکان چل نکلی۔ دکان چلنے کے لیے صرف تہمت علم کافی ہے آئیں بائیں شائیں اعتراضات کی استعداد کس دماغ میں نہیں مسلمات کے انکار میں دیر ہی کیا لگتی ہے؟ ابلہانہ حسن ظن کی گرم بازاری سے مسلمان کب خالی تھے؟

نالائق شاعروں قاضیوں اور مفتیوں کے حالات سے کتب تاریخ بھرے پڑے ہیں چنانچہ ایک تاجر حمص میں وارد ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ مسجد میں اذان ہو رہی ہے موذن صاحب پکار کے فرماتے ہیں اشہد ان محمداً رسول اللہ اور اسکے ساتھ ہی چیخ کے کہتے ہیں یقولون اہل حمص یعنے اہل حمص اقرار رسالت کرتے ہیں بندہ موذن کو اس سے واسطہ نہیں۔ تاجر نے قصد کیا کہ خطیب سے اس عجیب صدا کی توجیہ کرے مگر خطیب صاحب ایک پاؤں سے کھڑے ہوئے نماز پڑھا رہے تھے دوسرا پاؤں غلیظ سے لتھڑا ہوا تھا خطیب سے نگاہ استفسار گزر کر محتسب پر جمی تو معلوم ہوا کہ وہ جامع مسجد میں اسوقت میفروشی کی خدمت انجام دے رہے ہیں تماشا قابل دید تھا جامع مسجد پر واقعی کوزہ ہائے شراب رکھے ہوئے تھے اور جناب محتسب گرد میں قرآن لیے قسمیں کھا رہے تھے یارو اسی کلام پاک کی قسم اس شراب میں ایک قطرہ پانی کا ملایا نہیں گیا بالکل خالص ہے" خریدار ٹوٹے پڑتے تھے۔ محتسب پر لاحول پڑھ کے قاضی صاحب کی جانب یہ نووارد روانہ ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ جناب قاضی پر ایک غلام امرد حسین (جوان قریب بلوغ) سوار ہے اور اس ناشائستہ فعل کے وقوع پر جناب قاضی بحالت خفض جبین بروے زمین ہیں۔ استغفر اللہ۔ حیاے اسلامی نے منہ پر دوہتڑ چلوا دیے۔

قاضی صاحب نے فرمایا۔ اے شخص تو کون ہے؟

"مسافر"

"مجھ سے کیا کام ہے؟"

"چند مسائل کا استفسار"

"پوچھو"

"سنیے اذان میں اشہد ان محمداً رسول اللہ کے بعد "اہل حمص" کا اضافہ کیسا؟"

"عجب جاہل ہو۔ ارے کبھی موذن تھا بیمار۔ اس نے ایک یہودی کو اپنی جگہ اذان دینے بھیج دیا۔ پھر وہ تو یہودی ہے محمد کی رسالت کا اقرار بھلا کس طرح کرے"

"خطیب ایک ٹانگ سے کھڑا نماز پڑھا رہا تھا اور دوسرا پاؤں اسکا نجس تھا"

"پھر اسمیں کیا خرابی ہے۔ جلدی تھی وضو کے بعد نجاست بھر گئی۔ فضیلت کا وقت جاتا تھا اس لیے پاؤں پاک نہیں کر سکا۔ فرش مسجد سے اونچا کیے رہا"

"جامع مسجد میں شراب محتسب کے ہاتھوں بکتی ہے"

"ہاں بکتی ہے۔ اللہ میاں کا مکان تو لوگ بناتے ہیں مگر اسکے قائم رہنے کے واسطے کوئی انتظام نہیں کرتے جس نے مسجد بنائی ہے اس نے ایک باغ انگوروں کا مسجد کے مصارف کے لیے وقف کیا ہے جب تک تازے انگور کی فصل رہتی ہے اسوقت تک انگور بیچے جاتے ہیں بعد ازاں آب انگور کی تجارت سے دھندا مسجد کا چلتا ہے"

"جناب کس امر شرعی میں مشغول تھے"

"واے جہل و نادانی۔ صاحبزادے کی جائداد کا نابالغ قاضی کمبخت متولی تھا۔ آخر یہ کیونکر معلوم ہوتا کہ صاحبزادے جوان ہوگئے الحمد للہ

متفکر حکومت ہند

سردار "سونا تو لے گئے" علی بابا" اب نہ "سمسم" کی ضرورت ہے اور نہ کسی عمل کی لس "یا کرنسی - یا تخفیف یا ٹیکس" سے

باہر والے کھا گئے اور گھر کے گائیں گیت

کہ آتش مہوگئی - ہاں صاحب آج سے یہ اپنی جائداد کے مالک ہیں - لوگوں نے بلوغ پر سچی گواہی دی ۔"

تاجا اس گروہ پر لعنت کرتا ہوا بھاگا اور پھر حمص کا نام نہ لیا - یہ حکایت کتابوں میں موجود ہے مگر اس کا آخری جزو کہ قاضی و محتسب و خطیب و مؤذن اپنے عہدے سے برطرف کیے گئے کسی تاریخ میں موجود نہیں -

ایک مفتی صاحب کے پاس کوئی صاحب اپنے صاحبزادے کو لے گئے کہ یہ قرآن نہیں پڑھتا آپ اسے سمجھائیے -

مفتی :- کیوں جی تم قرآن کیوں نہیں پڑھتے ؟

لڑکا :- جی پڑھتا تو ہوں "

مفتی :- کچھ یاد ہو تو سناؤ "

لڑکا :- سنئیے ؎

علق القلب ربابا بعد ما شابت و شابا

ان دین اللہ حق لا تری فیہ ارتیابا

(دل نے ارباب کے ساتھ لگاؤ پیدا کر لیا - بعد اسکے کہ وہ بھی بڑھیا ہوگئی اور دل بھی - خدا کا دین سچا ہے اس میں کوئی شک نہیں)

مفتی :- یہ اسی سورے کی آیتیں ہیں جس میں " وکواعب اترابا " ہے - ؟

لڑکا :- جی ہاں "

مفتی :- (والد طفل سے) پڑھتا تو ہے اور کیا پڑھے ؟ "

والد محترم :- اجی خدا سے خدا سمجھے آج ہی اس نے ہمسایہ سے قرآن مانگ کے مجھے جھوٹا بنانے کے لیے دو چار آیتیں یاد کر لی ہیں "

جاننے والے جانتے ہیں مفتی صاحب کو تمیز نہوئی کہ یہ قرآن کی عبارت ہے یا کسی رند کا شعر - مگر دنیا انھیں مفتی سمجھتی رہی -

نظیران ہی حکایتوں کی ایک شاعر کی حکایت ہے جس نے خلیفہ متوکل عباسی کی مدح میں شعر کہے اور ایک شعر میں " جوار زفرات " نظم کر گیا خلیفہ نے پوچھا " زفرات " کیا چیز ہے - جواب دیا آپ امیر المومنین ہیں اسپر بھی " زفرات " کے معنی نہیں جانتے تو بھلا

میں کیا جان سکتا ہوں ؟ خلیفہ نے فرمایا " اب میں سمجھ گیا ھذہ الکلمۃ من لغۃ لحیتک (یہ لغت تمھاری لمبی داڑھی کی ڈکشنری سے نکلی ہے)

اسی طرح خلیفہ ہارون رشید کے سامنے کسی شاعر نے روافض کی ہجو میں اپنا ایک شعر پڑھا ؎

رفضا وشمسا و زیتونا و مظلمۃ

من ان تنالا من الشیخین طغیانا

خلیفہ نے معنی استفسار فرمائے تو کہا کہ حضور بھی جو ہیں حضور کا لشکر بھی سب مل کے اسکے معنی سمجھ لیں انی واللہ ما ادری ما ھو (میں تو خدا کی قسم اسکے معنی نہیں جانتا)

انصاف کیجیے جب ایسے ایسے قاضی مفتی شاعر اپنے اپنے لقبوں پر باقی رکھے گئے تو حضرت نگار ادیب علامہ مصلح مجدد محقق فقیہ مفسر کے عہدے سے کیوں برطرف کیے جائیں حضرت نگار کے داڑھی نہیں (کاغذی پیکر ہیں داڑھی کہاں) پھر بھی فقہ کے نکات اسی داڑھی سے نکلتے ہیں - فلسفے کے دقائق اسی کھرل کے دستے سے حل ہوتے ہیں - نظام کا منبع یہی فرضی داڑھی ہے تفسیر کا معدن یہی داڑھی ہے حدیث کا مخرج یہی داڑھی ہے تجدید کا منشا یہی داڑھی ہے - ادبیات کا مرجع یہی داڑھی ہے -

ان تمام امور کے علاوہ ہمارا دعویٰ تو یہ ہے کہ اسلام ایک لازوال شے ہے یعنی ایک مرتبہ جس نے منہ سے کہہ دیا ہم مسلم ہیں پھر چاہے وہ خدا کی نفی کرے - انبیا کو انکی منزلت سے گرائے اولیا کی ہجو سے آئینہ ایمان کو مجلّیٰ فرمائے - قرآن کی آیتوں کو توڑے مروڑے اور اپنے مطلب کا بنائے - اصول شرعیہ کے بخیئے ادھیڑے - زنا اور دوسری بدکاریوں کو جائز سمجھے - رہے گا زندگی بھر پکا مسلم کہلایا مگر - اور مر گیا تو پھر ولی ہونے میں کوئی شبہہ نہیں - گنتی گنانے کا محل نہیں یہ آنکھوں دیکھی باتیں ہیں -

جب یہ مشاہدہ مسلم ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ چند ایسی باتوں کے متعلق جو اگرچہ حدیث و قرآن

یا مسلمانوں کے دستور اور عمل کے منافی ہیں حضرت نگار کی نکتہ چینی کیونکر انکے اسلام میں رخنہ انداز ہوسکتی ہے - اگر " نگار " کے مضامین عام اسلام کے نزدیک قادح اسلام ہیں تو ہوں یہی کافی ہے کہ وہ مسلم ہونے کے دعوے سے کبھی دست بردار نہیں ہوا پھر جو یہ جلسے ہو رہے ہیں اور بائیکاٹ کی تلقین کی جاتی ہے - آخر کیوں ؟ -

ہمارے دوست " علامہ ریاست " دہلی کی مداخلت اس مسئلہ میں بالکل بجا ہے - فرماتے ہیں :-

" دنیا تیزی سے بدل رہی ہے اور یقیناً مذہب کے متعلق بھی خیالات میں انقلاب ہو کر رہے گا یا کم از کم وہ تواہم تو ضرور نیست و نابود ہو جائینگے جو مذہب کے نام پہ موجود ہیں - اور جو آزادی اور سچائی کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں "

یہ آج معلوم ہوا کہ وہ مذہب بھی کوئی چیز ہے جسکی بنیاد تواہم (غالباً وہم) پر ہو اور یقین سے واسطہ نہ رکھتا ہو - جو آزاد ہو (غالباً مادر پدر آزاد) اور " سچ " سے علاقہ نہ رکھتا ہو -

پھر افادہ فرماتے ہیں :-

" مولانا نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار کی جرأت قابل داد ہے جنھوں نے مذہبی جنون رکھنے والے ملاؤں کی پروا نہ کرتے ہوئے ان ایسے تواہم کے خلاف علم بلند کیا ہے "

دیکھا آپ نے علامہ ریاست دہلی کا فتویٰ - لکھیے ان حضرت کا نام بھی اسلامی محققین کی فہرست میں - تواہم والے مجنون ملا کمبخت ہمارے مشہور ہفتہ وار جریدہ " ریاست " کا مقابلہ اسلامی مباحث کے فیصلے میں ہرگز نہیں کر سکتے -

کسی بگڑے ہوئے مصلح سکھ نے حضرت گرونانک کے خلاف اسی قسم کی قابل داد جرأت کی ہوتی دیکھیے کیسی قصیدہ خوانی اسی اخباری کاغذ میں ہوتی ہے صاحب " ریاست " جس طرح رئیسوں کے دلوں پر حاوی ہے اسی طرح اسلام کے اصول و فروع پر بھی حاوی ہے - تمام کتابیں اسلام کے متعلق بیچارے ملاؤں کی لکھی ہوئی ہیں - علاوہ ان کتابوں کے

جو یورپ کے محققین نے لکھی ہیں۔ پس اسلامی عقاید کا تعین ان مُلاؤں کی تصانیف سے ہونا چاہیئے بلکہ "انچہ محققین یورپ بگویند و ریاست بفرماید ہماں ست اسلام"

یہ سوال پوچھنے کا کسی کو حق نہیں کہ اسلامی کتب کے مولفین یا مصنفین میں وہ کون ہے جو مُلا نہ تھا۔

اسکے بعد ارشاد ہوتا ہے:۔

"وہ اور کوشش کرتے ہیں کہ مذہبی مُلاؤں کی ایجادات کا دُنیا سے خاتمہ ہو جائے اور وہ صرف وہ اسلام قائم رہے جسکے بانی حضرت محمد صاحب تھے اور جو دُنیا میں غلامی پیدا کرنے کے لیے نہیں بلکہ جسکی بنیاد آزادی اور سچائی کے لیے رکھی گئی تھی۔"

جو اسلام اسوقت اسلام کہلاتا ہے وہ تو مُلاؤں کے تصدق میں ہم تک پہونچا ہے بیچارے کتنا کیا لکھ گئے۔ اُلجھی ہوئی گتھیاں سلجھانے میں اپنی عمر صرف کر گئے۔ ریاست کی رائے میں وہ سب ایجادات سے مملو ہیں اور جو کچھ حضرت محمد صاحب نے فرمایا تھا اُس سے کوئی واسطہ نہیں رکھتیں ان تصانیف سے قطع نظر کرنے کے بعد ذریعۂ علم کیا رہ گیا؟

حضرت نیاز کے ایجادات یا کچھ اور؟ محمد صاحب کو دُنیا سے سدھارے مدّت ہوئی۔ مُلاؤں اور مصنفوں نے ایجادات کی وجہ سے زر خالص کو مغشوش کر دیا لہذا بجز حضرت نیاز کے مجتہدات اور یورپ کے محققین کے نتائج تحقیق کے اور کوئی ذریعہ محمد صاحب کے تعلیمات کا باقی نہیں۔ ارے بھائی تفسیر لکھنے والے ہی مُلا۔ حدیثوں کے جمع کرنے والے ہی مُلا۔ لغات کی تدوین کرنے والے ہی مُلا۔ رجال کے مولف بھی غیر قابل اعتبار مُلا۔ لاحول ولا قوۃ۔ یورپ کے محقق اور حضرت علامہ نیاز کے علاوہ ایک شخصیت کو جو اسلام کے واسطے نہایت اہم ہے ہم بھول گئے تھے۔ یعنی تیسرا ذریعہ جناب علامہ مفتون بالکل یا ست بھی ہیں [illegible] تک اور کسی طرح نہ سہی تو یوں پشت گرمی ہی کے ذریعے سے دُنیا کو پہونچا سکتے ہیں۔

"نیاز صاحب کو چاہیے کہ ملک و قوم کی خدمت کا جو علم انھوں نے بلند کیا ہے ہر قیمت پر اسکو سنبھالے رکھیں اور اسکو جھکنے نہ دیں چاہے کتنی بھی اسکی مخالفت کیوں نہو۔"

خیر ایک مصدق تو جناب نیاز کو اس بھری پُری دُنیا میں مل گیا۔ یہی کافی ہے۔ یہ فیصلہ کہ اسلام کے بارے میں زیادہ علم علامۂ نیاز کو حاصل ہے یا علامۂ مفتون کو ہمارے ذمے نہیں۔

آخر میں ہم علمائے فرنگی محل اور دیگر علمائے ملت سے ملتمس ہیں کہ وہ اتنی شدید مخالفت فرما "سفوات" کا مول نہ بڑھائیں۔ اگر کوئی عقلی نقلی دلیل ہوتی تو اُسپر توجہ ہر مسلم عاقل و عالم پر فرض ہوتی یہاں صرف گستاخی اور بے اعتدالی اور بد زبانی ہے پس اہل عقل کو سکوت لازم ہے۔

راقم

خاکسار ادبار المسلمین

پنچ حضرت ادبار! افسوس آپ ہمارے دوست علامۂ مفتون کی اسلامی واقفیت پر حملہ آور ہوئے۔ یہ اچھا نہ کیا۔

اس رائے میں ہم آپ سے متفق ہیں کہ یہ مخالفت جو آجکل ہو رہی ہے "نگار" کے حق میں پروپگنڈا ہو جائے گی۔ آخر ایک طالب شہرت نے زمزم کو نجس کرکے شہرت حاصل ہی کر لی تھی۔ پروپگنڈے سے میاں نگار کی سٹی گرم ہونا یقینی ہے۔ خدا رحم کرے۔

واللہ کیا سوجھی ہے

اس میں شک نہیں کہ حکومت ہند انتظامی مہمات کے حل کرنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتی دیکھیے خزانہ میں چوہوں نے ڈیرا ڈالا مگر تیوروں پر میل نہ آیا۔ دوسرا ہوتا تو کمبخت خون تھوکنے لگتا۔

عہد شاہ عالم میں سیندھیا بہادر اور شجاع الدولہ شاہی خزانہ لوٹ لائے تو کیا ہوا؟ کچھ نہیں بیچارے بادشاہ سر پکڑ کے بیٹھ گئے۔ صاحب بہادر اگر اسوقت یہ نہ فرماتے کہ تم چین کرو بنشین لو ہم سلطنت کی

مصیبت تمھاری طرف سے جھیلتے ہیں تو بڑی آفت آ جاتی۔ بہادر شاہ نے غدر میں سونے چاندی کے برتن تڑوا کے اپنا سکہ ڈھلوایا۔ بیبیں غدر نے (اودھ میں) بھی علیٰ ہذا القیاس جنگی ضرورت سے تسلا لوٹا پاندان اُگالدان (طلائی نقرئی) ٹکسال میں بھجوایا کہ روپیہ اشرفی بنے۔ یہ سب دیوانے پن کی باتیں تھیں۔ بھلا یہ بھی کوئی تدبیر ہے تدبیر ہے؟ واللہ تدبیر ہے تو یہ ہے کہ محکمے کی تنخواہیں کم کر دو۔

ہر چیز پر ٹیکس بڑھا دو چاہے کھانے پینے کی ہو چاہے کسی اور ضرورت کی۔ کوئی ہنسے تو ٹیکس دے۔ بیمار ہو تو ٹیکس دے۔ اچھا رہے تو ٹیکس دے طالب افشان ہو ٹیکس دے نا چے تو ٹیکس دے۔ نچلا بیٹھے تو ٹیکس دے۔ پیدا ہو تو آنول نال کی تھیلی میں روپیہ بھر تا لائے۔ بلوغ کو پہونچے تو ٹیکس (خواہ سوال ہو یا جادم) جوانی کے ہمراہ لائے۔ بڑھاپا آئے تو بال چاندی کے ٹیکس ادا کرنے کو بنوائے۔ چاندی سونا آگیا اپنی اپنی تہی میں۔ کاغذی سکے کو خدا سلامت رکھے۔ اب ٹکسال میں وہی ڈھلے گا۔

بڑے کی جان کی قسم جو تدبیریں سر جان شسٹر نے بتا دیں جالینوس کو باوجود حکیم اور سکندر کے دا ہنے بازو ہونے کے نہیں سوجھیں۔ خدا جانتا ہے غضب کا نکتہ رس دماغ ہمارے دوست سر جان شسٹر نے پایا ہے۔

اے حضرت! کچھ مفت کی تنخواہ لیتے ہیں ہاں ٹیکس لگانے کا کام بہت مشکل ہے۔

لاجواب سوالات

لیجیے حضرت! بنکوں کا دِوالا تو خدا کے فضل اور حکومت کی عنایت سے نکلنے لگا جنھوں نے روپیہ جمع کیا تھا اُنکی بدگمانی بے بنیاد نہیں۔ خود حکومت نے یہ بدگمانی پیدا کی ہے۔ کیوں نہ یہ بنک حکومت پر دیوانی میں مقدمہ چلائیں یہ ایک سوال ہے جو بے جواب ہی رہے گا۔ اگر کسی قانون کے رو سے تمام کاروبار بند کروا دینے کا حکومت کو اختیار ہے تو کیوں اُسکی تنسیخ کی سعی زعمائے کونسل نہیں فرماتے؟ یہ دوسرا

[illegible]

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ موسیقی کے جر علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد، جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ ۱ ... منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

EGISTEREDNo.A783
1931
LUCKNOW
OUDHPUNCH
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

جلد ۱۶ نمبر ۳۶

مضامین

۱۳ - اکتوبر ۱۹۳۱ء

شعر مرا بہ مدرسہ کہ برد

مندرجۂ بالا مثل بہت دنوں سے سنا کرتے تھے مگر اس کا مصداق آج رسالہ ساقی جلد (۵) نمبر ۳ بابت ستمبر ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۴۴ میں دیکھا جناب سید خورشید حسن صاحب عروج عرف دولھا صاحب مرحوم کے کلام پر ایک ملّائے مکتبی نے خامہ فرسائی کی ہے اور ابھی صرف پانچ صفحات لکھے ہیں باقی کا آئندہ نومبر میں وعدہ کیا ہے۔ اسکے متعلق کچھ لکھنا گوکہ قبل از وقت ہے بعد ختم ریویو مناسب تھا۔ مگر جس طرح معترض صاحب کے مزاج میں جلدی ہے کہ ادھورا مضمون شائع کردیا ہم کو بھی تعجیل مدنظر ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ صرف دو اعتراضوں سے تعرض کیا گیا ہے۔ انھیں سے باقی اعتراضات کا حال بھی ظاہر ہو جائے گا ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

اُمید ہے کہ پھر ان اعتراضات کی طرف کوئی توجہ بھی نہ کرے گا اور نہ جوابات کی جستجو۔ ان اعتراضات کو دیکھ کے بے ساختہ ہنسی آتی ہے لہذا پنچ سے بہتر اور کوئی پرچہ اسکی اشاعت کے لیے موزوں نہیں۔ معترض صاحب کی استعداد علمی تو کچھ یونہیں سی معلوم ہوتی ہے۔ خود اعتراضات اسکے شاہد ہیں مگر حوصلہ بڑا ہے۔ دیوار آہن سے ٹکر لڑانا چاہتے ہیں۔ خدا راس لائے۔

پہلا اعتراض (۲۳ - مجیب ۹۸) ؎

افضل بدن عرق کا لطافت میں آب سے
نازک بدن کے رونگٹے مخمل کے خواب سے

معترض۔ یہ شعر گھوڑے کی تعریف میں ہے مگر مخمل کے خواب کا مطلب نہ سمجھ سکا۔

گذارش۔ ہم کو بھی آپ کی سچائی سے اتفاق ہے جدہ لبغرے اگر کسی شعر کا مطلب نہ سمجھ میں آئے تو کوئی تعجب کی بات نہیں اسکول کی کتابوں کی طرح اس مرثیہ کی نہ تو کوئی "کی" چھپی ہے نہ شرح لیکن تعجب خیز یہ امر ہے کہ سمجھنے کی استعداد سے خود خالی ہیں اور اعتراض فرماتے ہیں شاعر پر۔ بظاہر خواب کی لفظ نے یہ سب کچھ کیا خواب کے معنی غالباً نیند کے مراد لیے ہیں جو یہاں چسپاں نہیں ہو سکتے۔ خواب کے دوسرے معنی کی طرف ذہن منتقل ہی نہ ہوا۔

اگر معترض صاحب بہار عجم (لغات مصطلحات) میں خواب کو دیکھ لیتے تو کافی تھا عبارت بہار عجم "خواب مخمل چیزے مثل پشم کہ قالی و مخمل را می باشد و باعث خوشنمائی اوست۔ والہ ہروی ؎"

نازیں سپرش بہم بردے خیس سینے
خوابم بہ دیدہ درساز خوابے چو خواب مخمل

نوازش خاں اُمید ؎

می تواند ساز راحت دیدگاں تقریر کرد
خواب مخمل را تواند گرکسے تعبیر کرد الیضاً"

"لفظ کمخواب کے تحت میں کمخواب قماشے است معروف از ابریشم و بہترین آں در گجرات و احمد آباد بافتہ میشود و چوں خوابہ اش بہ نسبت خوابہ مخمل کم می باشد چنیں تسمیہ کردہ اند و بریں تقدیر باید کہ صحیح کمخواب بودہ باشد و کمخا مخفف آں"

ہم کو بھی معترض سے ہمدردی ہے۔ استعداد کی کمی جو روز بد دکھائے دیکھنا پڑتا ہے۔ چاہے وہ خواب ہی سے تعلق رکھتا ہو۔

دوسرا اعتراض (اعتراض ۲۷ مجیب ۱۱۷)

شانوں سے خوں رواں ہوا تیزاب کی طرح
بہنے لگا جری کا لہو آب کی طرح

معترض۔ (۱) تیزاب کی ترکیب بھونڈی ہے۔ (۲) قافیہ بھی ایطاء جلی ہے جو مخل فصاحت ہے

مدیر ساقی۔ لفظ تیزاب اگرچہ مرکب ہے مگر اردو میں بطور لفظ مفرد مستعمل ہے۔ اس میں لفظ آب کلمہ کا جزو اصلی معلوم ہوتا ہے جس طرح کہ سیماب سیلاب میں۔ لہذا تیزاب کو آب کے ساتھ قافیہ کرنے میں ایطا نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو خفی ہے نہ جلی شعر

معطر اُس کے نہانے سے لب کا آب ہوا
حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا

گزارش ع ور دیرسے چنیں شہریارے چناں جائے تعجب ہے کہ معترض صاحب نے جابجا جو مصرع ناپسند ہوا ہے اُسے اصلاح بھی دے دی ہے۔ مگر اس مصرع پر طبع آزمائی کی تکلیف گوارا نہ کی اور نہ یہ خیال کیا کہ خون کو اگر تیزاب سے تشبیہ دی جائے تو وجہ شبہ کیا ہو گی۔ اور مدیر صاحب نے بھی گونیک نیتی سے افادہ فرمایا ایطاء خفی تسلیم ہی کر لیا۔ یہ اور بات ہے کہ لطف تشبیہ کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی کہ آخر لہو بہنے میں اور تیزاب میں کیا مناسبت ہے۔ اب ہم سے سنیے معترض صاحب کے پہلے اس شعر پر کاتب صاحب کی اصلاح ہو چکی ہے جو معترض صاحب سے کہیں زیادہ نازک خیال ہیں؟ انھوں نے جتنی کتابیں اسوقت تک قلم اصلاح رقم سے تحریر فرمائی ہونگی اسقدر کتابیں معترض صاحب نے دیکھی بھی نہ ہونگی کاتب صاحب نے اصلاح بھی وہ دی کہ معترض صاحب و مدیر صاحب کے ہاں سے نہ ملی اور اصل لفظ تک کسی کا ذہن نہ پہونچا۔

اب ملاحظہ ہو آپ کی شرمندگی ہمارے سر آنکھوں پر یہ تیزاب نہیں ہے۔ جو کسی سائنس کے لیبارٹری میں سکھا رہتا ہے یا کسی ٹن اسمتھ (ٹین کا کام کرنے والا) کے دوکان پر ہوتا ہے یہ "میزاب" ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ عربی لفظ ہے لیکن ہم لوگوں کے کان آشنا ہیں۔ غیر مانوس نہیں ہے شہادت کیلیے لالہ لکھمی چند عرائض نویس محکمہ رجسٹری کی تحریریں بلکہ اور بھی انکے بھائی بند کی موجود ہیں برابر دستاویزوں میں حدود اربعہ کی تشریح و تصریح یوں کیجاتی ہے "مالیہ الباب والمیزاب" مگر آپ کو کیا غرض کاتب نے تیزاب لکھ دیا آپ نے اسی کو صحیح جانا۔ یہ اقتباس عربی عبارت سے عروج مرحوم نے کیا ہے "فسال الدم کالمیزاب" لہو شانے سے مثل پرنالے کے بہنے لگا۔

لیجیے نہ اب وہ بھونڈی ترکیب ہے اور نہ ایطاء جلی

یا خفی ہے اور نہ تیز اب ہے۔
ہم اس اعتراض کے بارے میں بھی معترض صاحب
سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ آجکل زبان اُردو الفاظ
عربی و فارسی سے معرّا کی جا رہی ہے۔ اُردو دانی کی
یہ حد ہے کہ مدرسوں کی اُردو کورس کی کتابیں
پڑھ لیں اور زبان داں ہو گئے اگر خدانخواستہ
کسی ہائی اسکول یا کالج کے مدرس ہو گئے تو اب
توائی تحقیق کی حد و نہایت ہی نہیں۔ عربی کا شعر ہے
کفی المرء نقصًا ان یقال بانّہٗ
معلّم اطفالٍ و لو کان فاضلًا
(انسان کے لیے اسی قدر نقص کافی ہے کہ لوگ
اسکو معلم اطفال کہیں اگرچہ وہ فاضل ہو) سچ ہے
چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھا پڑھا کر دماغ بھی ویسا
ہی ہو جاتا ہے چند طلبہ کے سامنے اپنا علم و کمال
ظاہر کرتے کرتے انانیت آجاتی ہے۔ اسکا یہ انجام ہے
کہ ہمچو من دیگرے نیست۔ اور فی زمانا اُردو ایک
خاص طرز کی ہو گئی ہے فارسی و عربی نہ جاننے سے
صاف صاف تو انکا کرنا مناسب نہیں ہے مگر یہ
عذر ہے کہ خالص اُردو ہم کو پسند ہے (واللہ
خالص اُردو لکھنی بہت دشوار ہے) وجہ یہ ہے کہ
عربی و فارسی و ترکی اسلامی زبانیں ہیں۔ ان سے
جسقدر بیگانگی ہو اسی قدر بہتر ہے۔ ہم تو ہندی ہیں
ع سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا۔
اب فارسی عربی الفاظ سے کیوں آشنا رہیں ہم تو
عالم علم اُردوے خالص ہیں عربی و فارسی سے کیا کام۔
اعتراضات کی بانگی دیکھنے کے بعد شاید ہماری تائید
اس بارے میں جملہ ناظرین بھی کریں گے کہ "و بجز
ضرورت جواب نیست"

راقم

وائے بر جان جہل

"اسیر زلفِ سیاہ"

امریکہ کی ایک شوخ چشم دوشیزہ مس انیتا لوس
نے حال ہی میں دو کہانیاں لکھی ہیں۔ ایک تو
"آپ بیتی" کے ڈھنگ پر ہے اور دوسری پرائی
بیتی کے طرز پر۔ آپ بیتی کا نام مس صاحبہ نے
جنٹلمین پریفر بلونڈز (یعنی صباحت کے دلدادہ
ہیں) رکھا ہے۔ پرائی بیتی کو "بٹ جنٹلمین میری
برنیٹس" یعنی مرد کو ملاحت ہی اندھا بھی عقیدہ سبب
ہنسلہ کھتی ہے، کے نام سے موسوم کیا ہے۔ عزیزی
اعظم حسین صاحب میرٹھی ادیب نے جو اردو زبان کے
ایک ہونہار خادم ہیں ہماری خواہش پر ناظرین
پنچ کے لیے ملاحت کی کہانی کا ترجمہ کر ڈالا ہے۔
یہ ترجمہ بالاقساط پنچ میں شائع ہوتا رہے گا۔
اس موقع پر یہ واضح کر دینا البتہ ضروری ہے کہ
مس انیتا لوس کی تصنیفات موجودہ زمانہ کی "طنز نگاری"
کا بہترین نمونہ ہیں۔ ان مس صاحبہ کا رنگ انوکھا
ہے۔ یہ نہایت ہی سادگی سے دنیا کی تمام باتوں پر
اور خصوصًا امریکہ کے ہر شعبہ زندگی پر نظر ڈالتی ہیں
اور ہر ایک پر کوئی نہ کوئی اعتراض جڑ دیتی ہیں
پشکل سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے کون سی
مضحک بات کہہ دی یا کس عیب کو نمایاں کیا۔
کوئی بات ظاہر نظا ہر نہ معلوم ہوگی وہ عریاں
سے عریاں واقعات اس طرح بیان کر جاتی ہیں کہ
کسی کو انکی عریانی کا خیال بھی نہیں آتا۔ بس
عاقلاں را اشارہ کافی ست۔ ناظرین "اودھ پنچ"
ماشاءاللہ خود ہی آنکھ والے ہیں۔ اُمید ہے کہ
وہ سب کچھ دیکھ بھال لیں گے۔ "پنچ"

"باب اوّل"

میرے پاس آجکل کوئی کام نہیں۔ اور وقت
بہت سا ہے۔ اسلیے میں ایک ڈائری پھر شروع
کرنا چاہتی ہوں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ایک تو ان
عورتوں میں سے ہوں جن کے دل میں نئی نئی خواہشیں
پیدا ہوا کرتی ہیں۔ دوسرے میری دانست میں ہر اس
شادی شدہ عورت کو جو اتنی دولتمند ہو کہ گھر کا انتظام
نوکر چاکر کرتے ہوں، خود کوئی نہ کوئی کام ضرور کرنا چاہیے۔
خصوصًا ایسی حالت میں اور بھی جبکہ اسکی شادی
میرے شوہر کے سے آدمی سے ہوئی ہو۔ اسلیے کہ وہ
گھریلو قسم کے مرد ہیں۔ اور اگر بیوی بھی گھریلو ہو تو
دونوں سے برابر بڑھ رہی رہے گی میں اسلیے
کچھ نہ کچھ کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہوں میں اسلیے
کام اسلیے چھوڑ نہیں بیٹھی ہوں کہ میں نے اپنی پسند کا
شوہر پا لیا ہے۔ میرا یقین ہے کہ مجھے ہر قسم کے بہت سے
آدمیوں سے ملنا چاہیے۔ اور جب تک کہ میرے میاں
کے پاس روپیہ ہے میں ان صاحبان فہم و ادراک سے
ملنا زیادہ پسند کرتی ہوں جنکے ہاں خیالات ظاہر
ہی موجود ہوں۔ میں اسی لیے برابر نئے خیالات
لے کے گھر لیٹتی ہوں۔ اور جب "اُن" سے ملاقات
ہوتی ہے تو میں کوئی نہ کوئی بات کہنے کے قابل ہوتی
ہوں۔ اگر ہم دونوں سارا وقت ایک ساتھ گزاریں
تو ہم میں سے کسی کے خیال میں کوئی تازگی باقی نہ
رہ جائے گی۔ اور یہ تازہ خیالات ہی ہیں جو گھروں
میں گرما گرمی پیدا کرتے اور عشق و محبت کے گلنار
چہروں کو طلاق کی بے رونقی سے بچا لیتے ہیں۔
ہاں تو شادی ہوتے ہی میں نے جو سب سے پہلا کام
خود شروع کیا وہ فلم تیار کرنا تھا۔ ہم نے صنفی تعلقات
پر ایک بہترین ڈراما لکھوایا۔ لیکن جب "سینیریو"
تیار کرنے کی نوبت آئی تو خوب جھگڑا ہوئی "سینیریو"
لکھنے والے صاحب کہتے تھے کہ ڈرامے میں سوائے
"نفسیات" کے اور کچھ نہ ہونا چاہیے۔ ڈائرکٹر صاحب
کی خواہش تھی کہ ڈراما کو عام پسند سین اور خوبصورت
سینیریوں سے مملو ہونا چاہیے۔ اور میرے میاں کہتے
تھے کہ اُسے ایک بہت بڑے اخلاقی سبق سے
پُر ہونا چاہیے۔ مجھے بذاتہ اس سے کوئی مطلب
نہ تھا کہ ڈراما میں کونسی کیفیت غالب ہو البتہ
میں یہ ضرور چاہتی تھی کہ وہ اس طرح کے لطیف تصور
سے مملو ہو جن میں ہیرو مجھے درختوں کے گرد دوڑاتا
پھرے اور میں اُن کے پیچھے چھپ چھپ کے اس سے
اسی طرح آنکھ مچول کھیلوں جس طرح لیلیٰ گش
کھیلتی ہے۔ جب ہم نے گولڈ مارک صاحب سے
جن کی بہت بڑی فلم کمپنی ہے رائے لی تو انھوں
نے کہا، سب سے محفوظ طریقہ یہ ہوگا کہ اس ڈراما
کو تمام چیزوں سے بھر دو۔
بس اب کیا تھا ہمارا سینیریو نہایت ہی

لینا کوئی آسان کام نہیں۔ اسلیے کہ جب کوئی اچھی سی جگہ تجویز کرکے ہم لوگ تصویر لینے کے واسطے تیار ہوتے تھے تو کوئی نہ کوئی سنیٹر (Senator) یا کوئی اور بڑا آدمی کیمرے کے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا میرا مطلب یہ ہے کہ واشنگٹن میں جہاں فوٹو کا کیمرا ہوگا اسکے سامنے تمہیں اکثر بڑے بڑے آدمی کھڑے ملیں گے۔ ان لوگوں کو اپنے رخ زیبا سے اتنی محبت ہے کہ وہ اپنے سوا کسی دوسرے کو اس سے نظربازی کا موقع ہی نہیں دینا چاہتے۔ مشکل یہ تھی کہ اگر ڈراما میں ان لوگوں کی تصویریں بھی آجاتیں تو پورا ڈراما خراب ہو جاتا۔ اسلیے کہ گو ان کے لباس عجیب و غریب قسم کے ضرور تھے مگر پھر بھی ہمارے ڈراما کے زمانے کے نہ تھے۔ میں نے اپنی سہیلی ڈروتھی سے کہا کہ بہن کوئی اچھی سی بات سوچ کے ان لوگوں سے کہو تاکہ یہ لوگ یہاں سے چلے جائیں۔ اسپر ڈروتھی نے ان لوگوں سے کہا کہ آپ حضرات مہربانی کرکے اب چلتے پھرتے نظر آئیں اسلیے کہ ہم لوگ ایک نفسیاتی (
فلم تیار کر رہے ہیں اور آپ لوگوں کا دماغی ارتقاء ابھی اس حد تک نہیں پہونچا جس حد تک کہ ہیروئن کے زمانے والوں کے لیے ضروری ہے۔ میرا خیال ہے کہ بہن ڈروتھی نے اپنے ذہن پر زیادہ زور نہیں دیا ورنہ وہ ان سنیٹروں سے گفتگو میں اور زیادہ سمجھ سے کام لیتیں۔

بہر نوع جب ہماری فلم تیار ہو گئی تو اس کا نام گولڈ مارک صاحب کے دفتر کی ایک شیخ چشم نے "مصنف سے زیادہ قوی" تجویز کیا۔ ڈراما میں اخلاقی سبق یہ تھا کہ لڑکیاں اپنے کو عین موقع پر بچا سکتی ہیں بشرطیکہ وہ فنا تامل کے ساتھ اپنی ماں کو یاد کرنے لگیں۔ وہ آخری سین جہاں میں ایک قدرے روشن کمرے میں ایک نہایت ہی باریک پردے

کے پیچھے کھڑی ہوکے اماں کو یاد کرنے لگی تھی خود مجھے بیحد پسند تھا اسلیے عجب نہ تھا کہ میں اور فلمیں بھی تیار کرتی مگر ایک مانع آڑے آ گیا۔

اول تو خود مجھے بچوں سے بڑی محبت ہے۔ دوسرے جبکہ کسی عورت کی شادی میرے شوہر کے سے دولتمند مرد سے ہوئی ہو تو ماں بننا اور بھی مرغوب طبع ہو جاتا ہے۔ بالخصوص اس صورت میں کہ بچہ باپ سے مشابہ ہو۔ بہن ڈروتھی بھی کہتی ہیں کہ ایسے لڑکے کا وجود جو دولتمند باپ سے مشابہ ہو بالکل ویسا ہی ہے

جیسا اپنے نام سے بنک میں روپیہ جمع ہونا۔ بعض وقت بہن ڈروتھی ایسی فلسفیانہ بات کہدیتی ہیں کہ مجھے یہ خیال ہونے لگتا ہے کہ انکی سی ذہین عورت کیوں اپنا وقت اسطرح بیکار ضائع کرتی ہے"

ہاں تو میرا خیال یہ ہے کہ شادی کے بعد جتنی جلد کوئی عورت اماں بنے گی اتنی ہی زیادہ بچے میں اپنے ڈیڈی سے مشابہ ہونے کے مواقع ہیں بس اس کا موقع نہ مل سکے کہ عورت کی توجہ کسی اور طرف

مبذول ہوجائے۔ لیکن بہن ڈروتھی یہ کہتی ہیں کہ اگر وہ میری جگہ پر ہوتیں تو ایک سے زیادہ ہرگز نہ پیدا کرتیں۔ وہ کہتی ہیں کہ "جو چیز بھی تمہارے میاں سے مشابہ ہو وہ ایک ہی کی تعداد میں بہت کافی ہے!" حقیقت یہ ہے کہ بہن ڈروتھی کی نظر میں جذبۂ مادرانہ کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

بہر نوع مجھے اسی لیے سنیما ترک کرنا پڑا کہ میں ایک مشہور ایکٹرس کی طرح جن سے میں بھی واقف ہوں بے ایمانی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ان بہن نے کمپنی والوں سے "اپنا ساز" نہ کہا اور ایک بہت بڑے سیریل کے لیے کاغذ لکھوا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سیریل آدھا بھی نہ ہوسکا تھا کہ انکے پورے قد کی تصویریں لینا نامناسب معلوم ہونے لگا۔ اسلیے اور بھی کہ وہ ڈراما میں ایک چھوٹی سی بن بیاہی لڑکی فرض کرلی گئی تھیں۔ مجبوراً کمپنی والوں نے ان کے تمام سین اس سطح لینا شروع کیے کہ صرف انکا سر کسی جھاڑی کے اوپر سے یا کسی کھڑکی کے اندر سے دکھائی دے۔ نتیجہ یہ تھا کہ ان کے لیے اسی ایک کھیل میں اتنے ڈراپ گرائے گئے جتنے کبھی کسی مشہور سے مشہور ایکٹرس کے لیے پوری عمر میں نہ گرائے گئے ہوں گے۔ لیکن ایسی تدبیر سے ڈراپ گروانا میری رائے میں بے غیرتی ہے۔

ہاں تو جب میرے میاں نے "میرا لاڈ" سُنا تو انھوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہمیں اپنے دیہاتی مکان میں چل کے رہنا چاہیے۔ اور "چھوٹا چوہا" وہیں پیدا ہو۔ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ جبتک وہ پیدا نہ ہو اور اسکے متعلق یہ نہ معلوم ہو سکے کہ وہ کس صنف کا ہے ہم اسے "چھوٹا چوہا" پکارینگے۔ مگر میں نیویارک کو ترجیح دیتی تھی۔ اسلیے میں نے ان سے کہا کہ تمہارا سارا خاندان فیلڈ لینا کے مضافات میں پیدا ہوا ہے اسلیے "چھوٹے چوہے" کو کیوں نہ

آنکھ مچولے کا کھیل

موقع دو کہ کہیں اور پیدا ہو؟"
میں نے ایک طبی کتاب میں جس کا نام بھول گئی ہوں پڑھا ہے کہ ہمیں ایسی جگہ رہنا چاہیے جہاں بہت سی آرٹ کی چیزیں دیکھنے میں آئیں جہاں اچھے اچھے خیالات آسکیں اور جہاں اچھی اچھی نظمیں اور اچھے اچھے ناول پڑھنے کو ملیں۔ مگر بہن ڈروتھی کہتی ہیں کہ انھیں کبھی کبھی اور کتابیں بھی پڑھ لینا چاہیئں ورنہ اگر لڑکا ہوا تو وہ زنانی ٹوپیوں ہی کی دکان رکھے گا۔"

بہر نوع میں نے اپنے میاں سے کہا کہ ہمیں نیو یارک چل کے رہنا چاہیے وہی ادب اور آرٹ کا مرکز ہے۔ لیکن انھوں نے کہا کہ نہیں اپنے ہی گھر چلنا چاہیے ہمارا گھر خود آرٹ کے نمونوں سے بھرا پڑا ہے۔ ابا جان نے ایک عمر آرٹ کے مختلف نمونے بہم پہونچانے میں صرف کر دی ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے بھی صحیح اس لیے کہ اُنکے گھر میں بہت کافی تعداد چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کے مجسموں کی موجود ہے۔ وہ اس خوبی سے بنائی گئی ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بس اب وہ اپنے [illegible] کے سینوں سے لگ کے چھما چھم ناچنے ہی لگیں گی۔ ان مجسموں کے علاوہ تین شیشے کے صندوق پرانے زمانے کی گڑیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ مزید براں ایک پورے قد کا مجسمہ ایک بچے کا ہے جو سینچ کا اسپنج ہاتھ میں لیے نہا رہا ہے۔ ان تمام چیزوں کے علاوہ اس گھر میں سات پانو پر رکھنے والے لیمپ بھی موجود ہیں۔ اسی لیے انھوں نے کہا کہ "اپنے گھر میں جب اتنی چیزیں آرٹ کی موجود ہوں تو بھلا نیو یارک جانے کی کیا ضرورت ہے؟" لیکن میں نے اُن سے کہدیا کہ "ہمارے گھر والا آرٹ [illegible] ہو چکا اور نیو یارک کا آرٹ ابھی پیدا ہو رہا ہے۔ میں وہیں کی ماڈرن آرٹسٹوں سے مل کے یہ پوچھ سکتی ہوں کہ آخر انھوں نے اس بچے کو کیوں جنا اور اس طرح میں کچھ نہ کچھ حاصل ہی کر سکتی ہوں۔

لیکن وہ اسی پر مصر ہے کہ نہیں ابا جان ہی کے ساتھ رہنا چاہیے۔ بات یہ ہے کہ وہ اپنے ابا جان کی ایک عادت چھڑانا چاہتے تھے ان بڑے میاں کا سن نوے سے زیادہ ہے مگر ان کی عادت یہ ہے کہ جہاں کوئی نئی نرس انکی تیمارداری کے لیے بلائی گئی اور انھوں نے جھٹ ایک نیا وصیت نامہ لکھ ڈالا۔ انکی [illegible]، خواہ کتنی ہی بدصورت ڈھونڈھ کے رکھی جائے مگر بڑے میاں [illegible] سے باز نہیں آتے۔ ہم لوگ ان کی اس حرکت سے یہاں تک عاجز آگئے ہیں کہ بعض وقت یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ "خدا کرے کہ وہ کسی طرح اچھے ہو جائیں یا کچھ اور ہی ہو رہے۔"

بڑی بی بھی بڑے میاں کے قدم بقدم یا پہلو بہ پہلو ہیں۔ آپ ہی انصاف سے فرمائیے جب ستر برس کی بڑھیا ہمیشہ یہ سمجھے کہ ملازموں کا جمعدار اس پر بڑے زور شور سے عاشق ہے تو آخر جمعداروں کا نکلنا مشکل کیوں نہ ہو جائے؟ (باقی آئندہ)

سمن بغرض انفصال مقدمہ

بدست عوام فروخت کے لیے
(آرڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)
نمبر مقدمہ ۱۵۰۴
بعدالت سید محمد عبد الصمد صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل قائم گنج ضلع فرخ آباد
[illegible] ساکن [illegible] ضلع آگرہ ... مدعی
بنام
[illegible] ... مدعا علیہ
ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوے کا دو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی دن اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر [illegible] تمام دستاویزات جن پر تم کو استدلال کرنا ہو پیش کرو۔
تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔
بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۵ ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔
دستخط حاکم بخط انگریزی
مہر عدالت

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

نمونہ قابل فروخت
(آرڈر ۵ قاعدہ ۵)
نمبر مقدمہ ۹۶ ۱۹۳۱ء
بعدالت بال [illegible] تحصیل اکبر پور ضلع کانپور
اتبل سنگھ ... مدعی
بنام
بدلو ولد [illegible] برہمن ساکن موضع جگن پور و [illegible] موضع [illegible] پرگنہ اکبر پور ... مدعا علیہ
ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۲۴ ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء وقت دس بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوے کا دو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز تمام دستاویزات کو جن پر آپ اپنی جواب دہی کے تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہوں پیش کریں۔
آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہوں گے تو مقدمہ بغیر حاضری آپکے مسموع اور فیصل ہوگا۔
بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۸ ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔
مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

سمن بغرض قرارداد امور تنقیح طلب

بعدالت جناب مولوی میر الدین احمد کرمانی صاحب بہادر منصف حوالی لکھنؤ
نمبر مقدمہ ۹۲ ۱۹۳۱ء
محمد صدیق ولد محمد شفیع صاحب مرحوم ساکن محلہ [illegible] شہر لکھنؤ ... مدعی
بنام
مسماۃ آمنہ وغیرہ ... مدعا علیہم
نام (۱) مسماۃ آمنہ بیوہ [illegible] ساکن موضع [illegible] پرگنہ [illegible] تحصیل [illegible] ضلع بارہ بنکی (۲) [illegible] ساکن [illegible] تحصیل [illegible] ضلع لکھنؤ ... مدعا علیہم
واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کیا ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ دوسری نومبر ۱۹۳۱ء وقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوے مدعی مذکور کرو اور بیان تحریری تاریخ چھبیس ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء داخل کرو۔
آج بتاریخ ۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔
دستخط حاکم بخط انگریزی
مہر عدالت

جان بل:- (پونڈ سے) چھب دکھلا جا بانکے سنوریا دھیان رہے موہے تورا رے ۔

پونڈ:- ملاقات ما و شما بقیامت افتاد کاغذی تصویر حاضر ہے ۔ اگر عشق صادق است ہمیں بس است ۔

روغن حنا
اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ
شاخ:- قنوج- حیدرآباد دکن و دہلی
تار کا پتہ
حنا لکھنؤ
ٹیلیفون
۱۳۹

موسم برسات میں ان ادویات کی از حد ضرورت ہے۔

سدھا سندھو

[illegible] کھانسی ہیضہ [illegible] سنگرہنی آتیسار پیٹ کا درد۔ قے۔ دست۔ بچوں کے ہرے پیلے دست وغیرہ کی آزمودہ دوا قیمت فی شیشی [illegible] آنہ

[illegible] کلیسری

داد کی دوا

بغیر جلن اور تکلیف کے داد کو جڑ سے کھونے والی دوا قیمت فی شیشی ۴ آنہ

مضمون [illegible] خریدار

بال سدھا

بچوں کو طاقتور خوبصورت اور تندرست بنانے کے لیے میٹھی دوا قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۹ آنہ

[illegible] اکسیر [illegible]

جسم میں فوراً قوت بڑھانے والا [illegible] بدہضمی۔ کمزوری کھانسی اور [illegible] آنا دور کرتا ہے۔

قیمت بڑی بوتل ۲ روپیہ چھوٹی بوتل ۱ روپیہ

سب دوا فروشوں سے ملتا ہے دھوکے سے نقلی دوا نہ خریدیے

منگانے کا پتہ: سکھ سنچارک کمپنی متھرا

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات وعطائی نسخہ جات وجاہل خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہنچائیے۔ تمام خط و کتابت بصیغۂ راز رہتی ہے۔

المشتہر: دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

برانچ کلکتہ　　　　برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست سنہ ۱۹۳۱ء معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیے

المشتہر: مقتدا خاں افتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ پرپی بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ کل ادویات و انجن پر سبقت لے گیا ہے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایات آنکھ مثلاً سرخی پھولا جالا۔ پربال۔ ککرے۔ آشوب چشم نزلہ۔ دھند۔ شروع موتیا بند رو ہے۔ سوزش وغیرہ کے لیے از حد مفید و اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۶ ماشہ ۴ روپیہ آدھے درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول ڈاک معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہاری سنہابی اے۔ ۴۸ سوامی نگر دیال باغ آگرہ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کی حرکات کو کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔ [illegible] منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

EGISTERED No. 783
1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
1931
कीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

حسنِ سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب و دلچسپ نظم ہے جیسے اہل شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۶ ر ٹکٹ بھیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔ قیمت فی جلد سے۔

اودھ پنچ ہر دلعزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے

"منیجر"

سوراجیہ آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور ترقی کرنے کی قوت نہیں رکھتے تو میدان ترقی خالی ہوجانے پر بھی کیا کرسکتے ہیں۔ مسجد ہی سوراج ملنے والا ہے اسلیے آتنک نگرو گولیوں کا استعمال کرکے بدہضمی خون اور منی کی خرابی و کمی جریان احتلام اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات حاصل کریں اور سوراج کا مزہ چکھنے کیلیے تیار ہوجائیے۔ قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولی عہ، ۵ ڈبیہ ۳ روپے ۱ر۔ صحت و تندرستی کی نعمت دوبارہ [illegible] کی استاد نہایت عمدہ مضامین سے مزین کتاب کام شاستر بالکل مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔

وید شاستری جام نگر کاٹھیاواڑ

نوٹ جب شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں جنرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے ہم عصروں کی تقلید بھی کرتے ہیں اور کریں بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع ہو منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلیے کہ گو ہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت رائے کی بہابت ہے روے و رعایت کمنہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات، اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کم مایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی۔ یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان منفعت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گم ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو تقاضے یہ نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین اودھ پنچ کی تاسیخ کی پالیسی کے مطابق نہ ہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اور دل آزاری نہ ہو۔

نوٹ:- جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۴ نمبر ۳۷
مضامین
۱۴ر اکتوبر ۱۹۳۱ء

اسیرِ زلفِ سیاہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

بین ڈروتھی کا تو یہ خیال ہے کہ اگر وہ تمام شعراء جو نظمیں لکھا کرتے ہیں، تاجان سے مار دیے جائیں تو پھر "ماں" کی تعریف میں جو نظمیں لکھی جاتی ہیں وہ یکقلم بند ہو جائیں اور ہم سب بڑی عافیت سے رہیں۔"

رہیں میری نند۔ تو میرے اور انکے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے میرا مطلب یہ ہے کہ مثلاً اگر کوئی لڑکی کسی ڈرزی کے اشتہارات کی مدد سے فیشن ایبل لڑکوں کی صورت شکل بنائے تو مجھے چنداں اعتراض نہیں ہے لیکن میری نند اسطرح کی ہیں کہ انکا سارا وقت اصطبل اور کتا گھر کے درمیان صرف ہوتا ہے۔ اور غریب کو اتنا موقع نہیں ملتا کہ وہ اپنے کپڑوں کو پریس میں دبا کے انکی شکن مٹالیں۔ میں تو کوشش کرتی ہوں کہ میں سب کو اچھا سمجھوں اور میں یہ بھی مانتی ہوں کہ یہ ایک لڑکی میں بہت بڑی صفت ہے اور بہت بڑی بےنفسی ہے کہ وہ منحوس کتوں کی پلیاں مارنے کے لیے انھیں تھلا دیتی اور سر خود اپنے متعلق مطلقاً کچھ نہ کرے پھر اتنا ضرور کہونگی کہ وہ ہم انسانوں پر بھی اتنی عنایت کرسکتی ہے یعنی ملاقاتی کمرے میں آنے سے پہلے عطر سینٹ وغیرہ لگالیا کرے تو کچھ ہرج نہیں اسلیے مجھے اپنے ذہن پر زور دینا پڑا کہ میں کسی نہ کسی تدبیر سے اپنے میاں کو نیو یارک آکے رہنے پر مجبور کرسکوں۔ جب میں نے اپنے دماغ سے کام لیا تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ فصلاً فلیڈلفیا میں انکے قیام کی خواہش کا اصل سبب یہ ہے کہ جبتک وہ وہاں رہتے ہیں وہ بڑے آدمی رہتے ہیں نیو یارک میں آتے ہی وہ کسی نہج سے غیر معمولی نہیں رہ جاتے نیو یارک میں شہرت حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو یا تو رولو کان صاحب کی طرح ہونا چاہیے جو آرٹ کے سب سے بڑے حامی ہیں یا ان مصلحین کی طرح جو آرٹ کے سب سے بڑے مخالف ہیں میرا مطلب یہ ہے کہ

کان صاحب ہمیشہ کوئی نیا کھیل شروع کرکے سب کے پیش پیش ہو سکتے ہیں اور مصلح اس کھیل کو منع کراکے اپنے کو مشہور کرا سکتا ہے مگر اُن میں اتنی سوجھ بوجھ نہیں ہے کہ وہ کوئی نئی چیز خود سے شروع کرسکیں۔ اور گو کسی چیز کی مخالفت کے لیے ذہانت کی مطلقاً ضرورت نہیں پھر بھی نیو یارک میں اسطرح کے لوگوں کی کثرت ہے اور مقابلہ حد سے زیادہ سخت ہے۔ وہ جو کام وقتی طور پر کرسکتے ہیں وہ بداخلاقیوں کے خلاف گفتگو کرنا ہے۔ مگر ان کی اس گفتگو سے کوئی بھی بداخلاقیوں سے، تو بہ کرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا اسلیے کہ اسطرح کی گفتگو سننا وہی لوگ پسند کرتے ہیں جن کی اخلاقی حالت خود اچھی ہوتی ہے اور جو اپنی خوبیوں کا ذکر بار بار سننا چاہتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ وہ تمام اخلاقی خطرے جو میرے میاں اپنے ذہن پر زور دے کر سوچ سوچ کے پیدا کرتے ہیں وہ فلیڈلفیا کے رہنے والوں کے لیے ممکن ہے کہ اہم اور قابل توجہ ہوں مگر نیو یارک کے لیے ان میں مطلقاً جدت نہیں ہوتی۔

دیہاتوں اور قصبوں کے رہنے والوں کے لیے یہ بات آسانی سے ممکن ہے کہ وہ جب نیو یارک آکے اپنی اہمیت کا گم ہو جانا محسوس کریں تو وہ میرے خانساموں، جوا کھیلنے والوں اور رات کے کلب گھروں کی کسی محترمہ پر بہت سا روپیہ صرف کرکے اچھی خاصی شہرت حاصل کرلیں۔ بس کئی ہزار روپیہ کے خرچ کی ضرورت ہے اسکے بعد تو ہر شخص ان کلب گھروں کی بڑی سی بڑی عورت کو اسکے نام سے پکار سکتا ہے اور نیو یارک میں عزت و وقعت حاصل کرسکتا ہے لیکن میرے میاں کو اسطرح کی کلب گھروالی شہرت پسند نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ ان مقامات پر جائینگے اور لوگوں کو خوش ہوتے دیکھینگے تو انکے لیے پیش پیش ہونے کا موقع صرف اسی میں نکل سکے گا کہ وہ ان مقامات کو بند کرادیں۔

اسلیے مجھے انھیں نیو یارک میں بڑا آدمی بنانے کا سب سے بہتر ذریعہ یہ ہے کہ میں انھیں وہاں کی انجمنوں کا ممبر بنادوں میں نے اسی لیے اپنے ایک مردہ دوست کو جو نیو یارک میں خاصی شہرت رکھتے ہیں اور قریب قریب ساری انجمنوں کے ممبر ہیں ایک ستائیسنگی اور ان سے استدعا کی کہ وہ کسی طرح میرے میاں کے نام مختلف انجمنوں سے خطوط بھجوا دیں اور ان خطوط

میں اس خواہش کا اظہار ہو کہ وہ نیویارک آکے ان انجمنوں کے ممبر بن جائیں۔ ان مہربان نے انکے پاس قریب قریب تمام انجمنوں کے خطوط بھجوا دئے۔ جب اُن کو یہ خطوط ملے تو وہ یہ سمجھ کے خوش ہوئے کہ ان کی شہرت نیویارک تک پہونچ گئی۔ اسی لیے انھوں نے جلدی سے یہ طے کر لیا کہ وہ نیویارک جاکے ان تمام انجمنوں کی ممبری قبول کر لینگے جنھوں نے ان کے پاس خطوط بھیجے تھے۔ انھیں مجھے بھی ساتھ لانا ہی پڑا جب میں گھر کے تمام جھگڑوں سے چھوٹ کے نیویارک کے ہوٹل میں پہونچ گئی تو مجھے قریب قریب یقین ہے کہ میں نے اطمینان کی سانس لی تھی!۔

نیویارک میں جس دن ہم لوگ پہونچے اسی شام کو ان کی بہت شاندار دعوت تھی وہاں اُن سے ایسی بوشلیلا برنیٹ سے ملاقات ہوئی جو محض اسلیے قابل سمجھی جاتی ہے کہ وہ ایکبار چین ہو آئی ہے۔ دوسرے پرسی گل کرسٹ سونڈرس سے ملاقات ہوئی جو اپنے اس خیال کے لیے مشہور ہے کہ نلکوں سے بالکل اسی طرح کی آواز پیدا ہونا چاہیے جس سے کہ وہ مشابہ ہے۔ نیز جسٹر وسٹر تھ پی بوڈی سے ملاقات ہوئی جو اپنا سارا وقت گلہریوں کے نظارے میں صرف کرتا ہے اور انکی ہر حرکت اور ہر چال لکھ لیتا ہے۔ ان مشاہیر سے مل کے جن کی نیویارک میں کمی نہیں ہے اُن کے ہاں بھی نئے نئے خیالات پیدا ہوگئے۔ گویا ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ اسلیے کہ ان لوگوں سے گفتگو کرنے کے بعد میرے میاں کو یہ محسوس کر کے تعجب ہوا کہ وہ خود بھی ان مشاہیر کی طرح ذہین ہیں لیکن یہی اُن تمام لوگوں کی حالت ہوتی ہے جو نیویارک آنے کے متعلق غلامانہ خیالات رکھتے ہیں۔ اسلیے کہ کوئی شخص کتنا ہی کند ذہن کیوں نہ ہو مگر جب وہ نیویارک کے بڑے سے بڑے آدمی سے ملے گا تو اسے یہ معلوم ہو جائے گا کہ ان لوگوں کے دماغ میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔

بہرحال جب وہ دعوت سے واپس آئے تو میں ان کے استراحت کے کمرے میں اپنے نئے سرخ شب خوابی کے کپڑے پہن کے دبے پاؤں چلی گئی اور میں نے بالآخر ان سے یہ وعدہ لے ہی لیا کہ ہم اب نیویارک ہی میں رہیں گے جہاں ہماری زندگی پہلے سے کہیں زیادہ ذہین ہو جائے گی۔

اسی بنا پر میں نے ہم دونوں کو انجمن کتاب ماہانہ کی ممبری کا بھی چندہ دے دیا۔ یہ انجمن اپنے ممبروں کو یہ بتاتی ہے کہ کونسی شخصیت کو سب سے بڑھ چڑھ کے پڑھانے کے لیے سب کونسی کتاب اس مہینے میں پڑھنا چاہیئے۔ اس انجمن کا یہ کام بھی عجیب و غریب اہمیت رکھتا ہے اسلیے کہ وہ ہر مہینہ میں پچاس ہزار سے زائد آدمیوں سے ایک ہی کتاب پڑھوا لیتی ہے۔

جب ہمارا قیام طے ہو گیا تو ہم نے "پارک اوینیو" میں سب سے زیادہ شاندار کمرے لیے اور میں نے اسے قدیم سے قدیم فرنیچر سے سجا۔ جملہ سامان میز کرسیاں تصویریں اطالیہ قدیم کی تھیں۔ مجھے اب اپنے اوپر خود ہنسی آتی ہے اسلیے کہ میں پہلے یہ سوچا کرتی تھی کہ جب میں اپنا مکان آراستہ کرونگی تو اس کے اندرونی حصے کو ٹھیٹ سالٹن اور شیرو سجوں گی لیکن جب کوئی عورت آرٹ سے واقف ہو جاتی ہے تو وہ پھر بجز پرانی اطالین کے اور کسی چیز کو پسند ہی نہیں کرتی۔ اسلیے میں بجائے چمکتے بھڑکتے گاؤنوں کے اب اطالیہ کا اتنا پرانا زربفت پہنتی ہوں کہ اس کا رنگ بھی اُڑ گیا ہے اور اس میں دھبے بھی پڑ گئے ہیں۔ مگر شان اسی میں ہے اور آرٹ کے پرستاروں کے لیے یہی زیبا ہے۔

جب ہم نے ننھے چوہے کے لیے کمرہ سجایا تو اسکے لیے بھی ایک کئی صدی کا پرانا جھولا ڈھونڈھ نکالا۔ بہن ڈروتھی اس جھولے کو دیکھ کے کہنے لگیں کہ جس شخص نے جھولے کو بنایا ہے اس کا خیال کبھی یہ بھی رہا ہوگا کہ بچہ اگر خدانخواستہ مر جائے تو یہی جھولا تابوت کا بھی کام دیگا۔ وہ یہ بھی کہتی تھیں کہ جو بچہ اس جھولے میں سوئے گا۔ وہ جب اُٹھے گا تو سُست ہی اُٹھے گا۔ بہن ڈروتھی کی یہی باتیں ہیں جو مجھے اس امر کا یقین دلاتی ہیں کہ وہ ذکی ہوتی ہی نہیں ہیں۔ اسلیے کہ یہ بات تجربہ سے ثابت ہو گئی کہ قدیم اطالیہ کے فرنیچر کا کمرہ ہر بات پہ کتنوں میں حد درجہ افسردہ کر دیتا ہے۔ میں بہن ڈروتھی کو اپنے ساتھ ہی رکھتی ہوں تاکہ اپنے قدیم اطالوی ماحول میں ہم بہت زیادہ افسردہ نہ ہونے پائیں۔

ہاں تو بالآخر وہ دن آ ہی گیا جس دن پیارا ننھا چوہا آنے والا تھا۔ بہن ڈروتھی کے ساتھ میں اسی دن ہوٹل میں لنچ کھا رہی تھی۔ لنچ کے بعد بہن کو کچھ چیزیں خریدنے جانا تھا اسکے بعد وہ چار بجے ایک جگہ مدعو تھیں۔ انھوں نے مجھ سے بھی اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا تھا۔ میں چیزیں خریدنے کے سلسلے میں دو دکان دو دکان مارے مارے پھرنا اور بن بلائے چائے پر جانا حد سے زیادہ پسند کرتی ہوں لیکن مجھے یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ میرے لیے کہیں جانا مناسب نہیں ہے اور میں گھر واپس چلی آئی۔ اسی روز سہ پہر کو جب لوگوں نے "چھوٹے چوہے" کو میری گود میں دیا تب مجھے یہ محسوس ہوا کہ مجھے ان قربانیوں کا بدلہ مل گیا۔

میں نے بہن ڈروتھی کو ٹیلیفون کے ذریعہ یہ اطلاع دی کہ بیٹا ہوا۔ یہ سنتے ہی چار پارٹی کی ہر لڑکی مجھے مبارکباد دینے کے لیے آنے کے واسطے تیار ہو گئی۔ اسلیے کہ ہر عورت کے دل پر اس خبر کا بڑا اثر ہوتا ہے کہ انکی ایک ملنے والی مصیبتیں جھیل لے گئی اور بچہ دینے میں کامیاب نکلی۔ غرض میں اپنے بستر پر پڑی رہی اطالوی [illegible] کی ہماکٹ بہن کے بیٹھ گئی اور ہم لوگوں نے اسی کمرہ میں ایک چھوٹی سی پارٹی "چھوٹے چوہے" کی آمد کی خوشی میں کر ڈالی۔ میری مراد یہ ہے کہ لوگ آتے ہی رہے اور مجھے جا بجا ٹیلیفون کرنا پڑا کہ کھانے کی اور چیزیں بھیجو۔ اور انکے بعد کی چیزیں بھیجو۔ لیکن واہ یہ بڑی سخت غلطی۔ وہ ہم لوگوں سے یہ کہہ کے چلی گئی کہ بچہ کے پیدائش ہی کے دن شور و غل اور شور و غل مفید نہیں۔

چار بجا اور تکلیف مجھے بہ صد حسرت کا بچہ پیدا مجھے مل گیا۔ انھوں نے خوش ہو کے میرے نام ایک بہت بڑی رقم بنک میں جمع کر دی۔ [illegible]

ظلم مرحلات کے پردے سے کسی اور موقع پر اس طرح کام نہیں لیتے جس طرح کہ اس دن جبکہ وہ اپنی بیوی کو اچھی اہل "پکڑ" نہ سکیں۔ (باقی آئندہ)

سہارنپوری و دلی کے عوام کی زبان کا تقابل

(گزشتہ سے پیوستہ)

دہلوی - سویوان محلہ جنید برقدسان میں کوئی زردار خاں تھے گھوڑا گاڑی چلاتے ہیں وہ کا لڑکا ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ موٹر کے کرخنے میں پچاس روپیہ ملازم ہے اور اچھے کام میں ہوشیار ہے -

سہارنپوری - ہاں ہیں زردار اور اُس کے لونڈے کو جانتوں ہوں زردار خاں میرا ملنے والا ہے اور اسکے لونڈے کو بھی میں بچپن سے دیکھوں ہوں - ابھی تک تو کسی علت میں ہے نی آگے کا احوال اللہ جانے - زردار خاں کے پاس دو گھوڑا گاڑیاں ہیں - تین چار روپیہ روز کی بچت ہے - اور اُسکا لونڈا اول درجہ بھی دو روپیہ روز کا کاریگر ہے - زردار خاں کے پاس ایک اپنا گھر کا گھر ہے اور سنا ہے دو تین ہزار روپے بنک میں ہیں - بس یہ ہی ایک اُس کا لونڈا ہے ہور اُسکی بہن جو بھائی سے بڑی ہے اُسکا بیاہ ہو چکا - اب جو کچھ ہے اسی لونڈے کا ہے ویسے وہ لوگ بجاتے کے بھی اچھے ہیں مگر یار ہیں چرواوار ا -

دہلوی - چرواوار کیا ہوتے ہیں ؟

سہارنپوری - وہ لوگ تو اپنے آپ کو نخالص پٹھان کہیں ہیں - اور یہ بھی کہیں ہیں کہ بادشاہی زمانہ ناں ملازمین شاہی ماں اُنکے ذمہ جنور برداری کی خدمت تھی یعنی بادشاہوں کے پیچھے مورچھل ہلایا کریں تھے - لوگوں نے چرواوار چرواوار کرلیا - جس سے لوگ اب یہ نہ سمجھیں ہیں کہ ہاتی اونٹ وغیرہ کو چارہ چرایا کریں تھے -

دہلوی - بھائی بھٹو - میرے کے یاں ذات جات کوئی نہیں پوچھتا - بھلامانس ہو اللہ روپیہ والا یا کماؤ پوت ہو جو لونڈی اچھی طرح کھا پی لے - اب دیکھو میرے سالے ہو ڈاکٹر عمر خاں ہیں دوسرے سید نصیر الدین ہیں جن کی بیل فتنہ کی دوکان دمیری دروازہ بکنے ہے تیسرے ایک پنجابی ہیں وہ کالیک مانس خوش حلن صدر میں ہے جو تھے ہم مغل تیموری خاندان سے ہیں میری جوزہ بھی مغلانی ہے - اللہ کا شکر ہے میری حالیت بھی اچھی ہے کسو کا محتاج نہیں - جوزہ کو پانچ روپیہ مہینا وشیقہ ملتا ہے -

سہارنپوری - پھر کیا ہے اللہ کا نام لے کر منگنا کردو - باندے سے بھی نہ پوچھیو لونڈی کہاں نکلے گی -

دہلوی - تمھارے کتنے لڑکے لڑکیاں ہیں - کیا وہ بھی سہارنپور کے چاول کی بھرتی کا کام کرتے ہو یا کچھ اور کار بار ہے -

سہارنپوری - بھتیا تم سے ملاقات ہوئے کئی برس ہو گئے - شاید تمھیں یاد ہوگا میں نواب ...... نام یاد نی آتا چانول لیکے گیا تھا جب ملاقات ہوئی تھی اُس کے بعد سے میں نے چانولوں کا کام چھوڑ دیا بڑی ذمہ داری کا کام ہے اور نفع بہت کم - اب یہ زمانہ ہے کہ ایک کام سے پیٹ نی بھرتا - میں تو اب پھلوں ترکاریوں کا کام کروں ہوں فصل پر آم - لوکاٹ آڑو ناسپاتی بیرکے باغوں کی بہار لے لیتا ہوں ترکاری اور پونڈوں کے کھیت کھڑے کے کھڑے مول لے لیتا ہوں دلی - لاہور - امرتسر - منصوری اور شملہ کو بھیجوں ہوں اسمیں گنجائش بہت ہے - اور دے دھورے یہاں باغ اور کھیت بہت ہیں اور سہارنپور کی یہ چیزاں بہت مشہور ہیں - باقی ٹوٹا نفع سب کا تو نکی ساتھ لگا ہوا ہے - شکر ہے اللہ میاں گزارہ کیوں جا ہیں - اولاد کی جھنجھٹ نی - ایک لونڈی ایک لونڈا ہے دونو کو بیاہ تیاہ دیا - لونڈا میرے شامل ہی ہے کام چلاؤ کچھ انگریزی پڑھ لی ہے - حساب کتاب بول کر لین دین - مال کی روانگی بابتی سلٹی وہ آپ کرے ہے کسی کی محتاجگی نی اُس سے بڑی مدت ملے ہے -

دہلوی - ہاں - جب تم دہلی چاول لے کر نواب احمد سلطان کے واں گئے تھے جو فتح کی فصل کے گنے معدی دروقرہ دیتا ہے اس محل کا پھاٹک تو دور ہی سے دکھتا ہے - جب دونکے کتنے شادی کے جلوس میں ہم تم ایک ہی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جہاں نقاروں کا جوکھلنوں سے طبلہ آیا ہوا تھا گا رہا تھا - ایمان کی کہو یہ

سمن لغرض انفصال مقدمہ

نمبر مقدمہ ۱۲۲/۱۳۹۵ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت خانصاحب شیخ باقر حسین صاحب آنریری منصف فتحپور ضلع بارہ بنکی مقام فتحپور

مہیشر بخش سنگھ عمر ۵۰ سال ولد گودھر سنگھ قوم ٹھاکر ساکن گونا گروندی پرگنہ و تحصیل فتحپور ضلع بارہ بنکی ...... مدعی

بنام

کندھی عمر ۵۰ سال ولد انگنوں قوم چمار ساکن مبارکپور پرگنہ فتحپور ضلع بارہ بنکی ...... مدعا علیہ

بنام کندھی عمر ۵۰ سال ولد انگنوں قوم چمار ساکن مبارکپور پرگنہ و تحصیل فتحپور ضلع بارہ بنکی -

ہرگاہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش تعدادی ۹۵ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۷ ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء بوقت دس بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمھارے احضار کے واسطے مقرر ہے وہی تاریخ انفصال قطعی مقدمہ کے لیے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز اُنکو پیش کرو -

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بلا حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا -

آج بتاریخ ۱۰ ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا -

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

سمن لغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۴۵۸ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت خفیفہ منصفی شمالی ہردوئی مقام ہردوئی

مہیشر بخش ولد بشیشر دین قوم برہمن ساکن موضع سادی پور پرگنہ گوپامئو مدعی

بنام

کنجبہاری لال ولد موہن لال قوم برہمن ساکن موضع ہمایوں پور پرگنہ رام کوٹ تحصیل و ضلع سیتاپور .... مدعا علیہ

بنام کنجبہاری لال ولد موہن لال قوم برہمن ساکن موضع ہمایوں پور پرگنہ رام کوٹ تحصیل و ضلع سیتاپور

ہرگاہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت ۱۲۵ روپیہ مع سود کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۰ ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوی مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمھارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز اُن کو پیش کرو -

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع اور فیصل ہوگا -

آج بتاریخ ۱۳ ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا -

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر منصفی شمالی ہردوئی مقام ہردوئی ۱۰ بجے صبح ہوگا -

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ ا — منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حسن یا ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب و غریب نظم ہے جسے ادبی شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد ۶/ ٹکٹ بھیجئے یا وی پی اور منی آرڈر منگواٹ ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت [illegible]ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔ قیمت فی جلد ۔

اودھ پنچ ہر دلعزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھایئے

"منیجر"

سوراجیہ آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور ترقی کرنے کی قوت نہیں رکھتے تو میدان ترقی خالی ہو جانے پر بھی کیا کر سکتے ہیں۔ اب جلد ہی سوراج ملنے والا ہے اسلیے آتنک نگو گولیوں کا استعمال کرکے بدہضمی خون اور منی کی خرابی و کمی جریان احتلام اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات حاصل کریں اور سوراج کا مزہ [illegible]

قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولی عہ ۵ ڈبیہ ۴ روپے [illegible]

صحت و تندرستی کی لذت راہ راست کی استاد [illegible] عمدہ مضامین سے مزین کتاب کام شاستر بالکل مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔

وید شاستری جام نگر کاٹھیاواڑ

نوٹ جو شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ ایک یا حکیم کی طرح قابل مضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے ہنسی کی تقلید جب کرتے ہیں اور اگرچہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلیے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جنت زار کی صباحت ہے رو سے در رعایت کنندہ جینی صحیح نتائج و واقعات اور بنیادی اصلاحات، اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کم مایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی۔ یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان صداقت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ رستہ میں گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو اتنا نے یہ نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ طلب نہ کیا جائے۔ پرچے کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں نا خوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین اودھ پنچ کی پالیسی کے مطابق نہ ہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ نہ ہی مضامین کی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک اور [illegible]

نوٹ: جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۳

مضامین

۲۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء

اسیرِ زلفِ سیاہ

(دُنبالہ ماقبل)

اس مرحلے کے بخیر و خوبی گزر جانے کے بعد ان کی خواہش تھی کہ میں ہر وقت گھر ہی پہ رہوں اور سوائے والدہ اور بیوی کے اور کچھ نہ سوچوں۔ مجھے بھی ان کی اس فرمائش کے پورا کرنے میں اسوقت تک عذر نہ تھا جب تک کہ میں بستر سے اٹھ نہ سکتی تھی۔ لیکن جیسے ہی کہ میں نے بستر چھوڑا میرے دماغ نے اپنی پرانی حرکتیں شروع کر دیں۔ مجھے کام کرنے کی فکر پھر دامنگیر ہو گئی۔ میں نے یہ طے کر لیا کہ میں اب فلم میں کام نہ کروں گی اسلیے کہ "مصنف سیاہ قوی" لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا اور مالی حیثیت سے ناکامیاب رہا۔ اسلیے میں نے یہ طے کیا کہ مجھے اب ادبی زندگی بسر کرنا اور گھر سے باہر کسی ادبی ماحول میں اپنا وقت صرف کرنا چاہیے۔

باب دوم

میں نے بہت جلد یہ دریافت کر لیا کہ نیویارک میں سب سے زیادہ ادبی جگہ الگونکوئین ہوٹل ہے۔ یہاں تمام ادبی مشاہیر لنچ نوش کرتے ہیں۔ یہ مقام اسلیے اور بھی مشہور ہے کہ جو مصنف وہاں لنچ کھاتا ہے وہ یہی لکھتا ہے کہ مشاہیر صرف وہیں لنچ کھاتے ہیں میں نے اسی لیے بہن ڈوروتھی سے کہا کہ آؤ ہم بھی وہیں چل کے لنچ کھائیں۔

لیکن بہن نے یہ کہا کہ اگر تم واقعی بڑے مصنفین سے ملنا چاہتی ہو تو تمہیں میرے ساتھ اس جلسے میں شریک ہونا چاہیے جس میں جارج نیتھن نے مدعو کیا ہے۔ یہ جلسہ ایک ایسے ہوٹل میں ہونے والا ہے

جہاں ایک خاص قسم کی شراب ملتی ہے۔ اس پارٹی میں مسٹر ایچ۔ ال منکن۔ تھیوڈور ڈریزر۔ شرووڈ اینڈرسن۔ سنکلیر لیوس۔ جوزف ہرگشیمر اور ارنسٹ بوائڈ بھی ہونگے۔ میں نے بہن سے پوچھا کہ اگر یہ لوگ واقعی بڑے ادیب ہیں تو وہ اس گمنام ہوٹل میں جو محض اپنی بد انتظامی کے لیے مشہور ہے کیوں کھانا کھاتے ہیں؟ بہن ڈوروتھی اس سوال کے جواب میں سوائے اسکے اور کوئی وجہ نہ سوچ سکیں کہ ان مشاہیر کے وہاں جمع ہونے کی وجہ وہی خاص قسم کی شراب ہے۔ ہر حال میں نے یہی فیصلہ کیا کہ مجھے اس پارٹی میں شریک ہونا چاہیے۔ اسلیے کہ ان مصنفین میں سے بعض اس طرح کے ناول لکھ لیتے ہیں جو کافی تعداد میں پڑھ لیے جاتے ہیں۔

لیکن اگر کوئی صاحب یہ سمجھیں کہ یہ پارٹی واقعی طور پر کوئی ادبی اجتماع ہو گی تو وہ بہت بڑی غلطی کرینگے۔ اس لیے کہ اس پارٹی میں مجتمع مصنفین نے بھول کے بھی اپنے ادبی کارناموں کا ذکر نہ کیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی نے اس قسم کی عبارت کی ہوتی تو کسی نے سنا بھی نہ ہوتا اسلیے کہ وہ برابر برقی پیانو میں پیسے ڈالتے رہے اور عریاں سے عریاں گیت گاتے رہے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ جب مصنفین اور ادبا گانے والے ہوں تو معمولی انداز طبیعت کے انسانوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ کچھ پیسے صرف کر کے کسی تھیٹر میں چلے جائیں۔ البتہ میں خود اپنے کو اتنا ضرور کہونگی کہ مجھ میں اتنی عقل ہونا چاہیے تھی جو میں یہ پہلے ہی سے سمجھ لیتی کہ جو لوگ ڈوروتھی جیسی غیر ادبی عورت کے دوست ہونگے وہ کس حد کے ادیب ہوں گے!۔

میں نے اس سے دوسرے دن بہن کو اپنے ساتھ الگونکوئین ہوٹل لنچ پر چلنے کے لیے مجبور کیا۔ وہاں جا کے میرے آنسو پچھے۔ اسلیے کہ یہاں جو لوگ جمع ہوتے ہیں وہ سب کے سب اعلیٰ پیمانہ کے نقاد ہیں یہی حضرات دُنیا بھر کو زندگی بسر کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ انھیں کا عمل بطور نمونہ کے پیش کیا جا سکتا ہے۔ یعنی ہم جاہل انھیں کو دیکھ کے یہ معلوم کر سکتے ہیں

کہ مصنفوں اور ادیبوں کے افعال و حرکات کیسے ہونے چاہئیں۔

بہر کیف ہم ہوٹل میں قبل از وقت پہونچ گئے تاکہ ہم ان مشاہیر کو آتے ہوئے اپنی آنکھوں دیکھ سکیں وہاں پہونچ کے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی دوسرے شخص کے قریب ہی اسے جگہ ملے تو اسے چاہیے کہ وہ خانساماؤں کے جمعدار سے ضرور دوستی کرے۔ الگونکوئین ہوٹل کا جمعدار جارج کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا کام صرف یہ ہے کہ وہ ایک مخمل رسی ایک خاص کمرے کے دروازے کے سامنے لگائے رکھتا ہے تاکہ وہ لوگ

اس کمرے میں نہ جا سکیں جو بڑے لوگوں کی باتیں نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ ہوٹل میں اور بھی متعدد کمرے ہیں وہ عوام کے لیے ہیں۔ بہر حال میں نے جارج سے کہا کہ ہم دونوں اس مشہور ادبی گول میز کے اتنا قریب بیٹھنا چاہتے ہیں کہ ان بڑے آدمیوں کی باتیں سن سکیں۔ جارج نے ہم لوگوں کو قریب ترین میز پر بٹھایا۔ اور جو بیرا اُن لوگوں کے احکام بجا لاتا تھا اسی کو ہماری بھی خدمت سپرد کی گئی۔ میں نے اسی بیرا سے گفتگو کرنا شروع کر دی۔ اور یہ سب جلد معلوم کر لیا کہ اس کا نام ٹانی ہے اور وہ بھی بہت بڑا آدمی ہے۔

میں جسقدر ان لوگوں سے ملتی جلتی ہوں اتنا ہی مجھے اس امر کا احساس ہوتا جاتا ہے کہ دُنیا میں چھوٹے آدمی بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ چنانچہ کہ ٹونی نے یہ بات مجھے بتائی کہ یہ بہت ممکن ہے ایک شخص جسمانی حیثیت سے صرف ایک یونانی بیرا ہی دکھائی دے مگر باطناً اس میں قدیم یونان کا سارا علم و ادب بھرا پڑا ہو۔

یعنی مجھے بتایا گیا کہ ٹونی کی تربیت بالکل شہزادوں کی طرح ہوئی تھی۔ اسلیے کہ ٹونی کے والد جن کے ایک حلالی لڑکا بھی تھا یونان کے بڑے آدمیوں میں سے تھے۔ ٹونی نے اپنے بھائی صاحب ہی کے ساتھ تعلیم پائی تھی اور ایک ہی معلم نے دونوں کو

قدیم یونانی ادب کی تعلیم دی تھی مگر ٹونی کے تعلیم اسکی اماں جان سے بالآخر عاجز آ گئے۔ اسلیے اُنھوں نے اپنے ایک ترک دوست کے ذریعہ معقول انتظام کیا کہ ٹونی کی اماں ایک قتل عام میں شریک ہو گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کو خونریزی بہت پسند ہے۔ ٹونی کا خیال ہے کہ اسکی وجہ صرف شراب کی ممانعت ہے۔ ٹونی کہتا ہے کہ جب ترک کسی بات پر خفا ہوتے ہیں تو شراب ممنوع ہونے کی وجہ سے یہ تو کر نہیں سکتے کہ کہیں جا کے خوب چڑھا لیں اور غم غلط ہو جائے۔ اسلیے انھیں آپے سے باہر ہو کے کوئی نہ کوئی قتل جلدی سے کر ڈالنا پڑتا ہے۔" اسی نے یہ بھی کہا کہ "جب میں اخباروں میں خون و قتل کے نئے نئے ذرائع کا تذکرہ پڑھتا ہوں جو امریکہ میں روز ایجاد ہوا کرتے ہیں۔ نیز جب میں اس پر غور کرتا ہوں جو اس ملک میں خون و قتل کے مقدمات سے ملی جاتی ہے تو مجھے ہمیشہ ترک یاد آ جاتے ہیں۔ میں اسی لیے اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ یہ تمام باتیں شراب کی ممانعت کا پھل ہیں۔"

میں نے اسپر ٹونی کی ذہانت کی بڑی تعریف کی مگر بہن ڈوروتھی نے بات کاٹ کے اس سے کہا کہ "اگر تم جلدی سے میرے لیے بھنا ہوا چوزہ لا دو تو میں بھی تمھاری ذہانت کی بڑی تعریف کرونگی۔" اس لیے اس غریب کو گفتگو منقطع کرنا پڑی اور کھانا لانے کے لیے جانا پڑا۔ یہ عجیب بات ہے کہ بہن ڈوروتھی کے دماغ میں لنچ کے وقت سوائے کھانے کے کسی اور بات کا گذر ہی نہیں ہوتا حالانکہ میری یہ حالت ہے کہ میں جب تک کچھ حاصل کرتی رہتی ہوں مجھے یہ بھی یاد نہیں آتا کہ میں کچھ کھا رہی ہوں یا نہیں۔

بہرحال جب ٹونی واپس آیا تو میں نے اس سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اس گول میز کے بڑے آدمیوں کے متعلق جو کچھ جانتا ہو مجھے بتا دے۔ اس نے کہا کہ "میں ان سب لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ سب مجھے بہت مانتے ہیں۔ میں اُن بیروں میں سے نہیں ہوں جو بڑے آدمیوں کی گفتگو سے زیادہ اپنے انعام میں دلچسپی لیتے ہیں۔ میں ان کی سلجھی باتیں بھی سنتا رہتا ہوں اور دوسرے لوگوں سے زیادہ اچھی طرح سنتا ہوں اسلیے کہ وہ ایک بات کہہ کے دوسری بات کے سوچنے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور انھیں اسکا موقع ہی نہیں ملتا کہ وہ دوسروں کی باتیں بھی سن سکیں!"

بہرکیف سب سے پہلے ناقد جو تشریف لائے وہ جوئل کریب ٹری تھے۔ وہ بہت بڑے صاحب علم ہیں اور وہ ایک کالم روزنامہ جس چیز پر بھی چاہیں لکھتے ہیں۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ وہ بات انکے کسی نہ کسی دوست سے ضرور متعلق ہوتی ہے۔ اس بات سے وہ بیحد خوش ہیں کہ پبلک یہ سمجھنے لگی ہے کہ ان کے دوست دُنیا بھر کے دوستوں سے لائق اور ذہین ہیں۔ اسی لیے ایک دن بھی ایسا نہیں گزرتا کہ انکے دوستوں کا ذکر ان کے ادبی کالموں میں نہ ہو اور پبلک کے اس حصہ کو ادب میں اتنی دلچسپی لیتا ہے کہ اخبارات کے ادبی کالموں کو برابر پڑھے یہ روزانہ معلوم ہوتا رہتا ہے کہ مسٹر کریب ٹری کے دوست دن رات کے ہر گھنٹے میں کون سے کام میں مشغول رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے دوست تمام دن کوئی نہ کوئی ایسا کام کرتے رہتے ہیں جس کا تذکرہ پڑھ کے پبلک خوش ہو جائے مثلاً کبھی وہ آپس میں الفاظ سازی کا مقابلہ کرتے ہیں کبھی پرائیویٹ جلسوں میں کھیل تماشے کرتے ہیں اور کبھی سنٹرل پارک میں (جہاں عوام کو ایک مقام پر مجتمع کر لینے کے لیے معمولی سا بہانہ کافی ہوتا ہے) کسی کامک کا کھیل دکھلاتے ہیں۔

مسٹر کریب ٹری کے بعد ڈراما کے مشہور ناقد مسٹر ہیری ایل بی تشریف لائے ان کا کام یہ ہے کہ وہ تلاش و جستجو سے ایسی کنواریاں ڈھونڈ نکالیں جو بہترین ایکٹرس ہوں لیکن یہ کام بہت مشکل ہے اسلیے کہ امریکا میں کنوارے پن کے لیے حد سے زیادہ کمسن ہونا ضروری ہے۔ علاوہ برین جہاں کوئی لڑکی حد سے زیادہ کمسن ہوئی تو وہ فن سے نا واقف ہوتی ہے۔ اسی دقت کی وجہ سے مسٹر ایل بی صرف یہ دیکھتے ہیں کہ وہ آرٹ اور فن کے لحاظ سے کیسی ہے۔

[illegible] لوگوں سے کہیں زیادہ [illegible] پسند کرتے ہیں۔ [illegible] کی زندگی کے سادہ [illegible] کچھ پوچھیے نہیں۔ مسٹر ایل بی یہ سمجھتے ہیں کہ آخر کار ڈراما اپنی حد ترقی پر پہونچ گیا۔ اسی لیے ٹونی مسٹر ایل بی کی باتیں سنا کرتا ہے اور جب اپنے بھائی کے پاس [illegible] لکھتا ہے تو مسٹر ایل بی کے اقوال نقل کر کے یہ لکھتا ہے کہ یہ سفوکلیز[1] کے اقوال ہیں۔

اسکو مسٹر ایل بی کا نام خواہ مخواہ میں دینا پڑتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "میرا بھائی چونکہ پڑھا لکھا نہیں ہے اسلیے میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اسطرح کے نام لکھوں جن سے وہ واقف ہے۔" ورنہ مسٹر ایل بی کی عظمت سے اسطرح ناواقف ہے جس طرح مسٹر ایل بی یونانی ڈراما نویس سفوکلیز کی عظمت سے ناواقف ہیں۔

مسٹر ایل بی کے بعد جو مشہور ادیب تشریف لائے وہ مسٹر [illegible] تھے وہ ہمیشہ کسی نہ کسی نئی لڑکی کے عشق میں گرفتار رہتے ہیں۔ ٹونی کا خیال ہے کہ جب کوئی مرد مصنف کسی عورت مصنفہ کے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے تو بس قیامت ہی آ جاتی ہے اسلیے کہ وہ بیرا خانساماں کی طرح یہ تو کر نہیں سکتا کہ چپکے سے کسی وقت کوئی تنہائی کا موقع ڈھونڈھ لے۔ مزے لوٹے اور خاموش رہے۔ بلکہ اسے تو سب سے پہلے اپنی بیوی کو اس حادثہ کی اطلاع دینا ہوتی ہے۔ پھر دونوں مل کے اس بحث کو تجزیۂ نفس کی کتابوں میں تلاش کرتے ہیں۔ پھر اپنا معاملہ دوسرے مشہور ادیبوں کو روز روز کے سناتے ہیں اور اُن سے رائے لیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سارا معاملہ بے نتیجہ ہو کے رہ جاتا ہے۔

بہرحال آخر کار تمام بڑے مصنفین و ناقد یہاں آ کے جمع ہو گئے۔ ان کی آپس کی گفتگو بھی بہت عمدہ تھی۔ ایک صاحب دوسرے سے یہ پوچھ رہے تھے۔ "تم نے جو گزشتہ شعر کو خدا و حسن [illegible] کہا تھا وہ کیا تھا؟"

(باقی آئندہ)

[1] مشہور یونانی قدیم ڈراما نویس [illegible] گذرا ہے۔

افادات نیاز مندانہ حضرت فرزانہ پھپوندوی

وہ قصیدہ میں لکھوں آج بتائید حق / کہ پھر کہا جائے جسے سنتے ہی روح عمق
میرے ممدوح ومخاطب ہیں اک استاد شفیق / جن کی شمشیر زباں سے ہیں کلیجے منشق
آپ کا علم و تبحر ہے جہاں میں مشہور / دیتے ہیں آپ مجانین زمانہ کو سبق
ہیئت و فلسفہ و منطق و تاریخ و نجوم / آپ ہر فن میں ہیں تلمیذ جناب حبحق
علم میں حضرت جاموش سے بھی پایہ بلند / عقل میں ثانی علامۂ ابن حبزنق
چیقد بساے کو کیا آپ کے رتبے کی خبر / آپ کی شان ہے مافوق خروس و بق بق
آشیانہ ہے وہاں آپ کی رفعت کا جہاں / شب پر و زاغ کی پرواز کا سینہ بھی شق
گربہ و یوزنہ و کلب و شغال و روباہ / آپ ہی کی صور مختلفہ ہیں بالحق
خری و ابلہی و جاہلی و نا اہلی / ذات والا جو ہے مصدر تو یہ سب ہیں مشتق
آیۂ انکر الاصوات کی تفسیر ہیں آپ / خر صحرائی و اہلی سے زیادہ احمق
آپ جب گرم نوا ہوتے ہیں ہوتا ہے گماں / ہے مگر گریہ کناں کوئی شغال مغلق
آپ کی گندہ دہانی کے مقابل ہوکر / لاکھ سنڈاس خجالت سے ہوئے غرق عرق
فرقہ آپ کے سر میں ہے مگر جائے دماغ / ورنہ آتے ہیں کہاں سے یہ مضامین ادق
عقل کو نام سے تشبیہ اگر دی جائے / تو دماغ آپ کا ٹھہریگا یقیناً زیبق
گو جناب بزیا خفش بھی تھے بزرگ مشہور / اس لقب کے مگر آپ ان سے زیادہ ہیں احق
آپ کو دیکھ کے نکتہ یہ سمجھ میں آیا / حضرت ڈارون قبلہ کی تحقیق ہے حق
مال الامر یہم کے ثنا گو آپ ہیں اک حسن لطیف / آدمی آپ کو سمجھے وہ یقیناً احمق
مدعی زندقہ و کفر کے آئیں تو یہاں / آپ کے سامنے ہو جائینگے سب کے منہ فق
دشت تلبیس و سفاہت کے ہیں آپ آہوے لنگ / قلزم عجب و تکبر کے شکستہ زورق
آپ اک فرد ہیں جو سر جگر ہیں جہل کو فرش / سمجھیں شطرنج حمق کو تو ہیں آپ اک بیدق
عقل ہے خوش قامتی حضرت اشتر کا بت / آپ سے بڑھ کے مگر وہ بھی نہ ہونگے ارشق
ذر دنداں وہ بچے گر خزف جن پہ نثار / رخ وہ پر نور کہ غش جس پہ ہے سوائے مستی
سایۂ قد ہے وہ آسیب مجسم جس سے / آکے لیتے ہیں بلیات زمانہ بھی سبق
لب شیریں کی حلاوت سے خجل حنظل و صبر / دہن تنگ کی تنگی سے پشیماں خندق
آپ کی طینت محرم کے لیے روز ازل / سیکڑوں لائے گئے ہونگے حیا سے کے طبق
لالے پانی کی سیاہی کے سمندر ہوئے ختم / پھر بھی سادہ ہی رہے روئے کتابی کے ورق
رنگ پاں سے لب سوسو ہے اک طرفہ بہار / جس طرح ابر سیہ میں ہو نمودار شفق
اہل دق کیلئے خاک آپ کی ہے آب حیات / ہم خواص آپ ہیں سرطاں کے اگر ہوں محرق
آپ کے نفس اقامت کا کرشمہ ہے کہ آج / لکھنؤ میں ہے بریلی سے زیادہ رونق
آپ جب تک ہیں جنوں خانہ کی حد سے باہر / آگرہ کو نہیں کچھ فخر و مباہات کا حق
آپ کے غازۂ عارض کے لیے ہے ہو توروں / روغن تخم بلادر یہ لعاب زنبق
آپ کی ہاد و ملی مدحت کے گزرنا ہے محال / ایک یہ ہول وہ صحرائے نہایت لق و دق
آپ کی شان معنی سے سوا ہے یہ پیچ / ہے وہ جو دآپ کا اک لفظ دقیق و مغلق
ختم ہوتا ہے قصیدہ یہ بصد عجز کلام / حق تعالیٰ سے دعا اب ہے کہ اے حضرت حق
جلد تر آپ کو لاحق ہو بلا سے کابوس / تادم مرگ رہیں آپ گرفتار فتق
بطن اقدس میں ہو اسدر جہ گلانی سیرز / نہ مفید آئے زراوند نہ اذخر نہ اشق
لاحق ہو کو وہ سدہ ہو کہ بیکار رہیں / نمک و فلفل و حلتیت و کمون و بورق
ہو یبوست کا وہ غلبہ کہ ذرا کام نہ دے / ماء الطبیخ و زلال قتق و آب قبق
ہو نہ دم بھر کو مفارق خلش باسوری / دم رہے آپ میں جب تک کہ سید رمق
جوش سودا ہو یہاں تک کہ فساد خوں سے / جسم طاؤس منقش ہو بہ گلہائے بہق
آپ کے سر پہ رہے جلوہ کناں سایۂ بوم / آپ کے سایہ سے مامون رہے خلقت حق

اللہ رے میں

مظہر قدرت ہوں اور فانی ہوں میں / اللہ اللہ کیسا لاثانی ہوں میں
ہے مرا استاد استاد ازل / یعنی تلمیذ رحمانی ہوں میں
مصحف قدرت کا میں ہوں نکتہ داں / کاشف اسرار ربانی ہوں میں
سنگ میل جادۂ عرفان حق / رہنمائے راہ یزدانی ہوں میں
شارح اجمال راز کن فکاں / موجب تفسیر قرآنی ہوں میں
ہوں بکثرت قفل وحدت کی کلید / رونق بازار ویرانی ہوں میں
منشی قدرت کا ہوں منشائے دل / نامۂ توحید عنوانی ہوں میں
میں ہوں مسجود ملائک پیش حق / باعث تشہیر شیطانی ہوں میں
میرے جلنے سے منور چشم غیر / شعلۂ شمع شبستانی ہوں میں
الغرض کیا کیا کہوں المختصر / اشرف المخلوق امکانی ہوں میں
کون کہتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں / ہستی موہوم ہوں فانی ہوں میں
رونق بازار خوبی مجھ سے ہے / زلف جاناں کی پریشانی ہوں میں
حسن صورت حسن سیرت کا غلام / عارف سالک ہوں وجدانی ہوں میں
یہ تو سب کچھ ہوں میں اے بسمل مگر / اک ذرا ننگ مسلمانی ہوں میں
نامسلمانی یہ بھی لیکن جناب ق / کافروں کا دشمن جانی ہوں میں

بسمل ہوشیارپوری

سفر غریب

(نمبر ۲)

بمبئی میں قیام گاہ پہلے سے طے شدہ تھی۔ گاڑی سے اترے تو دماغ چکرا رہا تھا گلزار نسیم میں عشق کی بدولت کسی کا دماغ پھنگی بن گیا تھا۔

آنے لگے بیٹھے بیٹھے چکر / فانوس خیال بن گیا گھر

مگر اینجانب کا دماغ عشق سے خالی تھا اسپر تو کلرک اینڈ کمپنی کے خاندان

انڈیا جان: ہائے ابھی اور بوجھ نازل ہو رہا ہے! واہ مل گیا سوراج!!

WEMBLY
LONDON
محمد علی تاجر عطر
شاخ :- قنوج - حیدرآباد دکن - دہلی
TRADE MARK
ٹریڈ مارک
دیسی صنعت کی ترقی میں
امداد کرنا ہر اہل وطن کا فرض
ہے اور ملک کی مصنوعات کو بہر حال
ترجیح دیجئے اجنبی کو مصرف میں
لائیے علاوہ بہترین اور دیرپا نیز
ارزاں ہیں فہرست طلب کیجئے
اور حسب دلخواہ آرڈر دیجئے اسی سے
دیسی صنعت کی ترقی لازمی ہے
دنیا کی عظیم الشان نمائشوں میں
مقابلہ ہونے پر طلائی اور درجہ
اعلیٰ کے تمغے حاصل ہوئے جو
اس کارخانہ کے تیار کردہ مال
کی عمدگی کا ثبوت ہیں آپ
اپنے محبوب دلنواز کو اس کارخانہ
کا عطر اور تیل نقد دل کے بجائے
تحفہ میں نذر کیجئے۔
تار کا پتہ
"حنا" لکھنؤ
ٹیلی فون
نمبر ۱۲۹

گھر کے پاس تھوڑی زمین درست کر لی دو چار امرود کے درخت لگا لیے۔ دھنیے پودینے شلجم کے بیج چھڑکا دیے۔ تھوڑی سی جوار بو دی۔ اور خدا کی عبادت میں عمر تیر کر دی۔

یہاں مسافر اگر راہ پوچھے تو جواب ملتا ہے "اپنے کو کیا خبر؟" ہاں! خبر کیونکر ہو سکتی ہے۔ سوال نے "ایک اور چار = پانچ اور ۲۱ = ۲۶ اور ۲۳ = ۳۳" کے شمار میں جو سیٹھ صاحب رُوئی کے سٹے کی نسبت کر رہے تھے خلل ڈالا۔ جھلا نے۔ جھلانے والا یوں ہی جواب دیتا ہے۔ یہ شمار کسی وقت مہلت نہیں دیتا کہ تہذیب نفس کے لیے بھی تھوڑا سا وقت بچے۔ لیس دولت کا ہوکا اور حرص البقر ہر ایک شخص کو ہے۔ مال کی محبت بد اخلاقی کی بنیاد۔ ذوق صحیح کے نام سے ہر شخص ناواقف۔ بڑے بڑے سیٹھ جو لکھ پتی کہلاتے ہیں سرِ راہ مادر پدر پُنتے اور دست بگریباں ہو جاتے ہیں آن واحد میں اس گالی گلوج کا اثر بھی زائل ہو جاتا ہے اور پھر لین دین کی آدتر پھر چھڑ جاتی ہے۔ واہ کرچے بھی خوب اور برسے بھی خوب!۔

ایک میل راہ طے کرنے پر یہ تمام تماشے ہماری نگاہ سے گزر گئے۔ دل میں ٹھان لی کہ یہاں کسی سے ملنا جُلنا بے سود ہے۔

ہاں خوب یاد آیا یہاں پولیس اور اُسکی وردی بہت خوبصورت ہے جھتوں کا لابھنور الانور چہروں پر برستا ہے۔ سیاہ یا سیاہی مائل نیلگوں (حلیدی میں غور سے دیکھا نہیں) وردی دُبلے پتلے ہاتھ پاؤں رنگ کلیجواں اکثر چھوٹے چھوٹے قد۔ مگر پگڑی لکڑ دار زرد۔ اگر یہ پگڑی دُم سے قریب ہوتی تو ایک بڑے قد کا بھونرا دورسے حرکت کرتا نظر آتا۔ اس پگڑی میں غالباً آدھ گز سے زیادہ کپڑا صرف نہوا ہو گا۔ لکھنؤ کے صاحبوں کی چکوے دار پگڑی میں بھرتی نہیں ہوتی۔ یہ پشت بھر چوڑی چیٹ سے بنائی جاتی ہے جسکی لمبان کافی ہوتی ہے۔ یہاں آدھ گز زرد کپڑے میں چند وا بھی ہے اور گول چکوا بھی۔

یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں یہ ہر ملکے و ہر رسمے"، لیکن اہلِ شرطہ (پولیس) کی وردی با رعب و شان ہونی چاہیے۔ آخر لکھنؤ میں بھی تو پولیس کے سپاہی ہیں وہ کیوں "پھبتی زیب" (برقیاس سنسنی خیز) نہیں نہ اُنھیں کوئی کان میلیا کہتا ہے نہ "دو باد بہاری والا"۔

ہاں جناب پنچ! نہ ملے کمین اس قابل کہ اُن سے کچھ وابستگی ہوتی صرف اُن دوست سے مل سکے جن کے گھر بلا کی طرح نازل ہوئے یا ایک اور بزرگ سے انجمن اسلامیہ میں صاحب سلامت کر لی بس سمجھ لیجیے کہ بمبئی میں یا تو ہم نے اُجاڑ سو سو بی وضع کے سیکڑوں مکان دیکھے یا دو تین آدمی۔ ایک اجنبی شخص کو دو تین آدمی مل گئے یہی بہت ہیں شاید زیادہ قیام کرتے تو کچھ زیادہ مستفید ہوتے۔ دل ایسا گھبرایا کہ دوسرے ہی دن حیدر آباد کے واسطے احرام باندھ دیا۔ ہم سے دُنیاداروں کو بمبئی ہی پہنچ کے حج کا ثواب مل جاتا ہے۔

اس مضمون کا یہ مطلب کہیں نہ سمجھ لیجیے گا کہ ہم خدانخواستہ بمبئی کو حیوانوں کا مسکن خیال کرتے ہیں اتنے بڑے شہر میں جہاں رہنے کو جگہ نہیں ملتی ہزارہا بندگان خدا ہوں گے۔ مگر ڈھونڈھے کون اور کہاں؟۔

جن صاحب کے مہمان تھے وہ ایک مشغول الفکر گھبرائے ہوئے "ہر دم تازہ خیال" آدمی ہیں۔ (اپنے دل میں بُرا مانیں۔ یہ اپنی اپنی رائے ہے۔ انتقاماً اگر اُن کا جی چاہے تو ہمارے بارے میں بھی ایسا ہی خیال ظاہر کر سکتے ہیں)۔

(باقی آیندہ)

مولانا پنچ کی نوٹ بک

تاریخ نثر اُردو

(حصۂ اول)

ایک صاحب نے (مصنف یا مؤلف مراد نہیں) خدا جانے کیوں یہ کتاب ہمارے پاس بھیج دی ہے بھلا بتائیے "ہم کو اُردو نثر سے کیا واسطہ؟" مگر لکھی ہوئی چیز جب کسی پڑھے آدمی کے سامنے آجاتی ہے تو پھر نگاہ بغیر ارادہ و قصد کچھ نہیں تو چند حرف ہی سہی دیکھ ضرور لیتی ہے۔ اسے تو دیکھ لینے کا لپکا ہے۔

اسکے مولف کبلی احسن صاحب مارہروی ہیں جنھیں خدا نے یا مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی شامت اعمال نے اُردو کا لکچرار بنا دیا ہے۔ یہ تقدیری امور ہیں ان میں کسی کا زور نہیں چلتا۔

کتاب کا ہے کو "چینہ دان مرغ" ہے جس میں طرح طرح کے دانے بھرے ہوئے ہیں۔ مگر مرغِ قلم حضرت مولف معلوم ہوتا ہے کہ دانے کی تلاش میں گھورے پر پہونچ گیا۔ اور پہونچا تو پھر وہاں سے بغیر سنگ دان بھرے نہ پلٹا۔ یا یعنی کہ جتنے نمونے اس حوصلے میں عبارتوں کے جمع کیے گئے ہیں باستثنا بعض سب کے سب حسن انتخاب سے محروم ہیں۔ ہاں صاحب ؎

پسند اپنی اپنی سمجھ اپنی اپنی

شاعر کہتا ہے ؎

کوئی دیکھے لالے گلالے کے پھول
ہم اپنے کسونجی کی جڑ دیکھتے ہیں

مثلاً چالیس برس منشی سجاد حسین مرحوم نے اودھ پنچ کی اشاعت و ترتیب میں صرف کیے اور صدہا نئے نئے راستے عبارت آرائی کے نکالے مگر مرغِ قلم مولف وہی نمونہ اُنکی تحریر کا چُنا جو حسن سے عاری ہے۔

مشہور ہے کہ ایک شاہزادے کے فکری قوی کمزور اور "ضعیف النسج" تھے وہ قضایا سے غلط نتائج اخراج کیا کرتا تھا۔ لوگوں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ شہزادے کو نجوم پڑھائیے۔ نجومی لال بجھکڑ ہوتے ہیں کیا عجب ہے کہ صاحب عالم کی یہ کمزوری دفع ہو جائے۔ علم نجوم کے ماہر افراد جمع کیے گئے۔ چند روز کی مشق میں صاحب عالم پکے غیب داں ہو گئے۔ بادشاہ نے امتحاناً ایک انگوٹھی مٹھی میں لے کے پوچھا "بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے؟" صاحب عالم نے زائچہ کھینچا آنکھیں بھینچیں

انگوٹھے سے انگلیوں کی پوروں پر ہاتھ ٹیم بجایا۔ وہ متھن کرکے کنیا۔ تلا۔ برچھک۔ دھن مکر مین کمبھ

زبان پر جاری ہوا کہ ارشاد کیا۔

" سلطان عالم دست مبارک میں چاندی ہے"

بادشاہ " ہاں۔ درست ہے۔ مگر کچھ اور؟

شہزادہ " پتھر بھی ہے"

بادشاہ " ٹھیک ہے۔ مگر وہ ہے کیا؟"

شہزادہ " چاندی کی شکل گول ہے اور اسمیں

جوف یا سوراخ بھی ہے"

بادشاہ " شاباش! لیکن یہ تو بتاؤ کہ ہے وہ

کیا چیز؟"

اب جناب شہزادہ صاحب غوطہ میں گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ عرش کے طاسے توڑ دینگے یا گاؤ زمین کا گوبر اٹھا لائینگے۔ بعد غور و خوض و لمبہ پرواری فرمانے لگے۔ اور ہنس کے فرمانے لگے:

" بتادوں حضور۔ اگر بتادوں تو حضور سے

انعام ملے گا؟

بادشاہ " انعام کیسا؟ بابا جو کچھ میرے قبضے میں ہے وہ سب تمہارا ہے"

شہزادہ " تو پھر صاف صاف کہے دیتا ہوں۔ ظل اللہ کے دست مبارک میں چکی کا پاٹ ہے جو گول بھی ہوتا ہے سوراخ دار بھی ہوتا ہے اور پتھر کا بھی ہے"

حضرت علامی فہامی احسن مارہروی صاحب لکچرار مسلم یونیورسٹی کالج علیگڑھ نے شہزادہ موصوف کی طرح محنت بہت کی مگر ملا کیا چکی کا پاٹ اور یہی چکی کا پاٹ حضور نظام دکن کے دست مبارک میں دے دیا۔ خود ہی فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں ؎

نظر آتی ہیں ہتھیلی کی لکیریں جیسی
یہیں اُردو کا ہر اک نقش مبرہن ہوگا

دیکھا آپ نے "سامندرک" یعنی ہاتھوں کی ریکھا (لکیروں) دیکھنے میں ابھی مہارت حاصل فرمائی ہے آتے آتے "نجوم" کے تمام شعبے قبضے میں آجائیں گے۔ ایک دن دیکھا تو املا کی صحت پر دلیل واضح ہے "تھیں"۔

کی عجیب و غریب بصورت تحریر ڈنکے کی چوٹ کتاب کی خوبی کا اشتہار دے رہی ہے۔

پھر فرماتے ہیں ؎

یہیں آغاز ہوا تھا یہیں ہوگا انجام
اس تناسب سے دکن مخرج و مخزن ہوگا

اوپر کے اشعار میں فرمانروائے دکن دام اقبالہ کی مدح ترویج اردو کے بارے میں کی گئی ہے فرماتے ہیں کہ دکن ہی میں آغاز اُردو ہوا (مولد اُردو) اور یہیں انجام ہوگا (انجام یعنی ... خاتمہ ... انا للہ) اگر یہی مقصود ہے تو مصرعہ

اس تناسب سے دکن مولد و مدفن ہوگا

اور اگر یہ مطلب ہے کہ اُردو کا مولد دکن ہے اور یہیں سے اسکی ترقی کا دور بھی شروع ہونا چاہیے تو الفاظ اس مطلب کی توضیح سے قاصر ہیں۔ بطریق تقابل آغاز کا مقابلہ مخرج سے تو خیر بزور بازو ہو سکتا ہے لیکن انجام کا مقابلہ مخزن کے ساتھ زبردستی بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ قطعہ از سر تا پا اس قابل ہے کہ حضرت اد باسہ الادب کے سپرد کیا جائے۔

بہتر۔ لیجیے جناب اور بار ذرا ان نمونوں پر ایک نظر ڈال جائیے۔

کہاں سے آئے کہیں سے نہیں

آخر وہی ہوا جو ہم نے کہا تھا۔ لندن کی گول میز پر چکر گھنی کا تماشا دکھانے والے ہندوستانی اب حکومت کے لیکچر سننے سے اُکتا کے عازم وطن ہیں۔ بچوں کو بہلانے کے لیے بڑھیاں کہانی کہتی ہیں:

"ایک تھے آن ایک تھے تن ایک تھے ہم"

"آن نے کہا شکار کو چلو تن نے کہا شکار کو چلو

ہم بھی پیچھے ہو لیے"

آن نے پائی ایک چڑیا تن نے پائیں دو چڑیاں

ہم نے اکڑی ہوئی پونچھ دُم ہی اُٹھالی"

یہ سب بھی شکار کو گئے تھے مگر ان میں کسی نے چڑیا کی دُم بھی نہیں پائی۔ واقعہ یہ ہے کہ اچھا خاصہ کام چل رہا تھا۔ دفعتہ یہ مقدمہ پیش آیا ؎

دلی شہر سہاؤنا اور بہرے کنچن پیر
سبکے کنتہ بجور کے لے گئے عالمگیر

عالمگیر یعنی شاہی پالیسی نے جواب دیا ؎

نہیں رہو فرار سے من کو راکھو دھیر
صاحب ہے نیتی کرو جو ہوپریا عالمگیر

مگر کمیشن کے پنجیروں نے ستیاگرہ کرنے والی عورتوں سے کہلوایا ؎

سونا (سوراج) لاون پی گئے سونا کر گئے دیس
سونا ملانہ پی ملے۔ روپا ہو گئے کیس

اور مردوں سے اقرار ہمہ پیری یوں کروا لیا ؎

داڑھی تھی سوسن "بھئی آنکھیں جئیں برس"
جیسے کنتھا گھر سے ویسے رہے بدیس

سُنتے ہیں کہ اب پھر وہی پرانا راگ "ستیاگرہ" اور "بائیکاٹ" کا چھیڑا جائے گا۔ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قواعد ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ

بعدالت آنریری اسسٹنٹ کلکٹر صاحب بہادر درجہ اول مقام ردولی ضلع بارہ بنکی۔

خان بہادر چودھری سید ارشاد حسین تعلقدار ردولی مدعی

بنام

لکھنی ولد لبرام مراؤ ساکن و کاشتکار موضع گوہنہ محال بڑگر پرگنہ ردولی تحصیل رام سنی گھاٹ ضلع بارہ بنکی۔ مدعا علیہ بنام لکھنی ولد لبرام مراؤ ساکن و کاشتکار موضع گوہنہ محال ابرائی پرگنہ ردولی۔

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت بقایا لگان کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۸ نومبر ۱۹۳۱ء وقت ۱۰ بجے دن بمقام ہردوئی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے بخوبی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعویٰ کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی دن اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت نیز جملہ دستاویزات جن پر تم جوابدہی کے واسطے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔ اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔ بثبت مہر عدالت [illegible]

دستخط حاکم [illegible] | مہر عدالت

موسم برسات میں ان ادویات کی از حد ضرورت ہے۔

سندھا سنجیونی

بھوک لگانا ہضم پیدا کرنا۔ دستوں کو بند کرنا۔ آتیسار پیٹ کا درد کے دست سنگرہنی کے ہر قسم کے دست وغیرہ کی آزمودہ دوا قیمت فی شیشی ۸ آنہ

سدھو سنجیونی گلیسری

داد کی دوا

بغیر جلن اور تکلیف کے داد کو جڑ سے کھونے والی دوا قیمت فی شیشی ۴ آنہ

محصول بذمہ خریدار

بال سدھا

بچوں کو طاقتور۔ خوبصورت اور تندرست بنانے کے لیے میٹھی دوا قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۹ آنہ

درا کشا سو

جسم میں فوراً قوت بڑھانے والا قبض بدہضمی۔ کمزوری کھانسی اور نیند نہ آنا دور کرتا ہے۔
قیمت بڑی بوتل ۲ روپیہ چھوٹی بوتل ۱ روپیہ
سب دوا فروشوں سے ملتا ہے دھوکے سے
نقلی دوا نہ خریدیے

منگانے کا پتہ: سکھ سنچارک کمپنی متھرا

برانچ کلکتہ　　برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست سنہ ۱۹۳۱ء معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیے

المشتہر:- مقتدا خان افتدا خان تاجر تمباکو لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ختم ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی
(۳) پانچ پرچوں سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی
(۴) حساب ہر ماہ صاف کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ ہیرو بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب) یہ سرمہ کل ادویات و انجن پر سبقت لے گیا ہے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایات آنکھ مثلاً سرخی پھولا جالا۔ پربال۔ ککرے۔ آشوب چشم نزلہ۔ دھند۔ ضرور موتیا بند رہے۔ بھونیش وغیرہ کے لیے از حد مفید۔ اکسیر ثابت ہوا ہے قیمت فی شیشی ۶ ماشہ ۱۲ آنہ و آدھے ورجن کے خریدار محصول معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت محصول معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہاری سہائی اے۔ ۴۰ سوداگر

دیال باغ آگرہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات وغیرہ خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ ماہر و تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشوروں سے بلا دام فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہونچائیے۔
تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔
المشتہر: دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ ا ... : منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

جلد ۱۶ نمبر ۳۹

مضامین

۳ر نومبر سنہ ۱۹۳۱ء

جھکڑ جہیسم

نئی جورو کا پٹہ پرانی کی بیدخلی

مقصود اب تردد ارض سخن ہے پھر — نشو و نما پہ کشت طبع کا چمن ہے پھر
بالی کی طرح شاخ قلم میں پھبن ہے پھر — اس فصل کے کلام میں اک بانکپن ہے پھر
اچھی ہوئی ہے فصل ربیع و خریف کی
ارزاں لٹے گی جنس نکاح حریف کی

لائی ہے فصل عیش درو کرنے کی نوید — تیاری کے قریب ہے پھر مزرعۂ امید
گو یاس تھی...... نہ تھا قدسے کچھ بعید — پورا ہوا جو عرصہ کا تھا وعدۂ وعید
شہرت ہوئی ہے راز میں روز وصال کی
سردی میں کام کر گئی گرمی ہے سال کی

خفیہ پولیس کے روسے جو رو کی تھی تلاش — ڈر تھا چلے نہ چال کوئی چرخ بدقماش
ہر دم یہی دعا تھی کہ پردہ نہوے فاش — آئے نظر نہ غیر کو دل کی مرے خراش
شہرت نہ شہر میں ہو بگاڑ اور بناؤ کی
موزے ہی کو خبر رہے پاؤں کے گھاؤ کی

لنگی جو اک ہے سنت پارینہ در گلو — ہے اسلئے ہاتھ ان کی تمنا کی آبرو
راضی اگر وہ ہوگی تو نکلے گی آرزو — بیکار ورنہ ہوگی یہ کوشش یہ جستجو
پیری میں انکے ہاتھ کوئی ٹیک بھی نہیں
ساتھی بہت ہیں اسکے یہاں ایک بھی نہیں

وہ جانتی ہے جوش جوانی کی گرمیاں — بھڑکی کبھی نہ آگ ہمیشہ اٹھا دھواں
چولھے کا کیا قصور جو گیلی ہوں لکڑیاں — پھکنی کی گو مدد تھی پر آنسو ہے رواں
آتش جو تھی ہوا کی طرح سرد ہی رہی
چولھے میں آرزو کے ہمہ گرد ہی رہی

تعویذ لاکھوں پہنے ہزاروں کیے علاج — اصلاح پر نہ پاہ کا آیا مگر علاج
آخر میں کشتہ جات کی پیش آئی احتیاج — اجزا ہے حرارہ سے بڑھا اور اختلاج
کیا کیا نہیں طبیبوں نے نسخوں میں فن کیے
سوچی کیے ہوچی یہ رہے لاکھوں جتن کیے

اس نے چھپائے عیب جوانی کے سربسر — پیدا ہوئی مرض کی کسی کو نہ کی خبر
خفیہ علاج سے نہ کیا اس نے درگزر — لائی کبھی نہ حرف شکایت زبان پر
تف ان پہ ہے نہ پاس وفا کا اگر کریں
شادی رچائیں اور نہ اس کو خبر کریں

رو رو کے عرض حال کیا بیش کی مراد — ظاہر کیے جو عقد میں پوشیدہ تھے مفاد
راضی کیا غرض اسے لکھ پڑھ کے جائداد — خود ہی پیام عقد چلے لے کے شاد شاد
حجام تھا نہ ساتھ نہ خدمت گزار تھا
ہمراہ ایک وم کے دل بیقرار تھا

ڈر جسکی ذات کا تھا کہ ڈالے نہ کچھ خلل — کانٹے کی جو خلش تھی سو وہ بھی گئی نکل
نسبت کے مرحلوں کا جو پورا ہوا عمل — چٹ منگنی پٹ بیاہ کی پوری ہوئی مثل
امید بندھ گئی جو دل نا امید کو
الفت ہوئی خضاب سے ریش سفید کو

جاتی ہے گھر دلھن کے کہوں کس طرح برات — یک مینی اور دو گوش ہے دولھا کی صرف ذات
احباب اور اعزہ میں کوئی نہیں ہے سات — ہنستے ہیں دیکھ دیکھ دہاتی بھی یہ برات
دولھا بری کا خوان لیے سر پہ آتے ہیں
ناشہ گلے میں دھول بغل میں دبائے ہیں

ٹِکلے سے کھینچ کھانچ کے باندھی گئی کمر — کھونسی ہے جس میں تیل کی کپی بہ کر و فر
دامن ہوے ہیں تیل چھلکنے سے تر بتر — سہرا بندھا ہے پوٹلی رکھی ہے دوش پر
گھوڑا بھی زیر ران وہ رشک حمار ہے
مرزا سیر نا کا یہی راہوار ہے[1]

رکھے نہ پھونک پھونک کے رہوار کیوں قدم — اسکو زمیں سے پیر اٹھانا ہے اک ستم
ڈر ہے بہک نہ قدم پکیں چھوڑے نہ دم — چھوتی ہے موت آکے قدم اسکے دم بدم
فاقوں سے اسکی شکل ہوئی ہے ہلال کی
گھوڑا کہاں ہے صرف ہے صورت خیال کی

القصہ پہونچے حضرت نوشہ دلھن کے گھر — سب لوگ دیکھنے کو برات آئے دوڑ کر
دولھا کے ضعف شان مشیخت کو دیکھ کر — دے کر بغل میں ہاتھ اتارا زمین پر
سالے اس آڑے وقت میں سب کام آگئے
پھولوں کی طرح انکو اٹھا کر اٹھا گئے

اک نے اتارا خوان بری کا جو بار تھا — تاشا لیا کسی نے گلے کا جو ہار تھا
لی اس نے ڈھول جو کہ سہاگن کا یار تھا — لی اس نے پوٹلی جو ذرا ما لدار تھا
دولھا کا ہاتھ کام میں سب نے بٹا لیا
مسند پہ الغرض اسے لاکر بٹھا دیا

دولھن بھی سن و سال میں دولھا سے تھی نہ کم — موئے سفید منہ سیہ میں ہوے تھے ضم
گو عیش سب طرح تھا تجرد کا پر تھا غم — خم آچلا کمر میں نصابت ہوئی تھی کم
باقی کہاں تھی رخ پہ وہ رونق شباب کی
ڈھلا بدل چکی تھی کرن آفتاب کی

[1] ربیع سودا ۱۲

اب ساقیِ چشم میں وہ کہاں نوک اور پلک   اور کھونڈے دانتوں میں نہیں موتی کی سی چمک
رفتار میں کہاں ہے وہ اگلی چٹک مٹک   موئے کمر میں نام کو باقی نہیں لچک

مستی کجا خزاں ہے بہارِ شباب کی
زیرہ جھٹک رہا ہے کلی نے گلاب کی

باما کو مل گئی تھی جو ڈپٹی کلکٹری   جچتی نہ تھی نگاہ میں مفلس برادری
دیتا پیام کون کسے تھی برابری   مفلس کی مالدار سے کیا خاک ٹھہری

[illegible] اپنے مال و زر پہ جو بیخود پرست تھے
مفلس برادری کے بھی کملی میں مست تھے

آتا اگر پیام نکلتی غضب کی شاخ   اہلِ برادری میں لگاتے نسب کی شاخ
سرسبز ہوتی وہ تو نکلتی حسب کی شاخ   القصہ خشک ہوتی رہی ہاں ہائے سب کی شاخ

عزت نہ ذات کی تھی نہ علم و ہنر کی تھی
وقعت اگر نظر میں تھی تو مال و زر کی تھی

اعیان قوم پیٹ کے سر کہتے بار بار   مانا یہ ہم نے آپ سبھوں سے ہیں مالدار
کردیں نکاح سر سے اتاریں یہ جلد بار   لڑکی جوان گھر میں بٹھائیں نہ زینہار

لیکن سُنی نہ ایک کی آخر کو مر گئے
لڑکی کی نوجوانی کو برباد کر گئے

لڑکے بھی آٹھوں گانٹھ تھے بابا کے ہم قدم   طرز و روش میں بال برابر بھی تھے نہ کم
آتا اگر پیام تو کہتے بصد قسم   مفلس کے ساتھ بیاہ نہ لینگے ہمشیرہ ہم

دیں گے اسی کو ہم سے جو زائد امیر ہو
جاہل سا گو کہ ٹھوٹو نسب میں حقیر ہو

فضلِ خدا سے پہونچا انھیں جبکہ یہ پیام   دولت کا حال سن کے ہوئے دلبر شاد کام
آئی جو مال و زر کی نظر انکو ٹیم ٹام   راضی ہوئے نکاح پہ خوش ہو کے لاکلام

پوری ہوئی امیدِ دلِ بیقرار کی
پہونچی نویدِ وصل بڑھاپے میں یار کی

القصہ قاضی آ کے ہوا عقد سے فراغ   شکر خدا ہرا ہوا کوشش کا انکے باغ
کیوں عرش پر خوشی سے نہ دولہا کا ہو دماغ   گھر میں جلیں گے نامِ خدا اب دو دو چراغ

لیکن کھلا نہ غنچہ بہارِ امید کا
ارماں دل میں رہ گیا مشتاقِ دید کا

کیونکر نہ آئے شانِ زمینداری میں خلل   گھر کی زمین پر تو رہی پھر چلا نہ ہل
بیکار سب تھے و راضی کے تھے عمل   مجبور تھے اسامی گئی ہاتھ سے نکل

گو مستعد مدد کے لیے ہر کسان تھا
پٹہ تو دا کے بھاگے کہ بھاری لگان تھا

تھا عقدِ ثانی کرنے میں اعجاز یہ مفاد   حقدار ہوں حقوق سے محروم نامراد
دونوں کے دین مہر میں لکھدی تھی جائداد   لیکن بڑی نصیب سے یہ تازہ اوفتاد

اکدن نبھا نہ پایا کہ سوتوں میں چل گئی
قبضہ میں جائداد جو تھی سب نکل گئی

راقم ـــــــ شہ بالا

غزل الطرفہ

آنکھ روتے روتے دریا ہو گئی   ناک بہتے بہتے نالا ہو گئی
مجلسوں میں اب ہیں تقسیم خاک   پونجی سب ذاکر کا حصہ ہو گئی
جان دے کر کر دیا سامانِ رزق   موت جینے کا سہارا ہو گئی
جوش اے تیری نظم ذاکر سے خطاب   چور کی ڈاڑھی کا تنکا ہو گئی
بے زبان معشوق کے منہ میں زبان   اسقدر سمٹی کہ کوتا ہو گئی
واہ ری ہمت کہ مادہ نر بنی   بڑھتے بڑھتے آہ [illegible] ہو گئی
پڑھکے فادر انڈیا کو مس میو   ناچ کر گاندھی کا چرخا ہو گئی
جیتے کیا مردوں سے بازی دم کہاں   مادرِ مہتاب تو بڑھیا ہو گئی
گر پڑے شیخ و برہمن تو بس یہ   سب کے آزادی بہانا ہو گئی
واہ کیوں ٹھکرا رہے ہو قبر کو   یہ بھی کیا میری تمنا ہو گئی

راقم ـــــــ داد لا پتہ

مراسلت

جرأت ملوکانہ

رامپور میں چند ماہ سے بدمعاشوں نے اپنی ایک ٹولی تیار کرلی تھی اور دہشت انگیزی ان کا شغل ہو گیا تھا اسی سلسلہ میں سرقہ کی دو چار وارداتیں بھی ہوئیں رامپور کی مستعد پولیس نے ان کو تاک تو لیا تھا مگر گرفتاری عمل میں نہ آئی تھی۔

آخر حضور پرنور نے بنفس نفیس خود شہر کا گشت شروع کیا پہرے معین فرمائے چوکیوں کی نگہداشت کی، ناکہ بندی کو مستحکم کیا، اس حسن انتظام نے آخر اثر کیا اور گزشتہ شب کو دورانِ گشت میں حضور پرنور کو اس گروہ کے اجتماع کی خبر معلوم ہوئی اور حضور پرنور بے اطلاع تن تنہا بغیر اسلحہ مجمع میں جا پہونچے اور دو سرگروہوں کو خود گرفتار کرکے پولیس کے حوالے کردیا۔

شہر میں چاروں طرف اس جرأت شہریارانہ کا غلغلہ ہے قیدیوں کے دیکھنے کے لیے پبلک برابر آ رہی ہے۔

(وقائع نگار)

پنچ:- چور ہوتے ہیں کئی قسم کے۔ یہ سرگروہ مشہور قسم کے چور ہیں۔ دل کے چور، عقل کے چور، ایمان کے چور، حق نمک کے چوروں کی بھی خبر ضرور لینی چاہیے جن کے لیے مہاراجوں کی بیگار ہے۔ آس پاس ڈنکے کی چوٹ رہتے ہیں۔ اگر یہ جوان ان چوروں پر قابو پا جائیں تو پھر کیا پوچھنا ہے۔ کہیے آمین!

ڈسکر صاحب سے عصر کے وقت نیاز حاصل ہوا بہت
مصروف و مشغول شخص ہیں۔ علمی امور میں نہایت
انہماک سے خدمت کرتے ہیں۔ آدمی صاحب علم ہیں
عمر کوئی ستر برس کی ہوگی۔ انکی دیانت کا ایک زمانہ
مداح ہے۔ وقت کم اور گرد اہل غرض کا ہجوم۔ پھر بھی
چند منٹ انہوں نے انیجانب سے بات چیت میں
ضائع کیے۔ ایک مدت گزری کہ افسانۂ قمر الزماں و
ملیسہ (جو کہ اودھ پنچ میں طائع ہو چکا ہے) اس غرض
سے موصوف کی خدمت میں بھیجا گیا تھا کہ کوئی [illegible]
کمپنی اسے موصوف کی مدد سے خریدے اور اسکی
قیمت مولانا اودھ پنچ کے خزانۂ عامرہ میں جمع ہو تو کچھ
کام چلے۔ انکی بیماری اور دوسروں کی بدقسمتی سے
یہ وعدہ کھٹائی میں پڑا ہوا تھا انکی تجدید کے بعد ہم
لیلٰے مجنوں دیکھنے کے لیے ہمارے رفیق طریق
سے پوچھا کہ سراج منزل کہاں ہے اور ہمارے
ایک محترم کرم فرما سراج الدین احمد صاحب سے ملاقات
ملاقات ہو سکے گی یا نہیں۔ جواب کچھ ایسا گول مول
گول مول تھا کہ ان سے نیاز حاصل کرنے کی آرزو
مضمحل ہو کے رہ گئی۔
واقعی "مرقع لیلٰے مجنوں" کو جناب ڈرنکسٹ صاحب
نے خوب بگاڑا ہے مرزا مرحوم نے تو عنوان پر یہ شعر لکھا ہے

دن رات سیر کرکے سفید و سیاہ کی
تصویریں کھینچتے ہیں تری جلوہ گاہ کی ؎

اور یہ واقعی صحیح دعویٰ ہے۔ آقی کی لیلٰے مجنوں
نظامی کی لیلٰے مجنوں ہمارے اس اردو کے ڈرامے
کے سامنے ہیچ ہے مگر ڈرنکسٹ صاحب کے قلم حرکت
رقم نے سفید کو سیاہ اور ہر تصویر کے نقش و نگار کو تباہ
کر دیا۔ مرقع لیلٰے مجنوں کے اکثر اشعار مر آہیں سے
جاتے ہیں یا چند منظر۔ یہ افسانہ تو نیم تاریخی حیثیت
رکھتا ہے مگر ڈرنکسٹ افسانہ کے بعض حصص کا ماخذ کیا ہے
طبیعت کچھ منغض ہو گئی اور واپسی کے بعد ہی قصد
کر لیا کہ یہاں سے بھاگو۔ رات گزری اور بعض چیزیں
بازار سے مول لے کے سامان سفر میں کچھ اضافہ کیا۔
بستر باندھا اور حیدرآباد کی راہ لی۔ راہ میں
قدرت کی پُر بہار فیاضی کے مناظر آنکھوں میں کھبے

جاتے تھے۔ چشموں کا موتی سلہانی پہاڑوں سے
رواں وہ گھنے جنگل کہ جنہیں گزر [illegible] ایک
تلی گھوڑی کی طرح کوہستانی بلندیوں [illegible]
ظلمات کا عالم دکھائی گھس رہی تھی۔ جہاں کے
فرسنگ۔ ایک گھوڑی گھڑی یہ بادلی دکھاتا ایک
طلسم تھا خصوصاً پونا کی دلفریب سرزمین تو شاید
اس تمام قطعے کی روح ہے۔ ساحل ملاقہ پھر یہی
مکان کا تذکرہ شروع ہو گیا۔
شکر ہے کہ اب کی مرتبہ کلکتہ [illegible] تھی نہیں۔
گاڑی صرف ہم دو دوستوں کی تنہا [illegible] گزر رہی تھی۔
اکتوبر میں اتنی بارش ہمارے وطن میں نہیں ہوتی
ستمبر کے مہینے میں کافی بارش کا مقابلہ [illegible] کرنے
کے بعد یہ بوندا باندی کھل گئی۔ دوسرے روز صبح
حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں داخلہ ہوا۔
ہمارے دوست کی پذیرائی کے لیے ایک اعلیٰ
عہدہ دار صاحب موجود تھے۔ شناسائی تو ہم سے بھی
تھی مگر جب پہچاننے پر بھی بمقتضائے حسن اخلاق
یا ضعف حافظہ انہوں نے التفات نہ فرمایا تو ہم نے
اپنی راہ لی اور ہمارے مکرم دوست انکے ساتھ [illegible]
جس شہر میں غایت ارتفاع سمت الراس سے
شمال کی طرف بڑھ جائے اسکا عرض البلد میل کلی
سے کم ہوتا ہے اور اسے ذات ظلین کہتے ہیں آفتاب
دو مرتبہ اس شہر کے سمت الراس پر گزرتا ہے بخلاف
ایسے بلد کے جہاں آفتاب سمت الراس سے نہیں گزرتا
یا سمت الراس تک نہیں پہونچتا۔ وہاں عرض بلد
میل کلی سے زیادہ ہوتا ہے۔
حیدرآباد دکن ذات ظلین ہے۔ اسکا عرض بلد
تقریباً ۱۸ درجہ شمالی ہے ۱۳ مئی اور ۳۰ اگست کو
آفتاب حیدرآباد کے سمت الراس پر ہوتا ہے۔
یہاں کے رات اور دن اپنے طول و قصر میں اتنا
تفاوت نہیں رکھتے جتنا کہ ہمارے شہر میں گرمیوں
میں دن بڑھا تو اتنا کہ بانسوں چڑھ گیا اور جاڑوں
میں رات نے اتنی لمبی کھینچی کہ دن سے میلوں آگے
بڑھ گئی۔ یہاں کا سب سے بڑا دن تقریباً ۱۳
ساعت ۴ درجہ ۸ ۴۴ سکنڈ کا ہوتا ہے۔

ملی تھا اچھا [illegible] بڑی بات۔
ہمارا دورہ [illegible] ایسے وقت ہوا جبکہ
زمانہ اعتدال پہ تھا [illegible] حرارت اور اختلاف
کی وجہ سے حیدرآباد کے شب و روز اور لکھنؤ کے
شب و روز میں بہت فرق تھا۔ ہر چیز نئی معلوم
ہوئی۔ دن نیا۔ رات نئی۔ لوگ نئے۔ ہوا نئی
پانی نیا۔ جدت میں جدت یہ ہوئی کہ زکام نے
نئے سرے حملہ کیا۔ آتے ہی آنکھیں لال [illegible]
بیٹھتے ہی چھینک ہوئی۔ خدا خیر کرے جیب میں
رومال ڈھونڈھا۔ ندارد۔ شاید بمبئی میں بھول آئے
دیکھا۔ لباس آخر بدلنا ہی پڑے گا۔ کرتے کا دامن
ہی سہی۔ [illegible] سیدھا ہی [illegible] تلاشی [illegible]
لے گیا۔ ابھی سامان دکھاؤ۔ کوئی قابل اعتراض
چیز تو نہیں ہے؟
فرض شناس چنگی والے نے سارے کاغذ اور
لفافوں کا بنڈل بھی کھول کے دیکھ لیا [illegible]
چیزوں کا [illegible] اگرچہ دوبھر ہو گیا لیکن شکر ہے
کہ اعتراض کے پھندے میں پھنسانے والی کوئی چیز
چنگی والے صاحب کو نہیں ملی۔ جان میں جان آئی
کچھ شیرازہ ٹوٹی ہوئی کتابیں ہمارے ساتھ تھیں
وہ بے ترک ہو گئیں۔ چند ورق ہوا میں بھی اڑے
اور علمی کنکوا بن گئے۔ سپاہی صاحب نے جمع
کرنے میں ساتھ دیا۔ انیجانب دل ہی دل میں
ایک شعر گنگناتے جاتے اور بھاگتے ہوئے ورقوں کو
پکڑتے جاتے تھے ؎

یا ورق دفتر صیاد پریشاں کئے ہیں ہم
[illegible]

جب اس کتاب پریشاں کے کچھ [illegible]
میں جمع ہو چکے [illegible]
جانچنے والے نے ٹھیک [illegible]
[illegible] اسے بھی خوب آئے [illegible]
کے بیچ ہو۔ سارے جلدی جاہیے بناؤ [illegible] کو
بلاؤ سامان [illegible] معلوم ہوا [illegible]
[illegible] میں [illegible] آیا۔
کسل راہ مرزا صاحب کا چہرہ دیکھتے ہی رفع

"عمل تقطیر قوانین وحشیہ"

—⁘—

: کیا کرتے ہو"؟

: نادر شاہی قوانین کی تقطیر :

: تو پھر اس نئے آرڈیننس کی تجزیہ کر کے بھی دیکھو۔ کیسی زہریلی گیس اس سے نکلنے والی ہے "؟

ہو گیا تھا۔ چائے اور قلیان کے استعمال سے تو معلوم ہوا کہ یا ہمیشہ سے یہیں مقیم ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد [illegible] کی ہمت سے ہی ہوئے اسٹیشن سے جائے قیام تک جتنا حصہ شہر کا دیکھا اس سے یہ خیال ہوا کہ لکھنؤ بھی ایک قدیم شہر ہے اور بمبئی بھی۔ درحقیقت حیدرآباد ایسا شہر ہے جس کا جواب مشکل ہے [illegible]۔ ایسی صاف شفاف سڑکیں وسیع [illegible] کوٹھیاں۔ خوشنما اور قیمتی وردی سے آراستہ پولیس کہیں نہیں۔ روشنی کا انتظام نہایت معقول بھک منگوں کی تعداد قلیل۔ امن و امان کے ساتھ چین ہیں۔ (باقی آئندہ)

نامہ نگار

مولانا پنچ کی نوٹ بک

واہ خلیفہ صاحب!

جناب حاجی شوکت علی صاحب خلیفۃ الوقت۔ خلیفہ سازی میں تو خیر اسقدر مشاق ہیں کہ پوچھیے نہیں۔ یہ معلوم نہیں کہ جو خلافت حضرت کے قبضے میں ہے وہ الٰہی خلافت ہے یا ولایتی مگر یہ سب جانتے ہیں کہ ایک خلافت کا خلعت [illegible] کی طرح حضرت کے دوش مبارک پر رہتا ہے اور جو صاحب ثروت آپ کو نظر آتا ہے اسی کے سامنے صدا لگا دیتے ہیں:۔

"کام شوکت علی کا خلیفہ بنا دیں!"

بدقسمتی کہوں یا خوش قسمتی کہ ابھی تک اس دام میں کوئی گرفتار نہیں ہوا۔ عرب پھنسا نہ افغانی ایرانی گرفتار ہوا نہ ترکستانی آخری آواز اخبار [illegible] میں حضرت فرمانروائے دکن کی نسبت بلند ہوئی تھی کہ یہ خلعت کسی طرح حضور قبول کر لیں مگر [illegible] ہوا تھا پس پھنسا کے رہ گیا ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسلمین حاجی شوکت علی صاحب کی اترن (خلعت خلافت) پہن کے بھلا کون فخر و مباہات کر سکتا ہے؟ وہی خلیفہ جو حاجی شوکت کا بنایا ہوا ہو۔

خلافت سازی، یا خلیفہ سازی کا بیوپار نہ چلا تو آپ نے حضرت جان بل سے یارانہ گانٹھا کہ بلا سے قوم فروشی ہی کر کے مسلم تنظیم کے لیے ایندھن بہم پہونچائیں۔ اور "یا کلون فی بطونہم نارا" کا تماشا دکھا کے [illegible] علیہ السلام ہی سے مستفید ہوں۔ یہ دکان بھی نہ چلی۔ اب تیسرا (؟) جو آپ نے اختیار کیا ہے یہ ہے نفع کی چیز [illegible] دوسرا لانے میں ثواب بھی ہے اور نفع بھی [illegible]

آپ معزول خلیفہ روم سے ملے۔ اور [illegible] ایک جنس کے ایک جگہ جمع ہوئے تو [illegible] معانقہ ہوا۔ سنتے ہیں کہ خلیفۂ معزول کی چند صاحبزادیاں بیاہنے کو بیٹھی ہیں۔ ان میں سے ایک صاحبزادی بائیس زبانیں لکھتی ہیں یعنی بائیس بولیوں کی ماہر ہیں۔ یوروپین طرز کی تعلیم یافتہ ہیں۔ مشہور ہے کہ خلیفۂ غیر معزول نے انکی تقریب ولیعہد حیدرآباد خجستہ بنیاد سے ٹھہرائی۔ اور شاید عنقریب کوئی رسم بھی ہو جائے۔ دوسری صاحبزادیوں کے واسطے دولہا تلاش کر رہے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ دولہا کم از کم پندرہ سو روپیہ ماہوار کی آمدنی رکھتا ہو۔ یہ کوئی عظیم الشان شرط نہیں سیکڑوں آدمی ہندوستان میں اتنی آمدنی والے موجود ہیں۔ جو انتساب خاندان خلافت کی چاٹ میں یقیناً حاجی خلافت پناہ کا جوتا تر کر دینگے۔

خدا کرے اس پر نفع سودے میں حاجی خلافت پناہ کو خاطر خواہ فائدہ پہونچے فرمانروائے حیدرآباد بھاری جوڑا اور جہیز کی چار رقم منصب و جاگیر [illegible] عنایت کریں اور یہ سننے کی نوبت پہنچ آئے۔ "یا پلی کھلیا پہ گاج پڑے [illegible]" ہونے والے دولہا دلہن میں ٹھنی رہے۔ کٹنی مشاطہ کے سر منڈنے کا سامان کبھی نہ ہو۔

آخر العلاج الکی

جذامی کسی طرح اچھے نہیں ہوتے اطبا نے انکے بارے میں طے کیا کہ وہ داغ دیے جائیں یہی آخری علاج ہے۔

لکھنؤ کے بعض اہل شورش کو اسی آشوب زمانے میں شیعہ اور سنی میں جوتا چلوانے کی سوجھی۔ اور عجب عنوان سے یہ سویا ہوا فتنہ بیدار ہوا۔

سنتے ہیں کہ مدرسۃ الواعظین کے طلاب کے پاس کوئی گمنام خط پہونچا جس میں سنیوں کی جانب سے انھیں گالیاں دی گئی تھیں اور دھمکیاں بھی۔ چونکہ حماقت کے سر پر سینگ نہیں ہوتے ان حضرات نے ایک چھپے ہوئے اعلان کے ذریعے سے سنیوں کو ڈنکے کی چوٹ مناظرے کی دعوت دے دی۔ اور مولوی عبدالشکور کو جو پیشہ ور مناظر ہیں للکار دیا۔ پھر کیا دیر تھی؟

وہی مثل ہوئی کہ "آؤ پڑوسن لڑیں"

"لڑے ہماری بلا"

"بلا لگا اپنے بھتوں سوتوں کو موئی نبوڑ آئی بلانے کے"

"نبوڑ تو اور تیری ماں"

"اخاہ چڑیل اماں باوا کو پننے لگی۔ نبوڑ تو اور تیری ہفتاد پشت"

ابھی مناظرہ ہونے نہیں پایا تھا صرف طرفین سے اشتہار بازی ہو رہی تھی کہ شہر کے ہوشیار اور زیرک مجسٹریٹ نے ان پریس والوں کو جو مفسدانہ تحریروں کی اشاعت کرتے تھے بلایا اور بدون تفریق بادی و مجیب مچلکے اور ضمانت پر دھر لیا۔ واللہ

کارے کردہ کہ کسے در عمر خود نہ کردہ باشد

ساری مناظرہ بازی بیک جنبش قلم غائب غلہ [illegible] کی تھی۔ اور سچ پوچھو تو فی الحقیقت اطبا کا یہ خیال "آخر العلاج الکی" بالکل درست ہے۔ اور ہمیں اعتراف ہے کہ فتنے کا علاج بالکل صحیح وقت پر کر دیا گیا۔ عموماً حکومت کی یہ روش رہتی تھی کہ جب تک لڑائی کا سامان فراہم ہوتا۔ اکھاڑا گوڑا جاتا۔ چیٹ لنگوٹ تیار ہوتے خم ٹھونکے جاتے اس وقت تک [illegible] بیٹھی تماشا دیکھتی رہتی تھی۔ اسے ادھر ایک آدھ کا [illegible] ایک کی [illegible] جھولا۔ تین چار کا سر پھوٹا ادھر [illegible]

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات وعطائی نسخہ جات وجاہل و خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشوروں سے بلا ادائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہنچائیے۔

تمام خط وکتابت بصیغۂ راز رہتی ہے۔

المشتہر:۔ دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ

موسم برسات میں ان ادویات کی ازحد ضرورت ہے۔

سندھا سندھو

کھانسی ہیضہ۔ درد سول۔ سنگرہنی۔ آپھارا پیٹ کا درد۔ قے۔ دست۔ بچوں کے ہرے پیلے دست وغیرہ کی اکسیر دوا قیمت فی شیشی ۶ آنہ

دد روپ کیسری

داد کی دوا

بغیر جلن اور تکلیف کے داد کو جڑ سے کھونے والی دوا قیمت فی شیشی ۴ آنہ

محصول بذمہ خریدار

بال سدھا

بچوں کو طاقتور، خوبصورت اور تندرست بنانے کے لیے میٹھی دوا قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۹ آنہ

دراکشا سو

جسم میں فوراً قوت بڑھانے والا۔ قبض، بدہضمی، کمزوری، کھانسی اور زکام، نزلہ کو دور کرتا ہے۔

قیمت بڑی بوتل ۲ روپیہ چھوٹی بوتل ۱ روپیہ

سب دوا فروشوں سے ملتا ہے دھوکے سے نقلی دوا نہ خریدیے

منگانے کا پتہ:۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

برانچ کلکتہ	برانچ امین آباد

اگر آپ کو

تمباکو خوردنی کا شوق ہے تو ضرور جدید فہرست سنہ ۱۹۳۱ء معہ نمونہ تمباکو خوردنی پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیے

المشتہر:۔ مقتدا خاں افتدا خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب)

یہ سرمہ کل امراض [illegible] کیلئے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایات آنکھ مثلاً سرخی، جالا، پھولا، ککرے، آشوب چشم، نزلہ، دھند، شروع موتیابند، [illegible] کے لیے ازحد مفید و اکسیر ثابت ہوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱ روپیہ [illegible]

منگانے کا پتہ

کیلاش بہادر سنہائی اے۔ ۸۴۸ سوامی نگر دیال باغ آگرہ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے دوا بھیجنے ہی پر [illegible] موقوف کی جائیگی۔

(۳) [illegible] سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) [illegible] کرنا ہوگا اور [illegible] کمیشن حسب ضابطہ [illegible] کیا جائے گا۔

[illegible] لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد و ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اِسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ — مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۴۰

مضامین

۱۲ نومبر ۱۹۳۱ء

اسیر زلفِ سیاہ

(بقیہ ماقبل)

اسپر وہ صاحب اپنا فقرہ دہراتے اور سب کے سب ہنسی سے دوہرے ہوتے جاتے تھے۔ پھر اسی طرح کا سوال مجیب کی طرف سے ہوتا، "ہاں بھئی۔ جمعہ کے دن جو تم نے حد درجہ فلسفیانہ بات کہی تھی وہ کیا تھی؟" اب دوسرے صاحب کو اظہار قابلیت کا موقع مل جاتا تھا۔ یوں ہی "من ترا حاجی بگویم تو مرا قاضی بگو" کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور ہر ایک کو اس کا موقع دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے متعلق جی بھر کے گفتگو کر سکے۔

اسی درمیان میں مسٹر ارنسٹ بوآنڈ آگئے۔ اور انھیں کے ساتھ جا کے بیٹھ گئے۔ مجھے اس کا یقین ہے کہ اُن لوگوں کو مسٹر بوآنڈ کا آنا ناگوار گزرا۔ مسٹر متعفن والے جلسے میں انھیں حضرت نے سب سے زیادہ عریاں گیت گائے تھے اسلیے ان سے یہ امید نہیں کیجا سکتی تھی کہ الگونکوئن ہوٹل والوں کی گفتگو کی وہ قدر کر سکیں گے۔ مگر وہی سب سے زیادہ زور سے ہنستے تھے۔ بلکہ وہ تو ایسے موقعوں پر بھی ہنس پڑتے تھے جبکہ دوسرے لوگ نہایت ہی متین چہرہ بنائے ہوئے تھے۔ غالباً اسی کا نتیجہ تھا کہ سب کے سب انھیں تیکھی چتونوں سے دیکھ رہے تھے۔ خیر۔ ان سب نے یکبارگی اور ایک ساتھ اپنی مشہور سیاحت یورپ کا ذکر چھیڑ دیا۔ انھیں اس

سفر میں بڑا لطف آیا تھا۔ اسلیے کہ وہ جس شہر تک یا شہر میں جاتے تھے ہوٹل میں پہنچتے ہی سب سے علحدہ گوشہ میں ایک جگہ بیٹھ جاتے تھے اور آپس ہی میں کوئی نہ کوئی کھیل کھیلتے جاتے تھے اور ایک دوسرے سے الگونکوئن کی صحبتوں کا ذکر کرتے رہتے۔ اور پچھلے واقعات یاد دلاتے رہتے تھے۔ واقعی یہ ان عظیم الشان ہستیوں کی کتنی بڑی خوبی ہے کہ انھیں اپنے نفس کے علاوہ دنیا کی کسی چیز کے دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوتی تھی!

بالآخر نیویارک کے تمام بڑے بڑے ناقدین آ کے جمع ہو گئے

بہر نوع مسٹر بوآنڈ اس سلسلہ میں پوچھ بیٹھے کہ "آپ حضرات اپنے دوران سفر میں یورپ کے کن مشہور صاحبوں سے ملے؟" یہ میں نے "پوچھ بیٹھے" اسلیے لکھا ہے کہ میری دانست میں مسٹر بوآنڈ گفتگو کرنے کی تہذیب سے ناواقف ہیں۔ اسلیے کہ وہ سلسلہ گفتگو میں برابر اسطرح کے سوالات کرتے رہے جن کا اکثر کوئی جواب ہی نہ ملتا تھا!

بہرحال ان مشاہیر میں سے ایک صاحب نے یہ بتایا کہ اُن کے پاس مسٹر جیمس جوائس کے نام ایک تعارفی خط تھا۔ لیکن انھوں نے اس خط کو اُن کے پاس لیجانے کی زحمت نہ گوارا کی اول تو مسٹر جیمس جوائس ان سے ناواقف نہ تھے۔ دوسرے ایسے شخص سے ملنے کا کیا فائدہ تھا جو یہ نہ جانتا ہو کہ الگونکوئن کون سی بلا ہے؟ عجب نہیں کہ مسٹر جیمس جوائس یہ سمجھتے کہ الگونکوئن قدیم باشندگان امریکا کے کسی غیر مہذب قبیلہ کا نام ہے! مسٹر بوآنڈ بھلا ایسے موقع پر کہاں چوکنے والے تھے۔ جھٹ سے بول اُٹھے "ارے بھئی۔ ذرا جا کے مل تو آئے ہوتے۔ ممکن تھا کہ مسٹر جوائس کوئی نئی بات کہتے!"

اسپر لوگوں نے مسٹر بوآنڈ کو یہ بتایا کہ ہر مرتبہ جب اُن سے کسی نئے آدمی سے ملاقات ہوتی ہے تو محض اسلیے کہ وہ اُن کے فقروں پر ہنس سکے انھیں اپنی تمام تلمیحات سمجھانا پڑتی ہیں اور اسمیں بڑا وقت ضائع ہوتا ہے۔ مجھے تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اگر یورپ والے الگونکوئن کے ادبا کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے تو آخر الگونکوئن کے ادبا کو انھیں جاننے کی کیوں فکر ہوئی؟ چنانچہ یہ تمام مشاہیر جیسے گئے تھے ویسے ہی واپس چلے آئے۔ ان کے لیے دنیا میں سب سے بہتر جگہ الگونکوئن ہی ہے۔ البتہ یہ عجیب بات ہے کہ گھر کی مرغی دال برابر والی مثل ان کے اوپر صادق نہیں آتی۔ بلکہ معاملہ بالکل برعکس ہے!

بہن ڈروتھی نے پورا جزو ختم کر لیا تھا اب وہ بولیں کہ بہن میں نے ایک دن کے لیے ذہن بنانے والی باتیں کافی مقدار میں سُن لیں۔ اسلیے میں اپنے ایک دوست کو ڈھونڈھنے جاتی ہوں جو اپنے متعلق صرف [illegible] گفتگو کرتے ہیں [illegible] ہوتا ہے!"

میں ڈروتھی کے چلے جانے سے بیحد خوش ہوئی۔

اسلیے کہ ان کے جاتے ہی ایک ایسی بات ہوئی جس کی وجہ سے مجھے شروع میں جھینپنا تو ضرور پڑا مگر بعد میں وہی میری زندگی کا سب سے زیادہ باعث لطف و مسرت واقعہ بن گئی۔ ہوا یہ کہ مسٹر ہوٹ نے نظر اُٹھا کے میری طرف دیکھا میں فطرۃً مسکرا دی بس اتنی سی بات پر وہ بجائے گول میز کو مخاطب کرکے بولے "حضرات آپ لوگ ہر ہفتہ ایک نہ ایک دیوی۔ سیفو یا کلوپٹرا ڈھونڈھ لاتے ہیں۔ اب کی میری باری ہے۔ میں نے اپنی ونسنٹ میں ایک ایسی خاتون ڈھونڈھ نکالی ہیں جو بیک وقت دیوی بھی ہیں سیفو بھی اور کلوپٹرا بھی۔ اس لیے کیا آپ لوگ اسکی اجازت دیجیے گا کہ میں آپ سب صاحبوں کی خدمت میں بیگم لوری لی کو پیش کروں" یوں تو جو کچھ مسٹر ہوٹ کہا کرتے تھے اسپر یہ لوگ بہت کم توجہ دیتے تھے مگر اس تقریر کو سبنے غور سے سنا اور سب ایک ساتھ بول اُٹھے "ہاں ہاں۔ کیا ہرج ہے؟" اسپر مسٹر ہوٹ میری میز تک تشریف لائے اور مجھے اپنے ساتھ لیگئے۔ اور ہر ایک سے میرا تعارف کرایا۔ انہیں سے اکثر نے مجھ سے صاحب سلامت کی اور بعض نے گفتگو بھی۔ البتہ سبنے بالاتفاق مجھے اس امر کی اجازت دیدی کہ میں انکی میز پر لنچ کے اہتمام کیا کروں۔ مسٹر ہوٹ نے میرے انداز سے یہ محسوس کیا کہ میں ان لوگوں کی گفتگو بڑی تعظیم سے سنتی ہوں۔ اسپر مجھ سے انھوں نے فرمایا کہ "تم ویسی بیوقوف نہیں ہو جیسی صورت سے معلوم ہوتی ہو۔ اسلیے تم روزانہ ہمارے ساتھ آکے لنچ کھایا کرو۔" انھوں نے مجھ سے برابر اس طرح کی گفتگو کی کہ اگر کہیں میں انکے "تجزیہ نفس" کی شریک ہوں تو مجھے مطلق تعجب نہ ہوگا۔ جب میں نے بہن ڈوروتھی سے اپنا یہ خیال بیان کیا تو وہ کہنے لگیں کہ "اگر کہیں ایسا ہوجائے تو پھر میاں ہوٹ کے دماغ ہی ٹھیک ہوجائیں۔ تم کوئی نئی نویلی تو ہو نہیں کہ کوئی ڈر ہو۔ خدا کرے ایسا ہی ہو پھر تو

ان بڑے میاں کو یکہ کا بیل مل جائے۔" مگر بہن کی باتوں سے مجھے امید سی ہوگئی ہے۔ عجب نہیں کہ میں بھی اسطرح یہ بیں کسی خاص انقلاب کا سبب بن سکوں۔ اس لنچ کے بعد جو دوسری بات مجھے کرنا پڑی وہ یہ تھی کہ میں لوسی اسٹون لیگ کی ممبر محض اسلیے ہوگئی کہ میں شادی کے بعد بھی اپنے کنوارپنے کا نام باقی رکھ سکوں۔ عورت کے کنوارپنے کے نام میں خاصا تقدس ہوتا ہے۔ جہاں اس نے شوہر کا نام استعمال کرنا شروع کیا اور اسکی شخصیت غائب ہوگئی۔ اسکے علاوہ جب کوئی عورت

وہاں تو جو سب سے پہلی بات بہن ڈوروتھی کو یاد ہے ......"

اپنے اصلی نام کے باقی رکھنے پر لڑنے کے لیے تیار دکھائی دیتی ہے تو لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ وہ کوئی بڑی آدمی ضرور ہے۔ سب سے زیادہ اچھی جگہ جہاں کنوارپنے کا نام سکہ کے شہرت حاصل کیجا سکتی ہے وہ کوئی نیا ہوٹل ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ شوہر بھی ساتھ ہو۔ اسلیے کہ جہاں ہوٹل کے منشی کو یہ معلوم ہوا کہ ایک عورت کنوارپنے کے نام کے باوجود ایک مرد کے ساتھ ایک ہی کمرے میں رہنا چاہتی ہے تو وہ فوراً پوچھتا ہے کہ "یہ کیا اسرار ہیں؟" پھر اس کے سمجھانے اور

اس سے شائیں شائیں کرنے میں ہوٹل بھر میں یہ بات مشہور ہوجاتی ہے۔ اور ہر شخص اس عورت کو بڑا آدمی سمجھنے لگتا ہے۔

لیکن ڈوروتھی نے کہا "بہن ذرا سوچ سمجھ کے کام کرنا۔ لوسی اسٹون لیگ کی اکثر ممبر ہوٹل کے منشیوں کو پریشان نہیں کرتی ہیں۔ بلکہ وہ تو ہوٹلوں میں نوجوانوں کے ساتھ محض شادی ہی کی وجہ سے ٹھہر جاتی ہیں۔ لیکن اگر تم اپنے میاں کے ساتھ کسی ہوٹل میں جاکے اپنے اصلی نام سے قیام کے لیے کمرہ طے کروگی تو ہوٹل کا منشی تمہاری صورت دیکھتے ہی تمہارے میاں کو جیل بھیجنے پر تیار ہوجائیگا۔" مگر میں اور سب معاملے میں ڈوروتھی کی سی عورت کی صلاح پر عمل نہیں کرتی۔ اسلیے میں لوسی اسٹون لیگ کی ممبر بن گئی۔ اب میں اپنی کتاب اپنے ہی نام سے لکھ سکتی ہوں اور میری شخصیت میرے ہی نام سے ظاہر ہوگی اسپر میرے شوہر کا نام سوار نہ ہوگا۔

باب سوم

جب میں بالآخر ادیب ہوگئی تو میں نے طے کیا کہ میں اسطرح کی مصنفہ نہ ہونگی جو تحریر کرنے کی وجہ سے دنیا کو جیسی کی تیسی رہنے دیتی ہیں بلکہ میں اسے کوئی ایسا سبق دونگی جسکی وجہ سے وہ پہلے سے کہیں اچھی ہوجائے۔ اس سلسلے میں جو سب سے اچھا سبق میں پیش کرسکتی ہوں وہ میری پیاری سہیلی ڈوروتھی کے سوانح زندگی ہیں۔ اسلیے میں نے انہیں کے لکھنے کا ارادہ کرلیا۔ مگر اتنا واضح کردینا ضروری سمجھتی ہوں کہ بہن ڈوروتھی کی زندگی اسلیے نہیں پیش کیجاتی ہے کہ دوسری بہنیں اسکی تقلید کریں بلکہ محض اسلیے کہ انھیں یہ معلوم ہوجائے کہ انھیں کن کن باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ سب سے پہلی بات جو ڈوروتھی کے متعلق یاد رکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ وہ صدہا خراب ماحول میں پیدا ہوئیں۔ خراب ماحول سنہا کیلیے سب سے اچھی چیز ہے۔ اسلیے کہ میری یہ کیفیت ہے کہ جو لڑکیاں گھر سے نکالے جانے پر بھی اتنی پاکیزہ و طاہرہ باقی رہتی ہے کہ انکی شادی کسی لکھ پتی ہی سے ہوتی ہے۔ (باقی آئندہ)

سفر غریب

"دو ننھا افیل"

حیدرآباد دکن کٹورے کے پیندے کی طرح کوہستانی چٹانوں سے گھرا ہوا ہے۔ گول کنڈے کا قلعہ اس سے کسی قدر بہتر جگہ پر ہے یہی وجہ ہے کہ باوجود اتصال گول کنڈے کی ہوا حیدرآباد کی ہوا سے اچھی ہے۔

ہم نے پہلا سرکاری مکان جو دیکھا وہ دارالترجمہ ہے گئے تھے اس خیال میں کہ وہاں کئی اردو غریب کی خدمت گذار ایسی نظر آئیں گی جن کی شفقت کے علامات انکے ہمدردی کے دلائل ہم پر ظاہر ہونگے۔ انکے خدا ہم کو بچا لیگا کہ افسوس آج تک ہم نے کچھ اسکی خدمت نہ کی۔ مگر وہ بارہ بجے کا ایک بج گیا تھا اردو غریب خاک دھول میں کھیل رہی تھی اور جتنی مائیں تھیں ان میں سے اکثر بچی کو بیر دھکا کھیلنے کے لیے چھوڑ کے اپنے اپنے گھروں پر غالباً آرام کر رہی تھیں صرف دو ایک کرسیاں پر تھیں لیکن ان پر بیٹھنے والے ٹھیک اسی طرح تشریف رکھتے تھے جیسے طرح پہرے دار سدر دروازے پر بیٹھا آخری شب کے گھنٹے وصبح ہونے کی گھڑیاں کے انتظار میں اونگھ اونگھ کے بسر کرتا ہے "ہاں صاحب! ترجمے اور تالیف کے کام میں ہنگامے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ کوئی مدرسہ تو ہے نہیں کہ چل پھل اور ہم وقت سے کان پڑی آواز نہ سنائی دے۔ یہ کام فکر اور مطالعے سے تعلق رکھتا ہے"

"اچھا تو پھر میزوں پر کتابیں ہونی چاہیے تھیں بیٹھنے والوں کا سر کیوں تکلف کی جیب میں ہاتھ کے سہارے کہنی کے بوتے پر غوطے نہیں لگا رہا؟"

"جی اسکی کیا ضرورت ہے؟ سگریٹ کا دھواں دیا سلائی کی شعلہ افروزی سے بلند ہوتا اور پیچیدہ علمی مسائل کو پیٹ میں بیٹھ اور منھ سے نکل کے فضا میں پھیلا رہا ہے۔ کیا یہ علمی مشغلہ نہیں؟

رومال سے منھ بار بار صاف کرنا ایک بہت بڑا علم ہے جسکے ماہر ہمارے مترجم صاحب ہیں۔ میز کی دراز میں کھلبلی جو ہوتی ہیں۔ علم الحرکۃ والسکون یہی ہے۔ اور کبھی کبھی گن گنانے کی صدا جو بلند ہوتی ہے یہ مشغولیت تامہ کی بین دلیل ہے"

"اچھا تو پھر یہ صرف زنخدان پہ تجلی ......

خشخشی داڑھی رکھنے والے صاحب انگریزی اخبار کا مطالعہ جو فرما رہے ہیں۔ کیا یہ مشغلہ بھی دارالترجمہ کے فرائض میں داخل ہے۔ یہ تو ایک انگریزی روزنامچہ ہے۔ جس میں گول میز کی واہیات اور بیکار خبریں ہیں"

"ہاں جناب یہ بھی علمی کام ہے۔ یہ حضرت اپنے اعمال میں بالکل آزاد ہیں اور ادبسکہ یہ کام ایک عارضی کام ہے اور ٹھیکے پر نہیں امانی طور پر انجام دیا جا رہا ہے لہذا اس کا آہستہ آہستہ انجام پانا عہدہ داروں کے واسطے مفید ہے۔ دیکھیے آپ اگر گھنٹوں کے حساب سے کسی گاڑی والے سے مزدوری چکائیں تو سمجھ لیں کہ دیر میں منزل تک پہونچیگے"

"بے شک اب سمجھ میں بات آگئی۔ افسوس ہم نے بھی کیا کُند طبیعت پائی ہے" الغرض خود ہی سائل اور خود ہی مجیب ہونے کے بعد ہم نے "فراست" اور "قیافے" کے فن سے ان عہدہ داروں کی علمی شان جانچنی چاہی۔ تو بجز رعونت اور تصنع کے تیسری کیفیت محسوس نہ ہوئی۔

ایک صاحب سے پوچھا کہ فلاں صاحب کیوں نہیں تشریف لائے معلوم ہوا کہ وہ شغل شبینہ کے باعث کچھ

کھلاڑی جان بل

لاحول .... الا بلا۔ صاحب کی ٹوپی میں کتّے کا پلّا!

"آپ نے دیکھ لیا تھا کہ اینجانب کی ٹوپی میں کچھ نہ تھا مگر میرے تماشائی بھائیو۔ میرے کرتب دیکھنے کے لیے دیدۂ ظاہر کے سوا دیدۂ باطن کی بھی شدید ضرورت ہے۔ یہ ٹوپی نہیں نرا الوجیکل گارڈن ہے۔ اب بھی آپ کو شک ہے کہ ہندوستان کو کچھ نہ ملے گا؟ ایسے ہی پلّے ہزاروں لیجیے اور پالیے۔ کتے خصی بھی اچھا شغل ہے"

TRADE MARK

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صد ہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ ۱

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

REGISTERED No. 783
۱۹۳۱ء
1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
اودھ پنچ
ہفتہ وار باتصویر
अवध पंच
1931
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
H. G. KHAN ARTIST LUCKNOW

حسنِ ایازِ ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب دلچسپ نظم ہے ہنسیے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد ۶ر ٹکٹ بھیجد بیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔ قیمت فی جلد سے،

اودھ پنچ ہر دلعزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھایئے

"منیجر"

سوراجیہ آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور ترقی کرنے کی قوت نہیں رکھتے تو میدان ترقی خالی ہو جانے پر بھی کیا کر سکتے ہیں۔ اب جلد ہی سوراج ملنے والا ہے اسلیے آتنک نگو گولیوں کا استعمال کرکے بدہضمی خون اور منی کی خرابی ولی جریان احتلام اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات حاصل کریں اور سوراج کا مزہ چکھنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولی عہ، ۵۰ ڈبیہ ۴ روپیے (للعہ)

صحت و تندرستی کی لغت راہ راست کی اسناد نہایت عمدہ مضامین سے مزین کتاب کام شاستر بالکل مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔

وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

برانچ کلکتہ — **افشانی قوام رجسٹرڈ** — برانچ امین آباد لکھنؤ

جو تمام کارخانوں کے تیار کردہ قواموں سے اسوقت تک زیادہ مقبولیت حاصل کر چکا ہے

قیمت فی تولہ ۴ر

فہرست کارخانہ طلب کرنے سے مفت روانہ ہوگی

المشتہر

مقتدا خاں اقتدا خاں تاجر تمباکو و عطر لکھنؤ

توجہ طلب ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس پنچ کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گرچہ بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منھ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلیے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت رائے کی صائب ہے رو سے و رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات، اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کم مایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دوستخانہ پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین اودھ پنچ کی مسلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے عدم اشاعت کی وجہ بتانے پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اعتقادی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔

نوٹ:۔ جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۴ نمبر ۴۱

مضامین

۱۹ - نومبر ۱۹۳۱ء

آئینہ بے زنگار

گنوار وشل ہے نائی کی برات میں سبھی ٹھاکر یہ گنوار سہی مگر بات کہی سو ۱۰۰ فی صد ٹھیک - ہمارا ہندوستان ہے نائی آجکل اسکی برات رچی ہوئی ہو اور اس برات میں سب ہی ٹھاکر ہیں - بجا ہے کسے ٹھاکر نہ کہیں - کیا خلیفۃ الوقت فی الہند شیخ الزاہد والزہد مالک التاج والعلم صاحب التوند والشکم حضرت الحاج الکلاں ٹھاکر نہیں ؟

یا جناب ڈنر آب گمرڈ روڈ الدولہ ہز ہائی نس سر آغا خاں ٹھاکر نہیں ؟ یا ڈنڈا پناہ ڈاکٹر سر بچے ٹھاکر نہیں ؟

علیٰ ہذا القیاس دوسرے براتی جو لندن کی گول میز پر تخیر میں مائدہ دائرہ ودائرہ مائدہ پر چکر گھنی کھا رہے ہیں وہ ٹھاکر نہیں ؟

جی سب کے سب ٹھاکر یا بچے میرو بچا سے ٹھاکر ہیں - اور ثبوت اسکا اُن کارروائیوں سے ملتا ہے جو بزبان حال پکار پکار کے کہہ رہی ہیں :

دنیا اُلٹی کیں - کیسں ٹھکرائی

حکومت

انفاقیہ

ہمارے مہربان جناب منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف نے ذیل کی نظم میں ان ٹھاکروں کا مجمل حال بیان کیا ہے جو ہیں تو فرد واحد مگر حساب کرتے ہیں پشتوں اور پیڑھیوں کا - ایسے افراد حکومت وقت کے حق میں مفید ہوتے تو انھیں حکومت یوں سمپٹ کے وکیل عقوق عامہ نہ بناتی جیں سے پوچھیے حضرت آپ کون ہیں ؟ جواب دیتا ہے

" حضرت میں (۱۹۰۸) کا جانشین حقیقی ہوں "

" بھلا کیونکر ؟ "

" سنئیے یہ ہے بارہ پشتوں کی جدول :-

میں اسوقت گو ہوں فرد واحد یعنی ایک لیکن وجود میرا قائم ہے دو پر ایک ماں اور ایک باپ - اور ماں باپ کے ماں باپ بھی دو عدد ہیں لہذا دو دونی چار ۲ × ۲ = ۴ اور اسی طرح ان ماں باپ کے ماں باپ ۸ ہوئے -

پس پہلی پشت میں ہوئے ۲ دوسری میں ۴ اور تیسری میں ۱۵ چوتھی میں ۳۱ پانچویں میں ۶۳ چھٹی میں ۱۲۷ آٹھویں میں ۵۱۱ نویں میں ۱۰۲۳ دسویں میں ۲۰۴۷ گیارھویں میں ۴۰۹۵ اور بارھویں میں ۸۱۹۱ - اب اس میں سے میری ذات کو جو کہ ایک ہے خارج کر دیجیے تو کیا رہا ؟ "

" ۸۱۹۰ "

" خدا - آپ کا بھلا کرے "

دھینگا دھینگی کا بھلا ہو کہ ان جانشین افراد کے متعلق جب یہ سوال حکومت نہیں کرتی کہ یہ تعداد زندوں کی ہے یا مردوں کی تو کوئی کیسے پوچھے ؟ اسلیے کہ ہندوستان میں چھوٹی چھوٹی فسادی ٹکڑیاں ایسی موجود ہیں جنھوں نے ان افراد کے نام تار دیے کہ میاں تم ہمارے لیڈر ہو ہم بھی تمہاری طرح علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں اور ہم ہیں کا ہر ایک تمہاری طرح ۸۱۹۰ کا جانشین ہے اب اس تعداد مجموعی کو میں [illegible] دے دو - اور ان ہزاروں کو میدان میں شکست دے دو .... جو کا

نمائندہ (نائب) لندن میں کوئی نہیں اور ایک ہے بھی تو بیچارہ کیا کریگا - اسکی لنگوٹی ہی صرف لندن میں دلچسپی کا سرمایہ ہے - اُسکے اقوال سننے کی چیز ہیں - ماننے کی چیز نہیں - زندوں کی قائم مقامی اور جانشینی یا نیابت مُردوں کی جانشینی کے آگے ہیچ ہے - ابھی پدرم سلطان بود - ہائے اسلام وا ہے اسلام -

بہرکیف یہ نظم اپنی حد میں تمام ہے لیکن اسے ناتمام سمجھنا چاہیے - تاوقتیکہ چکر گھنی کا یہ دوسرا دور ختم ہو کے آئندہ ۸۱۹۰ اجلاس بارہ گزشتہ پشتوں کی یادگار میں برپا نہ کرلے -

امکان اس امر کا ہے کہ شاعر صاحب آئندہ دسمبر تک دوسرے دور یا اجلاس کے واقعات بھی اسی حصۂ نظم میں شامل کر دیں - فقط

نیساتر مندا ڈیٹر

مادرِ ہند کی آغوش کے پالے بچو ! کم سخن سارے زمانے سے نرالے بچو !

ناتوانی ہے تمھیں کون سنبھالے بچو ! اپنے پیروں پہ کھڑے ہمت کا لے بچو !

گود میں رہنے کے عادی ہو چلنا بھولے

واہ کیا بات بڑی شان سے جھولا جھولے

پالنے والوں نے یوں تمکو جھلایا برسوں کوئی بچہ نہ کبھی فیل کی لایا برسوں

لوریاں دیکے عجب طرح سلایا برسوں نیند میں دودھ کا بھی دھیان آیا برسوں

جتنے دن سوئے ہو برٹش کی عملداری میں

اتنا ہی وقت لگے گا ابھی بیداری میں

یوں بظاہر انھیں دیکھو تو کہیں اور نہ چھور گنتی گنوانے کو تعداد میں پینتیس ۳۵ کرور

انمیں کتنے زندہ ہیں اور کتنے ہیں مُردہ گور کم ہیں تعداد میں جو میں اُن سے کمزور

بس میں غلہ ہے نہ قابو میں تجارت انکی

دوست دشمن کے محمد کی ہوا کھاتے ہو   گھر میں بیٹھ سکو تو کہیں جا کے نہ ہو
کام آجکل پہنچتا ہے تم نوٹ کرو
گلے مل جاؤ لنگوٹی پہ کبھی چوٹ کرو

پہلوانی کے کبھی داؤں کبھی پیچ دکھاؤ   پہلے خم ٹھونکو اکھاڑے میں تو پھر ہاتھ ملاؤ
چت ہی کر دوگے زبردستی وہ آدمی آؤ   گو سکت تم میں نہ ہو پھر بھی اکھیڑ ایک لگاؤ
دھوبی پاٹ ماجنے کا کام فقط جنگ کرو
عافیت تم پہ اقسام فقط تنگ کرو

اور گاندھی کی نہ پوچھو وہ ہے اک مرد فقیر   فاقہ کش قوم کی گویا ہے مجسم تصویر
نہ اسے مال کی خواہش ہے نہ فکر جاگیر   رام راج اسکا ہے خواب اور خود اسکی تعبیر
اُسکا محبوب فقط سوت ہے یا چرخا ہے
اُسکے نزدیک ہر اک گھر کی دوا چرخا ہے

اپنے محکوم غریبوں کی خبر لیتا ہے   اُنکے افلاس کا خود دل پہ اثر لیتا ہے
تھیلیاں بھر کے یہ کیا ہے کہ نہ زر لیتا ہے   قوم ہی کیلیے لیتا ہے اگر لیتا ہے
دمڑی کوڑی بھی کہیں کو نہ لیا کرتا ہے
وہی جو دودھ پہ بکری کے بسر کرتا ہے

اُسکو تعریف سے کام اور نہ دشنام سے کام   غیر قوموں سے نہ مطلب ہے نہ اسلام سے کام
اپنی دولت سے غرض اسکو نہ کچھ نام سے کام   قوم کی فکر ہے اور قوم کے انجام سے کام
جتنی محنت کرے پاجاتا ہے پھل بھی اسکا
قول جو کچھ ہے اُسی پر ہے عمل بھی اُسکا

اُسکے ایثار کا اتنا تو ہوا عام اثر   شخصیت دیکھ کے یورپ بھی ہوا ہے ششدر
مانچسٹر سا مخالف بھی ہے اب دست نگر   بدگمانوں کو بھی کہتے یہ سنا ہے اکثر
اشتیاقے کہ بدیدار تو دارد دل من
دل من داند و من دانم و داند دل من

کون کہتا ہے کہ یوں حسن نے اچھالا اُسکو   کونسی شے ہے جو دیتی ہے سہارا اُسکو
بس فقط نفس کشی ہی نے سنوارا اُسکو   لوگ اسطرح سمجھتے ہیں جو پیارا اُسکو
نہیں ممکن کوئی رہزن بھی ہو رہبر بھی بنے
بندۂ نفس بھی ہو قوم کا لیڈر بھی بنے

یوں اثر عام نہ ہوگا جو صداقت ہی نہ ہو   مانے کسطرح سے دنیا جو لیاقت ہی نہ ہو

کیا تن و توش ہے اگر روح میں قوت ہی نہ ہو   صاف گر خاک بنے گا جو جرأت ہی نہ ہو
خاص حلقے میں کھانے کو تنے بھی تو کیا
اپنے منہ آپ میاں مٹھو بنے بھی تو کیا

لیڈری ہند کی اور پیرس و لندن میں قیام   مادر ہند میں کچھ ایسے بھی ہیں تیرے خدام
دکھ سہیں کیا نظر آئے جنہیں سو آرام   بندۂ حضرت دل نفس کی خواہش کے غلام
جانتے ہیں فقط ماہوشوں کی حالت
انکو معلوم نہیں فاقہ کشوں کی حالت

سر جو ہو جائیں گے پھر راہ میں چلنا کیسا   جب ہے اسٹر ہو پیلس سے نکلنا کیسا
دھوپ کیا چیز ہے اور دھوپ میں چلنا کیسا   گرمی فکر معیشت سے پگھلنا کیسا
پیاس لگتی ہے تو وسکی سے بجھا لیتے ہیں
وہی فاقہ ہے ڈنر گھر پہ جو کھا لیتے ہیں

راس آئی ہو جسے خطۂ یورپ کی ہوا   وہ ہوا خواہ بنے ہند کا مشکل ہے ذرا
اسپشل پر جو سفر کرنے کا عادی ہوگا   سیل بنگلے بھلا تھرڈ میں بیٹھے گا وہ کیا
قوم اور ملک جنہیں ہے کہ جہاں کیا جانے
اندھا ساون کا بھلا رنگ خزاں کیا جانے

سوانگ اک اسکو سمجھ لیجیے آدھا انگی کا   کہ زنانوں کا کبھی پارٹ کبھی جنگی کا
کیوں نہ باعث ہو فقط قوم کی دلتنگی کا   سر چکارے سے کہاں نکلے گا سارنگی کا؟
نہیں ممکن کہ وہی جج بھی ہو ریڈر بھی بنے
حکمرانی بھی کرے قوم کا لیڈر بھی بنے

یہ نہیں خاک غریبوں کی صدائے دلریش   سب یہ دیوانے ہیں ہشیار بکار خود و خویش
ایک ہی طرح کی طینت ہے جہاں کم و بیش   آدمی نہیں سچ سچ کے ہیں گرگ بہ میش
سر میں نخوت ہے تکبر ہے اسے کیا کیجیے
بت ہیں جی چاہے تو رستا انہیں پوجا کیجیے

ہو جو مفلس تو یہ اس سے نہ کبھی بات کریں   نذر دکھلائیے پہلے تو ملاقات کریں
کیا غرض قوم سے جو پرسش حالات کریں   عیش و عشرت میں بسر ہی یہ دن رات کریں
عشق لہو سے ہی گھوڑ دوڑ سے الفت ان کو
ناچ گانے سے کہاں ملتی ہے فرصت ان کو

رہیں شرمندہ کہ سنکر سب اسکے مر جائیں   تیغ تضحیک سے خون دل عشاق بہا...

"سانڈنی لدی پھندی تیار ہے — دیکھیے کس کل بیٹھے"

جان بل: "کیا ارادہ ہے؟"

ہندوستان: "میرا ارادہ ہی کیا؟ جو نیت اونٹ کی وہی میری"

TRADE MARK
اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ
تار کا پتہ
شاخ: قنوج - حیدرآباد دکن - دہلی
ٹیلیفون
نمبر ۱۳۹
دیسی صنعت کی ترقی کا راز
اسی میں مضمر ہے کہ دیس کے

غذائے روحانی
معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نازبھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ ۱ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

EGISTERED No 783
1931
LUCKNOW
H.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

جلد ۱۲ نمبر ۴۲

مضامین

۲۶ر نومبر ۱۹۳۱ء

اسیرِ زلفِ بلا

(دنیا اقبال)

لیکن ڈوروتھی کے لیے تو یہ بات نہ ہوسکتی تھی بہر حال انھوں نے اپنا حل کر اتنا حل لیا ہے کہ وہ اب نیویارک کے سب سے بڑے ہوٹل میں رہتی ہیں۔ پھر بھی اس سے ان کی عادتیں نہیں بدلی ہیں۔ انھیں اب بھی سوائے اسکے اور کچھ نہیں آتا کہ وہ اس طرح کے مردوں پر عاشق ہوتی رہیں جنھوں نے دولت پیدا ہوتے وقت روپیہ کی صورت دیکھی اور نہ جب سے اب تک جنھیں زرد و سپید سکوں کا درشن نصیب ہوا ہے۔

بہر حال جب میں نے اپنے میاں سے یہ بیان کیا کہ میں ڈوروتھی کے سوانح لکھنے کا قصد رکھتی ہوں تو ہمارے درمیان خاصی جھڑپ ہو گئی۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ڈوروتھی سی عورت کی زندگی سے دنیا ناواقف رہے گی تو بجائے نقصان کے اس کا فائدہ ہی ہوگا۔ انکی یہ عادت ہے کہ وہ تمام مصلحین کی طرح ہر چیز کا آگا پیچھا ایک ہی نظر میں دیکھ لیتے ہیں۔ انھیں اس سے مطلب نہیں کہ کسی عورت نے اپنی زندگی کیونکر تیر کی۔ یا اسے کیا کیا دکھ بھرنے پڑے۔ وہ تو بس یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ آخر عمر میں اسے خوشی نصیب نہ ہو۔ اسی لیے وہ فرمانے لگے کہ اگر ڈوروتھی کی سی عورتیں بھی برابر تکلیف پر تکلیف نہ اٹھاتی رہیں گی تو پھر اخلاقیات پر عامل لوگ انھیں دیکھ دیکھ کے کسل مند ہونگے اور عیسائیت کا کیا حشر ہوگا! لیکن میں نے بالآخر انھیں اس امر پر راضی کر لیا کہ مجھے ڈوروتھی کے سوانح لکھنے کی اس شرط پر اجازت دیدی جائے کہ میں انھیں اسوقت تک شائع نہ کروں جب تک وہ انھیں پڑھ کے پسند نہ کرلیں۔ اسلیے اگر یہ کتاب آپ لوگوں کے ہاتھوں تک پہونچی تو آپ کو اسکا یقین کرلینا چاہیے کہ اسکے پڑھنے سے عورتوں کو کوئی نہ کوئی فائدہ کی بات ضرور معلوم ہوگی۔

ہاں تو جو سب سے پہلی بات بہن ڈوروتھی کو یاد رہ پاتی ہے کہ جب وہ بہت چھوٹی سی تھیں تو وہ اپنے باپ کے ساتھ رہتی تھیں۔ وہ ایک کارنیوال کمپنی میں کام کرتے تھے۔ اس کمپنی کا یہ کام تھا کہ وہ ملک بھر میں دورہ کرکے کارنیوال کے کھیل کرے۔ کہا تو یہی جاتا ہے کہ یہ کارنیوال کمپنیاں نئے نئے کھیل اور نئے نئے تماشے دکھاتی ہیں مگر میرے خیال میں ان کا پیشہ صرف یہ ہے کہ وہ نئے نئے طریقے سے پبلک کو اُلّو بنائیں۔ اسلیے کہ جس کسی ادارے کی طرف سے کارنیوال کمپنی کسی فنڈ میں چندہ جمع کرنے کی غرض سے مدعو کی جاتی ہے تو نتیجہ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ کمپنی کے چلے جانے پر اس ادارے کی مالی حالت اتنی خراب ہوجاتی ہے کہ وہ سالہا سال اس کمپنی کو مدعو کرنے کی پھر ہمت نہیں کرسکتا۔

بہر حال جیسا کہ ہر کمپنی کا دستور ہے اس کمپنی میں بھی ایک شخص کا مخصوص کام یہ تھا کہ وہ پبلک کو متوجہ کرنے کے لیے ایک چمکتی بھڑکتی سرخ جانگھیا پہنے اور کسی بلند عمارت کے کوٹھے سے ایسے حوض میں پھاند پڑے جو پانی سے بھر دیا گیا ہو۔ اس کمپنی میں یہ اہم کام ڈوروتھی کے والد بزرگوار مسٹر شا انجام دیتے تھے۔ میں نے بہن ڈوروتھی سے جب یہ سنا تو ان سے گھبرا کے پوچھا کہ "اس خطرناک کھیل کے دکھانے میں کبھی تمھارے والد کو کوئی حادثہ تو نہیں پیش آیا؟" بہن نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ "ہاں ایک بار ایک مختصر سا حادثہ پیش آیا تھا۔ اوس دن ابا جان نے حسب معمول خوب چڑھالی تھی۔ نشہ کی ترنگ میں وہ ڈاکخانے کی چھت پر چڑھ گئے اور قبل اسکے کہ حوض پانی سے بھرا جائے خالی ہی حوض میں آرہے۔ لیکن انھیں کچھ زیادہ چوٹ نہیں آئی۔ اسلیے کہ ان کا حوض میں گرنا گویا ایک حوض کا دوسرے حوض سے تصادم ہونا تھا۔ غرض اگر کوئی نقصان ہوا تو ان کا پیٹ کا زیادہ ہوا تھا۔"

ہاں تو بہن ڈوروتھی کے والد بزرگوار کوٹھوں پر سے پھاندتے تھے۔ اور انکی مادر گرامی سان فرانسسکو کے ایک شاندار محل میں رہتی تھیں۔ انھیں گھریلو زندگی سے اتنی نفرت تھی کہ وہ شوہر کے نام سے بھاگتی تھیں البتہ جب کبھی ان کا ذکر کرتی تھیں تو ڈوروتھی کو بلا بھیجتی تھیں۔ ایسے موقعوں پر ڈوروتھی کو ان کے پدر بزرگوار گاڑی میں سوار کرکے اور گارڈ کے سپرد کرکے گھر چلے آتے تھے۔ مگر ان کی ماں مع اپنے ایک دولتمند ملنے والے کے (جو ان کے لیے صنف داخلی کی حیثیت رکھتے تھے) اسٹیشن پر انھیں اتارنے کے لیے موجود رہتی تھیں۔ دونوں ڈوروتھی کو دیکھ کے بیحد خوش ہوتے تھے۔ ان کے لیے وہ اچھے اچھے کپڑے خرید دیتے تھے۔ انھیں گھوڑدوڑوں میں لے جاتے تھے۔ اور نئی نئی تماشاگاہوں کی سیر کراتے تھے۔ اپنے ملاقاتیوں سے بڑی محبت سے تعارف کراتے تھے اور ان کی صحت و عافیت کے لیے شمپین کے جام پر جام اڑاتے تھے لیکن کسی نہ کسی جلسے کے درمیان میں ڈوروتھی کی مادر گرامی اور ان کے دوست مامتا کے اظہار سے عاجز آجاتے اور ڈوروتھی کو کسی آدمی کے ساتھ گھر واپس کردیتے تھے۔ پھر انکی ماں گھر بھی نہ آتی تھیں۔ اور ڈوروتھی کو اس مکان میں ایک چینی باورچی کے ساتھ کئی کئی دن رہنا پڑتا تھا۔ اس باورچی کا سوائے اسکے اور کوئی کام نہ تھا کہ وہ دن رات لوٹری کے ٹکٹ جیب سے نکال نکال کر ان پر اپنی زبان میں لکھا کرے جو اس بچی کی سمجھ سے بالکل ہی باہر ہو۔ اسلیے جب انکی ماں کو کئی دن کے بعد انکی یاد ستاتی اور وہ گھر پلٹتیں اور بہن سے کارنیوال کمپنی واپس جانے کے لیے کہتیں تو بہن حد سے زیادہ خوشی محسوس کرتی تھیں۔

جب بہن پندرہ برس کی ہوئیں تو انکے ابا کو تار ملا کہ گھوڑدوڑ کی عمارت کے سلسلے میں ان کی بیوی آنجہانی ہوگئیں۔ بہن کا بیان ہے کہ عمر میں پہلی بار

ابا جان نے اس موقع پر شرط جیتی تھی۔ اسلیے کہ انھوں نے یہ شرط لگائی تھی کہ اماں جان کے ساتھ سان فرانسسکو کے ایک لکھ پتی بھی گھوڑدوڑ کی جیت کی حیثیت چڑھے ہوں گے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ [illegible] بہرحال ڈروتھی کی ماں کا اس عنوان سے خاتمہ ہو گیا۔ میرے خیال میں میری پیاری سہیلی کی ماں کچھ ایسی ہی ویسی تھیں ورنہ انھوں نے باورچی کو لونڈی میں وقت ضائع کرنے کا موقع نہ دیا ہوتا!

جب بہن ڈروتھی چودہ برس کی ہوئیں تو وہ تماشاگاہ میں آزادی سے گھومتی پھرتی تھیں۔ اور ہر ایک کو معلوم تھی تھیں۔ انکے اس کارنیوال میں رعایتی کھیل بہت سے تھے۔ مثلاً لڑکیوں کو چوڑیاں دی جاتی تھیں کہ وہ انھیں جانوروں پر پھینکیں اور جو چوڑی جس جانور پر پڑ جاتی تھی وہ چوڑی پھینکنے والے کا ہو جاتا تھا۔ بہن ڈروتھی اس طرح کے مجمع میں شامل ہو کے ہمیشہ جانور جیت لیا کرتی تھیں۔ بعد میں وہ جیتے ہوئے جانور رعایتی کھیل کرنے والے صاحب کو پھر بیچ ڈالنے کے لئے ہی کر دیا کرتی تھیں۔ ڈروتھی کے بیان کے مطابق یہ جانور دو ڈالر کے ایک گوشت بکتے تھے۔ اسی لیے ان کو اپنے پاس رکھ چھوڑنے کا کوئی نتیجہ نہ تھا۔ میں نے جیب تراش سے یہ کہا کہ یہ تو پبلک کو صریحی دھوکا دینا تھا۔ مگر وہ سادگی سے بولیں "اے ہے تو اس میں برائی کیا ہوئی۔ تھا تو جب تھا جب کہ جانور سچ مچ کچھ کاٹ سکتے۔ مگر ان کے پھل تو ٹین کے بنے ہوتے تھے۔ بعد ازاں ان سے کسی قسم کے زخم پہونچانے کا خیال بھی نہ ہو سکتا تھا ان سے تو کسی کنگھے کی ناک بھی نہ کٹ سکتی تھی!"

خیر جب بہن ڈروتھی کا سن بلوغ کے قریب پہونچا تو انکے باپ پر مصیبت پھٹ پڑی یعنی انکو دوبارہ شادی کرنا پڑی۔ یہ قصہ بھی حد درجہ دلچسپ ہے۔ اسلیے کہ اسکا باعث کارنیوال کمپنی کا وہ مخصوص کام تھا جو "عاشق کی جست" کے نام سے موسوم تھا۔

"عاشق کی جست" یہ تھی کہ ایک چھوٹی سی [illegible] ایک بڑے سے [illegible] جاتی تھی۔ پبلک کی [illegible] صبیح حسینہ کھڑی کی جاتی تھی۔ خیال یہ تھا کہ لڑکی اس جست کی جرأت محض اپنے عاشق سے ملنے کے لیے کرتی ہے۔ عاشق کا کام مسخرا کرتے تھے۔ وہ اپنی چمکیلی سج دھج میں [illegible] بلندی پر کھڑے رہتے تھے۔ اور حسینہ کے وہاں پہونچنے پہ بڑے [illegible] شان سے اپنے ساتھ لے کے اُترتے تھے۔ پبلک کی یہ حالت ہوتی تھی کہ تالیاں پیٹتے پیٹتے بہری ہو جاتی تھی۔ بہن ڈروتھی کہتی ہیں کہ میں کبھی یہ نہ معلوم کر سکی کہ یہ تالیاں کس لیے بجائی جاتی تھیں۔ آیا اس لڑکی کی عاشقانہ جست پر یا اس امر پر کہ آجان صحیح سالم اس بلندی سے اُتر آئے تھے۔"

اس "عاشقانہ جست" کے لیے صبیح لڑکیوں کا حاصل کرنا بھی ایک خاص کام تھا۔ (باقی آئندہ)

نوٹس بغرض ظاہر کرنے وجہ کے کہ اجرا کیوں نہ کیا جائے

حکم ۲۱ رول ۲۲ ضابطہ دیوانی

بعدالت دیوانی منصفی بلگرام مقام بلگرام ضلع ہردوئی

مقدمہ دیوانی نمبر ۱۹ [illegible]

مقدمہ اجراء ڈگری نمبر ۲۰۲ سنہ ۱۹۳۱ء

لالتا پرشاد ولد مصری لال قوم برہمن ساکن موضع علیگنج ننکر پرگنہ کٹیاری تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی .... ڈگریدار

بنام

رندھیر سنگھ وغیرہ

بنام رندھیر سنگھ و [illegible] سنگھ بالغان و رگھبیر سنگھ و گجراج سنگھ و چھوٹے سنگھ نابالغان بولایت رندھیر سنگھ برادر حقیقی خود پسران [illegible] سنگھ ساکنان موضع موہ جاز علیگنج ننکر پرگنہ کٹیاری تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی .... مدیونان ڈگری

ہرگاہ لالتا پرشاد ڈگریدار نے عدالت ہذا میں درخواست اجرائے ڈگری مقدمہ نمبر ۲۰۲ سنہ ۱۹۳۱ء اس بیان سے گزرانی ہے کہ ڈگری مذکور اس کے حق میں منتقل ہوگئی ہے لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم بتاریخ ۲ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۳۱ء اس عدالت میں حاضر ہو کر وجہ ظاہر کرو کہ اجرا کیوں نہ کیا جائے۔

آج بتاریخ ۱۹ ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر منصفی بلگرام ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

نوٹس نسبت دکھانے وجہ کے (نمونہ عام)

حسب دفعہ [illegible] ضابطہ دیوانی

بعدالت دیوانی منصفی بلگرام مقام بلگرام ضلع ہردوئی

مقدمہ نمبر ۲۰۲ سنہ ۱۹۳۱ء

لالتا پرشاد ولد مصری لال قوم برہمن ساکن موضع علیگنج ننکر پرگنہ کٹیاری .... ڈگریدار

بنام

رندھیر سنگھ وغیرہ

بنام رندھیر سنگھ و [illegible] سنگھ بالغان و رگھبیر سنگھ و گجراج سنگھ و چھوٹے سنگھ نابالغان بولایت رندھیر سنگھ برادر حقیقی خود پسران [illegible] سنگھ ساکنان موضع موہ جاز علیگنج ننکر پرگنہ کٹیاری تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی

ہرگاہ مسمی لالتا پرشاد ڈگریدار نے درخواست اس عدالت میں گزرانی ہے کہ مسمی [illegible] سنگھ اصل مدیون ڈگری فوت ہو گیا اور تم لوگ اس کے وارث ہو لہذا تم لوگوں کا نام بزمرہ مدیونان بجائے [illegible] سنگھ متوفی قائم فرمایا جاوے۔

لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ۱۰ بجے بتاریخ ۲۰ ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء اس عدالت میں حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ۔ اگر ایسا نہ کروگے تو درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری میں سماعت کی جاویگی [illegible] تمہاری غیر حاضری میں سماعت کی جاوے گی۔

بتاریخ ۱۹ ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر منصفی بلگرام ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

اطلاعنامہ بنام مدعا علیہ نابالغ و ولی

بعدالت دیوانی منصفی بلگرام مقام بلگرام ضلع ہردوئی

مقدمہ نمبر ۲۰۲ سنہ ۱۹۳۱ء

لالتا پرشاد ولد مصری لال قوم برہمن ساکن موضع علیگنج ننکر پرگنہ کٹیاری تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی .... ڈگریدار

بنام

رندھیر سنگھ وغیرہ .... مدعا علیہ مدیونان

بنام رگھبیر سنگھ و گجراج سنگھ و چھوٹے سنگھ نابالغان پسران [illegible] سنگھ ٹھاکر ساکن موضع موہ جاز علیگنج ننکر پرگنہ کٹیاری تحصیل بلگرام ضلع ہردوئی نابالغان — رندھیر سنگھ ولد [illegible] سنگھ ٹھاکر ساکن موہ جاز علیگنج ننکر پرگنہ کٹیاری ولی مجوزہ

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعی نے ایک درخواست گزرانی ہے کہ مدعا علیہ رگھبیر سنگھ و گجراج سنگھ و چھوٹے سنگھ نابالغ کا ایک ولی دوران مقدمہ مقرر کیا جاوے لہذا تم نابالغ کو اور تم رندھیر سنگھ کو اس کی رو سے اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر تعمیل اطلاعنامہ ہذا سے ۲ ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء یوم کے اندر بذریعہ درخواست اس عدالت میں نسبت تمہارے یا تم رندھیر سنگھ نابالغ کے کسی دوسرے کے ولی دوران مقدمہ مقرر کیے جانے کی نہ گزرانوگے تو عدالت کسی اور شخص کو نابالغ مذکور کا ولی واسطے اغراض مقدمہ کے مقرر کرے گی۔

آج بتاریخ ۱۹ ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر منصفی بلگرام ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

ٹکیری کُھل گئی زنجیر سے کیا مطلب؟

یہ بھونکنا قابل اعتنا کبھی نہ تھا اب بھی نہیں۔ البتہ زنجیر بمقام سلطنت مجھ سے وابستہ ہے۔ کیا یہ فیاضی نہیں؟

TRADE MARK
ٹریڈ مارک
اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ
شاخ: قنوج - حیدرآباد دکن - دہلی
تار کا پتہ
منا لکھنؤ
ٹیلیفون
۱۳۹

نام بھلا اگل کنز نام ہے جو شیشیاں ہر روز تل
قطرہ ہیوڑ کے پھینک دوں گا۔"
وہ کل نے کام کیا حکیم صاحب نے زینے کے
دروازے کی دراڑ سے جھانکا۔ ہم نے جھلکے کبھی
اور جھپٹ کے پاؤں پاٹ دروازہ کھول دیا۔
"شاید تم ہو؟"
اس حرکت پر نہایت حیرت
ہوئی اور ہم نے پوچھا:۔
(۱) کیا تم مضطر ہو؟
"نہیں"
(۲) کوئی فرقی وارنٹ دیوانی
تو جاری کا ہے؟
"نہیں"
(۳) کوئی دشمن بر سر ایذا ہے
پٹنے کا خوف ہے؟
"نہیں"
(۴) خدا نخواستہ وبا ہیضہ کا مرض ہے؟
"نہیں"
(۵) آج کیا نئی شادی کی ہے؟
"ہاں"
(۶) کیا شادی ہونے کے بعد
احباب کی ملاقات ممنوع ہے؟
"نہیں"
(۷) پھر کیا وجہ کہ تم ڈرے
سہمے ہوئے ہو کسی طرح
چارپائی سے اٹھنا پسند کرتے
تھے۔ چیختے چیختے گلا بیٹھ گیا۔
"بھائی رات بھر جاگنا پڑا۔
صبح کو مریضوں نے ستایا معلوم
کو یہ کہہ کے سویا تھا کہ جو کوئی آئے اسے ٹال دینا۔
تمھاری آواز بھی بدل گئی صورت بھی بدل گئی
ڈانٹ ڈپٹ سن کے آبرو کو ڈرا کہ خدا جانے
کون بگڑے دل ہیں۔"
اب ہم نے باب نصیحت کھول دیا:۔
"سنو جی۔ خدا سے ڈرو۔ تمھیں معلوم ہے کہ میں نے

بڑے حاجی "تجھکو بھی سلام اے اسلامی نشان اور تجھکو بھی سلام اے برطانوی جھنڈے
اب تو جو یہ وہی دہ۔ کوٹ کی بھی بجے پیٹ کی بھی بجے"

طبابت کا پیشہ کیوں چھوڑا۔ کیا میں نے درسیات
ختم نہیں کیے؟ کیا میں نے متون طب کی کتابیں
نہیں پڑھائیں؟ کیا میں تشخیص و تدبیر میں کسی طرح کم تھا؟"
"نہیں تم نے خاص حیثیت بہم پہونچالی تھی۔
نام مشہور ہو گیا تھا فیس کی جانب سے مستغنی تھے۔

مروت اور اخلاق سے کام کرتے تھے۔"
"بس اب تم راہ پر آئے۔ جسے تم مروت و اخلاق
سے نامزد کرتے ہو۔ اسے میں "فرض" کا لقب دیتا ہوں
اس علم فضل و فرض شناسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر کوئی مریض
کسی سخت اور موذی بیماری میں مبتلا ہوا تو خدا کی
قسم پیٹ کی بھوک اور آنکھوں کی نیند اڑ گئی ہوئی

دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہوئے کہیں اس
کمبخت کو میری ضرورت تو نہیں ہے اور فیس کے
خیال سے بلانے کی جرأت نہیں کرتا۔ ہائیں کہیں
ایسا تو نہیں کہ میری دوا نے اسے ضرر پہونچایا ہو یا اور
مجھ سے نسخہ کی تجویز میں کوئی غلطی ہوئی ہو۔ چلو ورنہ
خدا کے یہاں جواب دینا پڑیگا
ان خیالات نے مجبور کیا
اور مریض کے گھر اکثر بے بلائے
جانا پڑا۔ مریض اور اسکے تیمار دار
متحیر کہ ہم نے تو بلایا نہیں اور
ہم بجائے خود خفیف کہ وہ اندر سے
سمجھے کہ حکیم صاحب نے دوسری فیس
وصول کرنے کا ڈھنگ کیا۔ اپنی
حال دیکھا نسخے کی اصلاح کی۔
فیس ترش ابرو ہو کے واپس کی
گاڑی کا کرایہ اپنی گرہ سے دیا۔
ہاں صاحب آؤ پیر لکھیو گھر سے
لے جاؤ۔ ایک مدت اسی طرح بسر
کرنے کے بعد یہ پیشہ ہی چھوڑنا پڑا
فرائض نے وہ فشار دماغ کو دیا
کہ ساری طب نکل بھاگی۔
حکیم! تم نے اگر مریض کے آرام پر
اپنے آرام کو مقدم رکھنے کی سعی کی
تو یاد رکھو برا کیا۔ فرض کرو میری جگہ
کوئی رجب الرحم کوئی جان لیوا
مریض ہوتا اور تم یہیں پہلو تہی اور
غمازی کرتے تو بتاؤ خدا کے یہاں
کیا جواب دیتے؟ میری جان! طبیب
کو ہمیشہ اپنے آرام پر دوسرے کے
آرام کو ترجیح دینی پڑتی ہے۔
حکیم صاحب اودھ پنچ کے نامہ نگار نہ تھے جو ایسی سنتے
انھوں نے کہا کہ تم مرد قدیمانہ سی خیال کے آدمی۔ یاد
رکھو ڈاکٹر ہو یا طبیب اگر بے رحم اور لالچی نہیں تو ہمیشہ
بھیک مانگے گا۔ بعد اس تجربہ کے جو خود تم نے ظاہر کیا
مجھے اس بلا میں پھنسنے کی ہدایت کرتے ہو؟

رجسٹرڈ نمبر اے ۸۳

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوریوں کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جیسے کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں ان کے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نازش بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فن موسیقی کے مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ ۱ ملنے کا پتہ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

EGISTEREDNo.783
LUCKNOW
1931
OUDHPUNCH
1931
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

حسن ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامۂ عراق عجب و لچسپ نظم ہے منگایئے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد ۶/ ٹکٹ بھیجیے وی پی اور منی آرڈر بھیجنا ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔ قیمت فی جلد ۔۔

اودھ پنچ ہر دلعزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھایئے

"منیجر"

سوراجیہ آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور ترقی کرنے کی قوت نہیں رکھتے تو میدان ترقی خالی ہوجانے پر بھی کیا کر سکتے ہیں۔ اب جلد ہی سوراج ملنے والا ہے اسلیے آتنگ نگو گولیوں کا استعمال کرکے بدہضمی خون اور منی کی خرابی و کمی جریان احتلام اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات حاصل کریں اور سوراج کا مزہ چکھنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولی ۱ر، ۵ ڈبیہ ۴ روپے (للعہ)

صحت و تندرستی کی لغت راہ راست کی استاد نہایت عمدہ مضامین سے مزین کتاب کام شاستر بالکل مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔

وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

افشانی قوام رجسٹرڈ

برانچ کلکتہ — برانچ امین آباد لکھنؤ

جو تمام کارخانوں کے تیار کردہ قواموں سے اسوقت تک زیادہ مقبولیت حاصل کرچکا ہے

قیمت فی تولہ ۴؍

فہرست کارخانہ طلب کرنے سے مفت روانہ ہوگی

المشتہر

مقتدا خاں اقتدا خاں تاجر تمباکو و عطر لکھنؤ

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تکے مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر ہمدردانہ ہنستا ہے۔ دوسرے اس پنچ کی تقلید بھی کرتے ہیں اور کریں بھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منھ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلیے کہ گو ہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت رائے کی صابت بے رو رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات۔ اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاءاللہ سال بھر کے مجموعہ میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کم مایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جاتی ہے۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ رستہ میں گم ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں ہر ایک کا پی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس شکایت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور ڈاک کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک [illegible]

نوٹ:۔ جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے کیونکہ انکے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

"سردی یا سرد مہری کے مارے پارہ اوپر نہیں چڑھتا۔ دیکھیں اس ٹھنڈک کا مقابلہ کوٹ پتلون والا کرتا ہے یا لنگوٹی والا دیدہ خواہد شد۔"

ہند

کلکتہ

کلکتہ کا شہرۂ آفاق روزانہ "ہند" از سرِ نو جاری ہوگیا ہے۔ دورِ جدید میں وہ پہلے سے بھی بہتر ہے۔ تمام سابق عملہ بدستور موجود ہے۔ مُلک کے بہترین ادیب اُسے مُرتب کرتے ہیں اور اُردو صحافت میں اُس نے ایک نئے باب کا اضافہ کردیا ہے۔

ایجنٹ صاحبان اور اشتہار دینے والے شروطِ معاملہ دفتر سے طلب کریں۔

مینجر ہند کلکتہ

خطوط آزاد بیگم بنام مسٹر پنچ

"منبر واردل لگی"

پنچ صاحب!

آداب و تسلیمات۔ یہ شکایت ہے تمہیں یہ کہ بہت دنوں سے تم مجھ سمیت انہیں بھولے ہو کچھ ہمیں تمہاری تلاش نہ ہوئی مگر کیا کریں ایک ہی دھندا تو ہے نہیں۔ اور سب سے بکھیڑے جان پر سوا ہیں۔ ایک طرف گھرانا ہے کی تاک ہیں نواب کی نگاہ کبھی ادھر سمجھتے ہیں نہ بوجھتے ہیں ایک نہ ایک فکر دامن گیر ہے ان کے کھانے کو تیار رہتا ہے کل کی سنئے آئے وہاں سے اخبار کا فد لیے۔

منہ پر ہوائیاں چھوٹتی ہوئی خشک۔ بال بکھرے ہوئے۔ آتے ہی کہنے لگے "یہ کچھ تم نے سنا؟ انگریز ہندوستانیوں کو بخوشی خاطر صوبہ وار آزادی عنایت کرنے پر آمادہ ہیں۔ خدا سمجھے گاندھی سے وہ راضی نہیں ہوتے۔

میں "میں کچھ نہیں سمجھی۔ تم کیا کہتے ہو۔ بھلا گاندھی اور آزادی سے بیزاری؟"

کچھ سمجھا کے کہو تو بات معلوم ہو"

وہ "بات یہ ہے کہ گاندھی دونوں ہاتھوں سے انگریزوں کو لوٹنا چاہتے ہیں بھلا وہ کیوں اپنی ساری محنت جو وہ ڈیڑھ سو سال سے ہندوستان پر کر رہے ہیں ایسوں کے کہنے سے برباد کر دیں گے مناسب تو یہ تھا کہ جو کچھ ملتا سو لے لیتے۔ پس کرتے آگے چل کے پھر دیکھا جائے گا"

میں "واہ کیا خوب بات بتلائی ہے کیا کہنا ایک کسی مدرسہ میں ماسٹر کی خالی ہو تو پھر تمہیں کو مقرر کرا دینا چاہیے۔ خدا کی عنایت سے بات کا مطلب سمجھانے میں تم اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ میں تو سمجھا تی ہوں کہ ادھر میں نے اخبار کا کاغذ کبھی بیٹھے سے نہیں دیکھا۔ آخر یہ صوبہ جاتی آزادی کیا بلا ہے۔ میں نے منطق کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ مقسم اقسام کسی واقعے کے ان واقعے پر حاوی ہوتے ہیں۔ ملک کے اجزا ہیں صوبے۔ صوبے کے جزو ہیں ضلعے اور ضلعے کے جزو ہیں شہر اور قریے۔ پس اگر کل صوبے بجائے خود آزاد اور خود مختار ہو گئے تو سارا ملک آزاد ہو گیا۔ بھلا گاندھی کو یہ کیا ہو گیا کہ ملکی آزادی کے دشمن بن بیٹھے۔ آنے تو دو ولایت دیکھو تو کیسے لتے لیتی ہوں؟"۔

وہ "اونہہ! تم پھر بھی نہ سمجھیں۔ ارے بھئی سرکار کہتی ہے کہ صوبے اپنے حلقے میں قانون بنانے منظور کرنے مسترد کرنے کے مختار ہوں گے۔ مگر مرکزی حکومت جب مناسب سمجھے گی تو خاص اختیارات سے کام لے کے ایسے انتظاموں میں دخل دے گی جو اس کے نزدیک نامناسب ہوں"

میں "شاباش! اسی کو تم آزادی کہتے ہو؟ اور اس پہ تم تیار۔ کیا مرکزی حکومت کے خاص اختیارات قائم رکھنے کے باوجود صوبے آزاد ہو سکتے ہیں؟"۔

وہ "کیوں؟ اس میں خرابی ہی کیا ہے۔ مرکزی حکومت کبھی کبھی دخل دے گی۔ کوئی ہر گھڑی تو شیطان کی کھوپڑی کی طرح سر پہ کھڑی نہ رہے گی۔ یہی تو شاید سر سموئیل ہور نے بھی کسی موقع پر ظاہر کیا ہے۔ واللہ بیگم تم ذری ان حضرت کی تصویر دیکھنا۔ کیسی پیاری ہنسی ہے کہ جواب نہیں۔ بس یہ معلوم ہوتا ہے کنول کھلتے کا چہرہ پھٹ کے رہ گیا ہے"

میں "اچھا اب میں بھی معلوم ہوتا ہے یہ ہیں آدمی ہنسوڑ۔ کام کی باتوں میں بھی کھیل کھلاتے رہنے کا انہیں مرض ہے۔ بس! یہ ہندوستان کے ساتھ دل لگی کر رہے ہیں۔ اور بے وقوفوں کو سمجھائی نہیں دیتا کہ یہ دل لگی ہے"

وہ "ہائیں! تو کیا ہندوستان کے بڑے بڑے مشہور آدمی لندن میں کسی دل لگی کے لیے جمع کیے گئے تھے؟ کیا خوب"

میں "دل لگی نہیں تو کیا سچ مچ کوئی کام تھا؟ اب دیکھنا؟ گاندھی لنگوٹا کس سنبھالے۔ خالی ہاتھ پلٹنے پر آمادہ ہیں۔ سنا امید ہوتی کہ کچھ ملے گا تو کیوں مایوس ہوتے۔ گاندھی کی تصویر بھی دانت نکالے ہوئے ہے۔ سر سموئیل ہور بھی ہنس رہے ہیں اور بھی وہ ایک ہندوستانی کھیس نکالے ہوئے ہیں یہ تو اچھا خاصا دل لگی نامہ ہے۔ اسے کا فرنس کون کہتا ہے۔ مسخرا پن ہنسنے ہنسانے کے لیے ہوتا ہے جو کوئی مسخرے پن کا جواب گون متھوں بیٹھے سے دے وہ بھی کوئی آدمی ہے؟

دیکھو۔ پہلی دل لگی تو یہ ہوئی کہ گاندھی کو تھوڑے دنوں کے لیے چھوڑ دیا۔ دوسری دل لگی یہ کہ اپنے طرفداروں کو سمیٹ سماٹ کے تن تنہا گاندھی غریب سے چہل کرنے کے لیے بھیجا۔ تیسری دل لگی یہ کی کہ بات بات میں الجھنیں پیدا کرنی شروع کر دیں چوتھی دل لگی یہ کی کہ ہرا یوسی پر ڈھلکاتے رہے "اچھا خفا نہ ہو۔ ہوا لے لو۔ چلتا پھرتا ہوا۔ ناچتا کودتا ہوا۔ آزاد ہوا۔ شریف ہوا" پانچویں دل لگی یہ کہ جب وقت بالکل ختم ہونے پر آیا تو ایک کالی بیچا نکالی اور کہا "دیکھا؟ یہ ہے پیارا پیارا ننھا" چھٹی دل لگی یہ کہ جب وہ اس گوڑے کالے کلوٹے بیگن لوٹے کھلونے کو دیکھ کے ہنسے تو مشہور کر دیا۔

نوٹس حسب آرڈر ۵ قاعدہ ۲۶ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر گونڈہ مقام گونڈہ

مقدمہ نمبر ۲۰ سنہ ۱۹۳۱ء

رام سرن مصر .... ڈگریدار

بنام

سبہ دیپ نرائن سنگھ .... مدیون

بنام سبہ دیپ نرائن سنگھ ولد سبہ رگھو پال سنگھ قوم چھتری ساکن [illegible] پرگنہ بہاریا تحصیل طرب گنج ضلع گونڈہ

ہرگاہ مسمی رام سرن مصر نے درخواست اس عدالت میں گزرانی ہے کہ تمہارے حصص جو منجملہ [illegible] پرگنہ [illegible] تحصیل [illegible] ضلع گونڈہ [illegible] تحصیل طرب گنج ضلع گونڈہ [illegible] تحصیل [illegible] ضلع گونڈہ نیلام کیا جائے لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً یا معرفت کسی وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو بوقت ۱۰ بجے بتاریخ ۲۸ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء اس عدالت میں حاضر ہو کر بیان کرو کہ جائداد نیلام طلب مذکور کیوں نہ نیلام کی جائے اگر ایسا نہ کرو گے تو درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری میں سماعت کی جائے گی۔

بتاریخ ۲۴ ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم منصف ڈگریدار

وقت حاضری جناب سب جج صاحب بہادر گونڈہ ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک۔

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔ المشتہر [illegible] دو چہنچ لکھنؤ

LUCKNOW
OUDH PUNCH
1931
1931
OUDH PUNCH
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

جلد ۱۲ نمبر ۴۴

مضامین

۱۲ دسمبر ۱۹۳۱ء

اسیر زلف سیاہ

باب چہارم

دو شنبالہا قبل

میری رائے میں کارنیوال کمپنی میں رہنے والی لڑکی اگر سولہ برس کی ہونے کے بعد بھی کسی وقت نہ سوچے کہ اسکا کیا حشر ہونے والا ہے تو وہ یقینی اپنے کو چار درجہ خطرہ میں ڈالتی ہے اسکا بس خدا ہی حافظ ہے۔

بہن ڈروتھی نے کمپنی والوں میں سے کرلی نامی ایک نوجوان سے جو سانپوں کے زندہ کھا لینے کا کرتب دکھایا کرتا تھا دوستی کر لی تھی اسلیے جب انھیں اسکا موقع حاصل ہوا کہ وہ ڈروتھی شیرٹ کے ایسے صاحب دولت امارت اور کرلی کے ایسے بھٹے حالوں نوجوان کے درمیان فیصلہ کریں کہ وہ کسے پسند کرتی ہیں تو وہ ذرا سا بھی غلط انتخاب کرنے میں جھجکیں نوبت یہاں تک پہونچی کہ ڈروتھی شیرٹ خود کرلی کے پاس پہونچا اور اس سے کہنے لگا کہ تمھیں شرم کرنا چاہیے کہ تم ایک جوان لڑکی کے ہاں بہار آنے سے پہلے ہی خزاں بلانے کے باعث بن رہے ہو۔ تمھیں اسکے ساتھ ہر وقت دیکھ کے ہر شخص کے دل میں بڑے بڑے خیالات پیدا ہونے لگتے ہیں۔

اسپر کرلی باوجود سپیرا ہونے کے بہت جھینپا۔ اسنے کہا کہ ہم دونوں سوائے ہنسی دل لگی کرنے اور قہقہے لگانے کے اور کچھ نہیں کرتے۔ آج تک ہمارے دلوں میں بھول کے بھی کسی برائی کا خیال نہیں آیا۔ مگر میں آپکا شکر گزار ہوں کہ آپنے مجھے ان امور کا خیال دلایا میں آئندہ اسکی کوشش کروں گا کہ ہم لوگ اسطرح بیکار وقت تو ضائع کیا کریں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب اس گفتگو کے بعد ڈروتھی سے ملاقات ہوئی تو اس نے انھیں ایک نئی نظر سے دیکھا اور بار بار گھورنے کے بعد بولا "ہاں جی تم اب واقعی جوان ہو گئیں۔"

کرلی کے فرائض میں یہ بھی داخل تھا کہ کمپنی کے جو ٹریکٹ کا اشتہار شہر کے کونے کونے میں تقسیم کرنے شہر نے گیا۔ مگر جب آبادی کے قریب پہونچا تو اس نے سارے اشتہار نالے میں پھینک دیے اور ڈروتھی سے کہا کہ ابھی شام تک شہر بھر کی خاک چھانا پھرے۔ آؤ چلو دیہاتوں کی طرف چلیں۔

ماحول ایسا تھا کہ ڈروتھی کے سوا جو لڑکی بھی ہوتی وہ عشق و محبت کے بارے میں سوچنے لگتی

وہ دیہات جانے والی لاری پر سوار ہو کے جہانتک اسکی آخری حد تھی جا کے اتر پڑے اسوقت آسمان پر آفتاب نکلا ہوا تھا۔ ہوا میں چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔ گھاس میں بنفشہ کھلا ہوا تھا اور ماحول ایسا تھا کہ ڈروتھی کے سوا جو لڑکی بھی ہوتی وہ عشق و محبت کے بارے میں سوچنے لگتی میرا مطلب کہ وہ میری سی عورتوں کی بالکل ضد ہے۔ اسلیے کہ میری حالت یہ ہے کہ میں جہاں کسی غیر مرد کے ساتھ تنہا ہوئی تو میرے دل میں سوائے اسکے اور کوئی بات نہیں آتی کہ دیکھیے اب کیا ہو۔ اور یہ حضرت کون سی حرکت کر بیٹھیں۔

ہاں تو کرلی نے ڈروتھی سے نہایت ہی بے پروائی کے انداز میں پوچھا کہ کیوں جی ال بی وینیو اور انکی بیگم کے درمیان جو تعلقات ہیں انکے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کرلی نے یہ سوال اسلیے کیا تھا کہ اسکی نظر میں ان دونوں کے تعلقات مثالی تھے۔ لیکن ڈروتھی نے کہا کہ تم انھیں بہت اچھا اسلیے سمجھتے ہو کہ تمھیں انکے ساتھ نہیں رہنا پڑتا۔ میری تو یہ حالت ہے کہ کسی نہ کسی دن جب ال بی وینیو اپنی بیوی کو "سوویں بار "پیاری جانی" پکار چکیں گے تو میں پتھر کا کوئی ٹکڑا کھینچ ماروں گی!"

کرلی نے اسپر ڈروتھی کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ زندگی میں ہر شخص کو ایک نہ ایک دن ال بی وینیو کی طرح محبت کرنا ہی پڑتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اور لوگوں کے ہاں یہ جذبہ وقتی ہوتا ہے مگر وہ دونوں اب تک ایک دوسرے کو اسی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ڈروتھی اسپر جل کے بولیں کہ اگر تم مجھ میں کسی وقت اس جذبہ کے علامات پاؤ تو اپنے سانپوں کو کاٹنا سکھا کے مجھپر چھوڑ دینا۔

کرلی یہ سن کے بڑی دیر تک خاموش رہا۔ اسکے بعد وہ کہنے لگا کہ ہاں واقعی تم ابھی ایسی باتوں کے لیے بہت کمسن ہو۔ آؤ اب تماشا گاہ کو واپس چلیں۔

راستے بھر وہ بالکل مضمحل خاموش بیٹھا رہا۔ یہ دیکھ کے ڈروتھی نے اپنی جگہ سوچنا شروع کیا کہ آخر محبت و عشق ہے کونسی بلا؟ وہ کہتی ہیں کہ میں سوچنے لگی کہ کیا واقعی میری زندگی میں بھی کوئی ایسا دن آئے گا جب میں کسی کی محبت میں سرشار ہو کے اسیطرح کی حماقت آمیز باتیں کرنے لگوں گی جیسی کہ بیگم ال بی وینیو کرتی ہیں؟ بلکہ موسم کے خوشگوار ہونے اور بنفشوں کے ابلنے نے بالآخر دل میں یہ خواہش پیدا کر دی کہ کاش مجھے کوئی مرد پکڑ کے زبردستی پیار کر لیتا!"

ڈروتھی کے ذہن میں ان الفاظ تک اس خیال کا آنا ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ عشق و محبت کے معاملات تک میں کسقدر ناشائستہ اور غیر مہذب ہیں!

زبانِ اُردو کی ریسرچ

زمانہ برابر ترقی کر رہا ہے۔ ہر چیز میں فطرتی مادۂ ارتقا موجود ہے۔ ریسرچ کی بدولت علوم و فنون کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ انسان نے زمین و آسمان ایک کر دیا۔ تمام یورپ اور متمدن و مہذب ملک اسی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ انسان حیوان شیطان غرض جمادات نباتات اور حیوانات کی اور کھانے پینے افراد گھاس پات سبزی ترکاری کے خواص۔ کیڑے کوڑے ارواح و اجسام کی ریسرچ کی جا رہی ہے پھر کیا وجہ تھی کہ اُردو بولنے والے اس زبان کے متعلق ریسرچ نہ کرتے اور اسکو ترقی کے اعلیٰ مقام پر نہ پہونچاتے۔ پہلے ادیبوں اور شاعروں نے بہت سے الفاظ و محاورات اور انکے مفہوم ترک کر کے داخل دفتر کر دیے۔ نئے شاعروں اور نثاروں نے نئی نئی ترکیبیں نئے نئے الفاظ اور انکے انوکھی ترتیب و معنی ایجاد کیے نرالے محاورے غضب کی بندشیں اور الفاظ کے معنی و مفہوم ضرور زبان اُردو کو فائدہ پہونچائینگے یہ لیاقت اور مادۂ ایجاد پنجاب کے حضرات میں زیادہ ہے اور اسکا سہرا انکے سر ہے۔ باقی اور لوگ انکے مقلد ہیں۔ اگرچہ میں نہ خود شاعر ہوں نہ ناثر نہ ادیب ہوں نہ فاضل مگر انھیں طباع شعرا اور فاضل ادبا کا خوشہ چیں و مقلد ہوں انکی بلند خیالی و بلاغت کلام پر لوٹ ہوں۔ ملاحظہ ہوں چند اشعار۔ جو بغرض استفادہ حضرات لکھنؤ و دہلی و آگرہ پیش کر کے حضرت پنچ کے حضور میں داد خواہ ہوں۔ وھو ہذا۔

کیفِ تبسم ہر طرف بانگراں بر دوش ہے
جام و ساقی مرتعش مینائے مے پُر جوش ہے
سجدہ جبندہ نہ پُر خم مشرفِ نیازِ آرزو
مینائے مے ہے جیب میں تصویر ہم آغوش ہے
شوقِ مضطر نیش زن نعمت حیات سرمدی
روحِ محبت شعلہ فشاں لبریز غم روپوش ہے
جنبشِ لب لطف فنا حسن کے کیف تمام سے
داغِ عشق نشۂ حیات بادۂ مے فروش ہے
میری حیات منضبط تدبر ہے مضطرب نفس
تصویرِ امیدِ اجل پرطور سے خاموش ہے
حسرت سجدہ ہے آفریں اک شعلۂ جوالہ ہے
حسنِ شباب حشر آرزو آزِ خود سرا پا شوق ہے

نوٹ۔ جناب پنچ بہادر اس غزل میں وزن۔ بحر اور ترکیب و بندش الفاظ خاص کر ملاحظہ طلب اور مستحق صد آفریں ہیں! یہ ایجاد بندہ ہے۔

راقم جاہل مدبر	براد حضرت فاضل تقبل
سہارن پوری	

"کرائے کا ٹٹو اور گاڑی کی چرچوں"

"صاحب امریکا تک ہم ہند والے ہند کی چل پوں والے سے پہونچائے گا"

منطق آرا سکیم بنام لارڈ ولنگڈن

لاٹ صاحب! میں نے مولانا پنچ کا خط ختم کرنا چاہا تھا کہ تمہاری تقریر اخباری کاغذ میں نگاہ کے نیچے آگئی۔ اُس خط کو نا تمام چھوڑ کر پھر دیکھا جائیگا پہلے تمہیں سے دو باتیں ہو جائیں۔ تمھیں معلوم ہوگا کہ میں خالی خولی منطقی ہی نہیں ہوں۔ علم الاخلاق کے ہر شعبے کو بھی اچھی طرح جانتی ہوں۔ تہذیب نفس سیاست مدن۔ تدبیر المنزل کے اصول میرے ناخونوں پر لکھے ہوئے ہیں۔

تہذیب نفس میں میری سی پردہ نشین عورتوں کو زیادہ دقت نہیں ہو سکتی اس لیے کہ اس ٹکڑے کا حاصل انسانیت ہے اور انسانیت کا دوسرا اصطلاحی نام سعادت ہے۔ سعادت حاصل ہوتی ہے اپنی جان کو بُرائیوں سے بچانے اور بھلائیوں میں صرف کرنے سے۔ بُرائی اور بھلائی کی تمیز قوت ناطقہ یعنی عقل پر منحصر ہے عقل کا مسکن ہے دل اور کھوپری ہے دماغ۔ ڈاکٹروں کو ابھی تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ دل انسان کا علاوہ جسم میں خون تقسیم کرنے کے کچھ اور بھی خدمت کرتا ہے مگر روحانی طبیب بتا گئے ہیں کہ دل کو معمولی چیز نہ سمجھو یہ بڑی چیز ہے اسکے احکام براہ راست دماغ کو پہونچتے ہیں اور دماغ فوراً انکی تعمیل کرتا ہے۔ خیر ہوگا اس جنجھٹ کو اس وقت کون چھیڑے۔ عقل کے ساتھ دو بچھو اور بھی لگے رہتے ہیں جن کا نام خواہش اور غصہ ہے۔ یہ گھوڑے بازی لیجانے کی گھات سے کسی وقت غافل نہیں ہوتے یہ فکر رہتی ہے کہ عقل چوکے اور ہم اپنا کام کریں۔ اگر کہیں عقل انکے بس میں آگئی تو بس لے میرے بھائی پھر انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے بالکل چرچل اور او ڈوائر بن بیٹھتا ہے۔ سعادت حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ آدمی اپنی خواہش اور جھل کو عقل کی سنگلی میں باندھ رکھے۔ یہ دونوں مطیع ہوئیں اور سعادت پاؤں پڑ مرید ہوئی۔ مجھے دیکھو۔ ماں باپ کی جلی تھی جب تک بیٹے میں تھی گھاڑ ڈنڈ اور گھر داری یعنی تدبیر المنزل کے گُر سیکھتی رہی۔ نہ خواہش نچنٹہ ہوئی تھی نہ غصے نے پیٹ سے پاؤں نکالے تھے کہ ماں باپ نے میرے لیے ایک عقل ڈھونڈ ڈھانڈ نکالی۔ وہ کون؟ ارے یہی میرے نواب! اور مجھے اس عقل کے حوالے کر دیا کہ۔

یہ تو ما جہاد ہے یہ ہے تمہاری عقل کی ذرا خبردار تم جانو اور تمہاری عقل۔ تمہاری عقل ہے پگلی اور یہ ہے مرم کی گولی پگلی کی اُستادی ہم بھی دیکھتے رہینگے کون سی تکمیل نہیں ہے۔ میاں تم اگر معدود کا ل ملاؤ عقل تمہاری تم پہ حاکم ہے تو یہ بڑی بھی بن سکتی ہے

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ (ناخدا) کا جدید اعلان

"سنو صاحبو۔ یہ جہاز خشکی ہی میں مدتوں چل سکتا ہے بشرطیکہ تا قیامت پہیا گھومے اور تم چپ رہو"

TRADE MARK
ٹریڈ مارک
ٹیلی فون
نمبر ۱۳۹
تار کا پتہ۔
حنا لکھنؤ
اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ
شاخ:۔ قنوج۔ دہلی۔ حیدرآباد دکن
فہرست
کارخانہ جلد طلب
فرمائیے اپنا پتہ
صاف اور خوشخط
لکھئے تاکہ تعمیل میں
دقت نہ ہو
ہر قسم کے عطر کی
فرمائش بھیجئے فوراً
تعمیل ہوگی تاجروں
کے ساتھ خاص
رعایت
کیجاتی ہے

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد و ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔ ۱

منیجر اودھ [illegible] لکھنؤ

REGISTERED No. 783
LUCKNOW
OUDH PUNCH
سنہ ۱۹۳۱ء
M. S. KHAN ARTIST LUCKNOW

حسیات ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے چھپ گیا ہے اور شاعری کی خدادادانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۱۲ ٹکٹ بھیجیے ورنہ وی پی اور منی آرڈر محصول بذمہ خریدار ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

افغانی قوم رجسٹرڈ

برانچ کلکتہ — برانچ امین آباد لکھنؤ

جو تمام کارخانوں کے تیار کردہ قواموں سے اسوقت تک زیادہ مقبولیت حاصل کرچکا ہے

قیمت فی تولہ ۶ء

فہرست کارخانہ طلب کرنے سے مفت روانہ ہوگی

المشتہر

مقتدا خاں اقتدا خاں تاجر تمباکو و عطر لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ اسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔ قیمت فی جلد ۱۰ روپے۔

اودھ پنچ ہر دلعزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے

”منیجر“

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں جھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے ہمعصروں کی تقلید بھی کرتے ہیں اور اگرچہ کبھی اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلیے کہ کمیت و کیفیت میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت رنگ کی صابت بے روے و رعایت ممکنہ جینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات، اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کم مایہ شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جاتی ہے۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۴) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گم ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو تقاضے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے بس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین اودھ پنچ کی پالیسی کے مطابق نہ ہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اور توہین نہ ہو۔

نوٹ:۔ جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے اور کاغذ کے نام کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سوراجیہ آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور ترقی کرنے کی قوت نہیں رکھتے تو میدان ترقی خالی ہوجانے پر بھی کیا کرسکتے ہیں۔ اب جلد ہی سوراج ملنے والا ہے اسلیے آتنک نگرہ گولیوں کا استعمال کرکے بدہضمی خون اور منی کی خرابی و کمی جریان احتلام اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات حاصل کریں اور سوراج کا مزہ چکھنے کے لیے تیار ہوجائیں۔

قیمت فی ڈبیہ ۳۲ گولی ۵ ڈبیہ ۴ روپے (للعہ)

صحت و تندرستی کی لغت راہ راست کی استاد نہایت عمدہ مضامین سے مزین کتاب کام شاستر بالکل مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔

وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

جلد ۱۶ نمبر ۴۷

مضامین

۳۰ دسمبر ۱۹۳۱ء

تضمین دل پذیر

یہ چوک ماڈرن کے وہ ٹر بھی ہیں عجب فریب — سبھوں نے دل کے الکشن میں کی نئی تدبیر
شریف طائفہ والے جوان ہو یا پیر — کھنچ آئے سب کشش حسن تھی جو دامنگیر
کمند وحشت میں اک صید کو کرکے اسیر — عجیب طرح کی گردن میں ڈال دی زنجیر
سمجھایا کوچہ بکو جو کر چکے تشہیر — یہ سبز باغ دکھانے لگے صغیر و کبیر
جہاں پہ گھانس کے اوپر ہے ایک جم غفیر — چلو تو دیکھیں وہ منظر ہے بے عدیل و نظیر
گھڑی ہے حلقے میں اک رشک بدر ماہ منیر — چمک کے برق کی صورت دکھائے گی تنویر
سُنا کے یوسف بے کارواں نئی تقریر — ٹھہر ٹھہر کے پھرائے گی حلق پر شمشیر
تیں دینے آئی ہوں پیغام ایک بن کے سفیر — جہاں جہاں ہوں سُنیں سب صاحب توقیر
لُٹا کے چوک میں گھر بار جو ہوئی ہو فقیر — وہ پوری قوم ہے اسکی نہ کیجیے تحقیر
یہاں پہ جمع ہیں جتنے غریب اور امیر — وہ آپ نسبتے کریں میرے قول کو تحریر
سنو سنو مرض خربیت ہے عالمگیر — خدا کی شان جو تانیث بن گئی تذکیر
وسیلی ہمدردی کی تمنا میں آئی ہے ہمشیر — کرو نہ بھائیو اس کار خیر میں تاخیر
یہ سب سے عرض ہے اے بندگان تدبیر — لُبھائیں یوں دل نازک کو سب وفا تخمیر
کہیں کہ جھوٹ ہے اصل ہے گردش تقدیر — تحمل اور جو کرتی تو تھی اُمید کثیر
دکھادی وصل بامید و ورث نے تاثیر — لگائے اُسنے بھی ترکش سے اپنے چھپن تیر
مقام شکر ہے بی دلربا نہ ہو دلگیر — شکست و فتح نصیبوں سے ہے وے اے میر

«مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا»

اسیر زُلف سیاہ

(دُنبالۂ ماقبل)

کرتی نے اسکے بعد کہا کہ "اب تمھیں اپنے اطوار سُدھارنے چاہئیں۔ میں جانتا ہوں کہ کارنیوال کمپنی اسکے لیے موزوں مقام نہیں ہے۔ اسلیے کہ یہاں کوئی ایمانداری کا کام کیا ہی نہیں جاتا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ تم تک نے یہ عادت سیکھ لی ہے کہ تم تنہا چمکانے والی لیسی چیزوں اُنکے مال ہتھیا لیتی ہو۔ ان باتوں سے تو کسی لڑکی کی سیرت نہیں درست ہوسکتی ہے ایسی نے یہ مانا کہ ڈپٹی شیرف کوئی بڑا عقلمند نہیں ہے مگر وہ روپیہ والا تو ہے مشہور تو ہے۔ اگر اسکی ماں کے پاس ہو گے بھی کوئی لڑکی

خطرات سے محفوظ رہ سکے تو لی وینس کا جوڑا جو کہ ماں کی تعریف میں گا رہا ہے وہ سب بالکل غلط ہے تمھیں چاہیے کہ تم اب اپنے بُرے بھلے کے سمجھنے کی کوشش کرو۔ اور ان لوگوں کے ساتھ جاکے سال دو سال میں صداقت اور ایمانداری سیکھو۔ البتہ اگر تمھیں اسکے بعد بھی یہ محسوس ہو کہ ان لوگوں سے کسی طرح نہیں نبھ سکتی تو پھر انھیں چرکا دے کے بھاگ آنا۔"

ڈروتھی نے کرلی کی بڑی خوشامد کی کہ وہ اسے کارنیوال کمپنی میں رہنے دے بلکہ یہ وعدہ بھی کرلیا کہ وہ اپنے اطوار سدھارے گی اور سال بھر کے اندر ہی ایک پورا انشا اللہ اُن کے ملا دیا کریں گی۔ مگر اسپر کچھ اثر نہ ہوا۔

معلوم یہ ہوا کہ کرلی نے خود بھی کارنیوال کمپنی کو خدا حافظ کہنے کی ٹھان لی تھی وہ یہ محسوس کرنے لگا تھا کہ سانپ کھانے سے انسان کسی مرتبہ پر نہیں پہنچتا۔ وہ کہتا تھا کہ "اگر میں نے یہ پہلے ہی سوچ لیا ہوتا تو شاید میں نے دُنیا میں کچھ کرلیا ہوتا۔ اور آج اس قابل ہوتا کہ کسی لڑکی کے لیے اپنے کو پیش کرسکوں۔ خیر اب میں جیتا پیتا ہوں۔ میں نے تین ڈالرسان رکھنے والے چھپروں کے بیچ بیچے ہیں جہاں وہ آگئے میں چلتا پھرتا دکھائی دوں گا۔ اور اسکی کوشش کروں گا کہ میں بھی آدمی بن جاؤں۔"

جب ڈروتھی کو معلوم ہوا کہ کرلی بھی جا رہا ہے تو وہ سمجھ گئیں کہ اب کارنیوال میں رُکنا محال ہے۔ اسلیے کہ لی وینس کے جوڑے کے ساتھ اسیوقت تک بسر ہوسکتی تھی جب تک کہ کرلی دل بہلانے کے لیے موجود تھا۔ یوں تنہا ان کے ساتھ رہنا ناقابل برداشت تھا یہ سارے واقعات ایک ہی طرح کے فیصلے کے لیے مجبور کر رہے تھے۔ اسلیے ڈروتھی نے بالآخر کرلی سے وعدہ کرلیا کہ ڈپٹی شیرف کی ماں آجائیں اور انھیں دیکھ لیا جائے تو کوئی بات طے کی جائے۔ اگر وہ اسطرح کی عورت نکلیں کہ انکے ساتھ زندگی بسر ہوسکے گی تو پھر کچھ دنوں کے لیے یہی سہی۔

لیکن یہ عجیب بات تھی کہ اس دوران میں ڈپٹی شیرف کو سوا اسکے اور کوئی فکر نہ تھی کہ وہ ڈروتھی کو کسی نہ کسی خیمہ کے پیچھے لے جاکے خاص طرح کی نصیحتیں کیا کرے۔ ڈروتھی کہتی ہیں کہ "میں نے اپنی عمر میں کسی مرد کو اسطرح کی گفتگو کرتے ہوئے نہ دیکھا نہ سُنا۔ زبان سے تو شاعری و مذہب کے نکات آشکارا ہوتے رہتے تھے اور دونو ہاتھ دست درازی میں مصروف رہتے تھے۔ میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ میں اسکی ان حرکتوں کا ذکر کرلی سے کروں یا نہ کروں۔ مگر میں لوگوں کے لیے باعث پریشانی بننے سے اسقدر شرمندہ تھی کہ میں نے یہی طے کیا کہ جس طرح بنے مجھے خود ہی جھیلنا چاہیے۔ میں کسی کو کیوں پریشان کروں؟"

خدا خدا کرکے وہ دن بھی آیا جس روز کہ ڈپٹی شیرف کی ماں آنیوالی تھیں۔ ڈروتھی۔ کرلی۔ لی وینس کا جوڑا غرض پورا قافلہ ڈپٹی شیرف کے ہمراہ بڑی بی کو لینے اسٹیشن گیا۔ جب وہ گاڑی سے اُتریں تو اُنکی صورت شکل سے بوکھلاہٹ ظاہر تھی۔ وہ ایک چھوٹے قد کی سیدھی سادھی سی عورت تھیں۔ ڈپٹی شیرف انکو دیکھتے ہی دوڑا اور لپٹا کے بار بار پیار لینے لگا۔ ڈروتھی تو کہتی ہیں کہ وہ انکو

شکل میں جیسا کہ رولیٹ ایکٹ یا پریس آرڈیننس کے ضرور وارد ہو کے اپنی جیبا نک شکل دکھا دیتا ہے لاٹ صاحب بسلسلہ ۱۹۱۹ء کا بہلاوا "کچھ" بہاسوں سنئے اور بھیا نک قانون بھیجنے کے بعد بھی نہ آیا سب ۱۹۲۰ء یا ۱۹۲۱ء کا نیا اور دوسرا "کچھ" میری گلنگتی کانفرنس کی صورت میں نمودار ہونے کو ہے گاندھی اور نہرو کا قول ہے کہ چاہے "کچھ" آئے یا نہ آئے مگر مصیبتیں ضرور نازل ہونگی ارون صاحب نے "کچھ" کے آتے آتے ہزاروں کو جیل خانے بھیجا۔ اب نئے وائسرائے نوآبادی کی عملداری تشریف لائے تو وہ "کچھ" کا استقبال ایسے آئین سے کر رہے ہیں جس میں اور "مارشل لا" میں کچھ فرق نہیں۔ اگلے زمانے میں دریائے نیل کی طغیانی کے لیے مصر کے رہنے والے ایک کنواری کنیا بھینٹ چڑھاتے تھے۔ دریا اتنا چڑھتا تھا کہ تمام زمین جھک جاتی تھی۔ اس "دکھ" کے دریا میں ہزاروں آدمی بھینٹ چڑھتے ہیں مگر کبھی سیلاب نہیں آتا بلکہ زندگی پایاب ہوتی جاتی ہے۔ ہاں "کچھ" کی آمد پر غصہ ور انیلے ناتجربہ کار نوجوانوں کا تیہا ضرور بڑھ جاتا ہے وہ گنہگار اور بے گناہ دونوں کی جان پستولوں اور بم سے لینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ ملک کی شدید بدامنی کو ابھارنے کا مادہ جتنا "سخت آئین" میں ہے اتنا اور کسی شے میں نہیں۔ تم ملک کی شکایت کرتے ہو ملک تمہاری شکایت کرتا ہے۔ تہذیب نفس تم سے جدا گلہ کرتی ہے۔ تدبیر المنزل جدا۔ اور سیاست مدن جدا۔ اک ذری غور تو کرو۔ کیا بقول تمہارے "سخت اور مہلک بیماری کا علاج بھی بہت سخت اور تیز ہوتا ہے" سختی سے کچھ فائدہ اس دس گیارہ برس کی مدت میں دکھیا ہندوستان کو ہوا؟۔

ہر ایک پردے میں بیٹھنے والی جیسی کہ میں ہوں اس بات سے واقف ہے کہ سختی تشددوں کو زیادہ سخت بنا رہا۔ بے گناہ حاکموں پر "بم" اب آئے دن چلتے ہیں مگر افسوس ہے کہ ہندوستان کے سخت گیر معالج اس نتیجے سے بے خبر ہیں۔ باصطلاح حال "کامیاب آپریشن" وہی کہلاتا ہے جس میں مریض اور مرض دونوں کا استیصال ہو جائے۔ بیمار بھی غائب اور بیماری بھی۔

تم کہتے ہو "انتہائی سخت گیری کے بغیر امن قائم کرنا ممکن نہیں ہو سکتا"۔

میں کہتی ہوں "سب سے زیادہ سخت بیماری وہی ہے جو بیمار کو موت کے گھاٹ اتار دے صورت حال ظاہر کر رہی ہے کہ ہندوستان جاں بلب مریض ہے اگر سخت علاج نے کہیں یہ نوبت کر دی کہ مریض نے ہچکی لی اور مرض کے ساتھ روح بھی نکل گئی تو کیا ہوگا؟ کیا معالج صاحب کو انعام مل جائے گا؟ یا مریض کے وارث خوش ہو جائیں گے۔ یا اپنے پرائے میں نیکنامی ہوگی؟

تم کہتے ہو "شاید بعض لوگ خیال کرتے ہونگے کہ ان نو آرڈیننس نافذ کرنے اور ٹیکس بڑھانے سے وائسرائے کو لذت ملتی ہوگی۔ تو یہ بغیریت ہے واللہ بہت دل کڑھتا ہے"

میں کہتی ہوں "لذت ایک ہوتی ہے فعلی اور ایک ہوتی ہے انفعالی۔ خواہش کی امید بر آنے کا نام لذت ہے۔ خواہش خود ایک "الم" ہے وہ جب تک پوری نہیں ہوتی کانٹے کی طرح چبھتی رہتی ہے۔ اگر تم (یا تمہاری حکومت) کسی خواہش میں مبتلا نہیں ہو تو پھر کوئی جھگڑا فعلی اور انفعالی لذت کا باقی نہیں البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر سخت گیر آئین کا انفاذ کیوں مد نظر ہے؟ لیکن اگر خواہش ہے اور آرڈیننس کا انفاذ خواہش کا اصلی مقتضے۔ تو دو لذتوں میں سے کوئی لذت ضرور متصور بالذات ہونی چاہیے خواہ وہ دل پر جبر کرنے ہی سے حاصل ہو۔

ہندوستان کی حکومت تو ایک المخوبی حکومت ہے جسے نہ جمہوری کہہ سکتے ہیں نہ شخصی نہ نوعی۔ مگر جہاں نوعی یعنی نیم شخصی حکومت تھی وہ بھی اتنی مفلس نہ تھی کہ ایک سال مالیہ وصول نہ ہونے پر بھیک مانگتی اور جہاں شخصی حکومت تھی اسکا بھی یہ حال تھا کہ ادھر کوئی اتفاقی مصیبت نازل ہوئی ادھر اس نے خزانے کا منہ کھولا اور انعام اکرام خیرات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ بھوک سے مرنے والوں پر ٹیکس لگانے کا عمدہ نتیجہ صرف سر جارج شوسٹر ہی سمجھ سکتے ہیں۔ میں اگلے زمانے کی بات

میری سمجھ میں یہ خوشگوار نتیجہ ہرگز نہیں آ سکتا۔ ممکن ہے کہ آرڈیننس کے ایجاد کرنے میں تمہیں کچھ خزانہ ملتا ہو۔ مگر غریب کی جان کی قسم سر جارج شوسٹر کو ضرور ٹیکس لگانے میں ذرا مزا اعلے گا۔ یہ تو اسیا ہے کہ تمہاری زبان پر بھی آ گیا اور تم سے کہلوا چھوڑا۔ مجھے یقین ہے کہ جب سر جارج شوسٹر اپنا ۱۹۳۲ء کا بجٹ پیش کرنے لائینگے تو اسوقت وہ ہمیں ایک خوشخبری سنائینگے اس سے کہیں بڑھی چڑھی ہوئی جیسی کہ امسال سنائی ہے۔

اے ہاں سچ ہے۔ خزانے کا خالی ہونا ملک کا دیوالیا ہونا ٹیکس کی بھرمار۔ غریبوں کی تنخواہوں میں کمی ڈاک کے محصول کی زیادتی خوشخبری اور مژدہ نہیں تو کیا؟ اب دیکھیے ۱۹۳۲ء میں کونسا مژدہ روح افزا یا روح فرسا سننے میں آتا ہے۔ جس سے ملک بھر لذت فعلی (فاعلی) اور انفعالی کے چٹخاروں سے بھرنے لگے گا؟۔

مہربان لاٹ صاحب! اگر یہاں جمہوری یا نیم جمہوری سلطنت ہوتی تو ضرور مجموعی حیثیت سے ملکی رعایا اتنے اور یہ ٹیکس گوارا کر لیتی۔ جس طرح انگلستان کی رعیت نے کچھ دنوں تنگدستی کی صعوبت اٹھائی اور اب فراخی کے مزے لوٹ رہی ہے۔ ہندوستان کس امید پر سیاسی تماشبینی کا مرثیہ ٹیکس برداشت کرے؟ کیا ریلوے کا محصول ڈاک کا محصول۔ اجرت نصاب یعنی کورٹ فیس میں زیادتی کے بعد کوئی کمی اسوقت تک ہوئی؟ بہر حال ایک خوشخبری تو سر جارج شوسٹر نے سنائی یا سنائینگے ایک اور خوشخبری اسی طرح کی میرے کانوں میں پہلے سے پڑی ہوئی ہے۔

یہاں ایک ملکہ جہاں بیگم تھیں ان کے بڑے پوتے بڑے نواب کرکے مشہور تھے۔ تم جانو یہاں کے خاندان شاہی کو سب سے زیادہ کھلنے والی جو چیز ہے وہ دلتی نواب صاحب کا ایک محاورہ تھا کہ پیر امیری لوٹ گئے انکے بکنے کا ارمان۔ میں کیا بتاؤں درگاہ میں سکیلوں جلسیں ہوئیں۔ عمل پڑھوائے۔ چلے بندھوائے گئے منتیں مانی گئیں کہ کسی طرح جان تو بک جائے۔ آخر خدا نے سن لی پچاس پچپن ہزار کو لاکھوں کی جائداد بکی۔ درمیانی لوگوں نے یہ عنایت فرمائی کہ ہتھیلی میں آدھے ملنے کے گنیل اور باد دے

ENGLAND
برٹش ۱۹۳۱ء
ہندوستانی ۱۹۳۱ء
INDIA
بائیکاٹ

۱۹۳۱ء کا وداعی اور آخری ناچ

"راؤنڈ ٹیبل تھیٹر کا ڈراپ سین"

انگلینڈ

دیپریت کے ڈھب کا گاندھی جانت ناہیں۔ السیونٹ کٹ موری مانت ناہیں۔ [illegible] ...."

انڈیا

جھوٹے بچن جیا مانت ناہیں۔ مانت ناہیں۔ مانت ناہیں۔

ڈاک کا محصول

بڑھ گیا ہے ترسیل زر کے لئے منی آرڈر کا ذریعہ بہترین اور
آسان ہے جن حضرات کی میعاد خریداری ماہ حال میں
ختم ہوگئی تھی اُن کی خدمت میں بعد اطلاع و انتظار منی آرڈر بدرجہ مجبوری وی۔پی
روانہ کردی گئی ہیں وصول فرمالینا چاہئیں ادارہ ہذا کا نقصان بھی آپ ہی کا نقصان ہے

نیاز مند:-
منیجر

روپیہ بھرت اور کہیں تھیلیاں نواب صاحب کے سامنے رکھدیں اسنہ خوبی اور مبارکبادی کا غل مچ گیا اے حضور اللہ نے سیدوں کیا۔ خصلکے مکان کی بھی بجنے کی خبر جا آئی جس دن ماغ بکے کا اس دن مہنگ کرو گی جو آیا وہ تہنیت کا حق ادا کرتا ہوا۔ رفتہ رفتہ محلات شاہی تک بیدھائی پہونچ خبر پہونچی۔ ایک بیگم صاحب آئیں اور فرمایا مبارک نواب " میں اسی انتظار میں چالیس دن تمہیں جاگی ہوں۔ لاؤ میرا حق " دوسری نازل ہوئیں اور فرمائش جڑدی " سعادہ تم بڑی آئیں دو توڑے لینے والی۔ میں نے تو پورے ایک عشرے کی چلہیں مانی ہیں تم نے دو توڑے ہیں تو میں بھی دو ہی لے کے ٹلونگی " تیسری نے آتے ہی دوہتڑ رسید کیا اور کہا " تمہاری جوش میں آؤ۔ کیا میری عزت ان دونوں سے کم ہے۔ خبردار جو میری برضدی کی۔ یہ دو توڑے میرے ہیں " بیگموں سے نجات ہوئی تو خدام بارگاہ کی باری آئی۔ علی قدر مراتب انھوں نے بھی توڑوں پر قبضہ کیا۔ نواب نے آخری توڑا اپنی بغل میں دبا لیا " بس بھئی دیکھو " اب یہ میرا حق ہے۔ اس میں سے ایک پیسہ کسی کو نہ دوں گا۔ واللہ میں کسی کو خیال نہیں آخر میں نے بھی تو منت مرادانی ہے؟ سب کے بعد کہار آئے اور عرض رسا ہوئے " خداوند ہم بھی دعا گو ہیں " تھیلی کھولی گئی آدھے گول گپل چھے گول منہ کی صورت کے وہ بے پروائی کے ساتھ علیحدہ کیے گئے اور دس روپیہ کہاروں کو اس شرط پر دیے گئے کہ کنالاں باغ بکنے کی بھی دعا مانگے لگائے مانگیں تو منہ میٹھا کیا جائے گا۔

ابھی کہار سلام کرکے سامنے سے ہٹے نہ تھے کہ فہدو نے آواز لگائی " آمین۔ آمین۔ الٰہی گھر بھی نواب بہادر کا نیلام ہو جائے۔ ہم سے تو کہار ہی اچھے رہے۔ انھیں دس ملے تو ہمیں پانچ ہی سہی۔ سایہ پنجتن پاک کا سب آمیں " پھر ان کے کہنے لگا۔ سنتے ہیں کہ صرف سو روپیہ حضور کے صندوقچے میں جمع ہو گئے حضور اکثر فرماتے رہتے تھے کہ خدا کے فضل سے سو روپیہ اسوقت خزانے میں ہیں۔ اگرچہ ملا یہ فخر صرف دو روز باقی رہا۔ لاٹ صاحب! میں نے تمھارے آخری کے بہت غور سے پڑھے سلام وعدہ کرتے ہو کہ جیسا اپنی دستور

کنیڈا میں تھا ویسا ہی عنقریب ہندوستان کے لیے بن کے تیار ہو جائے گا پھر دنیا کو دعوت شرکت دی جاتی ہے۔ میں اسکی تو قائل نہیں کہ بالکل کنیڈا کی طرح کا آئین یہاں رواج پائے گا مگر اس بارے میں تمھاری ہم زبان ہوں کہ بہت جھٹ بے صبرے نوجوان بم بازوں اور انقلاب کے بھوکوں کو ضرور بے گناہ کشی اور اضطراب سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کیا معنی کہ ہمیشہ جھوٹے وعدے نہیں چلتے۔ ابھی تو نہیں مگر سال دو سال میں اتفاق و دائرۂ اوبو ڈ" کی طرح کی دوسری گول میز کانفرنس مرکز ہندوستان کے حق میں مفید فیصلہ کرے گی پس اگر ملکی دیوانے ہوش میں آجائیں تو بیکار جانیں ضائع نہ ہوں۔ مل کے چلنے میں بھی فائدے کی صورتیں نکل سکتی ہیں بشرطیکہ ہندوستان میں جو بڑے حاکم انگریز آتے ہیں وہ احتیاط اور عقل والے ہوں۔ (باقی آئندہ)

راقمہ

تمھاری خیر خواہ سلطان آرا بیگم

جُلسائے بے تدبیر

شیخ سعدی نے گلستاں میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شاہزادہ نے باپ کے مرحوم ہو جانے کے بعد جب زمام مہار حکومت خود سنبھالی تو رعایا کی بہبودی اور خوشحالی پر زر و جواہر پانی کی طرح بے دریغ بہانا شروع کیا اور اچھی طرح داد سخاوت دینے لگا۔ آپ جانیے سلف سے بادشاہوں اور امیروں کے گرد ایک غول جی حضوری اور خوشامدی خود غرض جُلسائے مہر کا اکٹھا رہتا ہے ایسے موقعوں پر اُسکی خیر خواہی کی رگ جلدی پھڑکتی ہے وہ ذاتی طلب منفعت کے وقت جتنا خرمیلا اور رمنا چومنا ثابت ہوتا ہے اُسکے برعکس رفاہ عام کی تجویزوں اور کاموں کے وقت اُتنا ہی دھیمٹے اور چرب زبان نظر آتا ہے اپنے مفاد کے وقت کہتا ہے " اے حضور اللہ سلامت رکھے یہ سب ظل اللہ کی ذرہ نوازی ہے ورنہ غلام تو ہیچکارہ لور ہیچمیرز ہے حضور نے خان بہادر آنریری مجسٹریٹ بنایا رائے بہادر کے خطاب سے سرفراز کرکے وزارت عظمیٰ کے عہدے پر

پہونچایا تو بہ ظل اللہ کی شریف شناسی و قدردانی ہے ورنہ بندہ بے درم خریدہ کا تو چوسیا کے بل سے اُچک کر بھاگتے وقت پیشاب خطا ہوتا ہے مکھی کی بھنبھناہٹ لرزہ براندام کرتی ہے غلام زادہ کی والدہ صاحبہ معظمہ رات کو پہروں یہ سمجھانے کے جب تشکانی ہر شب کہیں جاکے بستر لت پت ہونے سے بچتا ہے " اب خلق اللہ کی نفع رسانی کے کاموں کی تجویز یا تکمیل کے وقت جو ارشاد ہوتا ہے وہ بھی سُنیے۔ " اے حضور قربان جاؤں بھلا کہیے تو سہی ایسے پُرآشوب زمانہ میں خزانۂ عامرہ یہاں اس بارگراں کے ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ اول تو ظل اللہ ملاحظہ فرمائیں کہ مسئلہ تعلیم عام ہر پہلو سے مضر ہے ابھی تو یہ پڑھے لکھے خال خال نظر آتے ہیں اسپر بھی اُن میں کتنے شوریدہ سر ہیں امور مملکت میں کتنے روڑے اٹکاتے ہیں کہ ناک میں دم ہے ان پڑھے لکھوں کے کردار کو ایک طرف رکھیے اور جہلا کے حُسن کارکردگی کا موازنہ کیجیے ابھی یہ کمبخت جیتے ہی نہیں جانتے کہ بیل کی دُم کدھر ہوتی ہے تو ظل اللہ کے احکام میں دُم کیونکر ہلا سکتے ہیں انکے سامنے جب حکومت کا ایک ڈپٹی کلکٹر کہتا ہے کہ دیکھو وہ پشاور میں جرمنی کا بھوت کھڑا ہوا دانت دکھا رہا ہے لاؤ نکالو چندہ یہ بیچارے اسکے اس قول کو گیتا کے اشلوک یا قرآن کی آیت سے کسی طرح کم نہیں سمجھتے۔ حکومت کی بہادری میں شک بھی نہیں کرتے اور چندہ کا ڈھیر بھی لگا دیتے ہیں۔ تو اب حضور بغور ملاحظہ فرمائیں! مسئلہ تعلیم عام کے پُرخطر ہونے کا یہ لدنی پہلو ہے "

چنانچہ ایسے ہی جُلسائے بے تدبیر کی مجالست سے شاہزادہ کو بھی سابقہ تھا ایک دن اُن میں سے ایک نے شاہزادہ کے حضور بزبان شیریں مقال سے باپ نصیحت کھولا کہ حضور والا آپ کے باپ دادا پردادا اور سکڑدادا نے بڑی جانکاہی سے اس زر و جواہر کی نعمت بیکراں سے خزانۂ عامرہ پُر کیا ہے اور مصلحتاً محفوظ رکھا ہے از راہ خاکسار پروری دست کرم کوتاہ کیجیے ورنہ یہ سمجھ لیجیے کہ دشمن گھات میں ہیں ایسا نہ ہو کہ جنگ چھڑ جائے اور اسوقت وارا بندہ جاری کرنے پر بھی جھک مارنا پڑے

موسم برسات میں ان ادویات کی از حد ضرورت ہے۔

سدھا سندھو

کف کھانسی ہیضہ، دست سہل، سنگرہنی، آتیسار، پیٹ کا درد، قے۔ دست۔ بچوں کے ہرے پیلے دست وغیرہ کی آزمودہ دوا قیمت فی شیشی ۶ آنہ

دد روگ کیسری

داد کی دوا

بغیر جلن اور تکلیف کے داد کو جڑ سے کھونے والی دوا قیمت فی شیشی ۴ آنہ

محصول بذمہ خریدار

بال سدھا

بچوں کو طاقتور، خوبصورت اور تندرست بنانے کے لیے میٹھی دوا قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۹ آنہ

درا کشا سو

جسم میں فوراً قوت بڑھانے والا قبض بدہضمی۔ کمزوری کھانسی اور نیند نہ آنا دور کرتا ہے۔

قیمت بڑی بوتل ۲ روپیہ چھوٹی بوتل ایک روپیہ

سب دوافروشوں سے ملتا ہے دھوکے سے نقلی دوا نہ خریدیے

منگانے کا پتہ: سکھ سنچارک کمپنی متھرا

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و عطائی نسخہ جات و جاہل خود رو طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت صحت حاصل کرنا یا سچا و مخلصانہ مشورہ کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حذاق اطبا کے مشوروں سے بلا ہوائے فیس فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی جدید فہرست طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہنچائیے۔

تمام خط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے۔

المشتہر: دواخانہ معدن الادویہ گنگو پیا اسٹریٹ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائیگی۔

(۳) پانچ پرچوں سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ بھائی ڈاکٹر موتی لال صاحب) یہ سرمہ کل ادویات و نفیس پر سبقت لے گیا ہے تندرست آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور ہر قسم کی شکایات آنکھ مثلاً سرخی، پھولا، جالا، پربال، ککرے، آشوب چشم، نزلہ، دھند، شروع موتیا بند، رو ہے، سوزش وغیرہ کے لیے از حد مفید و اکسیر ثابت ہوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۲ اشۃ ۴ ر آدھے درجن کے خریدار کو محصول معاف ایک درجن کے خریدار کو ایک شیشی مفت و محصول معاف۔ ملنے کا پتہ

کیلاش بہاری سنہائی اے۔۸۰۴ سوامی نگر دیال باغ آگرہ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ ہوا میں گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جز و علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد و دھوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد و دھوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔ ۱ ملنے کا پتہ: دفتر اودھ پنچ لکھنؤ

1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
1931
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

لفظ	زبان	معنی
بل بل	انگریزی	ڈبل سانڈ بیل
بشیر	عربی	مولانا نذیر احمد دہلوی کے بیٹے جو مصنف کتب مختلفہ ہیں۔
باویہ	ہندی	بڑا کٹورا
باربر	فارسی ہندی انگریزی	یہ لفظ اصل میں بال بر تھا۔ چونکہ بھاشا میں ل اور ر کا بدل ہے اسلیے بار بر ہوا۔ وجہ تسمیہ انگریزی داں نے یہ سمجھی کہ بال بجائے خود باعث [illegible] اور وبال سر ہیں اسلیے بیدیوں نے انکو مقرض کرا لیا۔ پس یہ اسم فاعل معنی بوجھ لیجانے والا بجنسہ انگریزی میں بمعنی حجام لے لیا گیا۔ لہذا فارسی ہندی کے خلط کے ساتھ انگریزی میں مخلوط ہو گیا۔
پاخانہ	فارسی	پاؤں کا گھر
تمر ہندی	عربی۔ انگریزی	ہندوستان کا پھل۔ اصل میں تمر ہندی تھا عربی میں [illegible] کاٹا سے بدل کر تمر ہندی ہوا اور انگریزی میں باختلاف لہجہ [illegible] کہا گیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمر بمعنی کھجور ہو اور ہندوستانی کھجور اس کا نام رکھ لیا گیا ہو۔
چیرمین	انگریزی	کرسی کا آدمی۔ یا قصبہ کرسی کا باشندہ۔
حضرت	عربی	بڑے چالباز۔ چلبلے۔ ہوشیار۔ بھائیں۔
خرگوش	فارسی	گدھے کے کان۔
دریچہ	ایضاً	دری فرش کی قسم ہو۔ یہ لفظ اسکی تصغیر ہے جیسے غالیچہ کو بچہ وغیرہ
سراب	فارسی	پانی کا سر
سڑک	ہندی	بمعنی رستہ۔ اصل لفظ سرک تھا کثرت استعمال دیا لوگوں کے راستہ چلنے سے سڑک ہو گیا کیونکہ سرکتے ہیں۔
سارنگی	ہندی	سارنگ جسکے سنسکرت میں تین معنی ہیں اُسکی ہائے مؤنث ہے اسی لیے سارنگی سے سارنگ کے، ہو معنوں کا لحاظ رکھتے ہوئے امیر خسرو نے سہ تارا ایجاد کیا۔
شریف	عربی	مکہ معظمہ کے بادشاہ کا لقب تھا۔
عینک	"	چھوٹی آنکھ۔ عین کی تصغیر ہے۔ جیسے کودک۔ طفلک [illegible] وغیرہ
قاز	عربی و ہندی و انگریزی میں شامل ہے	(عربی) قازی کا صیغہ مذکر یا فرد ہندی) ایک پرند
کوکین	پوربی ہندی انگریزی	یہ پوربی بھاشا کا لفظ ہے مرکب ہے، کو یعنی کون اور کین بمعنی کیا۔ کوکین؟ یعنے کس نے کیا۔ انگریزی کے لفظ کو کین سے بگڑ کر بنا ہے۔ دوا کا نام ہے۔
گاؤزبان	فارسی	گائے کی جیبھ جو لعاب دار ہوتی ہے اسلیے ایک دوا کا نام بھی ہے۔
مستند	"	اصل میں یہ لفظ سند ہے بمعنی سارٹیفکٹ مگر شروع میں میم لگا کر صیغہ نفی بنا لیا گیا یعنی سند ست کرو۔
مرغزار	فارسی	یعنی مرغ کا پاجامہ۔ ازار میں سے الف ساقط کر دیا گیا یہ صرف کے قاعدہ میں ہے۔ جیسے اشتر سے شتر
مولوی	عربی	ایک کثیر الاشاعت اسراری رسالہ جو دہلی سے شائع ہوتا ہے۔
مسکین	عربی	وکٹوریا زنانہ ہسپتال دہلی کی [illegible] ڈاکٹرنی کا نام ہے۔
لچھمی	ہندی	راجہ رام چندر جی کے بھائی لچھمن جی کی شریمتی (استری) ہیں۔
نذیر	عربی	مولوی نذیر احمد دہلوی مصنف مراۃ العروس [illegible] وغیرہ

الراقم - جاہل مدبر
سلطان ہندی
برادر فاضل مقبل

سمن بغرض انفصال مقدمہ

حسب آرڈر ۵ رول ۲ ضابطہ دیوانی

نمبر مقدمہ ۸۱ ۴۹ سنہ ۱۹۳۱ء خفیفہ

بعدالت خفیفہ جناب کنور سکھراج بہادر صاحب منصف کنڈہ مقام پرتاب گڈھ
[illegible] سنگھ ولد [illegible] سنگھ قوم چھتری پنجابی ساکن [illegible] پور پرگنہ رام پور تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڈھ .... مدعی

بنام

[illegible] .... مدعا علیہ

بنام [illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڈھ۔
ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ گیارہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے بخوبی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوی مدعی مذکور کا دو اور چونکہ تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز اُن کو پیش کرو۔
مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔
آج بتاریخ ۱۰ ماہ دسمبر ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری بدفتر منصفی کنڈہ ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۸۱ ۴۹ سنہ ۱۹۳۱ء

بعدالت جناب بابو گنگا شنکر صاحب بہادر فرسٹ اڈیشنل جج خفیفہ لکھنؤ
خان بہادر سید احمد حسین رضوی ولد سید دلدار حسین رضوی ساکن محلہ جھوائی ٹولہ شہر لکھنؤ۔ مدعی

بنام

فیروز الدین خاں .... مدعا علیہ

بنام۔ فیروز الدین خاں ولد محمد [illegible] خاں پیشہ [illegible] ساکن [illegible] چوک شہر لکھنؤ۔
ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] ۵۱/- روپیہ کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۲ ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء بوقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے بخوبی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوی مدعی مذکور کا دو اور چونکہ تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اُسی روز اُن کو پیش کرو۔
مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔
آج بتاریخ ۸ ماہ دسمبر ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

بقلم عبد الرؤف خاں اہلمد
دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری بدفتر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

مصنوعی ناراضی یعنی خواہ مخواہ کی روٹھی رٹھول

کنزرویٹو پارٹی :۔ "مردوے ہوش میں آ - پارلیمنٹ کی ہوا بدلنے والی ہے - اپنا حشر دیکھ لینا"

وزارت :۔ "یہ مردار خواہ مخواہ آستین پکڑتی ہے سے کوئی بتائے ہم نے کسی کو کیا دے دیا؟"

فرمان : "تاکہ وہ حالات کو قابو میں رکھ کے اعتدال کے دڑبے میں ٹھونسے اور ہندوستانی مفاد کو مقدم رکھ کے نظام عمل کو خوش اسلوبی و بحالی سے جاری رکھ سکے۔"

گزارش : یہ حضور کے بس کی بات ہے نہ ان غریب مہاجنوں کے اختیار کی بات ہے۔ اگر ہندوستان کو بطفیل خداوندان انگلستان یہ یقین آ گیا کہ ڈیڑھ سو برس تک ہندوستان کا مفاد مقدم رکھا گیا تھا۔ اب بھی مقدم رکھا جائے گا۔ اور اسی طرح نظام عمل جاری رہے گا کہ اس مقدم مفاد کا اعتقاد شدہ بدہ سروں کے دماغ میں بیٹھ جائے تو بیشک یقین آ سکتا ہے کہ بھلے دن آ گئے۔ ورنہ ابھی تک تو ہندوستانی "مفاد" کی تفصیل ہی معلوم نہیں ہوئی اسکے لیے "مفاد" کے تعین میں بھی بین اختلافات ہے۔ کانگریس کہتی ہے کہ ہمارے نزدیک "ہندوستانی مفاد خود مختاری" میں مضمر ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہندوستان کا فائدہ غیر محسوس غلامی میں پنہاں ہے۔ کانگریس کہتی ہے ملک بفضل خدا بالغ و عاقل ہے۔ آپ کہتے ہیں نہیں ابھی دودھ کے دانت بھی ٹوٹنے باقی ہیں۔ بلکہ تعلیاں رکھنے کا زمانہ ہے۔ ہماگریس کہتی ہے :-

"جب پوت تمہارا۔ اب کہتے ہے ہمارا حق مانگو مادری۔ تو دوں پانچ سیر باجری۔ ساس جی چاہے اُچکو چاہے کو دو۔ چاہے منکاؤ کولا۔ ڈولی پر سے جب اُتروں جب آنگن دھر و چولھا۔"

تم اور تمہارے ملک والے کہتے ہیں :-

"بارے ہمے سوریا بیاہ بھیو۔ برلاگت ہے بیسے نار کا ناتی۔ ساس نند کی لاج رکھیوں۔ نا ہیں چھوڑ کے آنچل پلوتیوں چھاتی۔"

اہل ملک اپنا گھر خود ہی دیکھنا بھالنا چاہتے ہیں۔ اور آپ کی برادری اسکی روادار نہیں۔ ہر کام میں ورمشق ہونے کی دعوے دار ہے۔

ایسی حالت میں خدا ہی جانے کہ آپ کی تقریر کے اس فقرے سے ملکی مفاد کو اول نمبر پر رکھ کے نظام عمل جاری رکھ سکنے کیا مراد ہے۔ جب تک "مفاد" کے مواد میں چھیچھڑے اور پیپ لہو موجود ہے اور اچھی طرح صفائی نہیں ہوتی اسوقت تک بہت مشکل ہے کہ لوگ آپ کی تقریر پر مطمئن ہوں۔ سمجھے؟

فرمان : "آئینی مشعل ہاتھ میں لینے سے ذمہ دار حکومت کا نزدیک راستہ مل سکتا ہے۔ صاحبو اگر لوگوں نے چال درست رکھی تو میں اور میری حکومت دونو ہر وقت مدد پر کمر بستہ رہینگے۔ ہم سب کو یہ امید رکھنی چاہیے کہ وفاداری کے ساتھ حکومت کا ہاتھ بٹانے سے بگڑی بن جائے گی اور ہندوستان ترقی کا بلند ترین مرحلہ طے کر سکتا ہے۔"

گزارش : سچ ہے واللہ سچ ہے۔ اگر جناب اپنی توجہ کے ہندوستان وارد ہونے کے وقت سے آجتک کے حالات ملاحظہ فرمائیں تو وفاداری کا لامتناہی سلسلہ آپ کو ملے گا۔ جان آبرو مال اولاد کونسی چیز ہے جس نے وفاداری کا دم نہیں بھرا؟۔ آپ کہتے ہیں آئینی جدوجہد کے راستے میں پھیر پھار نہیں ہے۔ ہم گزارش کرتے ہیں کہ ہندوستانیوں نے تو آجتک آئینی جدوجہد کو بھی وفا کے خلاف سمجھا۔ مگر جب جنگ عظیم میں "دکھڑا" دینے کے قبل حکومت نے وفا کا بدلہ رولیٹ ایکٹ کی جفا سے دیا تو معلوم ہوا کہ خود حکومت کو رعیت کی وفاداری سے فائدہ اٹھانا مقصود نہیں اسکے بعد کونسلوں میں انتخابی عنصر شامل کیا گیا مگر قانون شکنی کا حق حکومت نے اپنے پاس نام کر لیا تو معلوم ہوا کہ آئین اور قانون کوئی چیز نہیں۔ حکومت کونسلوں کے بنائے ہوئے ہر قانون کو مچھر کی طرح مسل دینے کا ہر وقت اختیار رکھتی ہے۔ گنوار و مثل ہے "جمن جوڑے بلی بلی اور شیطان بہائیں کپا"۔ بعد ازاں اس خدائی اختیار نے پیٹ سے پاؤں نکالے اور جو باتیں اہل ملک نے اپنے واسطے مفید خیال کیں انھیں حکومت نے ملکی مفاد کے مخالف قرار دے کے مسترد کرنے کا لگا لگا دیا۔ گویا عملاً قانون ٹوٹنے لگے یہی نہیں نئی طرح کے آرڈیننس بھی پیدا ہونے شروع ہوئے جنھوں نے زندگی دوبھر کر دی۔ یہ آرڈیننس انصاف سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے تھے۔ نہ آجتک انسانوں پر حکومت کرنے کے واسطے کسی ایماندار اور عادل حکومت نے خواہ وہ شخصی ہو یا قومی یا جمہوری اسطرح کے احکام جاری کیے تو معلوم ہوا کہ جفا کے لیے قصور ڈھونڈھنے پر حکومت تلی ہوئی ہے رعیت کی آزادی اور آرام سے کوئی لگاؤ نہیں۔ وہ بچوں کی طرح رعایا کے ساتھ لنگر پیچ لڑانے پر مستعد ہے۔ آپ جانیے ہندوستانی کھلنڈرے تو ازل سے ہیں وہ بھی ڈور میں ڈھیلا باندھ کے "آؤ کھلاڑی لنگر پیچ ہم کاٹیں تم لوٹ لو" کہتے ہوئے "وہ کاٹا" کا نعرہ لگانے میں مشغول ہو گئے۔ مقصد یہ ہے کہ آئین اور قانون کی وقعت خود ہی نگاہوں سے گرتی چلی گئی۔ بالآخر رعیت کے مقابلے میں حکومت نے "مصنوعی فتح" کا ایک طریقہ ایجاد کیا اور دنیا کی تاریخ میں یہ ایک نرالا طریقہ سمجھا گیا۔ وہ بھی گزارش کرتا ہوں۔ سن لیجیے۔

لکھنؤ کے رؤسا اگلے زمانے میں مصاحب نوکر رکھتے تھے۔ خالی وقت کیونکر کٹتا بادشاہ چنگ (گنجفہ) سے جی بہلایا جاتا۔ گنجفہ کے ورق ابتر کیے گئے بازی تقسیم ہوئی۔ کھیلنے والوں نے اچھے اچھے "خم" اپنی اپنی بازیوں سے "حضور" کے ورقوں میں ملا دیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضور نصیبو ہی تین پلٹوں میں "دودستہ خلال" دے دیں۔ کبھی ایک مصاحب حضور کا رفیق بن گیا۔ ظاہر ہے کہ تین کھیلنے والوں میں سے دو ایک طرف ہو جائیں تو تیسرا فریق جیت ہی نہیں سکتا تیسرے کو یکطرفہ خلال ہوئی اسپر آمنے سامنے کسے گئے۔ غریب نے منہ بنا کے کہا "ہم حضور کے ساتھ کھیل ہی نہیں سکتے۔ حضور پر تو گنجفہ عاشق ہے۔"

اس مصنوعی اور ریائی فتح سے حضور کے ڈیل میں خون کی افراط ہو جاتی تھی۔ اکثر حضور نے بھی مونچھوں پر تاؤ دے کے فرمایا "بھلا ہمارا حریف گنجفے کے میدان میں کون ہو سکتا ہے؟ کیوں میر صاحب یاد ہے وہ کل والی "تین تنکو" (خلال کی قسم) اور خان صاحب آپ کو بھی آج کی "تنکو" یاد رکھنی چاہیے۔ مرزا صاحب نے کہا تھا حضور "صفو" دیکھیے گا میں نے جان بوجھ کے تین ورق آپ کے چوڑے رکھ لیے صفو آسان ہے مگر تنکو۔ تنکو۔ مشکل ہے۔"

پولیٹیکل گنجفے میں حکومت انگریزی کے سوا اس طریقے کی بازی کسی گنجفہ باز کو کھیلنا نصیب نہیں ہوئی کہ اپنے

مطلب کے مدق بھانڈنے اور رعیت کو ہر ستے ٹکو
ٹکو کی خلال دتیا رہے۔ مگر بار بار آئین۔ آئین
دستور۔ دستور۔ کا وظیفہ حکومت نہ پڑھتی تو رعیت کو
ہرگز غرور شکنی کا خیال نہ ہوتا۔ اور وہ کبھی اپنا قدیم
رویہ نہ بدلتی۔ بادی ہاتھ آتے ہی اچھے اچھے ورق
حضور کی بازی میں شامل کر کے پٹ سے ورادکا درفتہ
ورقوں سے خود کھیلتی رہتی۔ خلال پر خلال ہوتی اور
وفاداری کے ساتھ صبر و قناعت سے کام لیتی۔

لاٹ صاحب! مجھے قرابت مشکل معلوم ہوتا ہے کہ
"مصنوعی لنچ" پر حکومت کو موتھیوں پر تازہ دینے کا
موقع پھر کبھی مل سکے۔

یاد رہے کہ پولیس سب کچھ کر سکتی ہے۔ ماسد مار
جھوٹے مقدمے بنانا۔ باعزت لوگوں کی آبرو لینا۔
اسکے امکان میں ہے مگر "وفاداری" پیدا کرنا ہرگز
اسکے امکان میں نہیں۔ آپ کی آرڈیننس پلاری
بھی "وفادار سازی" سے قاصر رہے گی۔ پولیٹکل میدان
خدا کی قسم پولیس نے کبھی "سر" نہیں کیا عالم بھر کی
تاریخ موجود ہے۔

رہا آپ کا یہ وعدہ کہ اگر آئینی جد و جہد ترقی ملک
میں ہندوستانیوں نے اختیار کی تو میں اپنی حکومت
سمیت ... وہ پسکر بستہ رہوں گا۔ تو یہ اسوقت تک باور

کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا جب تک آپ کے
آرڈیننس پولیس کو اندھیر مچانے کے مواقع پہنچاتے
رہیں گے۔ کیا معنی کہ عمل قول کے مطابق کبھی
نہ ہو سکے گا۔ کن ہنگا ماؤں بے گناہ سب مجی ہونے
چلے جائینگے تو آئینی جد و جہد کی نوبت کبھی نہ آئیگی
نہ آپکا وعدہ عمل سے فعل اور قوت سے امداد
کی شکل اختیار کرلے پائے گا۔

لاٹ صاحب! آخری گذارش سن لیجیے۔ شاید
ہندوستان امن و امان کی صورت دیکھے اور آئینی
اصلاحات کی نوبت آئے کہ حلف کی عبارت میں
یوں تغیر کر دیجیے کہ جہاں "تاج کے ساتھ وفاداری"
کا اقرار آپ لوگ کرتے ہیں وہاں "رعایا کی خیرخواہی
اور ہمدردی" کا اقرار صالح بھی فرمائیے۔

اب تک اس کانگریس نے حکومت کو بد عہد مشہور کیا۔

خاتمہ سال بخیر باد
وآغاز سال نو مبارک!

چونکہ حکومت نے حلف کے ساتھ کبھی وعدہ نہیں
کیا لہذا ممکن ہے کہ قسمی قسما کچھ اثر دکھائے اور پبلک
یقین کر بیٹھے کہ جب اغراض ہند و اغراض حکومت
میں تعارض ہوگا تو حکام وہ راہ اختیار کریں گے
جو دونوں میں "توافق" باقی رکھ سکے۔

ہمارا سال ختم ہو چکا۔ اس لیے کہ اودھ پنچ
کی سولھویں جلد کا یہ آخری نمبر ہے۔ انشاءاللہ آئندہ
سال گزارشوں کا مفید سلسلہ ہر قران کے عقب
میں جاری کیا جائے گا۔ اچھا خدا حافظ۔

کچھ خیال آبرو ہی

جو حضرات فائل جمع کرتے ہوں اگر انکی فائل ناقص ہو تو
گمشدہ نمبروں سے مطلع کریں۔ اگر موجود ہوئے تو بدون قیمت
بھیجے جائینگے۔ ورنہ ہوت تو خاموشی جواب ہے۔

اطلاعنامہ بنام اشخاص نسبت تعیین تاریخ سماعت درخواست دیوالیہ

بعدالت ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر بارہ بنکی

مقدمہ دیوالیہ ۱۳۲ سال ۱۹۳۱ء

بمقدمہ قرار دیے جانے دیوالیہ مسمی ہیری لال ولد چھیدی قوم کوری ساکن کرولی پرگنہ و تحصیل فتحگنج ضلع بارہ بنکی۔ سائل

بنام

ٹھاکر دین وغیرہ .... قرضخواہان

ہرگاہ مسمی ہیری لال نے عدالت ہذا میں بذریعہ عرضی مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۳۱ء درخواست کی ہے کہ وہ حسب معیار ایکٹ دیوالیہ ۵ سنہ ۱۹۲۰ء دیوالیہ قرار دیا جائے لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ عدالت ہذا نے تاریخ ذیل ۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء واسطے سماعت درخواست مذکورالصدر سائل بیان مدیون کے مقرر کی ہے اور جملہ قرضخواہان بیان تحریری بتاریخ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء کو داخل کریں۔

آج بتاریخ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۱ء کو میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

مولانا پنچ کے مختصرات

حکایت۔ فاتفاقاً ایک شہرت کے کسی معلوم
نہیں ہمارے ماحول عقل کیسی ہے تو ہم تم جھوٹ موٹ
لڑیں اور مہمان کو حکم بنائیں۔

دونوں لڑکے اور مہمان سے پوچھا تم اتنے دنوں
ہمارے ملک میں شریک ہو فیصلہ کرو کہ ہم میں سے کون
ظالم ہے؟ مہمان نے جواب دیا یہ سالہا سال تمہارا نمک
کھاؤں تب بھی میں اسکا فیصلہ نہ کر سکوں گا۔

پہلے زمیندار اور کاشتکار کی لڑائی میں ہماری سرکار
کا بھلا ہو جاتا تھا۔ اب ایک دائمی جنگ ان دونوں میں
چھڑ گئی۔ اور آپ یقین رکھیے کہ دنیا سالہا سال اتنی
سوٹیاں نوشی تم کے بعد بھی "کون ظالم ہے" کا جواب
نہ دے سکے گی۔ نہیں کہ اب بھی سرکار کو نفع ہوگا یا نہیں؟

منتخبات دور جدید اودھ پنچ کا ایک عمدہ سلسلہ اس
سال شروع کیا گیا۔ آئندہ بھی بفضل خدا یہ سلسلہ جاری
رہے گا۔ اسے علیحدہ محفوظ رکھیے۔ پرانی جلدیں اب کیاب
ہیں کچھ دنوں میں نایاب ہو جائینگی۔ دنیا کو ہمارے
وجود کا فائدہ تو معلوم ہو۔ نئے سال میں کئی عمدہ سلسلے
نظم و نثر مضامین کے آغاز ہونگے انتظار کیجیے۔

اس جلد کے ناتمام مضامین کچھ تو وجہ سے ناتمام ہیں
کہ دوبیر دو عطان ہی ناتمام ہے چکر میں تو میا اور قطر کی تعاہ
لگے ... دیکھا اسوجہ سے کہ

کار دنیا کسے تمام نہ کرد

سال بھر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا چکر قائم رہا۔ ہمارا تا
مکہ ندھی مہاتما ناپنے گئے اور خالی ہاتھ ناچتے چلے آئے۔
حاصل اس گردش ناہنجار کا صرف یہ ہے کہ کل قومی مجلس
یعنی کانگریس کی شرکت کے بغیر ایک نیا سیاسی بوٹو رل
دیر سے غیر سے پھیلیاں ہندوستانیوں کو شریک کرکے
بنایا جائے گا جس میں صدہا قسم اپنے فساد اکھوے
نکالینگے۔ اور خدا نے چاہا تو وہ ناتمام ناقص ہی رہیگا۔

نوٹ: ۱۰ جنوری ۱۹۳۲ء میں جن حضرات کی میعاد خریداری ختم ہوتی ہے [illegible]
انکی خدمت میں اطلاعی خطوط بھیجے جائینگے [illegible]

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے بیچ بیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ